# کالا باغ ڈیم بنائیں

# پاکستان بچائیں

جلد اوّل

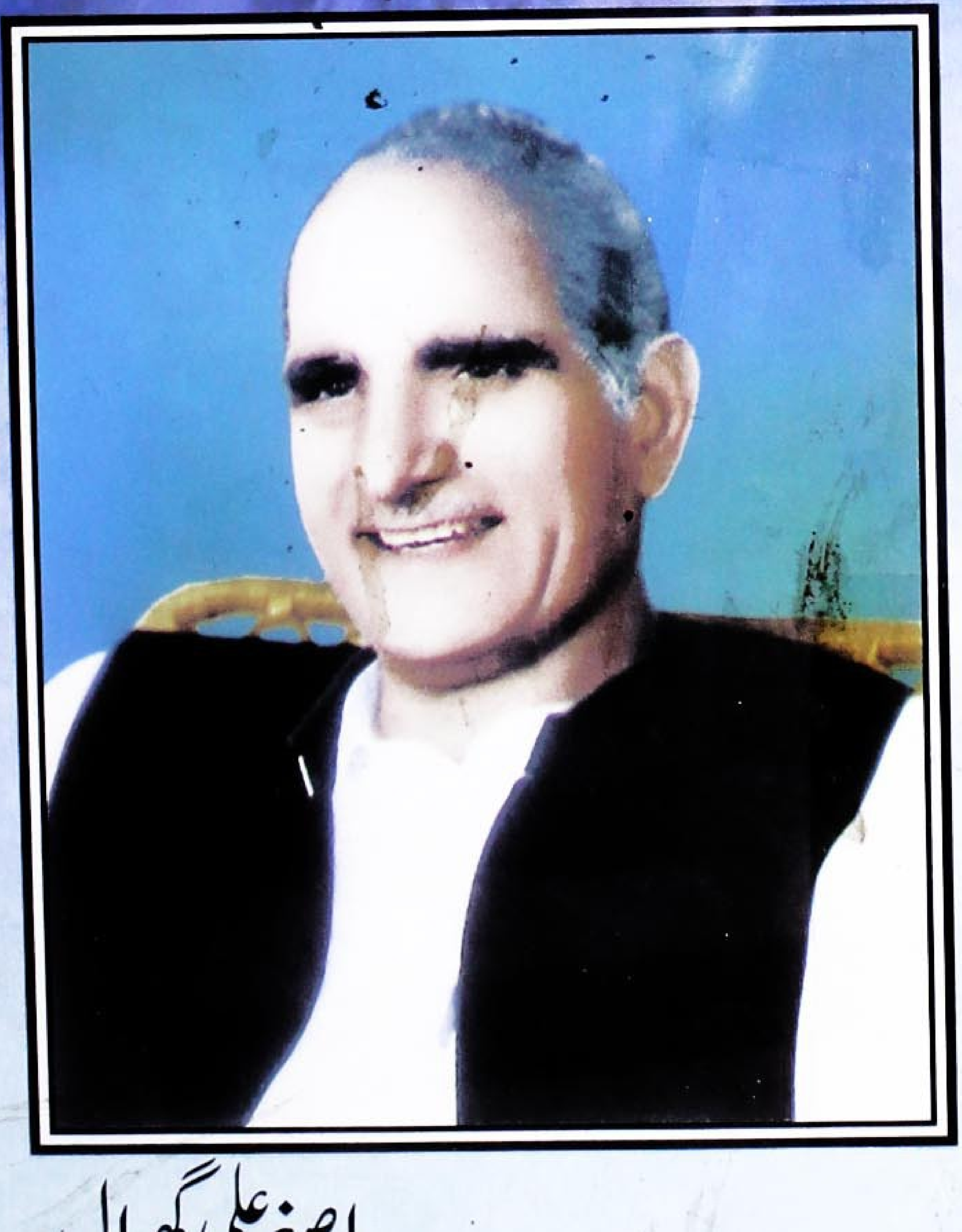

اصغر علی گھرال

Marfat.com

110937



جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ


نام کتاب: کالاباغ ڈیم بنائیں۔ پاکستان بچائیں

تصنیف و تالیف: اصغر علی گھرال

اہتمام: ارسلان سلمان۔ ابوذر ابراہیم

ہارس ولید۔ عبداللہ عمر عادل

کمپوزنگ: نصر اللہ وڑائچ

مطبع: روزن پرنٹرز

اشاعت اول: جنوری 2011ء

تعداد: گیارہ سو

قیمت: پانچ سو روپے

(امریکہ): 6 ڈالر

(برطانیہ): 4 پاؤنڈ

(یورپ): 5 یورو

اسٹاکسٹ لاہور: 0312-9625108

Rozan Publishers

ROZAN BUILDING RAILWAY ROAD.GUJRAT.PAKISTAN



Ph:+92 53 3536018,2118711 Cell:0300 9625108

www.apnarozan.com,e.mail:dailyrozan@hotmail.com,dailyrozan@gmail.com


Marfat.com

# فہرست


| نمبر شمار | مضمون | مضمون نگار | صفحہ نمبر |
|---|---|---|---|
| 1 | انتساب | | 9 |
| 2 | پیش لفظ | | 10 |
| 3 | اب منزل دور نہیں | | 14 |
| | گزشتہ چند ماہ کے واقعات ایک نظر میں | | 15 |
| 4 | کالاباغ ڈیم......ایک تعارف | | 31 |
| | **مفروضے اور مغالطے** | | |
| 6 | ''مردہ گھوڑا'' | | 36 |
| 7 | تین صوبے خلاف! | | 37 |
| | فوجی حکمرانوں کو طعنہ! | | 38 |
| 8 | وفاق کی قیمت پر کالاباغ ڈیم منظور نہیں! | | 39 |
| 9 | اگلے سال دسمبر میں لوڈشیڈنگ کا خاتمہ! | | 42 |
| 10 | عوام کے اعتماد کو ٹھیس! | | 43 |
| 11 | ''اپنے بہروپ کا احترام کریں'' | | 44 |
| 12 | نیا سال مبارک ہو | | 46 |
| 13 | ''NFC پر اتفاق رائے'' مبارک باد | | 47 |
| | **کالاباغ ڈیم کو ہمیشہ کیلئے ترک کرنے پر ردعمل!** | | |
| 14 | کالاباغ ڈیم ذبح نہ کریں............!!! | | 49 |
| 15 | دو قتل معاف | | 56 |
| 16 | ''میں گواہ ہوں۔ چاروں صوبوں نے کالاباغ ڈیم پر اتفاق کیا'' | جنرل زاہد علی اکبر | 58 |
| 17 | ''تیرے گھر وچ وسے لاری تے گوتا بگارھیا'' | | 59 |
| 18 | کالاباغ ڈیم کی تعمیر کا فیصلہ قائداعظمؒ نے کیا؟ | ڈاکٹر ایم اے صوفی | 65 |
| 19 | ''کالاباغ ڈیم کا مخالف، پاکستان کا مخالف ہوگا'' بینظیر بھٹو | سید ساجد یزدانی | 69 |
| 20 | کالاباغ ڈیم کا سب سے بڑا حامی......محمد خاں جونیجو | رفیق ڈوگر | 74 |
| 21 | کالاباغ ڈیم......پنجابیوں سے گلہ! | سید ارشاد عارف | 76 |


Marfat.com

| | | | |
|---|---|---|---|
| 22 | محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خاں اور کالا باغ ڈیم | | 77 |
| 23 | پنجاب کا مقدمہ | حنیف رامے | 79 |
| 24 | اس دن کالا باغ ڈیم بن جائے گا! | مطلوب احمد وڑائچ | 82 |

## گذارشات

| | | | |
|---|---|---|---|
| 25 | یہ کام تو محترم مجید نظامی ہی کر سکتے ہیں! | | 86 |
| 26 | چیف جسٹس آف پاکستان جناب جسٹس افتخار محمد چودھری | | 88 |
| 27 | چیف آف آرمی سٹاف جنرل اشفاق پرویز کیانی | | 89 |

## سیاسی رہنماؤں کی توجہ کے لئے!

| | | | |
|---|---|---|---|
| 28 | جناب **آصف علی زرداری** | | 92 |
| 29 | جن کے ''بادشاہ'' اتنے بے خبر ہوں۔ | | 94 |
| 30 | صدر پاکستان کی سندھی ڈیم پالیسی! | رفیق ڈوگر | 95 |
| 31 | صدر آصف علی زرداری کے گناہوں کا کفارہ | فاروق عالم انصاری | 98 |
| 32 | صدر زرداری سرپرائز دیں گے؟ | | 101 |
| 33 | **یوسف رضا گیلانی**......وزیر اعظم پاکستان | | 102 |
| 34 | وزیر اعظم صاحب! واحد حل تو کالا باغ ڈیم ہے! | | 104 |
| 35 | کالا باغ ڈیم کی کوششیں نظر بھی آنی چاہئیں | | 108 |
| 36 | کالا باغ ڈیم......گورنر سلمان تاثیر اور میاں نواز شریف | | 109 |
| 37 | کالا باغ ڈیم کے حق میں گورنر پنجاب کا دلیرانہ بیان | | 113 |
| 38 | کالا باغ ڈیم، گورنر کے 100 نکات | | 114 |
| 39 | کالا باغ ڈیم۔ **میاں نواز شریف** کے ایجنڈے پر سر فہرست | | 115 |
| 40 | میاں نواز شریف اپنے سیاسی منشور میں کالا باغ ڈیم کا اضافہ کریں | ڈاکٹر ایم اے صوفی | 120 |
| 41 | 3-10-97 اکتوبر کو نواز شریف کی قومی اسمبلی میں تقریر سے اقتباس | | 122 |
| 43 | میاں صاحب! آپ کا 'موکھا' ڈیم...... تکمیل کا منتظر ہے | | 123 |
| 44 | کلیجہ نکالنے کا فن | | 126 |
| 45 | **شہباز شریف** صاحب! کوئی کام کر کے دکھائیں! | | 127 |
| 46 | اس لاوارث صوبے کا خدا ہی حافظ ہے | | 132 |
| 47 | خادم اعلیٰ سے اس سے کمتر ''وارہ'' نہیں! | | 138 |

Marfat.com

| | | | |
|---|---|---|---|
| 48 | یہ کیسا وزیراعلیٰ تھا؟ | زاہدہ حنا | 143 |
| 49 | ہمارے قائدین | سعید آسی | 146 |
| 50 | پشاور اور میانوالی کے جذبات | " " " | 149 |
| 51 | **چوھدری برادران** | | 153 |
| 52 | پیر صاحب آف پگاڑہ شریف | | 155 |
| 53 | کالاباغ ڈیم روشن پاکستان کی ضمانت ہے | مونس الٰہی | 156 |
| 54 | **اسفند یار ولی خان** ...... دریائے فرات کے کنارے | | 157 |
| 55 | **الطاف حسین** اور ایم کیو ایم | | 162 |
| 56 | کالاباغ ڈیم اور ہمارا موقف | قاضی حسین احمد | 164 |
| 57 | میں نے قاضی صاحب کی خدمت میں عرض کی | شریف فاروق۔ پشاور | 167 |
| 58 | **عمران خان** اور تحریک انصاف | | 169 |
| 59 | تحریک انصاف کا مسلم لیگ 'ن' پر الزام | | 171 |
| 60 | افسوسناک ڈیم کہانی ...... کالاباغ ڈیم | حسین محی الدین قادری | 172 |
| 61 | شیخ رشید احمد صدر عوامی مسلم لیگ | | 174 |
| 62 | ڈاکٹر شیر افگن | | 175 |


## سرحد سے ہی جواب آ گیا


| | | | |
|---|---|---|---|
| | کالاباغ ڈیم ...... سرحد کے لئے فوائد | راجہ سکندر زمان | 177 |
| 63 | سرانجام خاں کا انٹرویو+ سینیٹر انور کمال کا بیان | | 178 |
| 64 | کالاباغ ڈیم کی کسی صورت مخالفت نہیں کریں گے | اجمل خٹک / سلیم سیف اللہ | 180 |


## مختلف سماجی تنظیموں کے رہنماؤں کی خدمت میں


| | | | |
|---|---|---|---|
| 65 | قانون سے مسلح سیاہ پوش فورس کے نام! | | 182 |
| 66 | مملکت کے پاور فل 'چوتھے ستون' کی خدمت میں! | | 183 |


## کالاباغ ڈیم اکابرین ملت کی نظر میں


| | | | |
|---|---|---|---|
| 67 | بیرون ملک پاکستانیوں سے | | 184 |
| 68 | ملتان کا کالاباغ ڈیم سیمینار ...... | سہیل بلوچ | 185 |


Marfat.com

| | | | |
|---|---|---|---|
| 69 | ''کالاباغ ڈیم بناؤ۔ملک بچاؤ'' کسان بورڈ ریلی کا پیدل مارچ | | 186 |
| 70 | بھارتی آبی جارحیت...... | ایوب میو | 187 |
| 71 | کالاباغ ڈیم ضرور بننا چاہیے | خواتین رہنماء | 188 |


## کالاباغ ڈیم پر انجینئر شمس الملک اور دیگر ماہرین کی بحث


| | | | |
|---|---|---|---|
| 72 | کالاباغ ڈیم پر بحث | | 190 |
| 73 | شمس الملک کا انٹرویو | | 191 |
| 74 | کالاباغ ڈیم اور شمس الملک! | | 192 |
| 75 | نوشہرہ تک پانی پہنچنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا | انجینئر شمس الملک | 193 |
| 76 | پاکستان پانی کی مزید کمی برداشت نہیں کرسکتا | سید جماعت علی شاہ | 195 |
| 77 | بھارت 2013ء تک تمام دریاؤں کا رخ اپنی طرف موڑ لے گا' | ظہور الحسن ڈاہر | 196 |
| 78 | پانی کا بحران حکومت اور عوام کے لئے سب سے بڑا چیلنج ہے | '''''' | 197 |
| 79 | بھارت کی پاکستانی دریاؤں پر 91 ڈیم تعمیر کرنے کی منصوبہ بندی | '''''' | 198 |
| 80 | پنجاب واٹر کونسل کا انتباہ | | 199 |
| 81 | کوئلہ سے بجلی 12 روپے فی یونٹ سے کم دستیاب نہ ہوگی | ڈائریکٹر جنرل پیپکو | 200 |


## کالاباغ ڈیم کے حوالے سے 'جیو' پر پروگرام


| | | | |
|---|---|---|---|
| 82 | کالاباغ ڈیم کے حوالے سے 'جیو' پر پروگرام | میزبان: انیق ناجی | 202 |


## رینٹل پاور پروجیکٹ کے حوالے سے ARY پر مناظرہ


| | | | |
|---|---|---|---|
| 83 | راجہ پرویز اشرف اور مخدوم فیصل صالح حیات کا مناظرہ | میزبان: کاشف عباسی | 217 |
| 84 | رینٹل پاور پلانٹس | ارشاد احمد عارف | 228 |
| 85 | رینٹل پاور پلانٹس تصور سے بھی بڑا گھپلا ہے | فیصل صالح | 229 |
| 86 | کرائے کے بجلی گھر اور ایشیائی بنک کا صائب مشورہ | | 230 |
| 87 | رینٹل پاور منصوبوں میں 23 ارب کی کرپشن ہوئی | امیر مقام | 231 |


## کالاباغ ڈیم......اپنے مزید کچھ کالم


| | | | |
|---|---|---|---|
| 88 | اگر اجازت ہو تو ڈیم بنالیں | | 233 |
| 89 | کالاباغ ڈیم کو قتل ہونے سے بچالیں | | 237 |
| 90 | پنجاب اور کالاباغ ڈیم......ایک نئی تجویز! | | 241 |


Marfat.com

| | | | |
|---|---|---|---|
| 91 | گھاس سوپ اور گھاس روسٹ کا مزہ لیں | | 245 |
| 92 | "ہائے تھم کلاوے آ گیا اے...... | | 249 |
| 93 | کالاباغ ڈیم......معذرت خواہانہ رویہ کیوں؟ | | 252 |
| 94 | کالاباغ ڈیم......اور کسی بھائی کو اعتراض ہے؟ | | 255 |
| 95 | بجلی۔پانی کا بحران......حکومت کی سوچ میں تبدیلی | | 258 |


## اخبارات کے اداریوں سے


| | | | |
|---|---|---|---|
| 96 | کالاباغ ڈیم......"عالمی طاقتیں رکاوٹ ڈال رہی ہیں" | وزیر دفاع کا انکشاف | 263 |
| 97 | کالاباغ ڈیم......اب حکومت بسم اللہ کر دے | | 266 |
| 98 | کالاباغ ڈیم کے لئے پنجاب اسمبلی کی متفقہ قرارداد | | 268 |
| 99 | وزیر پانی و بجلی ناکام ہیں، مستعفی ہو جائیں | | 272 |
| 101 | بحرانوں سے نبرد آزما قوم کو مزید بحرانوں کیلئے تیار رہنے کا مشورہ | | 276 |
| 102 | بھارت کی آبی جارحیت......کالاباغ ڈیم بنائیں | | 277 |


## اہم فنی اور تجزیاتی مقالے


| | | | |
|---|---|---|---|
| 103 | پانی کے تنازعات...........اعداد و شمار کو بولنے دو | سلطان علی چودھری | 280 |
| 104 | کالاباغ ڈیم کی افادیت | شمس الدین قمر سلہریا | 287 |
| 105 | کالاباغ ڈیم.... کیا جھوٹ کیا سچ؟ | انجینئر محمد سلیم اللہ خان | 290 |
| 106 | سندھ طاس معاہدہ اور اپنے حقوق کا تحفظ | ڈاکٹر مظہر قیوم | 298 |
| 107 | بھارتی آبی جارحیت اور ہماری مجرمانہ غفلت | محمد سلیمان خان | 305 |
| 108 | پچاس سال سے تعمیر کے منتظر کالاباغ ڈیم کی فریاد | غلام مصطفیٰ | 310 |
| 109 | کالاباغ ڈیم پابند سلاسل کیوں؟ | محمد حسین چوہدری | 317 |
| 110 | کالاباغ ڈیم کی تعمیر کیوں ضروری......؟ | نجیب اللہ زبیر خان | 325 |
| 111 | کالاباغ ڈیم کا مقدمہ!...... .... | ساجد حسین ملک | 330 |
| 112 | کالاباغ ڈیم اور قومی اتفاق رائے | ..... | 336 |
| 113 | پنڈت نہرو کا "واٹر بم" پی پی پی کے وفاقی وزیر نے چلا دیا | ڈاکٹر انور سدید | 343 |
| 114 | کالاباغ ڈیم کی تعمیر ناگزیر ہے | ..... | 347 |
| 115 | کالاباغ ڈیم کی تعمیر ناگزیر ہے | غلام مہدی | 350 |
| 116 | کالاباغ ڈیم مخالف سیاستدان اور میڈیا کا کردار | خواجہ ثاقب غفور | 354 |
| 117 | کالاباغ ڈیم........اہم سنگ میل | فرخ شاہ | 357 |


Marfat.com

| | | | |
|---|---|---|---|
| 118 | مصلحت یا مجرمانہ غفلت | امجد بخاری | 359 |
| 119 | حکومت خاموش کیوں ہے؟ | احمد جمال نظامی | 363 |
| 120 | عوامی حکومت کالاباغ ڈیم کو زندہ درگور نہ کرے! | ڈاکٹر راشدہ قریشی | 368 |

## ریٹائرڈ جرنیلوں اور صنعتکاروں کی نظر میں

| | | | |
|---|---|---|---|
| 121 | کالاباغ ڈیم......حمید گل+ جنرل (ر) عبدالقیوم | ح گ۔ ع ق | 376 |
| 122 | کالاباغ ڈیم ملکی سلامتی کا منصوبہ جنرل (ر) ذوالفقار علی خاں | ذ ع خ | 377 |
| 123 | پانی کی قلت مستقبل قریب میں ملکی سلامتی کیلئے خطر بن سکتی ہے | امریکی مصنف | 378 |
| 124 | اتفاق میں برکت ہے | ظفر اقبال چودھری | 379 |

## کالم نگاروں کے کالموں سے

| | | | |
|---|---|---|---|
| 125 | کالاباغ ڈیم اور عالمی طاقتوں کے ایجنٹ | ڈاکٹر محمد اجمل نیازی | 384 |
| 126 | یہ دنیا کا واحد بیوقوف ملک ہے جو اپنا پانی سمندر میں ضائع کر رہا ہے | جرمن ڈپلومیٹ | 387 |
| 127 | چھوٹے ڈیم بیکار | نذیر ناجی | 388 |
| 128 | عوامی دباؤ کی ضرورت ہے | حمید احمد سیٹھی | 388 |
| 129 | کتنا بڑا المیہ..............؟ | عرفان صدیقی | 389 |
| 130 | تاریخ گواہ ہے...... | آفتاب اقبال | 390 |
| 131 | بھارت کا ہاتھ | ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ | 390 |
| 132 | قوم کو مبارک ہو | ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ | 391 |
| | "ورنہ پاکستان صومالیہ کا منظر پیش کرے گا" | رحمت علی رازی | 393 |
| 133 | زرداری صاحب! کالاباغ ڈیم پر ریفرنڈم کرائیں | خوشنود علی خاں | 394 |
| 134 | کالاباغ ڈیم | طارق اسماعیل ساگر | 395 |
| 135 | راجہ بجلی کے احسانات | تنویر قیصر شاہد | 397 |
| 136 | کالاباغ ڈیم علاقائی سیاست کی نذر | بشارت لودھی | 401 |

## کتابوں کا تعارف

| | | |
|---|---|---|
| 137 | عزیز بھٹی شہید | 406 |
| 138 | اسلام یا ملا ازم | 418 |
| 139 | گذارش احوال واقعی | 422 |
| 140 | گورنر سلمان کا تازہ بیان | 429 |


Marfat.com

# انتساب

پاک سرزمین کے
ان مقدس دریاؤں
کے نام
جو کل تک خوشی سے ٹھاٹھیں مار رہے تھے
مگر آج
جن کی گردن پر دشمن کا پنجہ ہے
اور جن کی
آنکھوں سے آنسو رواں ہیں
یہ آنکھیں کسی نجات دہندہ
کی
منتظر ہیں

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

# یہ محض ایک کتاب نہیں ہے!

کالاباغ ڈیم پاکستان کے لئے موت وحیات کا مسئلہ ہے۔ یہ منصوبہ ایک چیلنج کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ کالم نگار اور مضمون نگار حضرات اس پر لکھتے چلے آ رہے ہیں۔ یہ مسئلہ اخبارات کے اداریوں اور ادارتی نوٹوں میں جگہ پاتا ہے۔ مایہ ناز آبی ماہرین اس حوالہ سے اپنے قیمتی خیالات کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ سیاسی اور سماجی رہنماء اس کے حق میں بیانات جاری کرتے ہیں۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے۔ بقول کسے، ہماری تو سوئی ہی اس موضوع پر اٹک کر رہ گئی ہے۔

مگر بظاہر ان تحریروں کا ارباب اختیار پر مطلق کوئی اثر ہوتا نظر نہیں آ رہا تھا۔ اخبارات میں تحریروں کی زندگی ویسے بھی ایک روزہ ہوتی ہے۔ سوال یہ تھا کہ اس کا علاج کیا کیا جائے۔ میں نے اس کا جو حل سوچا، وہ آپ کے روبرو ہے۔ دوستوں کے شکریے کے ساتھ وہ تمام جواہر ریزے اس میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔ ظاہر ہے۔ اس نوع کی تحریروں میں تکرار ناگزیر ہے۔

..................

خالق کائنات نے فرمایا ہے۔ ''پانی میں جان ہے''۔

سائنس دانوں کی دوربین نگاہوں نے کائنات کی وسعتوں کے اب تک جو اندازے لگائے ہیں۔ ان کے مطالعہ سے عقل گم ہو کر رہ جاتی ہے۔ ان چاند، ستاروں، سورجوں، کہکشاؤں کا کون حساب کر سکتا ہے۔ تاہم ایک بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جس نعمت کو ہم 'پانی' کا نام دیتے ہیں۔ وہ کائنات میں نایاب تو نہیں مگر حد درجہ کمیاب ضرور ہے۔ اور کائنات میں اس کا رتبہ بڑا بلند ہے۔ اگر تلاش کے بعد کسی کرے میں اس کی موجودگی کے آثار مل جائیں تو سائنس دان خوشی سے اچھل پڑتے ہیں۔ کہ زندگی مل گئی! ہمارا کرۂ ارض اس لحاظ

Marfat.com

سے بڑا خوش قسمت ہے کہ یہاں اس نعمت کی فراوانی ہے مگر اس کرہ کی آبادی میں روز افزوں اضافے اور پانی کے بڑھتے ہوئے استعمال کے باعث پانی کم پڑ رہا ہے۔ چنانچہ دانشوروں نے برملا اس خدشے کا اظہار کیا ہے کہ آئندہ ملکوں کے درمیان جنگیں پانی پر ہوں گی۔

یہی باعث ہے کہ زندہ اور دور اندیش اقوام نے سب سے زیادہ توجہ اپنے ہاں پانی کو ذخیرہ کرنے پر دے رکھی ہے۔

بھارت اور ہم ایک ساتھ آزاد ہوئے ہیں۔ بھارت نے اب تک اپنے ہاں پانی کا قطرہ قطرہ ذخیرہ کرنے پر کیا کیا جتن نہیں کئے چار ہزار سے زیادہ ڈیم بنا لئے ہیں۔ بلکہ وہ تو اب ہمارے حصے کے پانی پر۔ ہمارے دریاؤں پر بھی ہاتھ صاف کر رہا ہے۔ چناب، جہلم اور سندھ کے اوپر کے حصوں پر 62 ڈیم تعمیر کر کے ہمیں "بے پانی" مارنے پر تلا ہوا ہے۔ اس کے مقابل میں ہمارے لئے شرم سے (پانی کے بغیر) ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ ہم نے 62 سالوں میں پانی کو ذخیرہ کرنے کے حوالے سے کیا مستعدی دکھائی ہے؟ ہماری خوش قسمتی سے ایک فوجی حکمران ہمیں دو بڑے ڈیم بنا کے دے گیا۔ جو مسلسل سلٹ اپ ہو رہے ہیں۔ تیسرے بڑے ڈیم کی سائٹ فطرت کا شاہکار ہے۔ ڈیم کی تعمیر کا سارا ساز و سامان، جس پر اربوں خرچ ہوئے ہیں۔ موقع پر موجود ہے۔

پانی کی کمی کے باعث ملک تباہی کے کنارے کھڑا ہے۔ صنعت بجلی کے جھٹکوں سے سسکیاں لے رہی ہے اور زراعت پیاس سے مر رہی ہے۔ مگر وہ دنیا کا عظیم الشان ڈیم ہنوز سوالیہ نشان بنا ہوا ہے؟

ہماری قومی بے بسی، بے حمیتی اور غیرت سے تہی دامنی کی یہ کیفیت ہے کہ ہم بھارت کو آبی جارحیت سے روک سکتے ہیں اور نہ کالاباغ ڈیم بنا رہے ہیں!!

.......................

کالاباغ ڈیم منصوبے کو ایک قطعی بے بنیاد منفی پروپیگنڈے سے سخت نقصان پہنچایا گیا ہے کہ تین صوبے اس کے خلاف ہیں۔ یا ان کو تحفظات ہیں۔ اور یہ امر قومی یک جہتی کے

Marfat.com

خلاف ہے۔ حالانکہ ان تینوں صوبوں نے اپنے ہاں اسمبلیوں میں رسمی قرار دادوں سے انحراف کرتے ہوئے 1991ء میں ملک کے اندر پانی کی تقسیم کے حوالے سے نیا تاریخی معاہدہ طے کیا۔ جس میں چاروں صوبوں کے وزراء اعلیٰ کی قیادت میں نمائندہ وفود نے ان مذاکرات میں بھرپور حصہ لیا اور پانی کی نئی تقسیم میں پنجاب کے حصے کا اتنا زیادہ پانی دوسرے صوبوں بالخصوص سندھ کو دے دیا گیا۔ کہ پنجاب کے اس وقت کے وزیر اعلیٰ غلام حیدر وائیں نے اس دستاویز پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ اور ڈیڈ لاک پیدا ہو گیا۔ پنجاب کے وفد کے دیگر ارکان نے انہیں یہ کہہ کر گھاٹے کا سودا قبول کرنے پر آمادہ کیا کہ اب جبکہ دوسرے صوبے کالا باغ ڈیم پر متفق ہو گئے ہیں۔ ڈیم بن گیا تو پانی کی کیا کمی؟ یہ چند سالوں کی تو بات ہے۔ تب جا کر غلام حیدر وائیں نے بچشم نم اس پر دستخط کیے۔ گذشتہ 20 سالوں سے اس واٹر ایکارڈ کے مطابق پانی تقسیم ہو رہا ہے۔ مگر جہاں تک کالا باغ ڈیم منصوبے کا تعلق ہے۔ وہی تین صوبوں کے تحفظات کی رٹ لگا کر بلاوجہ کنفیوژن پھیلائی جاتی ہے۔

ورنہ آج کالا باغ ڈیم کے لئے حالات جتنے سازگار ہیں پہلے کبھی نہ تھے۔ وفاق اور تین صوبوں میں اتحادی حکومتیں ہیں۔ پنجاب کی قیادت کی آواز میں ایک وزن ہے۔ جسے نظر انداز کرنا آسان نہیں ہے۔ پانی اور بجلی کے فقدان کے حوالے سے ملک تباہی کے غار پر کھڑا ہے۔ کالا باغ ڈیم کی مخالف لابی ایکسپوز ہو کر بدنام اور غیر مؤثر ہو چکی ہے۔

.................

تین صوبوں کے ناقابل فہم مخالفانہ رویے اور ہٹ دھرمی سے مایوس ہو کر آبی ماہرین نے ایک نئی تجویز بھی دی ہے۔ کہ اگر باقی تینوں صوبوں کو پانی ذخیرہ کرنے میں دلچسپی نہ ہو تو پنجاب دریائے سندھ میں اپنے حصے کا پانی سٹور کرنے کیلئے ڈیم کی اونچائی میں مناسب کمی کر کے کالا باغ ڈیم تعمیر کر لے۔

صوبہ سرحد اور ANP کو مطمئن کرنے کیلئے پہلے ہی ڈیزائن میں 10 فٹ بلندی کم کر دی گئی تھی۔ نئے ڈیزائن میں مزید کم ہونے سے ان کا اعتراض ختم ہو گا۔ اگر باقی صوبے اپنے اپنے حصے کا پانی ضرور سمندر میں لے جانا چاہتے ہیں تو یہ شوق پورا کر لیں۔ تاہم ڈیم

Marfat.com

کے ڈیزائن میں یہ گنجائش موجود رہے گی کہ جب بھی دوسرے صوبوں کو بھی پانی سٹور کرنے میں دلچسپی ہوئی۔ ڈیم کی دیواریں اونچی کر کے اسے فل سائز پر لے جایا جاسکے گا۔

..................

آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ کالاباغ ڈیم نہ بنا کر ہم اب تک کتنا قومی نقصان اٹھا چکے ہیں۔ ہم اسے ضائع کرنا افورڈ ہی نہیں کر سکتے۔ یہ ہماری بقاء کا سوال ہے۔ ملک کے اندر اس کے لئے awareness پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

یہ کوئی کتاب نہیں ہے۔ بلکہ اسی مقصد اور مقدس مشن کی تکمیل کا ذریعہ ہے۔ کالا باغ ڈیم کے لئے ایک بھرپور تحریک کی ضرورت ہے۔

یہ ایشو کیری لوگر بل، این آر او، حتیٰ کہ آزاد عدلیہ کی بحالی کی عظیم تحریک سے کسی طرح کم اہم نہیں ہے۔ سیاسی، سماجی تنظیموں کی لیڈرشپ، میڈیا سب کو خم ٹھونک کر اس میں حصہ لینا ہے۔

ہمیں یہ چیلنج قبول کرنا ہے!!!

اصغر علی گھرال
گھرال ہاؤس، گجرات
موبائل: 0301-7392339، 0533-023338
جنوری 2011ء
asgharghural@yahoo.com

..................

# اظہار تشکر و معذرت

میں ان تمام کالم نگاروں اور آبی ماہرین کا جن کے آرٹیکل کتاب میں شامل کئے ہیں۔ دلی شکریہ ادا کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ وہ میرا شکریہ ادا کریں گے کہ میں نے ان کے بکھرے موتیوں کو چن کر ایک لڑی میں پرو دیا ہے۔ روزانہ اخبار کی زندگی ایک دن کی ہوتی ہے جبکہ کتاب کی صورت میں ادب کو حیات جاوداں مل جاتی ہے۔

اس نوعیت کی کتاب کے مضامین میں تکرار نا گزیر ہے۔ اس کے لئے معذرت۔

Marfat.com

# اب منزل دور نہیں!

حالات وواقعات تیزی سے کالا باغ ڈیم کے حق میں جا رہے ہیں۔تاریخ کے بدترین سیلاب نے آنکھیں کھول دی ہیں۔اور ڈیم کی اہمیت وافادیت کو زیادہ اجاگر کر دیا ہے۔

کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے حوالے سے گذشتہ چند ماہ میں جو بتدریج پیش رفت ہوئی ہے۔وہ حوصلہ افزاء ہے۔اور اس کا تاریخ وار ایک اجمالی خاکہ پیش ہے۔

اس دوران پاکستان پیپلز پارٹی سمیت پنجاب اسمبلی کی طرف سے کالا باغ ڈیم کی بلا تاخیر تعمیر کے حوالے سے متفقہ قرارداد' ادارہ نوائے وقت کی طرف سے قومی ریفرنڈم کا انعقاد' چاروں صوبوں سے عوام کی بھرپور شرکت اور 99 فیصد کا فوری تعمیر کے لئے پرجوش مطالبہ۔ سپریم کورٹ میں رٹ کہ تعمیر کا حکم صادر فرمایا جائے۔یا مشترکہ مفادات کی کونسل کو اس ایشو کا ایک ماہ کے اندر فیصلہ کرنے کی ہدایت فرمائی جائے۔

پارلیمنٹ کے اندر کالا باغ ڈیم پر گرما گرم بحث' مباحثہ' سارا میڈیا کالا باغ ڈیم کے تذکروں سے گونج رہا ہے۔

سیاسی سماجی تنظیمیں اس کی حمایت میں سرگرم عمل ہیں۔اور ان سب سے بڑھ کر گورنر پنجاب سلمان تاثیر کا کالا باغ ڈیم کی حمایت میں جرأت مندانہ سٹینڈ اور مجاہدانہ اعلان۔ انہوں نے تو اس کے حق میں باقاعدہ مہم اور منظم تحریک کا آغاز کر دیا ہے۔

مسلسل لوڈشیڈنگ اور انتہائی مہنگی' بجلی کے باعث صنعت اور کاروبار ٹھپ ہو کر رہ گئے تھے۔بزنس کلاس نے گورنر کی آواز پر خوشگوار حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کان کھڑے کئے ہیں۔انہوں نے اس آواز کو' ویلکم' کہا ہے۔چیمبرز اور ساری بزنس کلاس کا ریسپانس زبردست حوصلہ افزاء ہے۔پانی کے ترسے کسانوں کی امیدوں کا تو مرکز ہی کالا باغ ڈیم ہے۔

ڈیم کی تعمیر اور افادیت پر مبنی 100 نکات کے ایجنڈے کے ساتھ گورنر سلمان تاثیر کا کارواں رواں دواں ہے۔اب بفضل تعالیٰ منزل دور نہیں ہے۔

ع تیز ترک گام زن منزل ما دور نیست

Marfat.com

# گذشتہ چند ماہ کے واقعات ایک نظر میں

(1)......20 مارچ 2010ء......آج نوائے وقت میں کویت سٹی سے خبر لگی ہے جس میں صدر زرداری کے ایک غیر ملکی دوست نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بتایا ہے کہ بجلی و پانی کے بحران کا حل اور ملکی معیشت کے لئے صدر زرداری کالا باغ ڈیم کی تعمیر کا فیصلہ کر چکے ہیں اور کسی وقت بھی سرپرائز دے سکتے ہیں۔

..........................

(2)......18-4......روزنامہ جنگ کے زیر اہتمام خلیل الرحمٰن میموریل سوسائٹی کے سیمینار میں اظہار خیال کرتے ہوئے مقررین نے اٹھارہویں ترمم کے کارنامے کو سراہا اور مطالبہ کیا کہ سیاستدان کالا باغ ڈیم پر بھی اتفاق رائے پیدا کریں۔

..........................

(3)...... 21-4......لاہور چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کے صدر ظفر اقبال چودھری نے کہا ہے کہ ملک میں ایک جیسی لوڈ شیڈنگ ہونی چاہئے۔ اگر لوڈ شیڈنگ بند نہ ہوئی تو امن وامان کی صورتحال کرغیزستان جیسے حالات پیدا کرسکتی ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا ۔کالا باغ ڈیم بلا تاخیر شروع کیا جائے۔

..........................

(4)...... 2-5......آج وزیر دفاع چودھری احمد مختار نے کالا باغ ڈیم کے حوالے سے حیران کن بیان دیا ہے' کہتے ہیں۔ "کالا باغ ڈیم پر عالمی طاقتیں اتفاق رائے نہیں ہونے دے رہی ہیں۔ لوڈ شیڈگ 3-4 سال میں بالکل ختم نہیں ہوگی "کم ہوگی"۔ اس ڈیم کی تعمیر سے توانائی کی کمی پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ البتہ اس پر اتفاق رائے ضروری ہے"۔

..........................

(5)...... 9-6......قومی اسمبلی میں بجٹ پر تقریر کرتے ہوئے چودھری پرویز الٰہی نے مطالبہ کیا کہ بے شک پنجاب کو پانی نہ دیں مگر کالا باغ ڈیم بنایا جائے۔

Marfat.com

..............................

(6) ...... 6-11......قومی اسمبلی میں مسلم لیگ ن کے رانا اسحاق نے مطالبہ کیا کہ کالاباغ ڈیم سمیت مزید ڈیم بنائیں جائیں۔ توانائی کا بحران ختم کرنے کے لئے بڑے ڈیم بنانا ضروری ہے۔

..............................

(7)......6-12...... آج پھر قومی اسمبلی میں مسلم لیگ ن کے ارکان نے مطالبہ کیا کہ ڈیم کا نام بے شک پختون خواہ رکھ لیں مگر اسے تعمیر ہونے دیں۔ ANP والوں نے No/No کا شور مچایا۔ ڈیسک بجائے۔ یوں کالاباغ ڈیم کے ایشو پر ارکان میں جھڑپ ہوئی۔

..............................

(8)......6-15......قومی اسمبلی میں کالاباغ ڈیم پر شدید ہنگامہ، مسلم لیگ ن اور ق کے ارکان اکٹھے ہو گئے۔ مسلم لیگ ق کی رکن محترمہ بشریٰ رحمان نے اپنی تقریر میں زور دے کر کہا کہ کالاباغ ڈیم بن کے رہے گا اور مخالفت کرنے والے منہ دیکھتے رہ جائیں گے۔ تو ANP اور سندھی ارکان نے ہنگامہ کھڑا کر دیا۔ مسلم لیگ ن اور ق کے ارکان بھی کھڑے ہو گئے اور ڈیم کے حق میں نعرہ بازی شروع ہو گئی۔ ایوان مچھلی بازار بن گیا۔

..............................

(9)...... 6-16......گورنر سلمان تاثیر نے آج گجرات کا دورہ کیا محترمہ بے نظیر بھٹو کی سالگرہ کا کیک کاٹا۔ ضلع کونسل ہال میں خطاب کیا۔ انہوں نے کالاباغ ڈیم کی تعمیر کا مطالبہ کیا اور کہا کہ کالاباغ ڈیم ضرور بنایا جائے اسے خواہ مخواہ تماشہ بنا دیا گیا ہے۔

..............................

(10)......سینٹ میں کالاباغ ڈیم کے ایشو پر ہنگامہ آرائی مسلم لیگ ق کے سینٹر طارق عظیم نے کہا کہ بین الاقوامی ماہرین بلا کر پارلیمنٹ کے ارکان کو بریفنگ دی جائے اس پر ANP اور اس کے ساتھ پیپلز پارٹی اور JUI کے ارکان بھی کھڑے ہو گئے۔ کہ کالاباغ ڈیم کا نام لینے والوں کی زبانیں کھینچ لیں گے۔ مسلم لیگ ن اور ق کے ارکان بھی

Marfat.com

کھڑے ہو گئے اور نعرہ بازی کی۔ اجلاس پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کرنا پڑا۔ چودھری شجاعت حسین نے کہا کہ ANP اپنا رویہ درست کرے ہم بولے تو بات دور تک جائے گی۔ ہم کالاباغ ڈیم کے لئے تحریک چلائیں گے۔

..........................................

(11)......20/6۔ وزیراعظم یوسف رضا گیلانی نے ایک بیان میں کہا ہے کالاباغ ڈیم ایک اچھا منصوبہ ہے۔ یہ قومی اثاثہ بن سکتا ہے۔

..........................................

(12)...... آج پنجاب اسمبلی میں بجٹ پر تقریر کرتے ہوئے چودھری خالد اصغر گھرال نے کہا پاکستان کو بچانے کے لئے کالاباغ ڈیم ضروری ہے۔ پنجاب خود تعمیر شروع کردے۔ سندھ کے وڈیرے اور ANP سیاست کر رہے ہیں۔ ڈیم نہ بنا تو بجلی کا بحران ختم نہ ہوگا۔ صوبہ خیبر پختون خواہ کو اعتراض ہے تو اونچائی مزید کم کردیتے ہیں۔

..........................................

(13)......22/6...... مسلم لیگ ق کی MNA بشریٰ رحمان نے وقت نیوز کے ساتھ انٹرویو میں کہا ہے کہ ڈیم کے خلاف بھارت سمیت کئی طاقتیں سرگرم ہیں۔ قومی کانفرنس بنائی جائے قومی منصوبہ کو خواہ مخواہ متنازعہ بنادیا گیا ہے۔

..........................................

(14)......23/6...... آج مسلم لیگ ن کے ایک خصوصی اجلاس میں یہ قرار دیا ہے کہ کالاباغ ڈیم کی اہمیت سے انکار نہیں لیکن قومی یکجہتی ضروری ہے۔ میاں نواز شریف صدارت فرما رہے تھے۔

(15)......25/7......وزیراعظم یوسف رضا گیلانی نے لاہور ایئرپورٹ پر میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ کالاباغ ڈیم سیاست کی نذر ہو گیا۔ بھاشا ڈیم نہیں ہونے دیں گے۔..........................................

(16)......01/8...... آج لاہور ایئرپورٹ پر وفاقی وزیر تجارت مخدوم امین فہیم نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا۔ ” کالاباغ ڈیم بارے فیصلہ ہو گیا ہے۔ لیکن ابھی

Marfat.com

اسے اوپن کرنا مناسب نہیں ہے۔انہوں نے کہا ڈیم کے لئے چاروں صوبوں کا اتفاق رائے ضروری ہے۔"

..............................

(17)......9/8......ملتان میں سیلاب متاثرین سے خطاب میں وزیر اعظم نے کہا کالا باغ ڈیم ہوتا تو جانی و مالی نقصان سے بچ سکتے تھے۔اتفاق رائے پیدا ہو جائے تو حکومت تعمیر کا کام شروع کر دے گی۔معاملے کو سیاسی بنا دیا گیا ہے۔اتفاق رائے پیدا کرنے کے لئے تکنیکی ماہرین کردار ادا کریں۔

..............................

(18)......12/8......وزیر اعلیٰ سرحد امیر حیدر ہوتی نے ایک بیان میں کالا باغ ڈیم کی مخالفت کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر کالا باغ ڈیم ہوتا تو نقصان دس گنا زیادہ ہوتا۔

..............................

(19)......13/8......ARY ٹی وی چینل پر مباحثہ، انجینئر شمس الملک، شیخ رشید احمد اور فردوس عاشق اعوان شریک گفتگو ہیں۔انجینئر شمس الملک نے واضح کیا کہ اگر کالا باغ ڈیم ہوتا تو نہ نوشہرہ ڈوبتا اور سرحد بھی بچ جاتا۔شیخ رشید احمد نے کہا کہ بھاشا ڈیم تو بیس سال تک نہیں بن سکتا۔شاہراہِ ریشم کا بڑا حصہ غرقاب ہو جائے گا۔بھاشا کا مقام اتنا دشوار گزار ہے کہ وہاں سامان لے جانے کے لئے راستے اور ٹریک بنانا آسان نہیں ہے۔فردوس عاشق اعوان نے تین صوبوں کی قراردادوں کی رٹ لگائی۔

..............................

(20)......15/8......آج میاں نواز شریف نے ایک بیان میں کہا ہے "یہ وقت کالا باغ ڈیم پر بحث کا نہیں ہے۔"

..............................

(21)......18/8...... روزنامہ نوائے وقت میں کالا باغ ڈیم پر قومی ریفرنڈم کا سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے۔

..............................

Marfat.com

(22)......تحریک صوبہ ہزارہ کے قائد بابا حیدر زمان نے وقت TV کے ساتھ انٹرویو میں کالاباغ ڈیم کی زبردست حمایت کی ہے اور اسے بے حد مفید قرار دیا ہے۔انہوں نے یہ بھی بتایا کہ میاں نواز شریف کو تیسری دفعہ وزیراعظم بننے کے لئے اسفندیار ولی خاں سے سودے بازی کرنا پڑی ہے۔اس لئے وہ کالاباغ ڈیم کے مسئلے پر "ڈھیلے" پڑ گئے ہیں۔

..................................

(23)......31/8...... آج وزیراعظم یوسف رضا گیلانی نے بیان میں کہا ہے کہ مزید ڈیموں کی ضرورت ہے مگر کالاباغ ڈیم پر کسی کو سبز باغ نہیں دکھانا چاہتے۔

..................................

(24)......31/8......نوائے وقت نے وزیراعظم کے کل کے بیان کا سخت نوٹس لیتے ہوئے اس کی تعمیر پر زور دیا اور انتباہ کیا کہ اگر مزید پانچ سال اس پر کام نہ کیا تو سندھ طاس معاہدے کے تحت اس کے پانی پر بھارت قابض ہو جائے گا۔

..................................

(25)......11/9......گورنر سلمان تاثیر کا کالاباغ ڈیم کی حمایت میں دھماکہ خیز بیان۔آج اخبارات میں ان کی مدلل اور مدبرانہ پریس کانفرنس چھپی ہے کہ کالاباغ ڈیم ضروری ہے۔صوبے اور سیاسی قوتیں تعمیر کے لئے مل بیٹھ کر بات کریں ڈیم ہوتا تو سیلاب سے اتنا نقصان نہ ہوتا۔

..................................

(26)......نوائے وقت کے ریفرنڈم کا اعلان کر دیا گیا ہے۔67279 آراء موصول ہوئیں،99% نے حمایت کی۔اخبار نے چاروں صوبوں کا شکریہ ادا کیا۔

..................................

(27)......15/9......وزیراعظم نے آج پھر ایک بیان میں کہا ہے کہ کالاباغ ڈیم کی خاطر تین صوبوں کو ناراض نہیں کر سکتے۔

..................................

(28)......17/9......صدر آصف علی زرداری نے کہا ہے کہ اتفاق رائے کے بغیر بڑے ڈیمز کی تعمیر قومی یکجہتی کے لئے نقصان دہ ہے۔بڑے ڈیموں کے لئے اتفاق رائے

Marfat.com

پیدا کرنے کی کوششیں جاری رہنا چاہئیں۔ لیکن ہمیں غیر متنازعہ ڈیم بھی تعمیر کرنے چاہئیں۔

..............................

آج گورنر سلمان تاثیر نے نیوی کے ایک وفد سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر وقت کی اہم ضرورت ہے۔ جو لوگ مخالفت کرر ہے ہیں۔ میں ان کے ساتھ بیٹھنے کے لئے تیار ہوں اور دس منٹ میں ان کو قائل کر سکتا ہوں۔

..............................

(29)......22/9......آج نوائے وقت کی طرف سے کالا باغ ڈیم پر حالیہ ریفرنڈم کا ریکارڈ' ریذیڈنٹ ایڈیٹر جاوید صدیق نے وزیر اعظم کو پیش کر دیا۔ جناب مجید نظامی کا خط بھی دیا کہ اب اس کی تعمیر شروع کر دیں۔ وزیر اعظم نے کہا "مجھے ڈیم کی تعمیر سے کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن بہتر ہوگا کہ یہ ڈیم اتفاق رائے سے بنے۔ مشترکہ مفادات کی کونسل اس ڈیم کی تعمیر سے متفق ہو جائے تو بہتر ہوگا"۔

..............................

(30)......23/9......سابق گورنر ملک غلام مصطفیٰ کھر نے وقت نیوز کے پروگرام "اگلا قدم" میں اظہار خیال کرتے ہوئے کہا ہے کہ کالا باغ ڈیم ناگزیر ہے۔ محترمہ بینظیر بھٹو نے بھی اسے پاکستان کی زندگی قرار دیا تھا۔ بینظیر نے اپنے دور میں چاروں وزرائے اعلیٰ کی موجودگی میں اسے پاکستان کی زندگی قرار دیا۔ ملک غلام مصطفیٰ کھر نے کہا میں کالا باغ ڈیم کو ایٹم بم اور کشمیر سے زیادہ اہمیت دیتا ہوں۔ اس لئے کہ اس کا تعلق ہمارے پیٹ سے ہے۔

..............................

(31)......29/9...... ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے جناب مجید نظامی نے کہا ہے کہ بھارت پوری کوشش کر رہا ہے کہ کالا باغ ڈیم نہ بن پائے۔

..............................

(32)......آج گورنر سلمان تاثیر نے گجرات میں "ہما" کے عہدیداروں سے حلف وفاداری کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کالا باغ ڈیم کی تعمیر پر زور دیا۔ انہوں نے کہا

Marfat.com

کہ ڈیم ہوتا تو اتنی تباہی نہ ہوتی۔ پانی قومی اثاثہ ہے اسے سیلاب کی صورت میں سمندر میں ضائع نہیں کرنا ہے۔

..............................

(    )......کالاباغ ڈیم کی فوری تعمیر کے حق میں پرزور مطالبہ کے لئے کسان بورڈ کا پیدل قافلہ جام پور سے ڈیرہ غازی خاں پہنچ گیا۔ کل ملتان کے لئے روانہ ہوگا۔

..............................

(    )......5-10-10......کالا باغ ڈیم بناؤ ریلی کا مظفر گڑھ پہنچنے پر بھرپور خیر مقدم۔ نعرے بازی۔ دریائے سندھ سے سرائیکی خطے کو اس کے حصے کا پانی دیا جائے۔ افضل رانا۔ ریلی آج ملتان پہنچے گی۔ شرکاء نے ''کالاباغ بناؤ۔ ملک بچاؤ'' کے پلے کارڈ اٹھا رکھے تھے۔ اور نعرہ بازی کر رہے تھے۔

..............................

(33)......5/10......پنجاب اسمبلی نے متفقہ قرارداد پاس کی۔ کہ کالاباغ ڈیم بنایا جائے۔ قرارداد اپوزیشن لیڈر چودھری ظہیر الدین نے پیش کی کہ وفاقی حکومت کالاباغ ڈیم کے لئے اتفاق رائے پیدا کرے۔ ماہرین کے نزدیک اس کی تعمیر قابل عمل ہے اور یہ بہت سودمند ڈیم ہے۔

..............................

(34)......8/10......آج قومی اسمبلی میں وفاقی وزیر پانی و بجلی پرویز اشرف نے اعلان کیا کہ کالا باغ ڈیم تعمیر نہیں کریں گے۔ پنجاب کی قرارداد اپنی جگہ مگر تین صوبے خلاف قراردادیں منظور کر چکے ہیں۔ 9-9 سال فوجی حکمران رہے ہیں کالا باغ ڈیم کیوں نہ بنایا؟

..............................

(35)......آج ہی گورنر سلمان تاثیر نے ایک بیان میں کہا ہے کہ کالاباغ ڈیم کو سیاسی مسئلہ نہ بنایا جائے اسے مسترد کرنا ہرگز قومی مفاد میں نہیں ہے۔ کالاباغ ڈیم کے فوائد پر ایک یادداشت جلد پورے ملک کو بھجوائیں گے۔

Marfat.com

..............................

(36)......9/10......روزنامہ خبریں کے چیف ایڈیٹر ضیاء شاہد اور سابق صوبائی وزیر چودھری سلطان علی نے سپریم کورٹ میں مشترکہ رِٹ دائر کی ہے۔ کہ کالا باغ ڈیم بنانے کا حکم صادر فرمایا جائے یا مشترکہ مفادات کی کونسل کو ہدایت فرمائی جائے کہ وہ ایک ماہ کے اندر اس کا فیصلہ کرے۔

..............................

(37)......10/10......آج نوائے وقت کے مقالہ افتتاحیہ میں وفاقی وزیر پانی و بجلی پر کڑی تنقید کی گئی ہے اور پرویز اشرف کے استعفیٰ کا مطالبہ کیا گیا۔

..............................

(38)......آج کی اچھی خبر یہ ہے کہ تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خاں فعال ہو گئے ہیں اور انہوں نے اعلان کیا ہے کہ انہوں نے کالا باغ ڈیم کے مخالفین کو قائل کرنے کے لئے باقاعدہ مہم شروع کر دی ہے۔ ٹیلی فونک رابطے شروع ہیں۔ انصاف سٹوڈنٹس بھی تعمیر کے حق میں مہم چلائیں گے۔ کسی زمانے میں عمران خاں نے کالا باغ ڈیم کے حق میں صوبہ سرحد تک جا کر زبردست مہم چلائی تھی۔

..............................

(39)......11/10......روزنامہ جناح میں خوشنود علی خاں نے اپنے کالم میں بتایا ہے کہ وہ اور ضیاء شاہد کالا باغ ڈیم کے حق میں تحریک چلانا چاہتے ہیں۔ جس کی قیادت کے لئے بزرگ اور قابل احترام ہستی جناب مجید نظامی کو راضی کر لیا گیا ہے۔

..............................

(40)......12/10......آج سردار ذوالفقار علی کھوسہ نے نوائے وقت کے ساتھ ایک انٹرویو میں انکشاف کیا ہے کہ سن 92ء 91ء میں سارے صوبوں کے درمیان پانی کی تقسیم اور کالا باغ ڈیم پر اتفاق رائے ہوا تھا۔ اس اجلاس میں وزرائے اعلیٰ پانی کے وزراء، چیف سیکرٹری اور سیکرٹری آب پاشی شامل ہوئے اور دستاویز پر دستخط ہوئے۔

..............................

Marfat.com

(41)......13/10......نوائے وقت میں آج یہ خبر خوشگوار حیرت سے پڑھی گئی کہ وفاقی وزیر پانی و بجلی پرویز اشرف نے ایک بیان میں میڈیا سے کہا ہے کہ وہ عوام کو کالا باغ ڈیم کے لئے تیار کرے۔ اور اللہ کرے کالا باغ ڈیم پر صوبوں کا اتفاق رائے ہو جائے (یہ وزیر موصوف کے مؤقف میں بڑی تبدیلی ہے۔)

..............................

4)......18/10...... گورنر سلمان تاثیر نے کالا باغ ڈیم کی تعمیر اور افادیت پر 100 نکات تیار کروالئے۔ آبی ماہرین اور واپڈا احکام کی معاونت سے چاروں صوبوں میں مہم شروع کی جائے گی۔ گورنر صنعتکاروں اور سرمایہ کاروں سے ملیں گے۔ انہوں نے کہا صرف پیپلز پارٹی عمل درآمد یقینی بنا سکتی ہے۔

..............................

(43)......21/10/10......وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی نے روزنامہ نوائے وقت کے چیف ایڈیٹر جناب مجید نظامی کے نام ایک خط میں ان کوششوں کو سراہا ہے جو وہ کالا باغ ڈیم ایسے قومی ایشو پر عوامی حمایت کے فروغ کے لئے کر رہے ہیں۔ وزیر اعظم نے خط میں یقین دلایا ہے۔ کہ حکومت کالا باغ ڈیم پر اتفاق رائے کے لئے بھرپور کوشش کرے گی۔

..............................

(44)......آج ایکسپریس نیوز چینل پر یہ پٹی چلتی رہی۔ کہ سرحد کے سابق وزیر اعلیٰ اور پیپلز پارٹی شیر پاؤ گروپ کے سربراہ آفتاب شیر پاؤ نے کہا ہے۔ کہ اگر کالا باغ ڈیم بن گیا ہوتا۔ تو ہمارے صوبے میں اتنا نقصان نہیں ہونا تھا۔

..............................

(45)......26/10/10......کراچی میں عبداللہ شاہ غازی کے مزار پر حاضری کے بعد وزیر اعلیٰ ہاؤس میں میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی نے کہا ہے کہ کالا باغ ڈیم مردہ ایشو ہے۔ چاروں صوبوں کے اتفاق رائے کے بغیر نہیں بنے گا۔

گویا گنگا گئے تو گنگا رام...... جمنا گئے تو جمنا داس

..............................

Marfat.com

(46)......28/10/10......آج روزنامہ نوائے وقت نے 26 اکتوبر کے بیان پر وزیر اعظم کی خوب خبر لی ہے۔ اداریہ کا عنوان ہے۔ ''جناب وزیر اعظم! کالاباغ ڈیم کے لئے اتفاق رائے کی قطعاً ضرورت نہیں۔''

..............................

(47)......28/10/10......آج سپریم کورٹ نے رینٹل پاور منصوبوں کا مکمل ریکارڈ طلب کر لیا۔ جبکہ چیف جسٹس نے اپنے ریمارکس میں کہا۔ کہ عدالت کو بتایا جائے۔ کہ آخر حکومت نے اس قدر مہنگی قیمت پر کرائے کے بجلی گھر کیوں حاصل کئے۔ کیا پتہ نہیں تھا۔ بوجھ عوام پر پڑے گا۔ ایشیائی بنک کے سنگین الزامات نظر انداز نہیں کر سکتے۔

..............................

(48)......4-11-2010......آج کی خبر کے مطابق کالاباغ ڈیم کی تعمیر کیلئے کسان بورڈ پاکستان کا قافلہ جام پور سے پیدل سفر کرتا ہوا۔ گذشتہ روز ڈیرہ غازی خان پہنچ گیا۔

..............................

(49)......6-11-2010......''کالاباغ ڈیم بناؤ ملک بچاؤ'' کسان بورڈ ریلی پیدل مارچ کرتے ہوئے مظفر گڑھ پہنچ گئی۔ ریلی سے خطاب کرتے ہوئے کالاباغ ڈیم موومنٹ کے سربراہ انجینئر ممتاز احمد' کسان بورڈ کے رہنماؤں خواجہ محسن ریاض' منیر احمد بودلہ اور حافظ منظور نے خطاب کیا۔

..............................

(50)......19-11-2010......آج دوست ملک ترکی سے بحری جہاز پر نصب دنیا کا سب سے بڑا پاور جنریشن پلانٹ کراچی پہنچ گیا۔ اس سے 232 میگاواٹ بجلی پیدا ہو گی۔

..............................

(51)......20-11-2010......پیپکو کے ذرائع نے بتایا ہے کہ ترکی کا پلانٹ'

Marfat.com

ملک کا مہنگا ترین پاور پراجیکٹ ہے۔ کرایہ دینے کے لئے ہر ماہ بجلی کے نرخوں میں 2 فیصد اضافہ کے سوا چارہ نہیں۔ بوجھ صارفین پر پڑے گا۔

..........................

(52)......21-11-2010...... کراچی: آج وفاقی وزیر پانی و بجلی راجہ پرویز اشرف نے کراچی میں ترکی سے آنے والے رینٹل پاور پلانٹ کا افتتاح کیا۔ انہوں نے بتایا۔ کہ 5 سال کا معاہدہ ہے۔ اس دوران 45 ارب 46 کروڑ کرایہ دینا پڑے گا۔ پلانٹ سے 232 میگاواٹ بجلی پیدا ہوگی۔ جو 18 روپے فی یونٹ دستیاب ہوگی۔ مگر عوام کے بلوں میں اضافہ نہیں ہوگا۔ سبسڈی دیں گے۔ اس سے صرف کراچی میں بجلی کے بحران پر قابو پانے میں مدد ملے گی۔

..........................

(53)......23-11-2010...... آج روزنامہ نوائے وقت نے اپنے ادارتی نوٹ بعنوان "بجلی کی کمی دور کرنے کے لئے مستقل حل کی ضرورت" میں بتایا ہے۔ کہ وفاقی وزیر پانی و بجلی کا یہ کہنا۔ کہ عوام کے بلوں میں اضافہ نہیں ہوگا۔ اس سے بھی بڑا جھوٹ ہے۔ جو وہ لوڈشیڈنگ کے خاتمہ کے لئے ڈیڈ لائنیں دے کر بولتے رہے ہیں۔ پاور پراجیکٹ سے صرف کراچی کو بجلی ملے گی۔ اور پیداوار 2 ہفتوں میں شروع ہوگی۔ جبکہ بجلی کی قیمتوں میں یکم نومبر سے 2 فیصد اضافہ پورے ملک میں کر دیا گیا ہے۔ اور ہر ماہ 2 فیصد اضافے کا عندیہ دیا جا رہا ہے۔ ضرورت تو آئی پی پیز اور مہنگے رینٹل منصوبوں سے جان چھڑانے کی تھی۔ اخبار نے سستی پن بجلی کے لئے کالاباغ ڈیم کی فوری تعمیر پر زور دیا ہے۔

..........................

(54)......18-12-2010...... اسلام آباد۔ چیف جسٹس افتخار محمد چودھری کی سربراہی میں سپریم کورٹ کے 3 رکنی بنچ نے گدو اور نوڈیرو میں لگائے جانے والے کرائے کے بجلی گھروں میں ہونے والی بدعنوانی سے متعلق ازخود نوٹس کی سماعت کی۔ اور حکم دیا کہ دونوں منصوبوں کی 2 ارب روپے سے زائد ایڈوانس رقم معہ سود واپس کی جائے۔ اور آج

Marfat.com

ہی عدالت کو اس سے آگاہ کیا۔ چیف جسٹس نے فرمایا۔ قومی دولت کا ضیاع نہیں ہونے دیں گے۔

.....................

(55)....9-12-2010...... اسلام آباد سپریم کورٹ کے حکم پر گدو اور نوڈیرو میں کرائے کے بجلی گھر لگانے والی رینٹل پاور کمپنیوں نے سرکاری خزانے میں سوا دو ارب روپے کے چیک جمع کرا دیئے ہیں اور رسیدیں عدالت عظمیٰ کو بھجوا دی گئی ہیں۔ چیف جسٹس نے کہا۔ گڑبڑ ثابت ہونے پر ذمہ داروں کو سخت سزا دی جائے گی۔ قومی دولت ضائع نہیں ہونی چاہیے۔

.....................

(56)....11-12-2010...... کراچی (خصوصی رپورٹ) مسلم لیگ کے رہنماء سابق وفاقی وزیر پانی و بجلی انجینئر امیر مقام نے کہا ہے کہ رینٹل پاور منصوبوں میں 23 ارب کی کرپشن ہوئی ہے۔ منصوبہ سازوں نے ملک کو جان بوجھ کر اندھیرے میں دھکیلا۔ اور نجی بجلی گھروں کے لئے جواز پیدا کیا۔ انہوں نے کہا۔ امید ہے۔ اعلیٰ عدلیہ بقایا 21 ارب کی واپسی بھی ممکن بنائے گی۔ اور ملوث افراد کو قرار واقعی سزا دے گی۔

.....................

(57)....13-12-2010...... گورنر سٹیٹ بینک شاہد حفیظ کاردار نے FPCCI میں تاجروں اور کاروباری برادری سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے۔ کہ حکومت 1500 ارب کے قرضے لے چکی ہے۔ حکومتی اخراجات کے باعث مہنگائی دگنی رفتار سے بڑھ رہی ہے۔ غیر ملکی سرمایہ کاری 74% کم ہوگئی ہے۔ سسٹم میں پیسہ موجود نہیں۔ نوٹ چھاپ کر فنانسنگ کی جا رہی ہے۔ صوبائی حکومتوں کے لئے سٹیٹ بنک نے دروازے بند کر دیئے ہیں۔ وفاقی حکومت کو قرضوں سے روکنے کا کام پارلیمنٹ کے ذمے ہے۔ حکومت نے قرض لینا بند نہ کیا۔ تو مالیاتی خسارہ 6,4 فیصد تک پہنچ سکتا ہے۔ مہنگی بجلی اور تیل بھی افراط زر کا باعث ہے۔

Marfat.com

..........................

(58).....14-12-2010.......اسلام آباد۔ چیف جسٹس سپریم کورٹ افتخار محمد چودھری نے کہا ہے۔ ہم کرپشن ختم کرنے اور سرکاری ادارے اس کے دفاع میں لگے ہوئے ہیں۔ جسٹس خلیل الرحمٰن رمدے نے کہا۔ عدالت نے رینٹل پاور کیس میں حکومت کی مخالفت کے باوجود رقم واپس لی۔ ورنہ حکومت تو کہہ رہی تھی۔ ہم نے رقم واپس نہیں لینی۔ آج کرائے کے بجلی گھر لگانے کی سرکاری پالیسی کے خلاف مقدمہ کی سماعت کے دوران چیف جسٹس افتخار محمد چودھری نے ریمارکس دیئے ہیں۔ کہ اتنی بڑی بے نتیجہ سرمایہ کاری کے ذمہ داروں کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے۔ اور کرائے کے بجلی گھروں کو ادا شدہ ایڈوانس کی رقوم واپس ہونی چاہئیں۔ آج جینکو معاہدوں کی تفصیلات پیش نہ کرسکا۔ آئندہ سماعت 13 جنوری تک ملتوی کردی گئی۔

نیپرا کے وکیل نے عدالت کو بتایا۔ کہ 18 منصوبوں میں سے 8 ختم کردیئے گئے ہیں۔ جبکہ مزید 2 کو حتمی نوٹس جاری کیے جاچکے ہیں۔

..........................

(59).....15-12-2010.......آج روزنامہ جنگ کی ایک خبر

اسلام آباد (مانیٹرنگ سیل) 25۔ دسمبر کے بعد ملک بھر میں بجلی کی لوڈ شیڈنگ کا دورانیہ دگنا کردیا جائے گا۔ پیپکو ذرائع کے مطابق ملک میں بجلی کا شارٹ فال بڑھ کر ایک ہزار میگاواٹ ہوگیا ہے۔

..........................

(60)...16-12-2010.......آج روزنامہ نوائے وقت لاہور کی ایک خبر کی سرخیاں

"بجلی کی لوڈشیڈنگ کا دورانیہ 15 گھنٹے تک جا پہنچا۔ شہری پریشان"

کاروبار زندگی ٹھپ ہوکر رہ گیا۔ فیکٹریاں کارخانے بند ہونے سے مزدور بیکار"

فیصل آباد کے نواحی علاقوں، ساہیوال، سیالکوٹ میں 10 سے 12 گھنٹے، پیرمحل میں 15 گھنٹے لوڈشیڈنگ پر لوگ سراپا احتجاج"

Marfat.com

..........................

(61).....16-12-2010......" جماعت علی شاہ فارغ' شیراز جمیل میمن نئے انڈس واٹر کمشنر تعینات"۔ "او۔ ایس۔ ڈی بنا دیا گیا۔ انہیں ناقص کارکردگی' مختلف الزامات کے باعث ہٹایا گیا۔ ذرائع۔
1993ء سے عہدے پر فائز تھے۔ وہ بھارتی دباؤ قبول کر چکے تھے۔ ظہور الحسن ڈاہر "ملک بھر کی کاشت کار تنظیمیں کافی عرصہ سے ان کو ہٹانے کا مطالبہ کر رہی تھیں"۔

..................................

(62)17-12-2010 انگریزی روزنامہ 'ڈان' میں واپڈا کے سابق اعلیٰ عہدیدار علی حسن نقوی کا 'Revisiting Kala Bagh' کے عنوان سے ایک مبسوط آرٹیکل شائع ہوا ہے۔ جس میں کالا باغ ڈیم کے مخالفین کے اعتراضات کا مسکت جواب دیا گیا ہے۔ اور ڈیم کی فوری تعمیر پر زور دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے۔ کہ کالا باغ ڈیم اور بھاشا ڈیم دونوں ضروری ہیں۔ مگر فرق یہ ہے۔ کہ جہاں کالا باغ ڈیم سٹارٹ لینے کے لئے ہر طرح تیار ہے۔ بھاشا ڈیم کے بارے آپ کچھ بھی نہیں کہہ سکتے کہ کب اسکی تعمیر شروع ہو سکتی ہے۔ شاہراہِ ریشم کا 330 میل حصہ غرقاب ہو جائے گا۔ جسکی تعمیر نو کے علاوہ اس پہاڑی خطے کے بڑے مسائل ہیں۔
کالا باغ ڈیم پر بھاشا ڈیم کی نسبت آدھے سے بھی کم خرچ آئے گا۔ اور اس سے آدھے ہی عرصے میں تعمیر ہو جائیگا۔ جبکہ اسکی افادیت بھاشا ڈیم سے کہیں زیادہ ہے۔

..................................

(63)29-12-10 آج حمید نظامی ہال میں منعقدہ "بجلی و پانی کا بحران...... حل کیا ہے؟" کے موضوع پر مذاکرہ ہوا۔ جس میں ماہرین نے کہا ہے کہ ڈیم نہ بنانے والے حکمران قومی مجرم ہیں۔ ڈیم ہوتے تو سیلاب کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ بجلی کی قلت کے باعث 50 فیصد صنعتیں بند ہو چکی ہیں۔ بے روزگاری بڑھ رہی ہے۔ کالا باغ ڈیم کی تعمیر سے ملک نہیں ٹوٹے گا۔ ایک غیر ملکی لابی رکاوٹ ہے۔

Marfat.com

..........................

(64) 10-12-29 آج سندھ طاس واٹر کونسل کے چیئرمین حافظ ظہور الحسن ڈاہر نے ایک پریس کانفرنس میں انتباہ کیا ہے کہ بھارت پاکستان کا وجود ختم کرنے کے لئے تکنیکی بنیادوں پر خوفناک آبی جنگ لڑ رہا ہے۔ حکومت اور فوج باقی ماندہ دریائی نظام بچانے کے لئے ہنگامی بنیادوں پر موثر پالیسی وضع کریں۔ ''دریا بچاؤ'' تحریک شروع کی جائے۔ پاکستان کے لئے مختص دریاؤں پر بھارت کی طرف سے ڈیمز کی تعمیر پاکستان کے لئے انتہائی خوفناک ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ پاکستان کے کروڑوں انسانوں کی زندگی خطرے میں ہے۔ بھارت تاریخ کی بڑی آبی ڈاکہ زنی پر پردہ ڈالنے کے لئے پاکستان کے اندر اربوں ڈالر خرچ کر رہا ہے۔

..........................

(65) 10-12-30 روزنامہ نوائے وقت نے آج ایک ادارتی نوٹ بعنوان ''کالاباغ ڈیم کی فوری تعمیر شروع کی جائے'' میں حکومت پر زور دیا ہے کہ کالاباغ ڈیم کی تعمیر میں ہرگز تاخیر نہ کی جائے۔

..........................

(66) یکم جنوری 2011ء گورنر سلمان تاثیر کا کالاباغ ڈیم کے حوالے ایکسپریس نیوز سے انٹرویو

..........................

(67) کالاباغ ڈیم کی تعمیر کے مخالفین پاکستان کے خیرخواہ نہیں۔ سلیم سیف اللہ

اسلام آباد (یکم جنوری 2011ء این این آئی) پاکستان مسلم لیگ ہم خیال کے صدر سینیٹر سلیم سیف اللہ نے کہا ہے کہ جو لوگ کالاباغ ڈیم کی تعمیر کی مخالفت کرتے ہیں۔ وہ پاکستان کے صفحہ اول کے دشمن ہیں اور وہ کسی طرح بھی پاکستان کے خیرخواہ نہیں۔ ان کا واحد مقصد یہ ہے کہ پاکستان کو توانائی کے شعبہ میں خود کفیل نہ ہونے دیا جائے۔ پاکستان کی بنیادوں کو کھوکھلا کیا جائے اور وطن کو صفحہ ہستی سے مٹایا جائے اور پاکستان میں ڈیم نہ ہونے

Marfat.com

کے باعث کشمیر کے راستے پاکستان کی جانب آنے والے دریاؤں کے پانی کو اپنے کنٹرول میں رکھ کر اسے پاکستان کی ضرورت کے وقت روک لیں گے اور بغیر ضرورت چھوڑنے کی سہولت ملتی رہے۔ (روزنامہ انصاف لاہور)

..............................

Marfat.com

# کالا باغ ڈیم......ایک تعارف

سندھ طاس معاہدہ میں پنجاب کے تین دریاؤں ستلج، بیاس اور راوی پر بھارتی حکومت کا حق ملکیت تسلیم کرلیا گیا۔ متبادل انتظامات کے طور پر آبپاشی اور توانائی کے لئے کالا باغ، منگلا اور تربیلا کے مقامات پر ڈیمز کی تعمیر کے منصوبوں پر کام شروع ہوا۔ کالا باغ ڈیم کے منصوبے کا آغاز 1953ء میں ہوا۔ اس ذخیرۂ آب میں دریائے سندھ، کابل اور سواں کے پانیوں کو جمع کیا جانا تھا۔ یہ ڈیم دریائے سندھ پر 97 میل، دریائے کابل پر 25 میل اور دریائے سواں پر 36 میل تک پھیلا ہوگا۔ یہ تربیلا ڈیم سے 192 میل نیچے اور کالا باغ ٹاؤن سے 12 میل اوپر واقع ہوگا۔ سطح سمندر سے بلندی 925 فٹ رکھی گئی تھی۔ جو بعد ازاں قریباً 915 فٹ کردی گئی۔ اس ڈیم سے 3600 میگا واٹ بجلی پیدا ہوگی۔ جو قریباً 80 پیسے فی یونٹ دستیاب ہوگی۔ بعد میں بجلی کی استعداد کو 4500 میگا واٹ تک بڑھایا جاسکے گا۔ یہ پن بجلی حاصل کرنے کا سستا ترین ذریعہ ہوگا۔ کالا باغ ڈیم سے 25 لاکھ ایکڑ بنجر رقبے سیراب کیا جاسکے گا۔ اس وقت 32 ملین ایکڑ فٹ پانی سمندر میں ضائع ہو رہا ہے۔ اس ڈیم میں 8 ملین ایکڑ فٹ پانی ذخیرہ کرنے کی صلاحیت ہوگی۔

......

دنیا بھر کے ماہرین (ڈیمز) نے باقاعدہ سروے اور تحقیقات کے بعد کالا باغ ڈیم کو ہر اعتبار سے موزوں ترین قرار دیا ہے۔ ان ماہرین میں ورلڈ بینک کے نائب صدر ڈاکٹر پیٹر لیف نک بھی شامل ہیں۔ جو 1965ء میں ورلڈ بینک کی مطالعاتی ٹیم کے اہم رکن تھے۔ ان کے علاوہ عالمی شہرت یافتہ ڈاکٹر ساویج بھی کالا باغ ڈیم کی جگہ اور Site کو موزوں ترین قرار دے چکے ہیں۔ ان ممتاز ماہرین نے اس دشوار گزار خطہ ارضی کے ایک ایک چپے کے ایک عرصہ تک پیدل سروے کئے۔ اور نتائج اخذ کئے۔

ڈیم کی تعمیر سے زیر زمین رقبے کا تناسب یوں ہے۔ کل رقبہ=159712۔ ایکڑ۔ صوبہ پنجاب=100397 ایکڑ (67 فیصد)۔ صوبہ سرحد=59333 ایکڑ (33 فیصد)

Marfat.com

زیرِ آب آنے والی قابل کاشت کل اراضی =27500 ایکڑ اس میں پنجاب کی 24500 ایکڑ جبکہ صوبہ سرحد کی =3000 ایکڑ ہے۔

............

1967ء میں منگلا ڈیم مکمل ہو چکا تھا۔اور پروگرام کے مطابق اس کے بعد کالا باغ ڈیم کی باری تھی۔اس کا سروے اور تحقیقاتی کام بڑی حد تک مکمل ہو چکا تھا۔مگر اس پر کالا باغ ڈیم کا آغاز نہ ہو سکا۔اور صدر ایوب خاں نے اس کی بجائے بوجوہ تربیلا ڈیم پر کام پہلے شروع کرا دیا۔اس وقت تک ملک کے کسی کونے سے اس کی مخالفت کا کوئی سوال ہی نہ تھا۔

یہ ڈیم فطرت کا شاہکار ہے۔اس کی سائیٹ مثالی ہے۔اس کے تین طرف پہاڑیاں اور صرف ایک طرف دیوار درکار ہے۔اس مقام پر دریائے سندھ کی چوڑائی کم ہے۔پانی کا ذخیرہ کرنے کے لئے قدرتی طور پر ایک بڑی جھیل موجود ہے۔اس کا سپل وے پینڈے سے بھی 50 فٹ نیچے ہوگا۔لہٰذا اس میں سلٹ جمع ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔اس کی لائف لامحدود ہے۔کالا باغ ڈیم کی تعمیر سے ملک میں سیلابوں سے تباہی کا خطرہ کم ہو جائے گا۔ماہرین کے مطابق کالا باغ ڈیم سے سندھ کی 8 لاکھ ایکڑ پنجاب کی 6 لاکھ 80 ہزار ایکڑ صوبہ سرحد کی 4 لاکھ 40 ہزار ایکڑ اور بلوچستان کی 5 لاکھ 40 ہزار ایکڑ بنجر اراضی زیر کاشت آئے گی۔

کالا باغ ڈیم سے 40 کلومیٹر مشرق کی جانب پیر پہائی کے مقام پر سٹاف کالونیز' دفاتر' واپڈا لاجز' ہسپتال' سکول اور پاور ہاؤس وغیرہ تعمیر ہو چکے ہیں۔کروڑوں روپے کی لاگت سے نصب کی جانے والی مشینری کھلے میدانوں میں پڑی خراب ہو رہی ہے۔سڑکوں اور ریلوے ٹریک کے علاوہ ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک سامان لانے اور لے جانے کے لئے قیمتی کیبل لفٹ بھی زنگ آلود ہو رہی ہے۔1985ء میں ماڑی انڈس ریلوے سٹیشن پر ڈیم کی تعمیر کا سامان اور مشینری بھی پہنچ گئی تھی۔مگر جب 1987ء میں ڈیم سے جھیل نکالنے کا مرحلہ آیا۔تو اس کی تعمیر کا کام روک دیا گیا۔انہی مسائل کے باعث اب تک اس منصوبے پر اربوں روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

Marfat.com

ڈیم کی سائٹ پیر پہائی کو براستہ تلہ گنگ' بالکسر انٹر چینج سے ملانے کے لئے نیشنل ہائی وے اتھارٹی نے سروے بھی مکمل کر لیا تھا۔ جبکہ سیمنٹ بنانے والی ایک نجی کمپنی نے ڈیم کے منصوبے کی تعمیر کے لئے پائپ لائن کے ذریعے سکندر آباد سے براہِ راست سیمنٹ فراہم کرنے کی پیشکش بھی کر رکھی ہے۔

کالا باغ ڈیم کی سٹڈی بالکل تیار پڑی ہے۔ اور اس میں اس کی لاگت کا تخمینہ بھی موجود ہے۔ اس کو ذرا اپ ڈیٹ کرنا ہے۔ جو کہ چند ماہ کے اندر کیا جا سکتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی کام شروع ہو سکتا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اگر یہ ڈیم بروقت تعمیر ہو جاتا۔ تو اب تک ہم اس سے 60' کھرب کا منافع کما چکے ہوتے۔

## پانی کے چشم کشا حقائق اور کالا باغ ڈیم

دنیا میں پانی کی تقسیم یوں ہے۔

☆......97.5 (ساڑھے ستانوے) فیصد کھارا ہے۔

☆......اور صرف 2.5 (اڑھائی فیصد) میٹھا ہے۔

اب آگے میٹھے پانی کی تقسیم کچھ اس طرح ہے۔

☆......74 فیصد گلیشئرز میں منجمد ہے۔

☆......0.3 فیصد دریاؤں' نہروں' جھیلوں اور ڈیمز وغیرہ میں ہے۔

☆......باقی 25.7 فیصد پانی زیر زمین ہے۔

گویا میٹھے پانی کی کل مقدار کا بھی بمشکل ایک فیصد انسانی دسترس میں ہے۔

اس سے میٹھے پانی کی نایابی' کمیابی اور اہمیت کا اندازہ لگائیں۔

ہم دریائے سندھ سے سالانہ 35 ملین ایکڑ فٹ پانی سمندر کی نذر کر رہے ہیں۔ پاکستان میں 1951ء میں سالانہ 5200 کیوسک پانی فی کس دستیاب تھا۔ آبادی میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے۔ چنانچہ یہ مقدار کم ہوتے ہوئے اب صرف 1250 کیوسک سالانہ رہ گئی ہے۔ عالمی معیار کے مطابق آخری حد ایک ہزار کیوسک سالانہ ہے۔ جسے انتہائی خطرناک اور 'الارمنگ' قرار دیا گیا ہے۔ ہم تیزی سے اس کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

Marfat.com

پانی کے ذخائر پر توجہ نہ دی گئی۔ تو ہمارا حال صومالیہ اور ایتھوپیا سے بدتر ہونے والا ہے۔

............

حال ہی میں دنیا بھر سے چوٹی کے پچاس ماہر سائنسدانوں کی ایک کانفرنس میں پانی کی قلت کو اس صدی کا سب سے بڑا مسئلہ قرار دیا گیا ہے۔
ان کا تجزیہ ہے۔ کہ 10 سال بعد دنیا کے 1/5 حصہ کو پانی کی شدید قلت کا سامنا ہو گا۔ بدقسمتی سے پاکستان ان ملکوں کی فہرست میں نمایاں ہے۔ صدی کا دوسرا اہم مسئلہ موسموں کی تبدیلی قرار دیا ہے۔

............

کبھی کبھی خشک سالی کے باعث دریائے سندھ میں پانی کی سطح معمول سے بہت نیچے چلی جاتی ہے۔ اگر مزید ذخیرہ نہ کیا گیا۔ تو یہ لمحۂ فکریہ ہے۔

............

1974ء میں تربیلا ڈیم کی تکمیل کے بعد اگر کالاباغ ڈیم کی تعمیر شروع کر دی جاتی۔ تو اب تک یہ ملک 60/کھرب سے زیادہ کما چکا ہوتا۔ صنعت اور زراعت کے فروغ سے یہ ملک دنیا کے خوشحال ملکوں میں شمار ہوتا۔

............

کالاباغ ڈیم سے 25 لاکھ ایکڑ رقبہ سیراب ہوگا۔
☆......صوبہ سرحد سے دریا کی بلندی پر واقع 8/لاکھ ایکڑ رقبہ زیرکاشت آئے گا۔
☆......اس سے سندھ میں خریف کی کاشت کے لئے پانی دستیاب ہوگا۔ جس کی شدید قلت ہے۔
☆......ڈیم سے انڈس ڈیلٹا کی سیم زدہ لاکھوں ایکڑ زمین قابل کاشت ہو جائیگی۔

☆☆☆

Marfat.com

# مفروضے اور مغالطے

Marfat.com

# ''مردہ گھوڑا''

اس حکومت نے جو پہلا شاہی فرمان جاری کیا۔ وہ کالا باغ ڈیم کی موت کا پروانہ تھا۔ کوئی ماتم ہوا۔ نہ قابل ذکر ردعمل سامنے آیا۔

تاہم اسے ''مردہ گھوڑا'' کہنے والوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ کہ ''مردہ گھوڑے'' کو بالآخر دفن کر ہی دیا گیا۔ خوب جشن منائے۔

اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے۔ پانی میں جان ہے۔ پانی اس کائنات کی قیمتی متاع ہے۔ اس چشمۂ آب حیات کو'مردہ' کہنا کتنی ستم ظریفی تھی۔

لیکن اگر یہ گھوڑا ہی تھا۔ تو مردہ ہرگز نہ تھا۔ ملک کے معروف ویٹرنری ڈاکٹر شمس الملک اس کی زندگی اور صحت کے بارے میں بدستور تصدیق کرتے رہے۔ اس کے باوجود ظالموں نے گڑھا کھود کر اس پر مٹی ڈال دی۔ اور اسے زندہ درگور کر دیا۔

مگر یہ سخت جان گھوڑا زیادہ دن زیر زمین دفن نہ رہ سکا۔ کیا یہ اصحاب کہف کے زمانے کی مانند گہری نیند سے پھر جی اٹھا ہے۔ یا یہ ققنس پرندے کی طرح ایسا جاندار ہے۔ جو اپنی خاک یا خاکستر سے پھر زندگی پا لیتا ہے۔ کچھ بھی ہو۔ وہ ''صبا رفتار شاہی اصطبل کی آبرو'' ہمارے روبرو کھڑا پھنکار رہا ہے۔

Marfat.com

# تین صوبے خلاف!

کالاباغ ڈیم پر گفتگو ہورہی تھی۔تو ایک صاحب بولے۔یار! سندھ اور سرحد کے تو ڈیم بارے غلط یا صحیح تحفظات ہیں مگر تیسرے صوبے بلوچستان کو کیا اعتراض ہے۔اس کے تو غیر آباد رقبے کو اضافی وافر پانی ملے گا۔دوسرے صاحب نے کہا۔اسے کوئی تکلیف نہیں ہے یہ چھوٹے صوبوں کے ساتھ محض یکجہتی، ہمدردی اور مروّت میں ایک رسمی سی قرارداد پاس کر چکا ہے۔پھر انہوں نے ایک واقعہ سنایا۔

کہنے لگے کسی مارشل لاء کے دور میں تین ملزموں کو ایک فوجی عدالت میں پیش کیا گیا۔ ان پر ایک باوردی فوجی جوان کو تشدد کا نشانہ بنانے کا الزام تھا۔کرنل نے مولوی صاحب سے استفسار کیا۔تو انہوں نے بتایا۔سر! اس فوجی جوان نے ہمارے پڑوس میں ایک چوبارے پر کمرہ لے رکھا ہے۔ مجھے شکایت ملی۔کہ وہ ہمارے گھر میں تانک جھانک کرتا ہے۔میری جوان بیٹیاں ہیں۔میں نے اسے منع کیا۔مگر وہ باز نہیں آیا۔کل مجھے سرراہ مل گیا۔تو میں نے پھینٹی لگادی۔

کرنل صاحب نے دوسرے ملزم سے پوچھا۔تو اس نے کہا۔سر! مولوی صاحب میرے پڑوسی ہیں۔شریف اور نیک انسان ہیں۔فوجی جوان کے خلاف ان کی شکایت کا مجھے علم تھا۔میں ادھر سے گزرا تو میں نے دیکھا۔کہ مولوی صاحب اور فوجی جوان گتھم گتھا ہیں۔مجھے ڈر لگا۔کہ الٹا فوجی جوان سے مار نہ کھا جائیں۔میں نے اخلاقاً ان کی مدد کی۔

فوجی عدالت کے سربراہ نے تیسرے ملزم سے سوال کیا۔تو اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔سر! مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔غلط فہمی میں مارا گیا ہوں۔ہوا یوں۔کہ میں سائیکل پر آرہا تھا کہ عجب منظر دیکھا۔دن دیہاڑے دو بلڈی سویلین ایک باوردی فوجی جوان پر تشدد کررہے ہیں۔میں نے باور کرلیا۔کہ ملک سے ظالم ڈکٹیٹر کا مارشل لاء اٹھ گیا ہے۔اور لوگ فوجیوں پر غصہ نکال رہے ہیں۔میں نے سائیکل کھڑی کی۔اور فوجی کو دو چار جڑ دیں۔مجھے معاف فرمادیں۔مجھ سے غلط فہمی میں غلطی سرزد ہوگئی ہے۔

Marfat.com

بلوچستان نے بھی دیکھا۔ کہ سندھ اور سرحد پنجاب کو مار رہے ہیں۔ اس نے بھی اظہار یکجہتی کے طور پر اپنا وزن ان کے پلڑے میں ڈال دیا۔ اور مروّت میں قرارداد پاس کردی۔ یوں مخالفین نے پروپیگنڈے کا طوفان برپا کر دیا۔ کہ تین صوبے خلاف ہیں!۔

پنجاب نے حالیہ NFC ایوارڈ میں زبردست قربانی دی ہے۔ دوسرے صوبوں بالخصوص بلوچستان کو نہال کر دیا ہے۔ اور وہ پنجاب کے شکرگزار ہیں۔

مگر پنجاب کی نالائق قیادت نے ان سے کالا باغ ڈیم کے مسئلہ پر بات تک نہیں کی ہے۔

## ''فوجی حکمرانوں کو طعنہ''

پانی و بجلی کے وفاقی وزیر راجہ پرویز اشرف نے قومی اسمبلی کے فلور پر کالا باغ ڈیم کی تعمیر سے انکار کرتے ہوئے سوال کیا۔ یا طعنہ دیا ہے۔ کہ یہاں 9-9 سال فوجی حکمران رہے ہیں۔ انہوں نے کالا باغ ڈیم کیوں تعمیر نہیں کیا۔؟

ایک صاحب کہنے لگے۔ ان سے کوئی پوچھے۔ کہ پاکستان میں جو 2 بڑے ڈیم تعمیر ہوئے ہیں۔ کیا وہ گوجر خاں کے راجگان نے تعمیر کرائے تھے؟

اور ان سے یہ بھی پوچھیے۔ کہ کیا جمہوری دور صرف اس لئے ہوتا ہے کہ حکمران طبقہ لوٹ مار سے تجوریاں بھرے۔ اور ولایت میں جا کر محل خریدے۔

.............................

Marfat.com

# وفاق کی قیمت پر کالاباغ ڈیم منظور نہیں!

ایک گمراہ کن مفروضہ یہ ہے۔ کہ اگر کالا باغ ڈیم پر اصرار کیا گیا۔ تو وفاق کو نقصان پہنچے گا۔ وفاق ٹوٹ جائے گا۔ اور ہمیں وفاق کی قیمت پر کالا باغ ڈیم منظور نہیں۔

حقیقت میں کالا باغ ڈیم کی وفاق سے کوئی دشمنی ہے۔ نہ مقابلہ!

آبی ماہرین نے یہ انتباہ کیا ہے کہ اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ کالا باغ ڈیم کی عدم تعمیر کی صورت میں اور تو شاید کچھ بچ جائے۔ (خاکم بدھن) پاکستان نہیں بچے گا۔ اس کے وجود کو اس کی بقاء کو شدید خطرہ لاحق ہے۔ ملک بغیر پانی کے ڈوب رہا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اس کی فوری تعمیر سے پاکستان کو بچانا ضروری ہے۔ یا پاکستان کی بقاء کو خطرے میں ڈال کر ''وفاق'' کو بچالیا جائے! ایک واقعہ یاد آرہا ہے۔

......

روایت ہے کہ ایک نمبردار کی بھینس چوری ہو گئی۔ بہت تلاش کی۔ نہ ملی۔ آخر طے ہوا۔ کہ سارے گاؤں سے حلف لیا جائے۔ چنانچہ ایک دروازے کے اوپر طاق پر قرآن پاک کا نسخہ رکھ دیا گیا۔ اس کے نیچے سے گزرنے والا ہر شخص قرآن شریف پر ہاتھ رکھ کر یہ حلف دیتا۔ یا قسم اٹھاتا۔ کہ اس نے بھینس چوری نہیں کی۔ اور نہ وہ اس بارے میں کچھ جانتا ہے۔ اگر وہ جھوٹ بولے۔ تو اس کے بچے مر جائیں!

گاؤں کے سارے ہی لوگ یہ حلف دے گئے۔ چور کا لنگوٹیا یار حقیقت حال سے واقف تھا۔ اس نے اپنے میراثی دوست سے گلہ کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ادھیڑ عمر میں اتنی خوبصورت نرینہ اولاد سے نوازا ہے۔ لیکن اس نے کس دیدہ دلیری سے منہ پھاڑ کر یہ کہنے کا حوصلہ کیا۔ کہ اگر وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ تو اس کے بچے مر جائیں۔

میراثی نے کہا۔ قحط کا زمانہ ہے۔ گھر میں کھانے کو کچھ نہیں۔ بچوں کو ننھیال بھیج دیا ہے۔ وہ بھی کون سے ساہوکار ہیں۔ کتنے دن ان کو روٹی کھلا سکیں گے۔ بھینس کے بغیر تو بچے یقینی موت کے منہ میں جا رہے تھے۔ اب اگر وہ میری جھوٹی قسم سے مر بھی جاتے ہیں۔ تو چار

Marfat.com

دن دودھ مکھن کی عیاشی کر کے مریں گے۔ ویسے عین ممکن ہے۔ کہ روٹی ٹکر کے بغیر بھی وہ محض دودھ دہی کے سہارے قحط کے دن گزار لیں۔ کوئی ضروری ہے۔ کہ غفورالرحیم خدا' میرے جھوٹے حلف کی سزا معصوم بچوں کو دے۔ یار! ان کو بچانے کے لئے ہی یہ رِسک لیا ہے۔

......

کالا باغ ڈیم کی عدم تعمیر سے پاکستان کی بقاء ہی خطرے میں پڑ گئی۔ تو ہم وفاق کو کیا کریں گے۔ اور یہ صوبے کس کام آئیں گے؟ ہاں ڈیم کی تعمیر سے زندہ و پائندہ پاکستان خوشحال ہو گا۔ تو وفاق کہیں نہیں بھاگ جائے گا!

..............................

Marfat.com

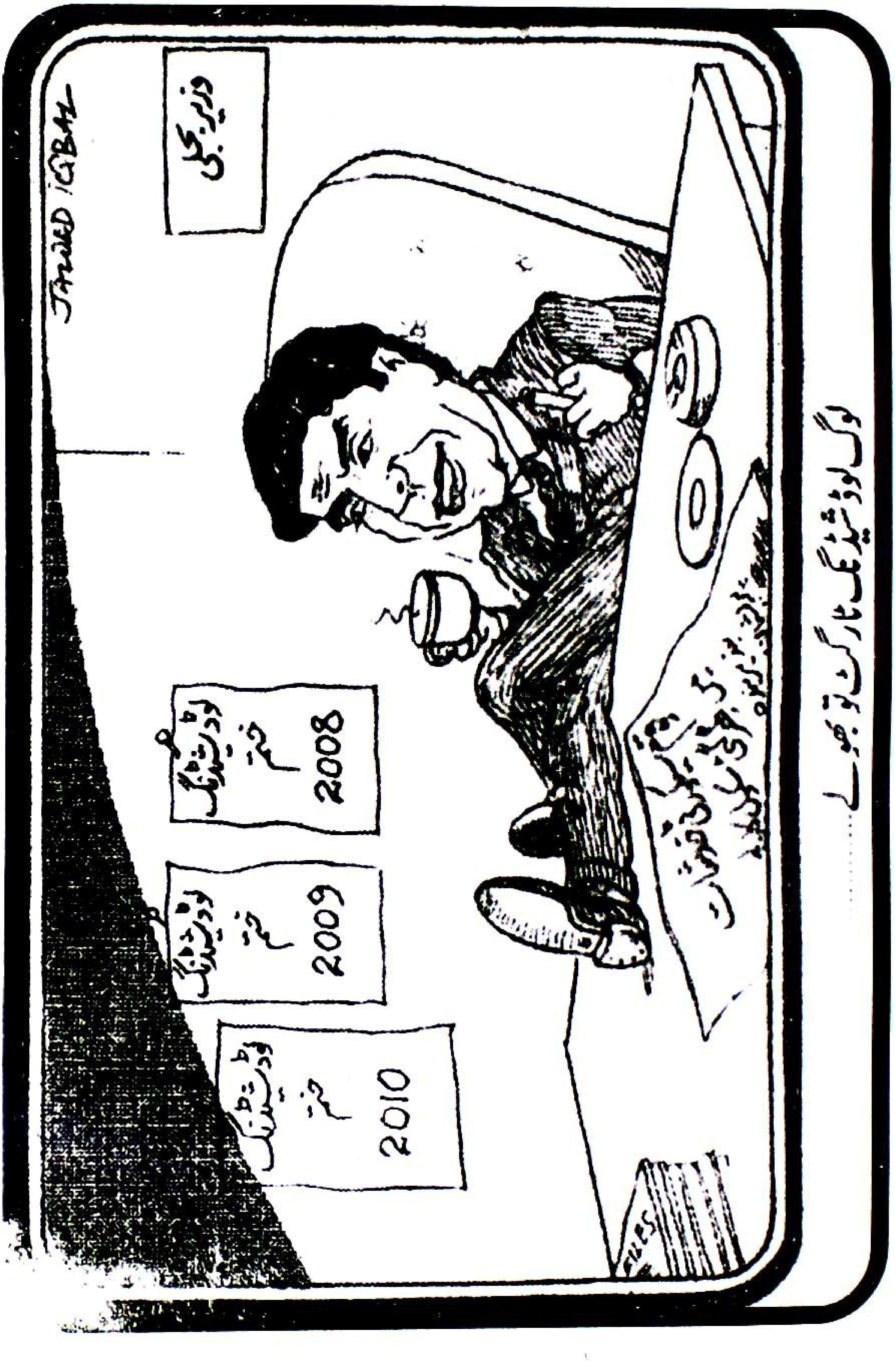


Marfat.com

# اگلے سال دسمبر میں لوڈشیڈنگ کا خاتمہ!

گزشتہ سال وفاقی وزیر لوڈشیڈنگ یہی یقین دلاتے رہے کہ دسمبر 2008ء تک لوڈ شیڈنگ ختم ہو جائیگی۔ مگر دسمبر تک یہ نہ ہو سکی تو نئے سال کے 12 مہینے پڑے تھے کہہ دیتے مارچ تک ہو جائیگی مئی تک ہو جائے گی مگر نہیں۔ فرمایا دسمبر 2009ء تک حتمی طور پر ختم ہو جائیگی ظاہر ہے کہ جب 2009ء گزرنے لگے گا تو موصوف دسمبر 2010ء کی خوشخبری سنا دیں گے پھر دسمبر 2011ء پھر دسمبر 2012ء، دسمبر 2013ء۔ علیٰ ھذا القیاس۔

..............

مجھے اس پر ایک دلچسپ واقعہ یاد آ رہا ہے نازیہ کو سینما کا بڑا شوق تھا اس زمانے میں زیادہ فلمیں پاکیزہ اور باوضو ہوا کرتی تھیں ساری فیملی کے ساتھ بیٹھ کر دیکھ سکتے تھے میکے میں وہ یہ شوق پورا کرتی رہی مگر بدقسمتی سے بوٹے خان نام کا جو شوہر اُس کے متھے لگا وہ بڑا کنجوس اور بے ذوق تھا شروع میں تو اس نے ایک مہینے میں ایک بار کے ریٹ سے اس کا شوق پورا کر دیا مگر پھر یہ کہہ کر پابندی لگا دی کہ فلموں میں کیا دھرا ہے؟ منڈے کڑی کی محبت کی بکواس ہی ہوتی ہے تاہم عرصہ بعد نازیہ نے بہت ضد کی تو اس نے وعدہ کر لیا کہ عید کے دن تمہیں سینما لے جاؤں گا۔ قربانی کی عید کو ابھی ڈیڑھ مہینہ پڑا تھا۔ نازیہ نے دل میں سوچا چلو 45 دن جیسے تیسے کاٹ ہی لوں گی۔ آخر فلموں کے بغیر اور محبت کئے بغیر بھی تو لوگ زندہ رہتے ہیں عید کا دن آیا اور گزر گیا شوہر میاں شام کو ہی بستر پر لیٹ گئے نازیہ نے جگایا تو کہنے لگے دن کو تھک گیا تھا ذرا آرام کر لوں آخری شو میں چلیں گے جب آخری شو کا ٹائم ہو گیا نازیہ جگانے گئی تو فرمانے لگے ''کیوں تنگ کرتی ہے جا جھلئے۔ جا کر سو جا۔ کیا پھر عید نہیں آنی ہے''۔؟

..............

# عوام کے اعتماد کو ٹھیس!

ہمارے غریب عوام نے حکمرانوں کو ووٹ دے کر جس اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ کیا ہمارے حکمران اس پر پورا اترنے کی کوشش کر رہے ہیں؟

یہاں مجھے ایک چھوٹا سا واقعہ یاد آ رہا ہے۔ ایک کسان نے قصائی کو کٹا فروخت کر دیا۔ قصائی رقم لے کر حویلی میں گیا تو کسان کا بیٹا وہاں کتاب پڑھ رہا تھا۔ قصائی نے رقم اس کے حوالے کی اور کھونٹے سے کٹے کا رسہ کھول لیا۔ دریں اثناء کٹے نے اجنبی کی بے رحم آنکھوں میں جھانک لیا اور اس نے حویلی سے باہر قدم رکھنے سے صاف انکار کر دیا۔ قصائی اسے باہر لے جانے کے لئے جتنا زور لگاتا کٹا اپنے دفاع میں اس سے زیادہ زور لگاتا۔ اسی کشمکش میں قصائی بے دم ہو گیا۔ وہ ھف اور پریشان ہو کر لڑکے کے پاس گیا کہ۔ کٹے کو حویلی سے باہر لے جانے میں مدد کرے۔ لڑکے نے کتاب رکھی اور کٹے کے قریب آ کر اس کی پیٹھ تھپکی کٹے نے انگڑائی لی۔ اس نے کٹے کے منہ میں انگلی رکھی اور کٹا خوش خوش اس کے ساتھ ہو لیا۔ حویلی سے باہر قصائی شکریہ ادا کر کے رسہ تھامنے لگا۔ تو لڑکے نے رسہ پکڑانے سے انکار کر دیا بلکہ جیب سے رقم نکال کر قصائی کو واپس کر دی۔ قصائی نے حیران اور پریشان ہو کر پوچھا۔ برخوردار! بات کیا ہے؟ کیا پیسے تھوڑے ہیں؟ لڑکے نے کہا۔ نہیں بزرگو! پیسے تھوڑے نہیں ہیں۔ پھر وہ تھوڑی دیر خاموش رہا۔ اس کی آنکھیں نم تھیں۔ کہنے لگا۔ اس نے مجھ پر اعتماد کیا ہے۔ میں اس معصوم جانور کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچا سکتا!

ہمارے مقتدر لوگ اس بدقسمت قوم کے 17 کروڑ ''معصوم جانوروں'' کے اعتماد کو نہایت بے دردی اور دیدہ دلیری سے ٹھیس پہنچانے میں ذرا دریغ نہیں کرتے۔

.... ............... ........

Marfat.com

ان سے کہہ دو

# "اپنے بہروپ کا احترام کریں"

ایک بہروپیے نے ایک درویش اور خدا رسیدہ بزرگ کا بہروپ بھرا۔ اور ایک رئیس کو دھوکہ دینے میں کامیاب رہا۔

رئیس نے بھاری نذرانہ پیش کرنا چاہا۔ مگر درویش نے شان بے نیازی سے ٹھکرا دیا۔ اور مالِ دنیا کی طرف مائل نہ ہوئے۔

دوسرے روز یہ بہروپیا اس رئیس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنے کامیاب بہروپ پر انعام طلب کیا۔

رئیس نے اسے خوشی سے انعام دیا۔ لیکن پوچھا۔ کہ کل تو تمہیں اس سے کہیں زیادہ بڑا نذرانہ پیش ہو رہا تھا۔ وہ کیوں ٹھکرا دیا۔

بہروپئے نے کہا۔ سرکار! کل میں نے ایک بے نیاز درویش کا بہروپ بھرا تھا۔ میں نذرانہ قبول کر کے اس بہروپ کی توہین نہیں کر سکتا تھا۔

..............................

Marfat.com

Marfat.com

# نیا سال مبارک ہو

2009ء کا آغاز شدید قسم کی لوڈ شیڈنگ سے ہوا تھا۔
درمیان میں مسلسل یہ یقین دہانی کرائی جاتی رہی کہ 31/ دسمبر 2009ء تک لوڈ شیڈنگ کا مکمل خاتمہ ہو جائے گا۔

............

2010ء بھی بجلی اور گیس کے حوالے سے رو دھو کر گزرا۔ 2010ء کے اختتام پر صورتحال گزشتہ سال سے بھی بدتر ہے۔ دونوں شعبوں میں لوڈ شیڈنگ کا ہی زور ہے۔ مہنگی بجلی کی قیمتوں میں ہر ماہ اضافہ ہو رہا ہے۔ گیس کی لوڈ شیڈنگ کے باعث کارخانے بند اور چولہے ٹھنڈے ہیں۔ پنجاب سے ویسے ہی سوتیلی ماں کا سلوک جاری ہے۔

............

اب ماشاء اللہ 2011ء کے نئے سال کا سورج طلوع ہو چکا ہے۔ لیکن معروضی حالات میں کسی فوری تبدیلی کی توقع نہیں۔ غریب عوام کو نجات کی کوئی راہ نظر نہیں آ رہی۔ اربابِ اختیار کی۔

ع وہی ہے چال بے ڈھنگی جو پہلے تھی سو اب بھی ہے

تاہم نیک تمناؤں کے ساتھ نئے سال کا خیر مقدم کرتے ہیں۔

..........................

Marfat.com

# "NFC پر اتفاق رائے" مبارک باد

19 سال بعد این ایف سی ایوارڈ پر اتفاق رائے بلاشبہ ایک تاریخی کارنامہ ہے۔ جس کے لئے حکومت پاکستان، وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی، وفاقی وزیر خزانہ مسٹر شوکت ترین، چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ، پنجاب کے میاں شہباز شریف، سندھ کے سید قائم علی شاہ، سرحد کے امیر حیدر خاں ہوتی اور بلوچستان کے نواب ایم اسلم رئیسانی اہل پاکستان کی طرف دلی مبارکباد کے مستحق ہیں۔

بلاشبہ این ایف سی ایوارڈ کے اعلان اور اس پر اتفاق رائے میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کا اہم کردار ہے۔ باقی تینوں صوبوں کے وزراء اعلیٰ نے ان کی کاوشوں کو بے حد سراہا ہے۔ اور اعتراف کیا ہے کہ پنجاب کی قربانی کے بغیر ایوارڈ پر اتفاق رائے ممکن نہ تھا۔

روزنامہ جنگ کے 5 رکنی پینل سے خصوصی انٹرویو میں میاں شہباز شریف نے بڑے فخر سے کہا ہے۔ "پنجاب نے قربانی دے کر این ایف سی ایوارڈ ممکن بنایا"۔
میاں صاحب نے مزید اس یقین کا بھی اظہار فرمایا کہ "دوسرے قومی مسائل کو بھی اسی جذبے سے حل کیا جا سکتا ہے۔" خدا میاں صاحب کی زبان مبارک کرے۔

..............................

ذرا میاں شہباز شریف سے پوچھئے کہ اس دوران قومی مسائل "بالخصوص کالا باغ ڈیم" کے مسئلے کے حل کے لئے کیا "پیش رفت" فرمائی ہے؟

..............................

Marfat.com

وفاقی وزیر پانی و بجلی راجہ پرویز اشرف نے 2008-5-27 کو ٹی وی پر کالاباغ ڈیم کو ہمیشہ کیلئے ختم کرنے کا اعلان کر دیا

# کالاباغ ڈیم کو ہمیشہ کیلئے
# ترک کرنے پر ردعمل!

Marfat.com

# کالاباغ ڈیم ذبح نہ کریں..................!!!

ٹی وی پر خبریں ہو رہی تھیں۔ پانی و بجلی کے وفاقی وزیر نے اچانک کالاباغ ڈیم کے حوالے سے ایک قومی خودکش بم پھینکا۔ عوام سکتے میں رہ گئے۔ سقوط ڈھاکہ کے بعد انہوں نے اس سے زیادہ بری خبر نہیں سنی ہوگی۔

موت کی خبر سنانے کا بھی ایک سلیقہ ہوتا ہے۔ مثلاً ایسی خبر لے کر آنے والے ''بندے'' کے چہرے پر خبر تحریر ہوتی ہے۔ چنانچہ اسے دیکھتے ہی گھر والی پریشانی کے عالم میں پوچھتی ہے۔ بوٹیا! خیریں آیاں ایں ناں!'' اور بوٹا بھرائی ہوئی آواز میں جواب دیتا ہے۔ ''بی بی جی! افسوس اے بابا ''ڈلا'' ''پورا ہو گیا اے'' مگر بجلی اور پانی کے وفاقی وزیر کو بجلی اور پانی کے سب سے اہم منصوبے کے 'قتل' کی خبر سناتے ہوئے کوئی ملال نہیں تھا۔ وہ نہایت افسوس کے ساتھ اعلان کیا جاتا ہے بھی نہیں کہہ سکے اس کے برعکس باڈی لینگویج سے یوں ظاہر ہوتا تھا جیسے سر سے کوئی بوجھ اتر گیا ہے۔ پنجابی شکل وصورت کا وہ وزیر مونڈھے پر خون آلود کلہاڑے کے ساتھ ایک جلاد سا نظر آیا۔

کالاباغ ڈیم تو بھاشا ڈیم یا کسی دوسرے ڈیم کی طرح عام ڈیم نہیں ہے۔ یہ ڈیم سندھ طاس معاہدے کا اہم حصہ ہے۔ ہم معاہدے کے مطابق پنجاب کے تین دریاؤں سے محروم ہوئے اور متبادل انتظام کے طور پر پاکستان کے تین بہترین محل وقوع کے Sites پر بڑے ڈیم تعمیر کرنے کے لئے عالمی اور بین الاقوامی سطح پر امداد اور سہولتوں کی یقین دہانیاں کرائی گئیں یہ تین مقامات منگلا' کالاباغ اور تربیلا تھے۔

سب سے پہلے آزاد کشمیر میں منگلا ڈیم پر کام شروع ہوا۔ دنیا میں شاید ہی کوئی بڑا ڈیم ایسا بنا ہو۔ جس کی کسی نہ کسی صورت میں مخالفت نہ ہوئی ہو۔ مگر حکومتوں نے ایسی مخالفانہ مہمات کی کبھی پروانہ کی ہے اور قوم کے وسیع تر مقاصد کو پیش نظر رکھا ہے۔

منگلا ڈیم کی بھی شدید مخالت ہوئی' دیگر آبادیوں کے علاوہ ایک پورا شہر۔ میر پور' غرقاب ہو رہا تھا۔ عوام اپنے آباء واجداد کی قبروں' گھروں اور زمینوں کے بارے میں

Marfat.com

بڑے حساس اور جذباتی تھے۔ڈیم کے خلاف زبردست ایجی ٹیشن شروع ہوگئی۔آزاد کشمیر کے صدر کے ایچ خورشید نے روایتی طریقوں سے ایجی ٹیشن کو دبانے کی کوشش کی۔صدر ایوب خود وہاں گئے۔حکومت کے پاس ڈنڈے کے علاوہ تھیلے میں گاجروں کا ذخیرہ بھی ہوتا ہے۔گرفتاریاں بھی عمل میں لائی گئیں۔لیکن حکومت نے دیگر سہولتوں کے علاوہ میر پور کے لوگوں کو یوکے کے لئے فراخ دلی سے ویزے جاری کر دیئے۔آج پرانے میر پور کی نسبت کہیں زیادہ خوبصورت میر پور تعمیر ہو چکا ہے اور میر پور کی نسلیں ترقی میں ہم سے کہیں آگے نکل چکی ہیں۔

منگلا ڈیم کے بعد کالا باغ ڈیم پر کام شروع ہونا تھا۔اس کا سروے ہو چکا تھا۔اسکی سائیٹ مثالی۔یہ دنیا کے ان چند ڈیموں میں شمار ہوتا ہے جس کا سپل وے اس کے پیندے سے 50 فٹ نیچے ہے اور اس میں سلٹ جمع ہونے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔یوں اس کی عمر لا محدود ہے۔اس کے تین طرف پہاڑ ہیں اور صرف ایک طرف دیوار تعمیر ہونی چاہیئے۔

صدر ایوب خان اس کی افادیت کے زبردست قائل تھے مگر صوبائی حمیت یا تعصب کے تحت انہوں نے اسے مؤخر کر کے تربیلا ڈیم پر کام شروع کرادیا۔ملک کو یہ تاخیر بڑی مہنگی پڑی۔اس کے مثالی محل وقوع اور پانی کے ذخیرے کی قومی اہمیت کے پیش نظر اس وقت تک ملک کے کسی کونے سے اس کی مخالفت کا سوال نہ تھا۔

ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں بھی فزیبلٹی رپورٹ ارضی سروے ذرائع مواصلات دفاتر رہائشی مکانات اور سڑکوں وغیرہ کا کام جاری رہا مگر 1974ء میں تربیلا ڈیم کی تکمیل کے بعد اس کی تعمیر کا حسب ضابطہ اعلان نہ ہو سکا۔جنرل ضیاء الحق اس کا باقاعدہ اعلان کرنا چاہتے تھے مگر اس وقت کے گورنر سرحد جنرل فضل حق' آڑے آئے'ان کے بھائی جنرل (ر) فضل رازق سابق چیئرمین واپڈا سمیت واپڈا کے سابق چیئرمین انجینئر شاہنواز اور انجینئر شمس الملک اس کی ہمہ گیر افادیت کی نہ صرف دہائی دے رہے تھے بلکہ وہ محسوس کرتے تھے کہ اس منصوبے سے محروم ہو کر پاکستان کو زبردست تباہی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ضیاء الحق بھی یہ بھاری پتھر اٹھانے سے قاصر رہے۔

Marfat.com

بینظیر کے دور میں ان کے وفاقی وزیر غلام مصطفیٰ کھر نے کالا باغ ڈیم کے حق میں زبردست مہم چلائی۔ انہوں نے وفاقی وزیر پرویز اشرف کی طرف سے ڈیم کے خاتمے کے اعلان پر بھی سخت ردعمل کا اظہار کیا ہے۔

بے نظیر بھٹو اس کی تعمیر کے اعلان کے لئے تیار بھی ہوئیں۔ واپڈا کے اس وقت کے چیئرمین جنرل (ر) زاہد علی اکبر کا بیان ہے کہ محترمہ نے انہیں بلوایا۔ وہ اس کی تعمیر چاہتی تھیں تاہم انہوں نے قوم پرستوں کی طرف سے اس کی مخالفت کا بھی ذکر کیا۔ تو جنرل صاحب نے ان کو یقین دلایا کہ یہ معمولی لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہے ان نام نہاد قوم پرستوں کی گیدڑ بھبکیوں کی پروانہ کریں۔ مگر وہ بھی تذبذب کا شکار رہیں۔ جہاں تک میاں نواز شریف کا تعلق ہے۔ وہ اس کی افادیت اور قومی ضرورت کے زبردست قائل ہیں۔ ایٹمی دھماکے کے تاریخی کارنامے کے ساتھ اس پرجوش ماحول میں انہوں نے اس کا اعلان بھی کیا مگر بدقسمتی سے وہ بھی ملک دشمنوں پر اعلان واپس لینے پر مجبور ہو گئے۔

جنرل (ر) پرویز مشرف آئے، تو کالا باغ ڈیم کی ہمہ گیر افادیت کے زبردست قائل اور پرجوش حامی تھے۔ وہ اسے ہر قیمت پر تعمیر کرانا چاہتے تھے۔ انہوں نے صوبوں کے تحفظات دور کرنے اور انہیں قائل کرنے کے لئے ملک کے طول و عرض میں زبردست مہم چلائی۔

ماہرین نے مخالفین کو چیلنج کیا لیکن مشکل یہ ہے کہ جو قائل ہونا نہ چاہے اسے کون قائل کرسکتا ہے۔؟

سیاسی رہنماؤں یا سیاسی جماعتوں کی نسبت ان کے لئے یہ ٹاسک آسان تھا۔ مگر اس کے لئے موزوں ترین پیریڈ ان کا پہلا تین سالہ دور تھا۔ تاہم انہوں نے اسے تعمیر کرنے کا باقاعدہ پروگرام بنا لیا اور حسب ضابطہ اعلان کی تاریخ بھی دے دی گئی کہ نام نہاد قوم پرستوں کی طرف سے اخبارات میں شہ سرخیوں سے یہ فوجی جرنیل بھی "بریک" گئے۔ حالانکہ یہ نام نہاد قوم پرست سندھ میں پنوں عاقل کے مقام پر فوجی چھاؤنی کے خلاف بھی مہم چلاتے رہے تھے اور اس سے زیادہ خون کی ندیاں بہانے کی دھمکیاں دیتے رہے۔ مگر

Marfat.com

جب حکومت نے ان کی مخالفت کی پروانہ کرتے ہوئے چھاؤنی کی تعمیر کا کام شروع کرادیا۔ تو ایجی ٹیشن کے لیڈر وہاں نوکریوں اور ٹھیکوں کیلئے بھیک مانگتے نظر آئے۔

بدقسمت جنرل (ر) پرویز مشرف اس عظیم قومی کاز کیلئے نہ تو لاٹھی چارج کر سکے اور نہ ایک گولی چلانے کی ہمت کر سکے حالانکہ اگر وہ یہ کارنامہ سرانجام دے جاتے تو نہ صرف اپنے تخت وتاج کا کچھ جواز بنا لیتے۔تاریخ میں انہیں اچھے لفظوں سے یاد کیا جاتا۔اس کے برعکس اس بدقسمت جنرل کی قسمت میں جامعہ حفصہ کی معصوم بچیوں کے خون ناحق کی ارزانی لکھی تھی۔

وفاقی وزیر کی طرف سے کالاباغ ڈیم کی مرگ ناگہانی کے اعلان سے سب سے زیادہ خوشی انڈیا کو ہوئی ہے۔انڈیا نے ہم سے تین دریا لینے کے بعد باقی ماندہ دریاؤں پر 60 سے زائد ڈیم تعمیر کر لئے ہیں۔نہریں نکال کر کوشش یہ ہے کہ ان دریاؤں سے پانی نچوڑ لیا جائے۔پاکستان میں ANP قوم پرست ہمنوا اندرون ملک پانی کا یہ بیش بہا منصوبہ روک کر پاکستان کی تباہی میں انڈیا سے بھی سبقت لے رہے ہیں۔پاکستان کے یہ ''بہی خواہ'' ہمیں بارش اور سیلاب کے 32 ملین ایکڑ فٹ پانی میں سے 6 ملین ایکڑ فٹ پانی بھی سٹور کرنے کی اجازت نہیں دے رہے جو ہر سال ویسے ہی سمندر میں گر کر ضائع ہوتا اور کبھی کسی بڑے سیلابوں کی صورت میں ملک میں تباہی پھیلاتا ہے۔

اب ہم چھوٹے صوبوں کی مخالفت اور انکی پاس کردہ قراردادوں کا جائزہ لیتے ہیں۔ جہاں تک صوبہ سرحد اور سندھ کا تعلق ہے۔ان کے تحفظات دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے۔سوال یہ ہے کہ بلوچستان کو کیا تکلیف ہوئی کہ اس کی اسمبلی نے بھی ایک قرارداد اس کی مخالفت میں پاس کردی۔دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ کوئی تکلیف نہیں ہے بلکہ فائدہ ہے لاکھوں ایکڑ بنجر زمین سیراب ہوگی۔یہ صرف دیگر دو صوبوں کے ساتھ بطور اظہار یکجہتی ایسا کیا گیا ہے۔

سوال یہ ہے کہ صوبے یا ان کی تعداد قومی معاملات میں کیونکر فیصلہ کرنے کے مجاز ہیں ۔پاکستان میں 16 کروڑ سے زائد انسان بستے ہیں۔ان کے اور ان کی آنے والی نسلوں

Marfat.com

کے قومی مفادات یا قومی نقصانات کا سوال ہے۔ صوبے تو محض انتظامی یونٹ ہیں۔ بھارت میں ایک صوبے کے تین تین بن گئے ہیں۔ ہم نے کسی وقت چاروں صوبوں کو ویلڈ کر کے ایک یونٹ میں تبدیل کر دیا تھا۔ پھر سوال یہ ہے کہ کیا صوبہ پنجاب پاکستان کا حصہ نہیں ہے؟ اگر ہے تو وہ ان تینوں صوبوں پر بھاری ہے۔ کیا وفاق کے نام پر وفاق کو ذبح کرنے کا کوئی جواز ہے؟ اگر صوبوں کی تعداد سے مرعوب کر کے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ زیادہ لوگ اس کے خلاف ہیں تو ان کا سیدھا طریقہ تو ریفرنڈم ہے' کرا لیتے ہیں۔

کالا باغ ڈیم سے صوبہ سرحد کا 4 لاکھ 40 ہزار' صوبہ بلوچستان کا 5 لاکھ 40 ہزار' پنجاب کا چھ لاکھ 80 ہزار اور صوبہ سندھ کا 8 لاکھ ایکڑ رقبہ سیراب ہو گا۔ اس سے 3600 میگاواٹ بجلی پیدا ہو گی جو 80 پیسے فی یونٹ دستیاب ہو گی۔

ڈیم کی فزیبلٹی رپورٹ تیار ہے کروڑوں کی مشینری سائٹ پر پڑی ہے۔ ٹرانسمیشن لائن موجود ہے۔ سڑکیں دفاتر' سٹاف کے لئے رہائشی سہولتیں موجود ہیں۔ اس پر کئی ارب خرچ ہو چکے ہیں۔ آج فیصلہ ہو جائے تو اس پر کل ہی کام شروع ہو سکتا ہے۔ اس کے مقابلے میں بھاشا ڈیم زلزلوں کی رینج میں ہے۔ اسکی تعمیر سے شاہراہ ریشم کا خاصا حصہ غرقاب ہو جائے گا۔ اس کی دوبارہ تعمیر کا تصور کریں۔ اس کے لئے عالمی ادارے مطلوبہ فنڈز دینے سے اجتناب کرتے ہیں'

گندم برآمد کرنے والے ملک میں آج دانے کو ترس رہے ہیں۔ قیام پاکستان کے وقت فی کس جس مقدار میں پانی دستیاب تھا وہ صرف 20 فیصد رہ گیا ہے۔ موجودہ ڈیم تیزی سے سلٹ اپ ہو رہے ہیں۔ ملک اندھیرے میں ڈوب رہا ہے۔ انڈسٹری تباہ ہو رہی ہے۔ ستم ظریفی ملاحظہ ہو کہ ایسے میں وفاق کا دم بھرنے والی جماعت کا وزیر پانی و بجلی کالاباغ ڈیم کی موت کا مژدہ سنا رہا ہے۔ جہاں تک چاوں صوبوں کے مابین کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے بارے میں اتفاق رائے کا تعلق ہے وہ باقاعدہ موجود ہے۔ میاں نواز شریف کے عہد میں جنوری 1991ء میں چاروں صوبوں کے درمیان پانی تقسیم بارے واٹر ایکارڈ ہوا۔

Marfat.com

اس معاہدے میں پنجاب نے دوسرے صوبوں بالخصوص سندھ کو پانی کے حوالے سے ذاتی قربانی دے کر زبردست مراعات دیں چنانچہ چاروں صوبوں نے اس پر اتفاق کیا کہ جہاں جہاں ممکن ہو صوبے اپنے ہاں پانی کے وسائل کو ترقی میں اتفاق رائے سے ڈیم اور نہریں بنائیں۔ اس اہم اجلاس کی روئیداد میں کالاباغ ڈیم کا باقاعدہ نام لیا گیا تاہم سندھی نمائندے کی اس استدعا پر کہ ہمیں سندھ میں زمین ہموار کر لینے دیں اس پر اتفاق ہو گیا ہے۔ تاہم روئیداد واضح ہے اور دیکھی جاسکتی ہے۔ چیئرمین ارسا انصر راجپوت (جو سندھ سے وفاق کا نمائندہ ہے) نے اس ایکارڈ کے بارے میں ایک انٹرویو میں کہا ہے کہ پاکستان کی تاریخ میں صرف دو معاملات پر چاروں صوبوں میں اتفاق رائے ہوا ہے۔ ایک 1973ء کا آئین اور دوسرا جنوری 1991ء کا واٹر ایکارڈ۔ انصر راجپوت نے اسی انٹرویو میں یہ بھی تسلیم کیا کہ پاکستان کی ترقی میں پنجاب کا نہایت اہم کردار ہے۔ پنجاب سندھ سمیت تینوں صوبوں کی غذائی ضروریات پوری کرتا ہے اور سرحدوں پر پنجاب کے جوان نظر آتے ہیں۔

ستم ظریفی یہ ہے کہ تینوں صوبے پانی کی تقسیم تو 1991ء کے واٹر ایکارڈ کے مطابق چاہتے ہیں مگر کالاباغ ڈیم پر اتفاق رائے کو فراموش کر چکے ہیں۔ حالانکہ پنجاب نے دوسرے صوبوں بالخصوص سندھ کیلئے پانی کی قربانی اسی لئے دی تھی۔ سوال یہ ہے کہ اگر پنجاب کو بھی پانی نہ ملا تو وہ اپنی اور دوسروں کی غذائی ضروریات کیسے پوری کرے گا۔ سندھ کے حوالے سے واپڈا کے سابق چیئرمین انجینئر شمس الملک نے ایک بیان میں یہ انکشاف کیا تھا کہ سندھ میں ڈرینج پر اس وقت تک 36 ارب روپے خرچ ہوئے ہیں۔ جبکہ پنجاب میں صرف 15 ارب ہوئے ہیں اگر کالاباغ ڈیم بن جائے اور سستی بجلی میسر ہو تو سندھ میں ڈرینج کے حوالے سے کئی گنا زیادہ کام ہو سکتا ہے۔

سندھ کے ایک عظیم ماہر انجینئر شبیر احمد چانڈیو سابق چیئرمین ریسرچ کونسل نے ایک بحث میں فرمایا۔ میں کسی کا طرفدار نہیں ہوں اگر طرفداری کروں گا تو سندھ کی کروں گا لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ پانی کا سٹوریج ہونے دیں۔ پانی کی کمی کی وجہ سے ہم اپنے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں۔ پنجاب میں زیر زمین میٹھا پانی موجود ہے جو کہ سندھ میں نہیں ہے۔ یہاں

Marfat.com

کائنات رک نہیں جائے گی۔ کالاباغ ڈیم کی مخالفت کی پالیسی غلط ہے۔ سندھ میں پانی کی وجہ سے زراعت میں بہت ترقی ہوئی ہے لیکن ہمارے ہاں نمکیات کی وجہ سے فی ایکڑ اوسط پیداوار میں مثالی ترقی نہیں ہوسکی اس کے لئے ڈرینج کی سخت ضرورت ہے اور ظاہر ہے کہ ڈرینج سستی بجلی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

کالاباغ ڈیم بے چارے کا ناقابل معافی جرم یہ ہے کہ یہ پنجاب سے منسوب ہے اسے ذبح ہونے سے کیونکر بچایا جاسکتا ہے۔

کالاباغ ڈیم کے خاتمے کا اعلان کر کے پنجاب کی غیرت کو للکارا گیا ہے پنجاب کو ملک بچانے کیلئے غیرت کا ثبوت دینا ہوگا اگر پنجاب کروٹ لے لے تو دنیا کی کوئی طاقت کالا باغ ڈیم کے عظیم منصوبے کو ختم کرنے کی جرأت نہیں کرسکتی۔ یہی طریقہ ہے۔

اب تک کالاباغ ڈیم کے قتل کی خبر پر پنجاب کا ردعمل زیادہ حوصلہ افزا نہیں ہے اس کیلئے رائے عامہ کو ہموار کرنے کی ضرورت ہے۔ کالا باغ ڈیم کو بچانا پاکستان کو بچانے کے مترادف ہے اس کیلئے باقاعدہ کالاباغ ڈیم بناؤ پاکستان بچاؤ کے نام سے کمیٹیاں وجود میں آنی چاہئیں اور میڈیا (پرنٹ اینڈ الیکٹرانک) سے زبردست مہم چلانا ہوگی۔

نوائے وقت.....29,30 جون 2008ء

Marfat.com

# دو قتل معاف

بچے نے پوچھا...... ابا! ہمارے ہاں بجلی اور پانی دونوں کمیاب ہیں۔ البتہ لوڈ شیڈنگ کا راج ہے۔ لوڈ شیڈنگ سے برا حال ہے۔ اس محکمے کا وزیر کون ہے؟

باپ:۔ بیٹا! مجھے لوڈ شیڈنگ کے وفاقی وزیر کا نام یاد نہیں رہتا۔ ایک سابق فوجی حکمران کے نام سے ملتا جلتا ''بھلا'' سا نام ہے۔!

بچہ...... اوران کا حلیہ مبارک؟

باپ:۔ میں نے کبھی انہیں غور سے نہیں دیکھا تھا۔ تاہم گذشتہ سال جب انہوں نے کالا باغ ڈیم منصوبے کو قتل کرنے کا اعلان کیا۔ تو ضرور غور سے دیکھا تھا۔ مجھے ان کا حلیہ راجہ تارا مسیح سے مشابہ نظر آیا۔

بچہ:۔ ابا جی! وہ پانی سے کیوں ڈرتے ہیں۔ کیا انہیں ہائیڈ رو فوبیا ہے؟

باپ:۔ دروغ برگردن راوی شنید ہے۔ کہ بچپن میں ایک کتورے سے کھیلتے ہوئے کوئی شک گزرا۔ اینٹی ربیی ٹیکے لگوانے پڑے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے بچالیا۔ شاید اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس رعایا کو زیادہ سے زیادہ عذاب میں مبتلا رکھنے کے لئے اس سے بہتر ''راجہ'' میسر نہیں تھا۔

وہ پانی سے ایسے ہی ڈرتے ہیں جیسے سگ گزیدہ ڈرتے ہیں۔ وہ پاور پلانٹس کی خریداری میں خوش رہتے ہیں۔ تھرمل کے لئے خزانے خالی کردیں گے۔ توانائی کے لئے ہوا سے ہوائی قلعے تعمیر کریں گے۔ سولر کے لئے سورج سے پنگا لیں گے۔ تھرکول بیوٹی پارلر سے چہروں کو مزید سنوارنے کا ذکر کریں گے۔

یہ تمام وسائل اپنی جگہ ضروری سہی۔ مگر وہ ''پانی'' کے سستا ترین ذریعے ہائیڈل پاور کا ذکر نہیں کریں گے۔ کالاباغ کے مقام پر ''سٹارٹ'' لینے کے لئے تیار ڈیم کا کبھی نام نہیں لیں گے!

اگر وزیراعظم یا کوئی سابق وزیراعظم کالاباغ ڈیم کے حوالے سے رسمی سا بیان بھی جاری کردے کہ ہم کالاباغ ڈیم چاروں صوبوں کی رضامندی اور تعاون سے بنائیں گے۔ تو ان کو بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ کہنے لگے۔ مجھے یاد آرہا ہے۔ محترمہ بے نظیر بھٹو کے زمانے میں ملک

Marfat.com

غلام مصطفیٰ کھر پانی اور بجلی کے وفاقی وزیر تھے۔ تو انہوں نے کالا باغ ڈیم کے حق میں تقریروں سے ملک بھر کے اندر طوفان اٹھا رکھا تھا۔

..........................

ان وزیر صاحب کی طرف سے کالا باغ ڈیم کو قتل کرنے کے حوالے سے ایک دوست نے عجیب سا واقعہ سنایا۔ کہنے لگے۔ کوٹری بیراج یا غلام محمد بیراج آباد ہوا۔ تو ہمیں بھی وہاں کچھ رقبہ ملا۔ یہ 1962ء کی بات ہے۔ ہم وہاں آبادکاری کے حوالے سے اپنے کامدار اور ہاریوں کا کام دیکھنے گئے۔ وہ سندھ کا انتہائی پسماندہ علاقہ تھا۔ جاگیرداروں اور وڈیروں کے سامنے ہاریوں اور مزارعین کی حیثیت زرخرید غلاموں سے بھی بدتر تھی۔!

کہنے لگے۔ ایک دن ایک عمر رسیدہ سندھی ہاری میرے ڈیرے پر بیٹھا تھا۔ اس کو معلوم ہوا کہ میں "بیرسٹر" ہوں۔ ان کا خیال تھا۔ کہ 'بیرسٹر' بڑی بلا ہوتا ہے۔ باتوں باتوں میں سندھی ہاری پوچھنے لگا۔ "وڈیرا سائیں! آپ کو کتنے قتل معاف ہیں؟"

مجھے اس سوال پر بڑی حیرت ہوئی۔ تاہم دریافت کرنے پر پتہ چلا۔ کہ مطلق العنان بادشاہوں کی طرح (جن سے کلام کرتے ہوئے جان کی امان طلب کی جاتی ہے) ان لوگوں کا اپنے وڈیروں کے بارے بھی یہ تصور ہے کہ ان کو کچھ قتل معاف ہوتے ہیں اور ان کی تعداد کا تعین ان کی سماجی حیثیت کے مطابق ہوتا ہے۔ یعنی کوئی جاگیردار جتنا بڑا ہوگا۔ اسے قتل بھی زیادہ معاف ہوں گے۔!

کہنے لگے۔ مجھے چھیالیس (46) سال پہلے کا یہ واقعہ بھول چکا تھا۔

گذشتہ سال ایک شام ٹی۔ وی پر خبریں ہو رہی تھیں۔ کہ وفاقی وزیر پانی و بجلی نے اچانک یہ خبر سنا کر بجلی گرا دی۔ کہ کالا باغ ڈیم کا منصوبہ ترک کر دیا گیا ہے۔ تو میرا خون کھول اٹھا۔ میرا میٹر گھوم گیا کہ کالا باغ ڈیم قتل ہو گیا ہے۔ اس 'شاک' کی کیفیت میں نہ جانے مجھے اس بوڑھے سندھی سے وہ مکالمہ کیسے یاد آ گیا۔ اور زندگی میں پہلی دفعہ میرے ذہن میں اس شیطانی خواہش نے جنم لیا۔

"کاش۔ مجھے دو 2 قتل معاف ہوتے!"

نوائے وقت... 20-6-2009

Marfat.com

# ''میں گواہ ہوں۔ چاروں صوبوں نے کالاباغ ڈیم پر اتفاق کیا'' جنرل زاہد علی اکبر

لاہور (زرعی رپورٹر۔ اے این این) پاکستان کی دس بڑی زرعی تنظیموں نے فوری طور پر کالاباغ ڈیم کی تعمیر شروع کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ گزشتہ روز پریس کلب لاہور میں پنجاب واٹر کونسل کے زیراہتمام کسانوں کی دس بڑی تنظیموں کا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں کہا گیا کہ ملک میں پانی کی شدید قلت ہے۔ کالاباغ ڈیم اگر فوری شروع نہ کیا گیا تو ملک کو پانی کے حوالے سے سخت بحران کا سامنا کرنا پڑے گا۔

صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے زاہد علی اکبر نے کہا کہ کالاباغ ڈیم کو اتفاق رائے کے بکھیڑوں میں پڑنے کی بجائے اب ایگزیکٹو آرڈر سے بنا دینا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ بطور چیئرمین واپڈا میں اس چیز کا خود گواہ ہوں کہ 1991ء کے معروف واٹر ایکارڈ (معاہدے) میں سندھ سمیت تمام صوبوں نے اتفاق کیا تھا البتہ سندھی نمائندے نے اپنے صوبے میں اختلاف سے بچنے کیلئے کالاباغ ڈیم کا نام نہ لکھنے کی درخواست کی تھی۔ جو منظور کر لی گئی۔ آج بھی اس تاریخ کیلئے لکھے جانے والے کمنٹس میں یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے۔ انہوں نے افسوس کیا کہ اتفاق رائے کے نام پر کالاباغ ڈیم سیاست کی نذر ہو چکا ہے

انہوں نے کہا میں نے محترمہ بینظیر بھٹو (وزیراعظم) کو پیش کش کی تھی کہ مجھے کالاباغ ڈیم شروع کرنے دیا جائے تو ملک میں کچھ بھی نہیں ہوگا جو احتجاج ہوگا وہ معمولی نوعیت کا ہوگا اور لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے کے طور پر نمٹا دیا جائے گا۔

انہوں نے پورے اعتماد سے کہا کہ سندھ میں 80 فیصد لوگ کالاباغ ڈیم کے حامی ہیں (سندھ اور سرحد سمیت) ملک کے تمام ٹیکنیکل ماہرین اس ڈیم کی افادیت کے زبردست قائل ہیں۔ سرحد میں (سوائے مخصوص گروپ کے) پٹھان کالاباغ ڈیم کے مخالف نہیں ہیں۔

Marfat.com

# "تیرے گھر وچ وسّے للاری تے گُوتا بگا رھیا"

اگلے دن ایک مقامی ریستوران میں دوستوں کی محفل میں گپ شپ ہو رہی تھی۔ بلال نے وزیراعظم کے اس دن کے بیان کی طرف توجہ دلائی جس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ عظیم رہنماء ذوالفقار علی بھٹو شہید سچے دل سے عوام کی خوشحالی چاہتے تھے لیکن بدقسمتی سے ہماری حکومت پچھلے ایک سال کے دوران عوام کی توقعات پر پورا نہیں اتر سکی۔ نعمان کہنے لگا کوئی حقیقی بڑا لیڈر ہی یوں اپنی حکومت کی ناکامی کا کھلے دل سے اعتراف کرسکتا ہے۔ جنید نے کہا انفرادی طور پر یوسف رضا گیلانی کی کارکردگی بہتر رہی ہے۔ ان کی نیک نامی کے گراف میں اضافہ ہوا ہے۔ ان کا ٹریک ریکارڈ بھی قابل فخر ہے۔ وزیراعظم بےنظیر بھٹو کے دور میں قومی اسمبلی کے سپیکر کے طور پر ان کے فیصلے آزادانہ ہوتے تھے اور ضمیر کے خلاف کوئی ڈکٹیشن ہو تو اسے بڑے ادب سے ٹال دیتے تھے۔

ولید کہنے لگا گذشتہ سال حکومت ویسے بھی مشکل حالات اور بحرانوں کا ہی شکار رہی ہے۔ دہشت گردی، ڈرون حملے، گرتی معیشت کو سنبھالا دینا، بجلی کا بحران، عدلیہ کی بحالی کا مخمصہ، لانگ مارچ، دھرنے کیا کچھ نہیں ہوا۔ خدا کا شکر ہے اب گاڑی پٹڑی پر چڑھ رہی ہے۔ ابوذر بول اٹھا۔ وزیراعظم بھلے لوگ ہیں۔ کسر نفسی سے کام لے رہے ہیں۔ ایسے بھی نہیں ہے کہ حکومت بالکل ہی ناکام رہی ہے۔ کئی شعبوں میں حکومت کی کارکردگی خاصی شاندار رہی ہے۔ دہشت گردی کے ہر حملے کی سخت ترین الفاظ میں مذمت کی ہے۔ ڈرون حملوں کے بارے میں خفیہ ڈپلومیسی کے حوالے سے تو کچھ کہنا مشکل ہے۔ ع...... رموز مملکت خویش خسرواں دانند۔ تاہم ہمارے وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی نے جس جرأت رندانہ اور بیبا کی سے ایک سپر پاور کو للکار کر یہ باور کرایا ہے کہ ہم ایک ساورن سٹیٹ ہیں ہم یہ سب کچھ مزید برداشت نہیں کریں گے۔ یہ انہی کا حصہ ہے۔ عدلیہ کا مسئلہ بغیر کسی اندرونی یا بیرونی دباؤ کے جس خوش اسلوبی سے حل کرلیا گیا ہے۔ قابل داد ہے۔ جہاں تک بجلی کے بحران سے نمٹنے کا تعلق ہے۔ حکومت نے ممکنہ جتن کیے ہیں حتی کہ گھڑیوں کا وقت تک ایک گھنٹہ آگے

Marfat.com

پیچھے کرنے کا اعلان فرمادیا ہے نہ جانے عوام اور کیا چاہتے ہیں۔؟

طلحہ کہنے لگا! ابوذر یار! تم طنز کر رہے ہو۔ بلاشبہ حکومت کی خامیاں بھی ہیں۔ فرو گزاشتیں بھی ہوئی ہیں۔ آپ حکومت کے پلس پوائنٹ نظرانداز کر رہے ہیں۔ انصاف کا تقاضا ہے کہ تجزیہ اور تبصرہ بے لاگ ہونا چاہئے۔ بقول شاعر ع ...... عیب مے جملہ بگفتی۔ ہنرش نیز بگو (یعنی شراب کی تمام برائیاں تو بیان کردی ہیں، اس کے گن بھی بتاؤ ناں!)

میں دیانتداری سے محسوس کرتا ہوں کہ جناب آصف علی زرداری کی سربراہی میں اس حکومت نے صرف ایک سال کے مختصر عرصے میں جو 2 عدد کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں۔ اس عہد زریں کو تاریخ میں اچھا مقام دلانے کیلئے کافی ہیں۔

خذیفہ نے کہا ہاں بتایئے! اس حکومت نے کون سے تیر مارے ہیں؟

حارث بول پڑا۔ ذرا صبر کریں، میں گنواتا ہوں ایک تو اس نے بھارت کی طرف سے آبی جارحیت بلکہ آبی بدمعاشی پر کمال صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا ہے۔ دنیا میں شرافت اور وضعداری بھی کوئی چیز ہے۔ دوسرے ایس نے کالا باغ ڈیم ایسے فضول اور از کار رفتہ منصوبے کو ترک کرنے کا اعلان کر کے ٹنٹا ہی مکا دیا ہے۔ یہ مسئلہ نصف صدی سے خواہ مخواہ لٹکا چلا آ رہا تھا۔ ع۔ قصہ کوتاہ گشت ورنہ دردسر بسیار بود۔

بھارت کو خیر سگالی کا پیغام گیا ہے اور مقامی بھارتی لابی یہ مطالبہ پورا ہونے پر بڑی خوش ہے ہمیں اور چاہئے کیا؟

ارحم داد کہنے لگا۔ انڈین لابی کی تحریک پاکستان میں قربانیاں تھوڑی ہیں؟

عادل نے کہا یہاں ہم گپ شپ کیلئے اکٹھے ہوئے ہیں۔ آپ لوگ سیاست لے بیٹھے ہیں۔ ہر وقت سیاست' سیاست!! آج آپ کو اپنے دفتر کے ایک کلرک کی حماقت کی بات سناؤں۔ بیچا جھلا پہلے بھی بونگیاں مارتا تھا مگر آج تو اس نے ہونق پن کی حد کردی دفتر آیا تو عجیب حلیہ بنا رکھا تھا۔ ایک پاؤں میں سفید جراب اور دوسرے میں سیاہ پہن رکھی تھی۔ سارے دوست ہنس رہے تھے میں نے پوچھا پرویز یار یہ کوئی نیا فیشن ہے مگر وہ تو سیریس تھا۔ کہنے لگا عادل میں خود بڑا پریشان ہوں صبح دفتر میں آنے کی جلدی تھی۔ میں نے دوسرا جوڑا

Marfat.com

بھی تلاش کیا۔ دیکھا تو وہ بھی ایسا ہی بے جوڑ تھا۔ ایک کالی دوسری چٹی! کیا کرتا سمجھ میں کچھ نہیں آتا کیا کروں؟ دونوں جوڑے ہی بیکار ہو گئے ہیں۔ شعیب نے کہا عادل لطیفے کی حد تک تو یہ ٹھیک ہے مگر کون ایسا عقل کا اندھا ہے جو یہ معمولی سوال بھی حل نہ کر سکے۔؟

عادل نے کہا میں نے آپ کو ضرور منوا کر کوئی انعام وصول کرنا ہے۔ نہ مانیں۔

اس مرحلہ پر عمر نے فلسفہ بگھارتے ہوئے ''حسن ترتیب'' پر لیکچر دے ڈالا۔

کہنے لگے' یہ ترتیب کوئی چھوٹی موٹی بات نہیں ہے کائنات کا سارا نظام اس پر چل رہا ہے جو چیز جہاں ہونا چاہئے' اگر وہ وہاں نہیں ہے تو یہی بگاڑ ہے یہی ظلم ہے۔

ایک شاعر نے کہا ہے.........

زندگی کیا ہے؟ عناصر میں ''ظہور ترتیب''

موت کیا ہے؟ انہی اجزاء کا پریشان ہونا

آکسیجن اور ہائیڈروجن کا ایک مخصوص تناسب میں ملاپ پانی کو جنم دیتا ہے اور پانی نباتات سے لے کر تمام جانداروں کی جان اور روح رواں ہے۔

حسن کیا ہے؟ اسی تناسب و ترتیب کا مرہون منت ہے۔ کسی نے کہا تھا اگر ہیلن آف ٹرائے کی ناک کو فرشتہ ذرا زیادہ مٹی لگا دیتا تو اس عہد کی تاریخ مختلف ہوتی۔

سلمان کہنے لگا۔ میں نے سائنس یا فلسفہ کے کسی میگزین میں ایک حیرت انگیز واقعہ پڑھا تھا۔ ایک فلسفی کوئی گتھی سلجھا رہے تھے پیاس لگی۔ نوکر ٹھنڈے پانی کا گلاس میز پر رکھ گیا۔ موصوف اپنے کام میں محو رہے۔ پانی نہیں پیا۔ ڈی ہائیڈریشن سے نقاہت نے نڈھال کر دیا نوکر آیا۔ دیکھا آقا تو کرسی پر ہی براجمان ہیں مگر روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی ہے۔

عثمان نے کہا یار یہ بات بھی قرین قیاس نہیں لگتی۔ فلسفی کا ذہن کتنا ہی مصروف ہو وہ کتنا ہی بھلکڑ ہو' سروائیول اور حفظ ذات کا جذبہ بڑا بنیادی ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے قصداً خودکشی پر کمر باندھ رکھی ہو۔ وہ بھلا یوں اپنی جان سے کیونکہ ہاتھ دھو سکتا تھا۔

عبداللہ کہنے لگا چلو سلیمان کی نہ مانیں میری مان لیں۔

Marfat.com

اگلے دن محمد بوٹا نماز کے بعد مسجد کے ایک کونے میں زور زور سے دعا مانگ رہا تھا۔

"یا اللہ پاک میری لاٹری نکل آئے یا اللہ پاک میری لاٹری نکل آئے۔"

غیب سے آواز آئی۔ بوٹیا! لاٹری کا ٹکٹ لے لیا ہے؟ "اوہ خو! وہ تو یاد نہیں رہا"۔

اس مرحلہ پر ارسلان کہنے لگا، ایک معروف دانشور نے سوال پوچھا تھا۔ بتاؤ زیادہ احمق کون ہے؟ وہ بچہ جو اندھیرے سے ڈرتا ہے یا وہ آدمی جو روشنی سے ڈرتا ہے۔؟

میں اسی لہجے میں آپ دوستوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ زیادہ احمق کون ہے۔؟

وہ سادمرادی لڑکی جو باپ کی حویلی میں بسنے والے للاری کی خدمات سے فائدہ نہیں اٹھا رہی یا وہ پیجا جھلا جو جرابوں کے دو جوڑوں کو ترتیب میں نہیں لا سکا یا وہ محترم فلسفی جو مرتا مر گیا۔ میز سے پانی کا گلاس لبوں تک نہ لایا یا وہ محمد بوٹا جو لاٹری نکلنے کی دعائیں مانگ رہا ہے مگر لاٹری کا ٹکٹ خریدنا بھول گیا ہے یا وہ قوم زیادہ احمق ہے جس کی کڑی دھوپ میں پیاس کے مارے ڈیڑھ گز جیبھ باہر لٹک رہی ہے، وہ میز پر سے ٹھنڈے پانی کا گلاس اٹھا کر ہونٹوں تک نہیں لا سکتی ہے۔

وہ قوم جسے اللہ تعالیٰ نے پانی کے بے پناہ وسائل عطاء کیے وہ اپنی لاکھوں ایکڑ زمینوں کے خشک حلق کو پانی سے تر نہیں کر سکتی جس کی نہروں میں لڑکے کبڈی کھیل رہے ہیں۔ جس کے کسانوں کے گھروں میں سیاپے ہو رہے ہیں جس کے کارخانے بند مزدور بے روزگار اور جس کے غریبوں کی پکنک بال بچوں سمیت خودکشی ہے۔

جب میں اس عظیم قوم کو بڑے بڑے مذہبی اجتماعات میں خصوع وخشوع سے پاکستان کی خوشحالی کی دعائیں مانگتا دیکھتا ہوں تو مجھے محمد بوٹا یاد آ جاتا ہے۔ سوچتا ہوں نہ جانے اس قوم نے خوشحالی کی لاٹری کا ٹکٹ بھی خریدا ہے یا نہیں۔؟

ارسلان کے سوال پر محفل کافی بوجھل ہو گئی۔ بیرا چائے لینے چلا گیا تو ماحول کی گھمبیرتا کو کم کرنے کیلئے ابراہیم نے ایک لطیفہ سنایا۔ کہنے لگا:

ایک لڑکا 40 منزلہ عمارت کی اوپری چھت پر سے گر گیا، وہ فضا میں لہراتا ہوا فرش کی طرف آ رہا تھا کہ 11 ویں منزل کی بیرونی کھڑکی میں کھڑے ایک واقف کار نے پوچھا"

Marfat.com

سنا کا کا کیہہ حال اے''۔؟

کہنے لگا'' چاچا! ابھی تک تو خیریت ہے''۔!

اتنے میں خان محمد اختر وڑائچ نئی زیر طبع کتاب '' کالا باغ ڈیم بنائیں' پاکستان بچائیں'' کا مسودہ لے کر آ گئے۔ محفل برخاست ہوئی اور ہم پریس کلب کو چل دیئے۔

نوائے وقت......19,18 اپریل 2009ء

..............................

# کیا یہ مصرعہ ہے۔ یا اکھان؟

کالم چھپا۔ تو حسب معمول کچھ ای میلز اس کی تعریف میں ملیں۔ ایک بیٹی ندا ثاقب نے استفسار کیا کہ 18-19 اپریل کو نوائے وقت میں دو قسطوں میں آپ کا کالم پڑھا۔ دل خوش ہوا۔ بڑا برمحل اور خوبصورت عنوان تھا'' تیرے گھر وچہ وسّے للاری تے کڑ تا بگا رھیا!'' میں معلوم کرنا چاہتی ہوں۔ آیا یہ کسی نظم یا غزل کا مصرعہ ہے یا پنجابی 'اکھان' ہے۔ اپنے کالم میں اس کا ذکر ضرور کریں۔''

میں نے اپنے دوستوں شفقت تنویر مرزا' ڈاکٹر اظہر محمود چوہدری' پروفیسر وسیم گردیزی اور ڈاکٹر مجید ظفر سے اس بارے پوچھا۔ ان کے خیال میں یہ پنجابی ''اکھان'' ہی ہے۔ تاہم فخر زمان سے رابطہ نہ ہو سکا۔

ایک تجویز یہ ہے کہ پنجابی شاعروں کے سامنے اسے بطور'' طرح مصرع'' پیش کر دیا جائے۔ کہ وہ اس پر طبع آزمائی کریں اور اس موضوع پر خوبصورت نظمیں غزلیں وجود میں آ جائیں۔

..............................

Marfat.com

# کالاباغ ڈیم
# اکابرین ملت کی نظر میں

Marfat.com

# کالاباغ ڈیم کی تعمیر کا فیصلہ قائداعظمؒ نے کیا؟

## پروفیسر ڈاکٹر ایم اے صوفی کی انکشاف انگیز رپورٹ

وزیراعظم میاں نواز شریف نے کالا باغ ڈیم تعمیر کرنے کا اعلان کر کے عوام کے دل جیت لئے ہیں۔ ہر چند کہ کچھ سیاستدانوں کو اس اعلان سے تکلیف بھی پہنچ رہی ہے لیکن لوگ جانتے ہیں کہ کالا باغ ڈیم ملکی معیشت کے لئے کس قدر اہمیت کا حامل ہے۔

قیام پاکستان کے وقت پاکستان کے معاشی حالات اچھے نہ تھے۔ سیلاب آئے، مہاجرین آنے شروع ہوئے، ہمیں تقسیم ہند کے اثاثے میسر نہ آئے۔ انگریزوں نے مشرقی پاکستان کو اپنے دور حکومت میں باندہ رکھا، یہی حال مغربی پاکستان کا تھا۔ تمام صنعتیں ہندو آبادی کے علاقے میں موجود تھیں۔ کیونکہ کاروبار سارے کا سارا ہندوؤں کے قبضے میں تھا، لہٰذا مدراس، کلکتہ اور ممبئی، دہلی میں ترقی تھی ہمارے حصے میں چند نہریں تھیں۔ انگریزوں نے نہ سڑکیں تعمیر کیں نہ ترقی ہوئی لہٰذا جب پاکستان قائم ہوا ملک کی معاشی حالت اچھی نہ تھی۔ حکومت پاکستان نے 17-13 مارچ 1948ء صنعتی وزارت کی سفارشات جو کراچی میں مرتب کی گئیں، صوبائی اور مرکزی حکومت کو روانہ کیں تا کہ پاکستان کی معیشت کو فعال بنایا جائے۔ سب سے زیادہ اہمیت بجلی کی پیداوار تقسیم پر زور دیا گیا۔ اس وقت 1948ء میں فیصلہ کیا گیا کہ پاکستان کو 500000 کلوواٹس بجلی 5 سے 7 سال کے اندر پیدا کر لینی چاہئے تا کہ ملک بجلی کی افادیت سے محروم نہ رہے کیونکہ اسی بجلی سے صنعتی پیداوار میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ اس وقت ہائیڈرو الیکٹرک پاور کی پیدائش پر زور دیا گیا۔ (ڈان 15 مارچ 1948ء) اور ساتھ تجویز پیش کی گئی کہ مغربی پاکستان میں میانوالی ہائیڈرو الیکٹرک پروجیکٹ اور مشرقی پاکستان میں کرنافلی پروجیکٹ جلد از جلد شروع کیا جائے، ساتھ ہی صوبہ سندھ میں روہڑی اور نارا کنال پروجیکٹ شروع کئے جائیں۔ ساتھ ہی کوئلے کی کانوں کی تلاش پر زور دیا گیا اور نصف ملین ٹن کوئلہ سالانہ نکالا جائے۔ قائداعظم کی حکومت نے صنعت

Marfat.com

اور زراعت کے لئے سوچ کا ارتقائی عمل شروع کیا۔ یاد رہے شروع میں پاکستان (1947ء) میں بجلی بھارت سے لیتا تھا۔ جب پاکستان معرض وجود میں آیا۔ ہری پور ہزارہ میں بجلی نام کی چیز نہ تھی۔ راقم نے خود میٹرک کی تیاری 1949ء میں سرسوں کے تیل کے دیے کی روشنی سے کی اور میٹرک پنجاب یونیورسٹی سے بغیر بجلی کی روشنی کے پاس کیا۔ چند روز پہلے راقم کی ملاقات ایک سابق انجینئر سے ہوئی جن کی تعیناتی تقرری میانوالی (کالا باغ) پروجیکٹ پر تھی۔ انہوں نے بتایا کہ اس پروجیکٹ کی تختی 1948ء کی لگی ہوئی تھی، جواب پڑھی نہیں جاتی۔ یہ فیصلہ قائداعظم کی مرکزی حکومت کا تھا۔ اس وقت میانوالی پروجیکٹ تھا بعد میں اسی مقام کو کالا باغ ڈیم کا نام دیا گیا۔ معاشی حالت کو بدلنے کیلئے قائد نے 1948ء میں سٹیٹ بنک کا افتتاح کیا تاکہ ملک ترقی کی راہوں سے روشن ہو سکے۔

1948ء میں حکومت پاکستان نے پہلا بجٹ فروری کے آخری دن اسمبلی میں پیش کیا۔ اس وقت کے وزیر خزانہ غلام محمد نے متوازن بجٹ پیش کر کے خراج تحسین حاصل کیا جبکہ بھارت کے وزیر خزانہ نے 2685 کروڑ کے خسارے کا بجٹ پیش کیا۔ اس وقت کی حکومت پاکستان کو اقتصادی طور پر مضبوط بنانا چاہتی تھی۔ انکم ٹیکس نفع ٹیکس لگائے گئے، ریلوے کو فائدہ مند قرار دیا۔ اسی دن عبدالغفار خان نے پارلیمنٹ میں حلف لیا۔ تاریخی اعتبار سے قائدین نے کوشش کی کہ پاکستان صنعتی میدان میں آگے جائے (ڈان یکم مارچ 1948ء) پاکستان کے اس بجٹ اور ارادے کو دیکھ کر بھارت نے پاکستان کو غیر ملک قرار دیا اور امپورٹ اور ایکسپورٹ پر کسٹم لگا دیا۔ یہ کسٹم یکم مارچ 1948ء کو نافذ العمل ہوا، لہٰذا دو جدا مملکتیں ہیں۔ درآمد اور برآمد پر پابندی عائد کی تاکہ پاسکتان خوشحال نہ ہو جائے۔

جیوٹ پر کافی کسٹم بھارت نے لیا (29 فروری 1948ء روزنامہ ڈان)

نواز شریف حکومت نے موٹر وے کی تعمیر کر کے ایک مثبت قدم معیشت کا طے کیا۔

ایوان اقبال میں 9 نومبر 1997ء کو وزیر اعظم معیشت پر تقریر کر رہے تھے۔ راقم نے کالا باغ ڈیم کی افادیت سے آگاہ کیا اور مطالبہ کیا کہ کالا باغ ڈیم ملکی معیشت کے لئے تعمیر کیا جائے (حوالہ نوائے وقت، جنگ 10 نومبر 1997ء)

Marfat.com

اب حکومت کا فرض ہے کہ کالا باغ ڈیم ( میانوالی ) شروع کیا جائے اس لئے فنی معاملات طے ہو چکے ہیں کہ کسی صوبے کو نقصان نہیں ہوگا۔ قائد کی نظر اسی منصوبے پر تھی۔ لہٰذا مسلم لیگ حکومت کو قائد کے پروجیکٹ کو مکمل کرنا چاہئے اگر خدانخواستہ کسی طرح ( میانوالی ) کالا باغ پروجیکٹ نہ شروع ہو سکا تو ملک میں بجلی کا بحران پیدا ہو جائے گا۔ صنعت وحرفت میں کمی ہوگی۔

حالیہ حکومت نے مجبوری کے تحت بجلی کے نرخوں میں% 21 اضافہ کیا۔ لوگوں نے حکومت کے اس فیصلے کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا کیونکہ یہ صارفین اور کم آمدنی والے لوگوں پر بڑا بوجھ ہے۔ اگر ایسا مزید کیا گیا تو عوام کی حکومت سے ہمدردی کم ہو جائے گی۔ اس سے قبل گزشتہ تین سالوں میں بجلی کے نرخوں پہ% 75 کا اضافہ ہوا۔ مہنگائی میں اسی طرح اضافہ ہوا' لوگ اب پریشان ہیں۔ دیگر ذرائع بجلی پیدا کرنے کے بڑے مہنگے ہیں۔ صرف ہائیڈرو الیکٹرک منصوبہ سستا ہے اور ہمیں وافر بجلی میسر آ سکتی ہے۔ ورلڈ بنک اور دیگر ادارے کالا باغ ( میانوالی 1) منصوبے پر کافی رقم خرچ کر بیٹھے ہیں اور ایسا نہ ہو کہ وہ مایوس ہو جائیں۔ حکومت پر فرض ہے کہ قوم کو معاشی بدحالی بے روزگاری مہنگائی سے بچائیں۔ بجلی کی پیداوار کے منصوبوں پر عمل کریں۔ کالا باغ ڈیم کو سیاسی مصلحت سے آزاد کریں۔ گزشتہ حکومت نے غیر ملکی کمپنیوں سے معاہدے کئے۔ ان کو ختم کرائیں اور بگڑتی ہوئی صورتحال کو کنٹرول میں لائیں۔ اگر قوم کو مزید معاشی اندھیروں میں بھٹکنا پڑا۔ بے بس عوام حکومت کے اچھے ثابت نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا وزیراعظم پاکستان مزید مہنگائی کو روکیں۔ معاشی ترقی میں اضافہ کریں اور کالا باغ ڈیم کے منصوبے کو سائنسی بنیادوں پر حل کریں۔ قوم آپ کے ساتھ ہے۔

قوم گویا جسم ہے' افراد ہیں اعضائے قوم
منزل صنعت کے رہ پیما ہیں دست و پائے قوم

لہٰذا عوام کیلئے سستی بجلی مہیا کی جائے گزشتہ حکومت کے غیر ملکوں سے معاہدوں میں پھنسی اور مذاکرات کر کرا کر وہ معاہدے ختم کرائیں۔ اپنے وسائل کو بروئے کار لا کر قوم کو مطمئن کریں۔ یہ سب کچھ تب ہی ممکن ہے کہ ہم مزید ہائیڈرو الیکٹرک پیداوار کو بڑھائیں

Marfat.com

اور کالا باغ ڈیم کی تعمیر ان خوابوں کی تعبیر ہے۔

قائد کی وسعت نظر ملک کی اقتصادی پوزیشن پر اس لئے لگی ہوئی تھی کیونکہ بجلی کی پیداوار سستی بجلی پانی کے ذریعے حاصل ہوسکتی ہے اور غذائی قلت اور دیگر وسائل کم کر سکتی ہے۔ قائد نے سنجیدگی کے ساتھ حکمت عملی تیار کی اور ہائیڈرو پروجیکٹ میانوالی میں جلد سے جلد تعمیر کر کے اقدامات کیے اور کالا باغ ڈیم پر تختی لگ گئی تھی۔ بعد میں اسحٰق خان جب واپڈا کے چیئرمین تھے انہوں نے تربیلا ڈیم کو پہلے ترجیح دی اور کالا باغ ڈیم پس پشت پڑ گیا۔ اگر آج میانوالی ڈیم پاکستان ڈیم' کالا باغ ڈیم تعمیر نہ کرایا گیا تو غذائی بحران پیدا ہونا ہے یہ ایک بین الاقوامی سازش ہے کہ پاکستان معاشی اعتبار سے کمزور سے کمزور تر ہوتا جائے اس کا دفاع کمزور ہو جائے گا اور پھر وہ اپنی مرضی کر سکیں گے۔

قائد اعظم نے 500000 میگا واٹ بجلی کی پیداوار پر زور دیا۔ قائد کو اپنے چمن کا غم تھا' لہٰذا انہوں نے اپنی حکومت کا نصب العین تعین کیا کہ مشرقی اور مغربی پاکستان میں بجلی پیدا کی جائے۔ حکومت کو چاہیے کہ تھرمل معاہدے جو کرپٹ لوگوں نے کیے ان کو منسوخ کریں' کیونکہ اس ڈیم میں پانی کے ذخیرہ کی صلاحیت کافی ہے۔ اس ڈیم کی تعمیر سے بجلی سستی ہوگی اور لوگ خود بخود تھرمل بجلی سے نجات حاصل کر لے گے۔ حکومت کو لوگوں کی فکر ہونی چاہیے' چند لوگ ذاتی لیڈری کے لئے ڈیم کے خلاف ہیں کیونکہ یہ لوگ بیرونی لوگوں کے اشارے پر پاکستان کو تعمیر و ترقی میں پیچھے رکھنا چاہتے ہیں۔ حکومت نے اے این پی سے نجات حاصل کی اور پختونخواہ پر مٹی پڑ گئی۔ اسی طرح ڈیم کا اعلان کریں۔ قائد نے پشاور 20 اپریل 1948ء اپنے آخری خطبہ میں فرمایا تھا۔

''ان پر کبھی اعتبار نہ کرنا یہ کبھی بھی پاکستان کے مفاد میں نہیں ہوسکیں گے۔ آپ نے کہا تھا کہ اپنی کارکردگی کا جائزہ لیں اور سیاسی نظام سے زہریلا مادہ باہر نکال دیں''۔

ندائے ملت۔ 25 جون تا یکم جولائی 1998ء

Marfat.com

محترمہ بینظیر بھٹو نے کہا تھا

# ''کالاباغ ڈیم کا مخالف' پاکستان کا مخالف ہوگا''

محترمہ بینظیر بھٹو نے اپنی غلطی تسلیم کرتے ہوئے کالاباغ ڈیم کی مخالفت ترک کر دی تھی' ملک غلام مصطفیٰ کھر کی ''ندائے ملت'' سے خصوصی گفتگو

سید ساجد یزدانی

ندائے ملت: پانی کے مسئلے پر حکمرانوں سے ہمیشہ کوتاہیاں سرزد ہوئیں۔ آپ سمجھتے ہیں کہ کالاباغ ڈیم نہ بنا کر حکمرانوں نے جرم کا ارتکاب کیا؟

غلام مصطفیٰ کھر: ملک میں توانائی اور پانی کا بحران اسی صورت حل ہوسکتا ہے کہ یہاں فوری طور پر کالاباغ ڈیم کی تعمیر شروع کر دی جائے۔ کالاباغ ڈیم فوری طور پر قابل عمل منصوبہ ہے جب کہ باقی ڈیمز کے سلسلے میں منصوبہ بندی کے لئے خاصا وقت درکار ہے۔ میں تو ذاتی طور پر کشمیر اور ایٹم بم سے بھی زیادہ اس مسئلے کو اہمیت دیتا ہوں۔ جب میں پانی و بجلی کا وزیر تھا میں نے کالاباغ ڈیم پر تحریک شروع کی تھی۔ اس پر مجھے پاگل تک قرار دے دیا گیا تھا مگر ہمارے ہاں وطن عزیز کو حقیقی قیادت میسر نہ آسکی جس کی وجہ سے ملک انتشار کا شکار ہے۔ پاکستان بنتے ہی قائداعظم اللہ کو پیارے ہوگئے۔ انہیں موقع ملتا تو پاکستان مشکلات میں گرفتار نہ ہوتا۔ اس کے برعکس ہندوستان میں پنڈت نہرو کو تقسیم کے بعد کام کرنے کے مواقع میسر آئے جس کی وجہ سے ان کا ملک مضبوط ہوتا گیا اور ہم قیام پاکستان کے کچھ عرصہ بعد ہی ملک کے ایک حصے سے محروم ہوگئے۔ ہمارے پاس آئین نہ تھا جس کی وجہ سے قوم باہمی طور پر دست و گریباں رہی۔ بعدازاں کرپٹ حکمرانوں نے اس ملک کی جڑوں کو کھوکھلا کر کے رکھ دیا۔ ایوب خان نے پاکستان کے تین دریاؤں کو فروخت کر دیا جس کے سبب راوی اور بیاس کے پانی پر ہندوستان قابض ہوگیا۔ اس کے بعد پرویز

Marfat.com

مشرف نے چناب پر ہندوستان کے ڈیم بنانے پر خاموشی اختیار کر کے جرم کیا۔ اس طرح دو ڈکٹیٹروں نے ملک کو شدید نقصان پہنچایا جس کی وجہ سے ملک کو پانی اور بجلی جیسے بحرانوں کا سامنا ہے۔ اب صدر زرداری نے کالا باغ ڈیم کی تعمیر شروع نہ کی تو وہ بھی ان ڈکٹیٹرز کے جرم میں برابر کے شریک سمجھے جائیں گے۔

ندائے ملت: محترمہ بینظیر بھٹو نے بھی تو اپنے دور میں کالا باغ ڈیم کی مخالفت کی تھی؟

غلام مصطفیٰ کھر: جب میں وزیر پانی و بجلی تھا تو ایک دفعہ وزیراعظم محترمہ بینظیر بھٹو خود آئیں۔ میرا ہاتھ تھاما اور کہا میرے ساتھ چلیں۔ آصف علی زرداری نے مجھے روکنے کی کوشش کی مگر بینظیر یہ کہہ کر کہ میں جلد انہیں واپس بھجواتی ہوں۔ اپنے ساتھ لے کر کمرے سے باہر آ گئیں۔ بینظیر آگے چل رہی تھیں اور میں ان کے پیچھے، وہ مجھے وہاں لے گئیں جہاں عبداللہ شاہ، نصیر اللہ بابر، ذوالفقار علی مگسی، آفتاب احمد شیر پاؤ، حامد ناصر چٹھہ، عارف نکئی، یہ لوگ موجود تھے، یہ لوگ زندہ ہیں ان سے پوچھ لیں کہ کھر یہ کہتا ہے سچ ہے یا جھوٹ؟ محترمہ نے کہا مصطفیٰ بھائی بیٹھیں میں ان سے بات کرتی ہوں۔ محترمہ کہنے لگیں کہ "مصطفیٰ کھر کالا باغ ڈیم کی حمایت کرتے ہیں۔ میں نے اس کی مخالفت کی ہے اس لئے کہ میرا خیال تھا کہ کالا باغ ڈیم کی حمایت کر کے میں سندھ میں غیر مقبول ہو جاؤں گی مگر میں نے جب مصطفیٰ کھر کے خیالات سنے تو اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ ہم سب غلط تھے۔ مصطفیٰ کھر کے مؤقف میں وزن ہے"۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بینظیر کا بڑا پن تھا کہ انہوں نے اپنی غلطی تسلیم کی۔ تمام لوگ چونکے سب سے زیادہ آفتاب احمد شیر پاؤ چونکے اور کہا کہ یہ کیسے ہو گا۔ محترمہ نے کہا شیر پاؤ، کھر ٹھیک کہتے ہیں، ایسا ہی ہو گا جیسا یہ چاہتے ہیں۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ محترمہ ہم اس ڈیم کی مخالفت کر چکے ہیں اور آپ کھل کر اس کی مخالفت کرتی رہی ہیں۔ اب کس طرح اس کی حمایت میں بیان دیں گی۔ محترمہ نے کہا خدا جانتا ہے کہ مجھے اس کی اہمیت کا علم نہ تھا چونکہ ضیاء الحق اس ڈیم کو بنانا چاہتا تھا۔ میں اس سے سخت نفرت کرتی تھی اس لئے میں نے اس وجہ سے کالا باغ ڈیم کی مخالفت کی تھی۔ میں سمجھتی تھی کہ یہ سندھ کے عوام کے خلاف سازش ہے اس لئے میں نے اس کی مخالفت کی۔ جب میں نے مصطفیٰ کھر

Marfat.com

سے کالاباغ ڈیم کے بارے میں معلومات حاصل کیں جو پانی اور بجلی کے وفاقی وزیر بھی ہیں تو میں قائل ہوگئی کہ اس کے بغیر ہمارا ملک چل ہی نہیں سکتا۔ یہ ہمارے ملک کے لئے بے حد ضروری منصوبہ ہے۔ اس موقع پر چند دوسرے افراد نے کہا کہ فلاں فلاں لیڈر اس منصوبے کی مخالفت کر رہا ہے تو محترمہ نے برملا کہا آج کے بعد جو کالاباغ ڈیم کی مخالفت کرے گا وہ پاکستان کا دشمن ہوگا۔ شیر پاؤ نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ یہ صحیح ہے مگر باہر جا کر پریس میں نہ کہہ دینا، ہم مارے جائیں گے۔ اب انتظار کرو ہمیں عوامی رائے عامہ ہموار کرنے دو پھر کہہ دینا میں نے کہا شیر پاؤ میں کوئی پٹاخہ لیڈر ہوں کہ سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے اس قسم کا بیان دوں گا۔ ہمیں کالاباغ ڈیم بنانا ہے، یہ میرا عزم ہے۔ مجھے اپنے لئے شہرت نہیں چاہئے بلکہ میرے لئے میرے ملک کی بقاء و سالمیت عزیز ہے اس لئے اس وقت تک یہ بات باہر نہ کہوں گا جب تک عوامی رائے عامہ بیدار نہ ہو جائے۔ مصطفیٰ کھر کے منہ سے یہ بات نہ نکلے گی آج میں پہلی دفعہ یہ واقعہ بیان کر رہا ہوں۔

ندائے ملت: آپ نے پھر کس طرح چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ کو قائل کیا؟

غلام مصطفیٰ کھر: اس کے بعد میں نے ایک وفد تشکیل دیا جس میں ماہرین شامل تھے۔ اس وفد کی قیادت کرتے ہوئے ہم پہلے سندھ پہنچے وہاں چیف منسٹر سندھ سے ملے جنہوں نے اپنے ماہرین بلا رکھے تھے اسی طرح بلوچستان اور سرحد پہنچے جہاں تمام صوبوں سے بات چیت کی اور انہیں راضی کیا سب سے پہلے بلوچستان کے وزیر اعلیٰ نے ہاں کر دی اور کہا کہ ہم کالاباغ ڈیم بنانے پر راضی ہیں۔ ہم اس لئے مخالفت کرتے ہیں کہ سندھ مخالفت کرتا ہے۔ ہمارا واسطہ سندھ کے ساتھ ہے اس لئے ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ سندھ کے وزیر اعلیٰ نے کہا کہ ہمیں اس کی اہمیت و افادیت کا پہلے علم نہ تھا آپ ہمیں موقع دیں۔ اپنے دوستوں سے مشورہ کر لیں۔ آپ تھوڑی سی مہلت ہمیں دیں۔ اسی طرح صوبہ سرحد کی حکومت نے وقت مانگ لیا۔ اگر میری بات کی تصدیق کرنی ہے تو شمس الملک جو واپڈا کے چیئرمین تھے ان سے پوچھ لیں کہ مصطفیٰ کھر ٹھیک کہہ رہا ہے یا غلط۔ کسی کے پاس کوئی دلیل نہیں تھی کہ وہ کالاباغ ڈیم کی مخالفت کرتا۔ کچھ لوگ نادان ہیں

Marfat.com

انہیں تو سمجھایا جا سکتا ہے مگر جو لوگ جان بوجھ کر اس مسئلے کو اچھال کر اس ملک کو کمزور کرنا چاہتے ہیں ان کا کوئی علاج نہیں ہے۔ اصل میں کالا باغ ڈیم کے مخالفین اقلیت میں ہیں' ان کی تعداد کم ہے جبکہ اس کے حق میں زیادہ لوگ ہیں۔

ندائے ملت: آپ نے محترمہ بینظیر بھٹو کو کالا باغ ڈیم بنانے کے لئے قائل کر لیا تھا' کیا آصف علی زرداری اس مسئلے سے آگاہ نہیں؟

غلام مصطفیٰ کھر: جو باتیں میں نے کی ہیں کیا اس سے آصف علی زرداری آگاہ نہیں ہیں جب بی بی شہید میری دلیل پر قائل ہو گئی تھیں اور انہوں نے اپنی کابینہ کو آگاہ کر دیا تھا تو کیا آصف علی زرداری کو نہ بتایا ہوگا۔ آج کیوں ان کی زبان بند ہے۔ ان کے منہ پر تالے لگے ہوئے ہیں۔ میں تو کہتا ہوں بدقسمت ہے آصف علی زرداری' لیڈر وہی ہوتا ہے کہ جو مواقع ضائع نہیں کرتا۔ جب اس نے کہا تھا کہ پاکستان کھپے تو میں خوش ہوا تھا مگر میں ان سے پوچھتا ہوں کہ بھائی پانی کے بغیر پاکستان کس طرح کھپ سکتا ہے۔ اگر آپ کو پاکستان کی ضرورت ہے تو اس کے لئے پانی کی ضرورت بھی پوری کریں۔ اس سے بہتر موقع کب آ سکتا ہے کہ اس وقت صدر سندھی ہے اور اس کی بات لوگ مان سکتے ہیں۔ اگر وہ کہتے ہیں کہ بینظیر بھٹو شہید کے وارث ہیں' اس کے لئے وہ گدی چھوڑ گئی ہیں اس کی جائیداد اور پارٹی تک کے وہ وارث بن گئے ہیں تو اگر واقعی بینظیر بھٹو انہیں اپنی وراثت کا مالک بنا گئی ہیں تو انہیں بینظیر کے افکار و خیالات کو بھی آگے بڑھانا چاہئے۔ ان کے قوم کے ساتھ کئے گئے وعدوں کی پاسداری بھی کرنی چاہئے۔ بینظیر بھٹو نے کہا تھا کہ جو لوگ کالا باغ ڈیم کی مخالفت کریں گے وہ پاکستان کی مخالفت کریں گے۔ اس بات کو آگے بڑھاتے ہوئے آصف علی زرداری کو کالا باغ ڈیم بنانا چاہئے تاکہ قوم پیاسی نہ مر جائے' اگر ڈیم نہ بنایا گیا تو پھر چند برس میں پاکستان ایتھوپیا بن جائے گا۔ یہاں لوگ پانی کی بوند بوند کو ترس جائیں گے۔ ایسا نہ ہو کہ یہاں انسان ایک دوسرے کا خون بہانے لگیں۔ مجھے تو ایسا نظر آتا ہے کہ ڈیم نہ بنا تو خیبر سے کراچی تک انسانی ڈھانچے بکھرے پڑے ہوں گے۔ اس وقت سے بچنے کے لئے قیادت کو چاہئے کہ وہ جلد ہی کالا باغ ڈیم کے منصوبے پر عملدرآمد شروع کر

Marfat.com

دے۔ میری تو قوم سے اپیل ہے کہ یہ نہ دیکھیں کہ کس کو کالا باغ ڈیم کا فائدہ پہنچے گا بلکہ یہ دیکھیں کہ اس کے فوائد کتنے ہیں۔ اس کے بننے سے جتنا فائدہ پنجاب کو ہوگا اتنا ہی سندھ کو بھی ہوگا۔ اس کے لئے دل اور دماغ سے سوچیں۔ یہ فیصلے کھلے دل سے کرنے پڑتے ہیں۔ پاکستان کے مستقبل کے لئے پانی کتنا ضروری ہے۔ اس حوالے سے سب کو سوچنا ہوگا۔ ہمارے ہاں یورپ کی طرح بارشیں تو روزانہ کا معمول نہیں ہیں ہمارے ہاں تو پانی پہاڑوں سے ہی آئے گا اور دریائے سندھ میں گرے گا اس لئے میں سمجھتا ہوں دریائے سندھ پر سب پاکستانیوں کا حق ہے۔ ایک دو سال کے اندر یہ فیصلہ نہ کیا گیا تو ہم مزید مشکلات میں گھر جائیں گے۔ اگر اس سے زیادہ دیر ہوگئی تو پھر کوئی بنانا بھی چاہے تو کوئی فائدہ نہ ہوگا اس لئے کہ مزید وقت صرف ہونے سے اس کی لاگت میں کئی گنا اضافہ ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ دنیا میں کوئی ایسا ڈیم نہیں بنا جس کے بننے پر اختلاف پیدا نہ ہوا ہوگا۔ کسی جگہ پر سیم آ جاتی ہے کہیں کوئی اور پرابلم ہوگی اس طرح اگر ہزار گھرانوں کا نقصان ہوگا تو لاکھوں کو فائدہ بھی ہوگا۔ ہمیں ملکی مفاد کو پیش نظر رکھنا ہوگا۔

ندائے ملت: آپ کس حوالے سے اس مشن پر نکلے ہیں، آپ کے مقاصد اور عزائم کیا ہیں؟

غلام مصطفیٰ کھر: میرا کسی جماعت سے کوئی تعلق نہیں۔ میرا تو براہ راست عوام سے تعلق ہے ۔ انہیں کوئی نقصان پہنچتا ہے تو میں تو اسے بچانے کے لئے میدان میں آؤں گا ہی۔ پاکستان کی سیاسی جماعتوں کو سیدھے راستے پر لانا ہی میرے لئے جہاد ہے۔ میری زندگی ہی کتنی ہے۔ میں نے تو اپنی زندگی اب عوام اور ملک وملت کی بہتری کے لئے وقف کر دی ہے۔ مجھے کوئی مفاد نہیں چاہئے۔ میں پاکستان کے عوام کو حقیقی مقام دلانے اور انہیں بحرانوں سے نکالنے کے لئے عملی جدوجہد کرتا رہوں گا۔ یہی میرا عزم اور یہی میرا مشن ہے۔

.......................................

## حکمرانوں میں کالا باغ ڈیم کا سب سے

Marfat.com

# بڑا حامی......وزیراعظم محمد خاں جونیجو

رفیق ڈوگر

جناب انور محمود محکمہ اطلاعات میں وفاقی سیکرٹری کے عہدے سے ریٹائر ہوئے ہیں۔ان سے پوچھا گیا کہ آپ کے "زیر تشہیر" آئے حکمرانوں میں سے سب سے برا کون تھا۔اور سب سے اچھا کون تھا؟ جناب رفیق ڈوگر کی روایت کے مطابق ان کا جواب تھا کہ برا تو میں بتا نہیں سکتا۔ البتہ میرے تجربہ کے مطابق محمد خاں جونیجو سب سے اچھے تھے۔کیوں اچھے تھے؟ وہ دیانت دار بہت تھے۔یعنی قومی خزانے اور مال کے معاملے میں دیانت اور امانت کے ہر معیار پر قابل رشک تھے۔دوسرے وہ گڈ گورننس اور آئین و قانون کے خلاف کوئی اقدام کرتے تھے نہ کرنے دیتے تھے۔

موصوف کالا باغ ڈیم کے زبردست حامی تھے۔مختلف ادوار میں حکمرانوں نے کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے حوالے سے مختلف مثبت اقدام کئے۔خاصی پیش رفت بھی ہوئی۔فزیبلٹی رپورٹ تیار ہوئی۔سائیٹ پر ریلوے ٹریک' پختہ سڑکیں' دفاتر' کوارٹرز تعمیر ہوئے قیمتی مشینری کی تنصیب ہوئی مگر کبھی حکمران کا اقتدار ختم ہوا کبھی کوئی اور رکاوٹ آئی اور کبھی بھارت کے اشارے پر بھارتی لابی اس کے خلاف سرگرم ہوگئی۔

مگر گزشتہ 40 سال میں جس حکمران نے کالا باغ ڈیم کے لئے اتفاق رائے پیدا کرنے میں سب سے زیادہ جاں فشانی سے تگ و دو کی وہ بلا شبہ سندھ اور سندھڑی کے یہ سپوت جناب محمد خاں جونیجو تھے۔وہ سندھ کے نام نہاد قوم پرستوں اور بھارتی لابی کے مذموم عزائم کو خوب سمجھتے تھے۔انہوں نے کسی ٹنڈے لاٹ کی پروا نہیں کی۔وزیر اعظم محمد خاں جونیجو نے ایک فارمولے کے تحت چاروں صوبوں کے چیف جسٹس صاحبان کے ذمہ یہ ٹاسک لگایا کہ وہ کالا باغ ڈیم کے حوالے سے سفارش اور رپورٹ کریں اور اس میں بڑی

Marfat.com

حد تک کامیاب ہو چکے تھے کہ سرحد کے گورنر جنرل فضل حق نے رکاوٹ ڈال دی۔ پشاور ہائیکورٹ کے چیف جسٹس کو رپورٹ پر دستخط کرنے سے روک رکھا تھا۔ جناب محمد خاں جونیجو جنرل فضل الحق کو سمجھانے اور منانے کے لئے خود پشاور تشریف لے گئے۔ گورنر ہاؤس میں ماہرین نے گورنر اور وزیر اعظم کی موجودگی میں کالا باغ ڈیم کے بارے میں مکمل بریفنگ دی۔ مگر گورنر کی سوئی جاں اڑی تھی وہیں اڑی رہی۔ جونیجو صاحب دل برداشتہ ہو کر گورنر کا کھانا کھائے بغیر وہاں سے اٹھ آئے۔

............................

میں نے جنرل غلام حسین خاں مرحوم سے پوچھا۔ کہ جب سب چیف جسٹس صاحبان ایک مشترکہ فارمولا پیش کر چکے ہیں۔ تو آپ کے گورنر کو کیا اعتراض ہے۔ انہوں نے ایک موٹی سی گالی دیتے ہوئے جواب دیا تھا۔ ''فل جنرل بنا دو آج مان جائے گا''۔

............

قومی خزانے کی حفاظت کے حوالے سے وزیر اعظم محمد خاں جونیجو کی احتیاط کا یہ حال تھا کہ کابینہ کا اجلاس بھی ایسے وقت نہیں رکھتے تھے۔ کہ درمیان میں کھانے کا وقت آ جائے۔ ''کھانا اپنے گھر سے کھائیں'' کا سٹینڈنگ آرڈر تھا۔

حلف اٹھانے کے بعد انہوں نے محکمہ اطلاعات کو جو ہدایات جاری کی تھیں۔ ان میں ایک یہ بھی تھی۔ کہ میرے خاندان کے افراد کو غیر ضروری پبلسٹی نہ دی جائے۔ اس دور کا ریکارڈ اس کی گواہی دیتا ہے۔

............

رفیق ڈوگر نے انور محمود صاحب سے گذارش کی کہ ان کے دور کے تجربات و مشاہدات ہی لکھ دیں۔

نوائے وقت 17 / مارچ 2010ء

## کالاباغ ڈیم...... پنجابیوں سے گلہ!

Marfat.com

روزنامہ جنگ' لاہور مورخہ 6 رنومبر جناب ارشاد عارف اپنے کالم ''طلوع'' میں رقمطراز ہیں۔

میاں خورشید محمود قصوری نے لاہور آئے متحدہ لیگ کے اہم لیڈروں کو گھر بلایا۔ سینئر اخبار نویسوں کے روبرو بٹھایا۔ اور خود مہمانوں کی خاطر تواضع میں لگ گئے۔ میر ظفر اللہ خان جمالی نے بلوچستان کا کیس مؤثر انداز میں پیش کیا۔ اور یہ بھی بتایا۔ کہ میری سوچ پاکستانی ہے۔

میر صاحب نے بتایا۔ کہ میں نے وزیر اعظم جونیجو کو کالاباغ ڈیم بنانے پر مجبور کیا۔ تین صوبوں کی قیادت کو کالا باغ ڈیم کی حمایت پر آمادہ کیا۔ مگر جونیجو صاحب نے سیاسی مجبوریوں کی وجہ سے انکار کر دیا۔ جس کے بعد میں نے وزارت سے استعفیٰ دے دیا۔ لیکن کسی پنجابی وزیر کو میرا ساتھ دینے کی توفیق نہیں ہوئی۔ انہوں نے گلہ کیا۔ کہ میں نے استعفیٰ دیا۔ تو میرے سارے مسلم لیگی ساتھی کابینہ میں بیٹھے رہے۔ کسی نے وزارت چھوڑنا تو درکنار زبانی احتجاج کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی!

......

نوٹ: بعد میں ان ہی وزیر اعظم محمد خاں جونیجو نے کالا باغ ڈیم کے لئے اتفاق رائے پیدا کرنے میں بڑی جانفشانی اور تگ و دو سے کام لیا۔

......

پنجاب کے باسیوں کی یہی ''بے حمیتی'' بہت بڑا المیہ ہے۔ ورنہ فطرت کا شاہکار کالا باغ ڈیم یوں 'لاوارث' نہ پڑا رہتا۔ پنجاب اپنے حق کے لئے Assert کرنا سیکھے!

......

ٹرین میں دو مسافروں کی گفتگو۔
ایک مسافر: کیا آپ باکسنگ جانتے ہیں؟
دوسرا مسافر: نہیں تو!
پہلا مسافر: میں باکسنگ میں ماہر ہوں۔ اور یہ سیٹ میری ہے!

Marfat.com

# محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور کالاباغ ڈیم

آپ نے یاد دلایا ہے کہ ملک میں پانی کی شدید قلت ہے لیکن ہم بے دردی سے پانی سمندر میں بہا رہے ہیں۔ گرمیوں میں برف پگھلنے اور بارشوں کے باعث دریاؤں میں سیلاب آتے ہیں مگر ہمارے ہاں پانی ذخیرہ کرنے کے لئے ڈیم ہی نہ ہو تو سیلاب ملک میں تباہی مچائے گا یا پانی سمندر میں ضائع ہو جائے گا۔

آپ نے خبردار کیا ہے کہ آئندہ جنگیں ملکوں کے درمیان پانی کی تقسیم کے جھگڑوں کے باعث ہوں گی۔ آپ نے یقین ظاہر کیا ہے کہ اگر ہم کالاباغ ڈیم کی صورت میں اپنا پانی بچالیں تو پانچ سال میں پاکستان ترقی یافتہ ممالک کی صف میں آسکتا ہے کالاباغ ڈیم کے لئے ایک تحریک کی ضرورت ہے۔ آپ ملک کی سب سے زیادہ قابل احترام ہستی ہیں۔ آپ اس تحریک کی سرپرستی فرمائیں۔ آپ میڈیا میں اپنے خیالات کا اظہار فرماتے رہیں۔

جنوری 2001ء میں انسٹی ٹیوٹ آف انجینئرز کے سالانہ کنونشن چالیسواں (40) اقتصادی اجلاس جاری تھا۔ مختلف مقررین کے بعد جب خطبہ صدارت کے لئے اے کیو ریسرچ لیبارٹریز کے سربراہ ممتاز قومی سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان مائیک کے سامنے تشریف لائے تو انہوں نے آتے ہی کالاباغ ڈیم کی بڑھتی ہوئی ضرورت اور مستقبل میں اس کی اہمیت کا ذکر چھیڑ دیا۔ ڈاکٹر صاحب نے شدید دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے ملک میں پانی کی قلت ہے لیکن ہم بے دردی سے قیمتی پانی ضائع کئے جا رہے ہیں۔ موسم گرما میں جب پہاڑوں پر برف پگھلتی ہے اور بے تحاشا بارشیں ہوتی ہیں تو ہمارے دریاؤں میں سیلاب آجاتا ہے اور آبی ذخائر نہ ہونے کی وجہ سے زیادہ تر پانی سمندر کی نذر ہو جاتا ہے اور ربیع کی فصل کے موقع پر پانی دستیاب نہیں ہوتا۔ نہروں کی وارہ بندی کرنا پڑتی

Marfat.com

ہے۔صوبوں کے درمیان پانی کی تقسیم پر جھگڑے ہوتے ہیں۔پھر بھی کالا باغ ڈیم جیسے قومی مفاد کے منصوبوں پر عمل کرنے کے لئے کوئی تیار نہیں (آخر وہ کون سے خفیہ چہرے ہیں جو بتدریج پاکستان کو اندھیروں کی طرف دھکیل رہے ہیں اور کالا باغ ڈیم کو پاکستان کی یکجہتی کے لئے خطرہ قرار دیتے ہیں)۔اسے متنازعہ بنانے والے قومی مجرم ہیں حالانکہ اس مفید قومی منصوبے کو ٹیکنیکل نقطہ نظر سے دیکھا یا مسترد کیا جانا چاہئے تھا لیکن اسے محدود مقامی مفادات یا سیاسی تعصب کی عینک سے دیکھا جانے لگا ہے جبکہ عالمی مبصرین بھی کہہ رہے ہیں کہ تیسری عالمی جنگ کسی اور وجہ سے نہیں ملکوں کے درمیان پانی کی تقسیم کے جھگڑوں کے باعث ہوگی۔ڈاکٹر عبدالقدیر خاں نے مزید کہا کہ اگر ہم پانی ضائع ہونے سے بچالیں تو صرف پانچ سال کے عرصہ میں پاکستان ترقی کر کے جدید ترین ممالک کی صف میں کھڑا ہوسکتا ہے مگر پاکستان کے دشمن ایسا نہیں چاہتے۔

Marfat.com

حقوق کے لئے ’’Assert‘‘ کرنا سیکھیں!

# پنجاب کا مقدمہ

حنیف رامے

اگر پنجاب کی طرف سے چشمہ جہلم رابطہ نہر میں پانی جاری کرنے کی صرف ’’درخواست‘‘ ہی کی جاتی تو شاید میں مرکزی حکومت، سندھی وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو اور سندھی وفاقی وزیر صوبائی رابطہ جناب عبدالحفیظ پیرزادہ کی نگاہوں میں زیادہ نہ کھٹکتا، اصل میں جب ’’درخواست‘‘ کے ساتھ دلیل اور دلیل کے ساتھ ثابت قدمی شامل ہو جائے تو درخواست محض درخواست نہیں رہا کرتی بلکہ مطالبہ بن جاتی ہے۔ میں نے درخواست نہیں کی تھی، میں نے واقعتاً مطالبہ کیا تھا کہ پنجاب کو دریائے سندھ کے پانی سے اس کا جائز حصہ ملنا چاہیے۔ اور میں نے یہ مطالبہ اپنے عہد میں ایک مرتبہ نہیں کئی مرتبہ کیا۔

وہ کون سی حقیقتیں تھیں جنہوں نے مجھے یہ مطالبہ کرنے کا حوصلہ بخشا؟

اول۔۔ دریائے سندھ صرف صوبہ سندھ کا نہیں بلکہ پورے پاکستان کا دریا ہے۔ یہ پندرہ سو میل لمبا دریا صرف پانچ سو میل تک صوبہ سندھ میں اور تقریباً ایک ہزار میل تک اس صوبے سے باہر بہتا ہے۔ سندھ میں داخل ہونے سے پہلے یہ دریا اٹک سے رحیم یار خان تک پنجاب کے سینے پر مچلتا ہے۔ اس دریا میں صوبہ سرحد اپنے دو دریاؤں .....کابل اور کرم.....کا پانی ڈالتا ہے۔ پنجاب کے پانچ دریاؤں، ستلج، بیاس، راوی، چناب اور جہلم، کے پانی بھی تریموں، سدھنائی اور پنجند پر جمع ہوتے ہوتے بالآخر اس دریا میں شامل ہو جاتے ہیں۔ اس طرح جب دریائے سندھ صوبہ سندھ میں داخل ہوتا ہے تو اس میں سرحد اور پنجاب کے سات دریاؤں کا پانی شامل ہو چکا ہوتا ہے۔ پھر یہی دریا وہ واحد ذریعہ ہے جس سے بلوچستان کی قابل کاشت اراضی کو پانی میسر آ سکتا ہے۔ اور بلوچستان کا بھی حق ہے کہ وفاق پاکستان کے ایک رکن کے طور پر دریائے

Marfat.com

سندھ سے حصہ پائے۔

حقیقت یہ ہے کہ صوبہ سندھ کا یہ عیاں اور نہاں دعویٰ کہ دریائے سندھ کے پانی پر صرف اس کا حق ہے محض اس مغالطے پر مبنی ہے کہ اس دریا کا نام سندھ ہے۔ میں نے ۲۹ مئی ۱۹۸۵ء کو روزنامہ ''جنگ'' میں پانی کے مسئلے پر شائع ہونیوالے مذاکرے میں تجویز پیش کی تھی اور یہاں میں اس دہراتا ہوں کہ اس دریا کا کوئی نیا نام رکھ دیا جائے۔ اگر این ڈبلیو ایف پی' یا صوبہ سرحد کا نام اس کے پختون باشندوں کی نسبت سے پختونستان تجویز کیا جاسکتا ہے۔ تو پاکستان کے چاروں صوبوں کے مشترکہ مفادات کے اقرار کے طور پر دریائے سندھ کو 'دریائے پاکستان' کا نام بھی دیا جاسکتا ہے۔

جب ایوب خان کے وقت پنجاب کے تین دریاؤں، ستلج' بیاس اور راوی کے پانی بھارت کو دے دیئے گئے تو بدلے میں نہر نکالی گئی تا کہ پنجاب کے جنوبی علاقوں کو سیراب کیا جاسکے جو پہلے ان تین دریاؤں اور ان سے نکلنے والی نہروں سے پانی حاصل کرتے تھے۔ یہ نہر سندھ طاس کے بین الاقوامی معاہدے کے نتیجے میں صرف اور صرف پنجاب کو ''متبادل پانی'' دینے کیلئے وجود میں آئی تھی۔ جہاں تک سندھ یا دوسرے صوبوں اور پنجاب کے درمیان پانی کی تقسیم کا معاملہ ہے وہ تو مرکزی حکومت کے ایوارڈ کا منتظر ہے اب یکا یک پنجاب کو جو پہلے ہی اپنی ضرورت کے مطابق پانی حاصل نہیں کر پاتا اس نہر سے محروم کر دیا گیا ہے۔ جو اسے ستلج' بیاس' اور راوی کے عوض ملی تھی، ظلم یہ ہے کہ پنجاب کے دریا بھی بیچ دیئے اور اس کے بدلے میں جو ایک نہر دی اسے بھی بند کر دیا۔ وجہ؟

''عزیزان گرامی! آپ ناراض نہ ہوں تو عرض کروں کہ وجہ آپ کی بے حسی اور خاموشی ہے۔ آپ پنجاب کے ووٹوں سے اسمبلیوں میں پہنچے ہیں۔ بے شک ہم سب کا اولین فرض ہے کہ ہم وطن عزیز پاکستان کی سلامتی اور سربلندی کو ہر دوسری بات پر ترجیح دیں۔ لیکن کیا پنجاب اس ملک کا حصہ نہیں؟ اور کیا یہاں بسنے والے پانچ کروڑ عوام انسان نہیں؟۔ کیا آپ ان کے حقوق کیلئے صرف اس لئے آواز نہ اٹھائیں گے کہ لوگ آپ کو متعصب کہیں گے؟ یاد رکھیے اگر آپ نے پنجاب کے حقوق سے غفلت کا یہی

Marfat.com

رویہ برقرار رکھا تو بالآخر اس کا انجام پاکستان کی تباہی ہو گا۔ کیونکہ جب آپ اپنے حقوق کیلئے آواز نہیں اٹھائیں گے دوسرے صوبوں کے لوگ سردار عطاء اللہ مینگل کے الفاظ میں کہہ اٹھیں گے کہ آپ نے پاکستان کو "عظیم تر پنجاب" بنا کر رکھ دیا ہے اور آپ پنجاب کے حقوق کا مطالبہ اس لیے ضروری نہیں سمجھتے کیونکہ آپ نے پورے پاکستان پر قبضہ جما رکھا ہے۔

آپ کا مخلص

محمد حنیف رامے

.......................................................

Marfat.com

# اس دن کالاباغ ڈیم بن جائے گا!

## پیپلز پارٹی کے ممتاز رہنماء مطلوب احمد وڑائچ

تیسری عالم گیر جنگ ہوئی تو پانی کے تنازعات پر ہوگی۔ دنیا کے تیل کے ذخائر پر قبضہ کرنے کے بعد امریکہ کی نظر دنیا کے پانیوں پر ہوگی۔ ساؤتھ امریکہ میں پاناما کینال، مڈل ایسٹ میں نہر سویز، دجلہ و فرات کے دریا اور ترکی، عراق اور شام کے درمیان پانی کے مسائل، جنوبی ایشیاء میں پاکستان اور بھارت کے مابین پانی کے سلگتے تنازعات شعلہ جوالا بننے کیلئے ماچس کی تیلی کے منتظر ہیں۔ صوبہ سرحد سے تعلق رکھنے والے ایوب خان نے ورلڈ بنک کے فریب میں آ کر پنجاب کے 3 دریا بیچ ڈالے۔ آج راوی میں گندے نالوں کا پانی رواں اور دریائے ستلج و بیاس میں ریت اڑ رہی ہے اور کئی خانہ بدوشوں نے اپنے کچے مکانات تعمیر کر رکھے ہیں۔ کالاباغ ڈیم کا منصوبہ 1953ء میں منصہ شہود پر آیا۔ ایوب کے اقتدار میں آنے کے بعد یہ کھٹائی میں پڑتا چلا گیا۔ ایوب خان نے تربیلا ڈیم ہری پور کے قریب اس لئے بنا ڈالا کہ آنے والے دنوں میں یہ ان کے بیٹے کیلئے قومی اسمبلی کا حلقہ انتخاب بننے والا تھا اور اس ڈیم کی تعمیر سے حلقہ کے لوگوں کو مستقل و عارضی بنیاد پر روزگار ملنے کے امکانات تھے۔ منگلا ڈیم کا منصوبہ بھی ایوب دور میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔ تربیلا اور منگلا ڈیم بننے سے نہ ہری پور ڈوبا اور نہ میر پور زیر آب آیا۔ اگر کالاباغ ڈیم بن جاتا تو نوشہرہ ڈوبتا نہ کسی اور شہر کو نقصان پہنچتا۔ لیکن اس منصوبے کے دشمنوں نے عجیب قسم کی افواہیں پھیلائیں اور مکاری دکھائی۔ ضیاء الحق کے دور کے گورنر سرحد فضل حق نوشہرہ جا پہنچے اور دو منزلہ عمارتوں پر چاک سے نشان لگا کر لوگوں کو بتایا کالاباغ ڈیم بنا تو پانی یہاں تک آ پہنچے گا۔ ڈیم کی دوسری مخالفت مقامی لوگوں نے اس وقت کی جب سرمایہ داروں نے ڈیم بننے کی خبر پا کر اس سائٹ کی زمین کوڑیوں کے مول خرید لی۔ مقامی لوگوں نے اس پر احتجاج کیا جو بالآخر ڈیم مکاؤ تحریک پر منتج ہوا۔ جبکہ اس منصوبے پر اب تک کئی سو ارب روپے خرچ کئے جا چکے ہیں بلکہ ملازمین کے لئے رہائشی کالونیاں تک تعمیر ہو چکی ہیں اور اربوں روپے کی مشینری بھی درآمد کی

Marfat.com

جا چکی ہے اور کالا باغ ڈیم کے لئے جو زمین چاہئے تھی وہ بھی خریدی جا چکی ہے اور تکنیکی لحاظ سے یہ منصوبہ ایسے ہے کہ سرحد ہی کے ایک سابق وزیر اعلیٰ اور چیئر مین واپڈا شمس الملک کے مطابق اس کے صرف ایک طرف دیوار بنانے سے باقی تینوں طرف سے یہ پہاڑیوں سے کورڈ ایریا ہے۔ اس طرح کسی اور ڈیم کے مقابلے میں اس پر بہت کم لاگت آئے گی۔

کشمیر سے پاکستان داخل ہونے والے دریاؤں سندھ، جہلم اور چناب پر بھارت نے 62 ڈیموں کی تعمیر شروع کر رکھی ہے، کئی مکمل ہو چکے ہیں۔ بھارت جب چاہتا ہے ان دریاؤں کا پانی روک لیتا ہے اور بھارت نے اس سلسلے میں اپنے کسی بھی صوبے یا پارلیمنٹ کو اعتماد میں لینے کی ضرورت محسوس نہیں کی کیونکہ مملکت جو فیصلہ کرتی ہے اس میں عوامی فلاح و بہبود مقصود ہوتی ہے۔ آج پاکستان کا کسان بھارت کے رحم و کرم پر ہے۔ لاکھوں ایکڑ اراضی ہر سال بنجر ہو جاتی ہے۔ آج پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ بجلی کی کمی ہے۔ وزرائے کرام بجلی کے نام پر رینٹل پاور پراجیکٹس سمیت کئی منصوبے بنا کر ملکی معیشت سے مذاق اور کھلواڑ کر رہے ہیں۔ ایک طرف غریبوں کی چمڑی ادھیڑ کر انہیں زندہ درگور کیا جا رہا ہے، دوسری طرف روشنی کے نام پر اندھیرے سے ڈرا کر غریب عوام اور ملک کے چھوٹے موٹے صنعتکاروں اور کسانوں کی جیبوں کا صفایا کر کے اپنے بنک اکاؤنٹس کا حجم بڑھانے کے منصوبے تیار ہیں۔

پاکستان کی 80 فیصد آبادی زراعت 20 فیصد صنعتوں سے منسلک ہے۔ انڈسٹری بجلی کی کمی کے باعث ٹھپ ہونے کو ہے۔ زراعت پانی کی کمی کا شکار ہے جبکہ ہمسایہ ممالک چین اور بھارت سینکڑوں ڈیم بنا کر کسانوں کو مفت بجلی فراہم کرتے ہیں اور انڈسٹری سے برائے نام بل وصول کیا جاتا ہے۔ ان حالات میں پاکستان کا کسان اور صنعتکار عالمی منڈی کا مقابلہ کیسے کر سکتا ہے؟ کالا باغ ڈیم کا مسئلہ حل ہو جائے تو پاکستان وسطی ایشیائی ریاستوں کو بھی بجلی فروخت کرنے کے قابل ہو سکتا ہے۔ کالا باغ ڈیم کا مسئلہ تکنیکی نہیں سیاسی ہے۔ دبئی میں ایک مرتبہ محترمہ بینظیر بھٹو کے ساتھ کھانے کی میز پر چند سندھی دوستوں کی موجودگی میں اس مسئلہ پر بحث ہوئی تو محترمہ نے تسلیم کیا کہ صوبے رضامند ہوں تو کالا باغ ڈیم بن سکتا ہے۔

میں پیپلز پارٹی کی مرکزی مجلس عاملہ کا رکن ہوں مجھے شہید محترمہ اور بعد میں جناب صدر مملکت آصف علی زرداری صاحب کی طرف سے کبھی بھی کالا باغ ڈیم کی مخالف کی ہدایت نہیں ملی۔

Marfat.com

اس لئے یہ کہنا کہ پاکستان پیپلز پارٹی کالا باغ ڈیم کی مخالف ہے غلط ہوگا۔ ایم کیو ایم کے قائد الطاف بھائی بھی پورے ملک میں رابطہ عوام مہم چلا رہے ہیں اور وہ پنجاب میں قدم جمانے کی تیاری کر رہے ہیں کیا وہ پنجاب کے عوام کو بتانا پسند فرمائیں گے کہ اب ان کا کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے حوالے سے کیا مؤقف ہے؟ پنجاب سے تعلق رکھنے والے کشمیری نژاد رہنماؤں نے بھی کالا باغ ڈیم پر کھل کر اپنا مافی الضمیر بیان نہیں کیا۔ کیا این آر او کیری لوگر بل کالا باغ ڈیم سے زیادہ اہم ہیں؟ کیا اس ملک کے باقی تمام مسائل کالا باغ ڈیم سے زیادہ اہم اور ضروری ہیں اور پنجاب کے حکمران کب تک آج اربوں اور کل کھربوں کی سبسڈی دے کر حقائق سے نظریں چرانے کی ناکام کوششیں کریں گے۔

پنجاب کے نام پر سیاست کرنے والوں نے کیا کبھی سوچا ہے کہ آئندہ پنجاب کے دریا اور نہریں خشک ہو کر صومالیہ اور سوڈان کا منظر پیش کریں گی۔ انسانوں اور جانوروں کے ڈھانچے ہر سو بکھرے نظر آئیں گے۔ کیا پنجاب کی نہریں خشک ہو جانے پر چینی، گندم، چاول کے بحرانوں پر قابو پایا جا سکے گا؟ میری صدر مملکت جناب آصف علی زرداری، میاں نواز شریف، شہباز شریف اور اسفندیار ولی خاں سمیت الطاف بھائی سے گزارش ہے کہ جس عمارت کی بنیادیں کمزور ہوں اس پر جتنی چاہے خوبصورت عمارت کھڑی کرنے کی کوشش کی جائے وہ ہوا کے ایک جھونکے سے گر جاتی ہے۔ جب انڈیا کا پنجاب جو کہ حجم میں پاکستانی پنجاب سے آٹھ گنا چھوٹا ہے۔ بھارت کی سوا ارب آبادی اور 26 صوبوں کو اناج فراہم کرتا ہے تو پاکستان کا سرسبز پنجاب جو کہ انڈین پنجاب سے زیادہ زرخیز اور ہموار بھی ہے وہ صرف 16 کروڑ عوام کی زرعی ضروریات کیونکر پوری نہیں کر سکتا؟ پنجاب یقیناً بڑے بھائی کا کردار ادا کر رہا ہے چھوٹے بھائیوں کو بھی چاہئے کہ بڑے بھائی کے ہاتھ مضبوط کریں اب تو ہر صوبہ کسی نہ کسی صورت میں کوئی پانی، کوئی گیس اور کوئی بجلی کی رائیلٹی مانگتا ہے۔ جس دن پنجاب کے لوگوں نے گندم، چاول اور اناج لے جانے والے ٹرکوں کو اٹک پل اور صادق آباد کی سرحد پر روک لیا تو اس دن یقیناً کالا باغ ڈیم بن جائے گا۔

نوائے وقت 14-11-2009

Marfat.com

# گذارشات

Marfat.com

# یہ کام تو محترم مجید نظامی ہی کر سکتے ہیں!

باقی سب تو ٹھیک ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ بلی کے گلے میں گھنٹی کون باندھے گا؟ تو بلا تامل نظریں اس محترم بزرگ ہستی کی طرف اٹھ گئیں۔ جنہیں جناب مجید نظامی کہتے ہیں۔

روزنامہ 'خبریں' کے چیف ایڈیٹر جناب ضیاء شاہد اور سابق صوبائی وزیر چودھری سلطان علی نے سپریم کورٹ میں رٹ دائر کر رکھی ہے۔ کہ عدالت عظمیٰ کالا باغ ڈیم کی تعمیر کا حکم دے۔ یا مشترکہ مفادات کی کونسل کو ہدایت کرے کہ اس کا ایک ماہ کے اندر فیصلہ کریں جناب ضیاء شاہد اور جناح کے چیف ایڈیٹر جناب خوشنود علی خاں نے اس حوالے سے باقاعدہ تحریک چلانے کا بھی فیصلہ کیا ہے اور اس مقصد کے لئے جناب مجید نظامی کو قائدانہ کردار ادا فرمانے کے لئے آمادہ کر لیا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ یہ کام تو محترم مجید نظامی ہی کر سکتے ہیں۔

حال ہی میں ادارہ نوائے وقت نے اس ایشو پر ملک بھر میں ریفرنڈم منعقد کر کے ایک عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ مختصر عرصہ میں 68 ہزار لوگوں نے اس میں حصہ لیا۔ اور 99 فیصد نے کالا باغ ڈیم کی فوری تعمیر کی پر جوش حمایت کی۔ یہ سارا ریکارڈ جناب وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی کو پیش کر دیا گیا ہے۔

جناب مجید نظامی کی ادارت میں نوائے وقت گروپ نے کالا باغ ڈیم منصوبے کی حمایت کا حق ادا کر دیا ہے۔ نہ صرف ادارتی کالموں میں' عملے کے دوسرے کالم نگاروں نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے اور ملک کے آبی ماہرین نے بھی زیادہ تر نوائے وقت کو ہی ذریعہ اظہار بنایا ہے۔ ہمیں اس حوالے سے جتنا مواد دستیاب ہوا ہے۔ اسے کتاب میں محفوظ کر لیا گیا ہے۔

افسوس کہ ہم کھربوں ڈالر کا قیمتی پانی سمندر میں بہا چکے ہیں اور مسلسل بہا رہے ہیں کالا باغ ڈیم نہ بنا کر ہم نے ملک کو تباہی کے کنارے پہنچا دیا ہے۔ پانی اور بجلی کیلئے اتنا سستا وسیلہ ممکن ہی نہیں ہے۔ اس کے برعکس توانائی کی کمی کو پورا کرنے کیلئے ہم جو سودے کر

Marfat.com

چکے ہیں۔ان سے ملک کو گروی رکھ دیا گیا ہے۔اوران سودوں کے بارے میں میڈیا میں کہانیاں چھپ رہی ہیں!۔

ججز کی بحالی کی عظیم مہم سر ہو جانے کے بعد یہ یقین تھا کہ اس نفسیاتی ماحول میں شریف برادارن اپنی پہلی فرصت میں اس اہم ترین منصوبہ کی طرف توجہ فرمائیں گے۔جوان کی جماعت کے منشور میں ٹاپ پر ہے مگر سرِ دست تو شریف برادران کی سیاسی ترجیحات کچھ اور ہی لگتی ہیں!

مسلم لیگ کے تمام گروپوں کے منشوروں میں کالا باغ ڈیم کی تعمیر کو اہم مقام حاصل ہے اور لیگ کے تمام دھڑوں اوران کے لیڈروں کے نزدیک آپ کی ذات سب سے محترم ہے۔صرف یہی نہیں۔ دوسری ساری سیاسی جماعتیں اور ان کے رہنماء آپ کا احترام کرتے ہیں اور آپ کی بات کووزن دیتے ہیں۔ یہ مردِ حُر۔ یہ یوسف رضا گیلانی یہ شریف برادران۔ یہ چوہدری برادران۔ یہ قاضی صاحب۔ یہ عمران خاں کون ہے جو آپ کی بات پہ کان نہیں دھرے گا۔سارا میڈیا آپ کو بزرگ باپ کی حیثیت سے عزت دیتا ہے۔اس حوالے سے میڈیا کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔

کالاباغ ڈیم پر 1991ء کے واٹرایکارڈ میں اتفاق رائے موجود ہے۔ویسے بھی وفاق اور تینوں صوبوں میں ایک ہی اتحاد برسراقتدار ہے' قومیں چیلنج قبول کرتی ہیں۔

کالاباغ ڈیم ایک ایسا منصوبہ ہے جس کے لئے عالمی مالیاتی ادارے خوشی سے سرمایہ فراہم کرنے کو تیار ہیں۔ یہ آپ کی ذات کا اعجاز ہے کہ اگر کالاباغ ڈیم کے نام سے بانڈ جاری کئے جائیں تو اندرون اور بیرون ملک سے اس کیلئے سرمائے کی پرابلم نہ رہے۔ سچ پوچھیں تو ایٹمی دھماکے کیلئے بھی آپ کے جذبہ اور اخلاص نے کام دکھایا۔قدرت نے یہ نیکی اور عظیم کارنامہ بھی آپ کے نام ہی لکھ دیا ہے۔کالاباغ ڈیم بنوا کر 17 کروڑ کی اس قوم کو تباہی سے بچالیں۔اللہ تعالیٰ آپ کا حامی وناصر ہو۔

..................

Marfat.com

# چیف جسٹس آف پاکستان جناب جسٹس افتخار محمد چودھری

آپ کی جرأت انکار نے تاریخ پاکستان کا رخ بدل کے رکھ دیا۔
وکلاء کی طویل عدیم المثال جدوجہد' مالی اور جانی قربانیاں ۔
ساتھیوں کی استقامت وایثار اور عوام کی پرجوش تائید سے بفضل تعالیٰ
آزاد عدلیہ باعزت بحال ہوئی ۔ یہ ایک ایسا منفرد واقعہ ہے جس کی
شاید ہی کہیں نظیر ہو۔

ظاہر ہے۔ آزاد عدلیہ اور بالخصوص آپ کی ذات غریب عوام اور مظلوم طبقات کی امیدوں کا
مرکز ہے۔ اور آپ لوگ حتی الامکان از خود نوٹس لے کر محروم طبقات کو برابر ریلیف مہیا کر رہے ہیں
آپ نے عدالتی نظام میں دوررس اصلاحات کی ہیں۔ جن کے بہتر نتائج سامنے آ رہے ہیں۔ میں ''
کالا باغ ڈیم'' کے نام سے' یہ کتاب آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔

جہاں تک ملک میں بجلی اور پانی کے بحران کی شدت کا تعلق ہے۔
جہاں تک پاکستان کے خلاف بھارت کی آبی جارحیت کا تعلق ہے۔
جہاں تک کالا باغ ڈیم کی ضرورت اور افادیت کا تعلق ہے۔
آپ یہ باتیں یقیناً مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔
کہتے ہیں ملک میں مفاہمتی سیاست کی فضا کارفرما ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیا یہ مفاہمتی فضا محض اقتدار کے تقاضے پورے کرنے کیلئے ہے یا یہ گھمبیر
ملکی مسائل کے حل میں بھی کارآمد ہو سکتی ہے؟

چیف جسٹس ہونے کے علاوہ یوں بھی آپ کی حیثیت ملک میں ایک برگزیدہ ہستی کی ہے
۔ آپ عوام کے 'ہیرو' ہیں۔ اس ملک کے سارے طبقات آپ کو انتہائی عزت و احترام کی نگاہ
سے دیکھتے ہیں اور آپ کی بات کو دھیان سے سنتے ہیں۔ اسے وزن دیتے ہیں! کالا باغ ڈیم
ملک کو بچانے کا مسئلہ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ملک کی بقاء کے اس عظیم منصوبے کیلئے آپ کوئی
دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گے! اور میرا یقین بے وجہ نہیں ہے!

Marfat.com

# چیف آف آرمی سٹاف جنرل اشفاق پرویز کیانی

فوج میں افسروں کی تربیت ایسے ہوتی ہے کہ وہ قومی اور بین الاقوامی مسائل کے حوالے سے نہ صرف کماحقہ معلومات رکھتے ہیں بلکہ بہتر تجزیے کر سکتے ہیں۔ کالا باغ ڈیم بہت بڑا قومی مسئلہ ہے۔ آپ کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ بھارت سندھ طاس معاہدے کی مسلسل خلاف ورزی کرتے ہوئے ہمارے تین دریاؤں پر بھی بلااستحقاق سینہ زوری سے دھڑا دھڑ ڈیم بنا رہا ہے۔ ہم میں اس کا ہاتھ روک سکنے کی سکت ہے اور نہ ہم کسی فورم پر مؤثر احتجاج ہی کر رہے ہیں۔

ہماری نااہلی کی حد یہ ہے کہ جو پانی میسر ہے یا جو بارشوں اور سیلابوں کی صورت میں دستیاب ہے۔ اسے سٹور نہیں کر پا رہے۔ گزشتہ 35 سال سے ہم کوئی بڑا ڈیم نہیں بنا سکے حالانکہ فطرت نے ہمیں دنیا کا بہترین ریزروائر Site عنایت کر رکھا ہے اور ہم نے اسکی تیاریوں پر اربوں روپے خرچ کر رکھے ہیں۔ پہلے بھی دو ڈیم ایک فوجی حکمران بنا کر دے گیا تھا۔

کالاباغ ڈیم کیلئے 1991ء کے واٹر ایکارڈ میں چاروں صوبوں کا اتفاق رائے موجود ہے اور ملک میں اسی آبی معاہدہ کے تحت پانی کی تقسیم ہو رہی ہے۔

آج اس لحاظ سے فضا زیادہ سازگار ہے کہ جو اتحاد وفاق میں برسراقتدار ہے۔ مخصوص تین صوبوں میں بھی وہی حکومت اور اسمبلیوں میں ہے۔

مگر کسی کو مسئلے کی سنگینی کا مطلق کوئی احساس نہیں ہے۔

آپ پہلے سے پس منظر میں رہ کر قومی معاملات سلجھانے میں جمہوری حکومت کی برابر معاونت کر رہے ہیں۔ یہ بڑا اہم قومی مسئلہ ہے۔ جو ملک کی خوشحالی اور بربادی میں حدِ فاصل ہے۔ اس چیلنج کو قبول کرنا ہے۔

مجھے یقین ہے کہ آپ اپنے Good Offices استعمال کرتے ہوئے ملک کو تباہی سے بچا لیں گے۔

Marfat.com

# سیاسی رہنماؤں
# کی توجہ کے لئے!

Marfat.com

Marfat.com

صدر صاحب!!!

# جناب آصف علی زرداری

آصف علی زرداری نے مشکل حالات میں صدارت کا حلف اٹھایا۔ حالات و واقعات مزید گھمبیر ہوتے چلے گئے۔ آپ نے محترمہ کی شہادت کے بعد مخالفانہ جذباتی فضا میں پورے اعتماد اور زور سے "پاکستان کھپے" کا نعرہ بلند کیا۔ یہ آپ کی پاکستان کے ساتھ اتھاہ محبت کا ثبوت ہے۔

صدر صاحب! ہر ذی شعور کی طرح پاکستان کو بھی زندہ رہنے کیلئے 'پانی' درکار ہے۔ اگر اس وقت آپ کو ملکی حالات اور مسائل کا کماحقہ جائزہ لینے کا موقع ملا ہوتا تو آپ کو یہ علم ہوتا کہ پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ ہی 'پانی' ہے اور اس کا فوری قابل عمل حل کالا باغ ڈیم کی تعمیر ہے۔ جو ایک ایسا کثیر المقاصد میگا پراجیکٹ ہے جو پاکستان کی توانائی' زراعت' صنعت اور دیگر قومی اداروں میں معاشی انقلاب کا پیشہ خیمہ ثابت ہوسکتا ہے۔ اس کی فزیبلیٹی رپورٹ تیار ہے۔ اور دیگر بنیادی کاموں پر اربوں خرچ ہو چکے ہیں۔ اس کا فیصلہ ہونے کے ساتھ بلا تاخیر تعمیر کا کام شروع ہوسکتا ہے۔ بھاشا ڈیم اپنی جگہ ضروری ہے مگر اس کی تعمیر کا با قاعدہ اعلان ہوئے چار سال ہو رہے ہیں۔ ابھی حال ہی میں اس کی فزیبلیٹی رپورٹ کی تیاری کے لئے ایک چینی کمپنی سے کہہ دیا گیا ہے۔

آپ دیکھ رہے ہیں کہ بھارتی آبی جارحیت کس شدت سے جاری ہے اور ہم ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں۔ بھارت ہمارے مخصوص دریاؤں کا پانی غصب کر کے ہمیں بے موت مارنے کے درپے ہے۔

کالا باغ ڈیم پر 1991ء کے تاریخی واٹر ایکارڈ میں چاروں صوبوں کے مابین مکمل اتفاق رائے موجود ہے۔ اٹھارہ سال سے پاکستان میں پانی کی تقسیم کے حوالے سے اسی معاہدے پر عمل ہو رہا ہے۔

یہ تین صوبوں کا نیا شوشا ہے' کیا یہ صوبے کسی دشمن ملک میں واقع ہیں۔ کیا یہ پرسوں

Marfat.com

تک ایک ہی صوبے 'ون یونٹ' میں شامل نہیں تھے۔ دریا کئی ملکوں میں سے بہتے چلے جاتے ہیں۔ اور قومیں ان کے مسائل حل کرتی ہیں۔ ان تینوں صوبوں میں تو آپ اور آپ کے اتحادی ہی برسر اقتدار ہیں اور اس منصوبے کی تکمیل کے لئے آپ کے واسطے فضا انتہائی سازگار ہے۔ زرداری صاحب! کیا آپ کوئی اہم قومی منصوبہ ایجی ٹیشن کے بغیر بھی حل کرنے کی استعداد رکھتے ہیں؟

جہاں تک باچہ خان کے خانوادہ سے آپ کے خاندانی تعلقات کا تعلق ہے۔ یہ ایک خوش آئند بات ہے۔ آپ نے آتے ہی ان کو 'پختونخواہ' کا تحفہ دیا۔ یہ بھی گوارہ ہے۔ لیکن ان کی خوشنودی کیلئے کالاباغ ڈیم کے بارے میں منفی سوچ تو قومی خودکشی کے مترادف ہے۔ آپ کو ان تعلقات کا فائدہ اٹھا کر ان کو اس کی فوری تعمیر کے لئے قائل کرنا تھا۔ یہ ڈیم سارے ملک کے یکساں مفاد کے لئے ہے لیکن یہ دو صوبوں پنجاب اور سرحد میں واقع ہے۔ سرحد والوں کو رائیلٹی اور دیگر مراعات میں برابر کا حصہ دیں۔ کیا آج وہ لوڈ شیڈنگ کے عذاب سے نہیں گزر رہے۔ کیا صوبہ سرحد کی زمینوں کو پانی کی ضرورت نہیں ہے؟

پاکستان کی تاریخ میں اس کی تعمیر کے لئے آج سے زیادہ سازگار حالات کبھی نہیں تھے۔ بلوچستان میں پیپلز پارٹی کے ساتھ 'ق' کے ارکان اسمبلی ہیں۔ سندھ کے بارے میں کچھ عرض کرنے کی ضرورت نہیں!

صدر صاحب! تاریخ کے یہ برق رفتار لمحات اڑے جا رہے ہیں! قدرت نے اتنا عظیم کارنامہ ادا کرنے کا کتنا سنہری موقع آپ کو دیا ہے!

اس سے بھرپور فائدہ اٹھا کر صحیح معنوں میں 'مرد حر' ہونے کا ثبوت دیں۔ کالاباغ ڈیم ملک کی خوشحالی اور تباہی کے درمیان حد فاصل ہے آپ ملک کو بچا سکتے ہیں۔ اسے بچالیں اور تاریخ کے سنہری اوراق میں اپنا خوبصورت نام درج کرائیں۔

..................

Marfat.com

# جن کے "بادشاہ" اتنے بے خبر ہوں۔ ان ملکوں کا خدا ہی حافظ ہے!

پنجاب کے دورے پر 14 جنوری کو گورنر ہاؤس میں فاضل مدیران جرائد، ٹی وی چینلز کے مالکان اور سینئر صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے صدر آصف علی زرداری نے فرمایا۔ تکنیکی وجوہ کی بنا پر کالا باغ ڈیم کی تعمیر ممکن نہیں ہے اور ہم ایسا کوئی کام کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ جس سے صوبوں میں اختلافات پیدا ہوں اور وفاق کو نقصان پہنچے"۔ (حیرت ہے کہ وہاں موجود قابل صد احترام ان برگزیدہ ہستیوں میں سے کسی کو یہ توفیق نہیں ہوئی۔ کہ پوچھے حضور! آخر آپ نے وہ کون سی تکنیکی وجوہ دریافت فرمالی ہے۔ ورنہ اسے تو عالمی ماہرین نے تکنیکی طور پر دنیا کی بہترین Sites میں شمار کیا ہے!)۔

تاہم صدر ذی وقار نے بات ختم نہیں کی اور ایک گنجائش رکھی ہے چنانچہ مزید فرماتے ہیں "اس مسئلے کا اگر کسی کے پاس تکنیکی حل ہے۔ تو وہ ہم سے رابطہ کرے!"

ہم ان کی اجازت سے بطور رابطہ یہ چھوٹی سی کتاب ان کی خدمت میں پیش کرتے ہیں کالا باغ ڈیم ایسے عظیم کثیر المقاصد منصوبے کے بارے میں صدر مملکت کی یہ بے خبری بڑی گراں گزری ہے۔ کالا باغ ڈیم نہ صرف تکنیکی اعتبار سے (ہزار فیصد) قابل عمل ہے۔ اس وقت اس ڈیم کی بلا تاخیر تعمیر ہی ملک کو تباہی کے اس عمیق گڑھے میں گرنے سے بچا سکتی ہے ۔جس میں وہ تیزی سے گر رہا ہے۔

ہمارے بادشاہ ظل الہ سے تو بھارت اور اس کی ایجنسیاں کالا باغ ڈیم بارے ہزار گنا زیادہ جان کاری رکھتی ہیں۔ جو (ہر قیمت پر) اس کی تعمیر رکوا کر ایٹم بم ضائع کئے بغیر پاکستان کی ہر بستی کو ہیروشیما اور ناگاساکی میں تبدیل کرنے کے درپے ہیں۔

جن کے بادشاہ اتنے بے خبر ہوں۔ ان ملکوں کا خدا ہی حافظ ہے۔

..............................

Marfat.com

# صدر پاکستان کی سندھی ڈیم پالیسی!

رفیق ڈوگر

صدر ذی شان نے فرمایا ہے کہ کالاباغ ڈیم کے مقام پر ڈیم بنانا تکنیکی وجوہ کی بنا پر ممکن نہیں ۔ وہ تکنیکی وجوہ ہیں کون سی ؟ صدر مکرم نے اس کی کوئی تفصیل نہیں بتائی ۔ اس ڈیم پر پینتالیس چالیس سال پہلے کام شروع کیا گیا تھا۔ سروے کا کام' ڈیم میں پانی کی گنجائش' اس سے پیدا ہونے والی بجلی کی تفصیل' غرض ہر چیز کا ایک بار نہیں بار بار تکنیکی جائزہ لے کر ہی اس پر کام شروع کیا گیا تھا وہ جائزہ کسی حکمران یا سیاست دان نے نہیں لیا تھا عالمی شہرت کی حامل بیرونی کمپنیوں نے اس ڈیم کو ہر لحاظ سے قابل تعمیر قرار دیا تھا تب ہی اس کی تعمیر کے بین الاقوامی ٹینڈر دیئے گئے تھے ۔ ابتدائی سروے کینیڈا کی ایک فرم Indus Consultants نے کیا تھا جس کے پاکستان میں نمائندہ واپڈا کے چیئرمین رہ چکے ہیں شاہنواز خان تھے اور اسی فرم کو ڈیم کی تعمیر کا ٹھیکہ نہ دینے کی وجہ سے شاہنواز خان نے ڈیم کے خلاف مہم شروع کی تھی ۔ مہم کی فائل جس کو سامنے رکھ کر خان عبدالولی خان نے ڈیم کے خلاف پہلی بار پریس کانفرنس کی تھی اور مخالفت کی مہم کا آغاز کیا تھا ان سے ایک ڈیڑھ ہفتہ پہلے ذاتی طور پر میں نے دیکھی تھی ۔ یہ مخالفت کیسے شروع ہوئی' کن مراحل سے گزری' اس کی تفصیل بڑی لمبی ہے ۔ آصف علی زرداری کو سندھ ہی سے تعلق رکھنے والے پاکستان کے وزیراعظم محمد خان جونیجو مرحوم کی ان کوششوں کا بھی لازماً علم ہوگا جو انہوں نے اس ڈیم کی تعمیر کے لئے کی تھیں ۔ اس سلسلہ میں انہوں نے ملک کے چاروں صوبوں کے چیف جسٹس صاحبان کی ایک کمیٹی بھی بنائی تھی جن کے ذمہ اس ڈیم کا ہر حوالے سے جائزہ لینا اور فیصلہ دینا تھا کہ یہ بنانا چاہیے یا نہیں؟ چاروں چیف جسٹس صاحبان نے اس ڈیم کے حق میں فیصلہ دیا تھا سندھ کے چیف جسٹس نے بھی ۔ وہ فیصلہ بھی آصف علی زرداری صدر پاکستان نے لازماً پڑھا ہوگا اگر نہ ملے تو ہم فراہم کر سکتے ہیں دیکھ لیں اسے بھی ۔ چیف جسٹس صاحبان نے صوبہ سندھ کے اعتراضات بھی سنے تھے اور صوبہ کے مفادات کے تحفظ کے لئے اس فیصلہ میں متفقہ تجاویز بھی پیش کی گئی تھیں ۔ سندھ کی ڈیم مخالف لابی صوبہ سرحد

Marfat.com

کی طرف سے ولی خان کی مخالفت کے بعد وجود میں آئی تھی کیوں اور کیسے؟ اس میں بعض مفاد پرست حلقوں اور اندرونی بیرونی کمپنیوں کا بھی ہاتھ تھا اور ہے۔

سندھ کی اس لابی کی طرف سے سب سے بڑا اعتراض یہ کیا جاتا رہا ہے کہ ڈیم بنانے سے دریائے سندھ کا سمندر میں گرنے والا پانی کم ہو جائے گا اس کمی کی وجہ سے سمندر کے کنارے آباد لوگوں کو اور زیر کاشت زمینوں کو نقصان پہنچے گا۔ چیف جسٹس صاحبان کے فیصلہ میں اس تدارک کا طریقہ بھی تجویز کر دیا گیا تھا اس کے بعد ہی محمد جونیجو نے ڈیم پر کام شروع کرانے کی مہم شروع کی تھی۔ صدر آصف علی زرداری نے اپنے حالیہ دورہ سندھ کے دوران ٹھٹھہ میں اسی دریائے سندھ پر ایک ڈیم کا سنگ بنیاد رکھا تھا اور سکھر اور ٹھٹھہ کے درمیان مزید درجنوں ڈیم بنانے کے پروگرام کی خوشخبری سنائی تھی اپنے سندھی عوام کو۔ کیا وہ اور ان کے ماہرین بتا سکتے ہیں کہ سندھ صوبہ میں دریائے سندھ پر اتنے ڈیم بنا ڈینے سے دریائے سندھ کے سمندر میں گرنے والے پانی میں کمی نہیں آئے گی؟ اور کالا باغ ڈیم کی صورت میں ساحل سمندر پر آباد لوگوں اور کسانوں کو جس نقصان کا خدشہ ظاہر کیا گیا تھا اب ان کا وہ نقصان کیوں نہیں ہوگا؟ اس لئے کہ وہ ڈیم سندھ صوبہ میں بن رہے ہیں؟ صدر پاکستان نے ان ڈیموں کے بارے میں سروے کس فرم سے کرایا ہے، تکنیکی طور پر انہیں قابل عمل کن ماہرین نے قرار دیا ہے؟ کیا صدر مکرم وہ رپورٹیں پریس کو جاری فرمائیں گے؟ اور کالا باغ ڈیم کے تکنیکی طور پر نا قابل عمل ہونے کے بارے میں وہ رپورٹ بھی جس کا انہوں نے روز رفتہ ذکر فرمایا تھا دنیا میں اور پاکستان میں تو کسی کو بھی ایسی کسی رپورٹ کا علم نہیں جس میں تکنیکی طور پر کالا باغ ڈیم کو نا قابل عمل قرار دیا گیا ہو۔ اگر ایسی کوئی رپورٹ ہوتی تو عالمی اور بیرونی بنک اس ڈیم کی تعمیر کے لئے قرض دینے پر راضی ہو سکتے تھے؟ یہ تو کوئی ایسی رپورٹ ہے جو صدر پاکستان کے پاس ہی ہوگی۔ وہ سارے پاکستان کے صدر ہیں تو سارے پاکستان کے مفاد میں ہے کہ وہ اس رپورٹ کو فوری طور پر اخبارات میں شائع کرا دیں۔ اگر صوبہ سندھ کی حدود میں اتنے ڈیم بنائے جا سکتے ہیں، دریائے سندھ پر تو پنجاب کی حدود میں کالا باغ کے مقام پر کیوں ڈیم نہ بنایا جائے؟ پنجاب اور سندھ میں پانی کی

Marfat.com

تقسیم کا فارمولہ تو موجود ہے اگر صوبہ سندھ کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے حصہ کے پانی کو جیسے چاہے استعمال کرے تو اس کے استعمال کے لئے جہاں چاہے ڈیم بنائے تو پنجاب کو کیوں یہ حق حاصل نہیں؟ پاکستان کی حدود کے اندر واقع کوئی ایک انچ زمین بھی پاکستان کی ہے ان حدود کے اندر بسنے والے ہر پاکستانی کا کوئی بھی نقصان پاکستان کا ہے پاکستان کے نفع نقصان کے حوالے سے سندھ پر سندھ کی حدود میں ڈیم بنانے سے سندھ میں آباد پاکستانیوں کو اگر کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو یہ ہر پاکستانی کا فائدہ ہے لیکن کالا باغ ڈیم کے مقام پر ڈیم نہ بنانے سے جن کسانوں کو نقصان پہنچ رہا ہے اور پہنچے گا کیا وہ پاکستانی نہیں؟ خاص طور پر سرائیکی علاقہ کے پنجاب کے کسانوں اور زمینداروں کو جو نقصان پہنچ چکا ہے اور آگے پہنچے گا اس کا کیوں سارے پاکستان کے صدر کو احساس نہیں؟ اس ڈیم سے جو نہریں نکلنا تھیں وہ خاص طور پر سرحد اور پنجاب کے سرائیکی علاقوں کے زمینداروں اور کسانوں کے لئے نکلنا تھیں اور ایسی نہریں کالا باغ سے ہی نکل سکتی ہیں کہ پانی کی اونچائی سے نیچے کی طرف بہتا ہے اور بہہ سکتا ہے۔ کیا صدر آصف علی زرداری سارے پاکستان کے صدر نہیں؟ وہ صرف ایک ہی صوبہ کے صدر ہوتے ہیں؟ کیا پوچھیں گے گورنر پنجاب کسی وقفہ تنہائی میں ان سے؟ یا سید یوسف رضا گیلانی جو پورے پاکستان پر حاکم جمہوریت کے چیف بھی ہیں اور سرائیکی علاقہ سے بھی تعلق رکھتے ہیں' کیا پاکستان کی پارلیمنٹ نے صدر آصف علی زرداری کی ڈیم بناؤ' ڈیم روکو پالیسی کا جائزہ لے کر اس کی منظوری دے دی ہے؟ کیا پنجاب سے تعلق رکھنے والے ارکان پارلیمنٹ نے اس پالیسی کے ملک اور صوبہ پر پڑنے والے گہرے اثرات کا جائزہ لے لیا ہے؟ اگر نہیں تو وہ اپنے اس قومی فرض کی طرف کب توجہ دیں گے؟ یہ سترھویں ترمیم' 58 ٹو بی اور میثاق جمہوریت سے بھی اہم قومی مسئلہ ہے جس میں آصف علی زرداری ملک کو دھکیل رہے ہیں۔ اپنے ذاتی مفادات کے لئے۔

(نوائے وقت)

Marfat.com

کالاباغ ڈیم

# صدر آصف علی زرداری کے گناہوں کا کفارہ

فاروق عالم انصاری

اللہ انہیں نظر بد سے بچائے، ریٹائرڈ ایئر مارشل خورشید انور مرزا 77 برس کی عمر میں جوانوں کی طرح ہی چاک و چوبند نظر آئے۔ خدمت خلق کے جذبے کے تحت ایک تعلیمی ادارہ چلا رہے ہیں۔ عمران خان کے ساتھ شریک سفر ہوئے لیکن زیادہ دیر تک نہ چل پائے۔ میں نے چھوٹتے ہی ان سے پوچھا کہ آپ ارب پتی ہیں یا کھرب پتی۔ ہنستے ہوئے کہنے لگے یہ دولت کے انبار فقط جرنیلوں کا قصہ ہے پوری فوج کی رام کہانی نہیں۔ ایک گھر میں رہتا ہوں۔ دوسرا گھر کرایہ پر دے رکھا ہے۔ بس اسی کرائے اور پنشن پر گزران ہے۔ حالیہ سیلاب نے کالا باغ ڈیم کا مسئلہ زندہ کر دیا ہے۔ حضرت مجید نظامی نے اس قومی مسئلے پر ریفرنڈم کا اعلان بھی کر دیا۔ اب کوئی محفل ایسی نہیں رہی جہاں یہ مسئلہ زیر بحث نہ آئے۔ اب ہماری باتوں کا رخ بھی کالا باغ ڈیم کی طرف چلا گیا۔ مرزا صاحب بتانے لگے کہ کالا باغ ڈیم کے ٹاپ سے نوشہرہ شہر سو فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ اس طرح کالا باغ ڈیم کی تعمیر سے نوشہرہ ڈوبنے کا کسی طور پر بھی کوئی اندیشہ نہیں۔ بس ہمارے سیاستدان ورغلائے ہوئے ہیں اور بہکائے ہوئے ہیں۔ کالا باغ ڈیم کے مخالفین سارا زور اس بات پر دیتے رہے ہیں کہ اس ڈیم کی تعمیر سے نوشہرہ شہر ڈوب جائے گا۔ خیال تھا کہ حالیہ سیلاب میں نوشہرہ کی غرقابی کے بعد اس ڈیم کے مخالفین کی آنکھیں کھل جائیں گی لیکن افسوس ان کی ہٹ دھرمی بدستور قائم ہے۔ بیشک سوئے ہوئے کو جگایا جا سکتا ہے لیکن آنکھیں میچے ہوئے کو کون جگائے۔ اب اے این پی کی قیادت کے اس استدلال کا کیا جواب کہ اگر کالا باغ ڈیم ہوتا تو نوشہرہ شہر کی تباہی دس گنا زیادہ ہوتی۔ چند دن پہلے ایوان صنعت وتجارت سیالکوٹ کے ایک فنکشن میں نوشہرہ سے تعلق رکھنے والے ایک بڑے حاضر سروس فوجی افسر پھٹ پڑے کہ اگر کالا باغ ڈیم بنا ہوتا تو نوشہرہ شہر میں اتنی تباہی ہرگز نہ آتی۔

Marfat.com

دریائے سندھ کی بھی خوب رہی۔ کوہ ہمالیہ کے دامن میں واقع جھیل مانسرور سے نکلنے والے اس دریا کے مختلف نام ہیں۔ گلگت میں اسے 'ھنی سارا' لداخ اور تبت میں ''شیر دریا'' کہا جاتا ہے۔ خیبر پی کے میں اس کا نام 'اباسین' ہے۔ پھر پنجاب میں داخل ہوتے ہی یہ دریائے سندھ بن جاتا ہے۔ قدیم تاریخ میں ہندوستان 'ہندوسندھ' بیان کیا جاتا ہے اور پنجاب وادی سندھ ہی کا ایک حصہ تھا۔ خورشید احمد مرزا بتا رہے تھے کہ ہمارے دریاؤں کا کل پانی 105 ملین ایکڑ فٹ ہے جبکہ ہم زیرزمین پانی کے ذخیروں سے 35 ملین ایکڑ فٹ پانی حاصل کرتے ہیں۔ ہمارے کھیتوں کو 60 ملین ایکڑ فٹ پانی درکار ہے۔ 80 ملین ایکڑ فٹ پانی میں سے 35 ملین ایکڑ فٹ پانی ہم سیدھا سیدھا سمندر میں گرا دیتے ہیں۔ کالاباغ ڈیم میں صرف 6 ملین ایکڑ فٹ ہی پانی سٹور کیا جا سکتا ہے۔ کالاباغ ڈیم پورے پاکستان میں خوشحالی لا سکتا ہے۔ لیکن ہندوستانی لابی نے اسے خالصتاً پنجاب کا مسئلہ بنا ڈالا ہے۔ اس کے بننے سے 90 پیسے فی یونٹ لاگت والی بجلی میسر آتی ہے۔ منگلا ڈیم 1960ء اور تربیلا ڈیم 1970ء کے عشرے میں بنے۔ لیکن اس کے بعد کوئی بڑا مٹی کا ڈیم نہیں بنایا گیا۔ آزادی کے بعد ہندوستان نے چھ ہزار سے زائد چھوٹے بڑے ڈیم بنا کر اپنی ضروریات کا بندوبست کر لیا ہے۔ مرزا صاحب کو سندھ اور پنجاب میں پانی کی تقسیم پر بھی اعتراض تھا۔ 1991ء کے پانی کے معاہدے کے تحت پنجاب 55 ملین ایکڑ فٹ اور سندھ 49 ملین ایکڑ فٹ استعمال کر رہا ہے۔ ایک سوال بڑا اہم ہے کہ کیا دونوں صوبوں کی زرعی زمینوں کا تناسب بھی یہی ہے۔ اس سوال کا جواب اثبات میں ہرگز نہیں۔ یاد رہے کہ پانی کا یہ معاہدہ میاں نواز شریف کا ''سنہری کارنامہ'' ہے۔ ریٹائرڈ جنرل کے ایم عارف راوی ہیں کہ ضیاء الحق نے ایک بار حامد ناصر چٹھہ کے بارے میں کہا تھا ''وہ ایک ایسے لڑکے کی مانند ہیں جس کی جسمانی اور ذہنی نشوونما ایک جگہ آ کر رک کے رہ گئی ہو''۔ چوہدری حامد ناصر چٹھہ پر ہی کیا موقوف ہماری ساری سیاسی جماعتوں کے کارکن کچھ ایسی ہی خو بو رکھتے ہیں۔ یعنی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے مکمل عاری۔ بس اپنے پارٹی لیڈر کی طرف

Marfat.com

دیکھتے رہتے ہیں۔ جدھر کا اشارہ ہو سوچے سمجھے بغیر ادھر ہی چل پڑتے ہیں۔ پنجاب میں کالا باغ ڈیم کے خلاف بولنا مشکل ہے۔ لیکن پنجابی جیالے اپنے دل پر جبر کر کے یہ بیان دیتے رہتے تھے کہ پاکستان کے لئے صوبوں کا اتفاق رائے ضروری ہے۔ وہی رادھا کے ناچنے کے لئے نو من تیل والی شرط۔ کالا باغ ڈیم کے حق میں پیپلز پارٹی پنجاب سے صرف ایک اکیلے مطلوب وڑائچ کی آواز بلند ہوئی تھی۔ اب یوسف رضا گیلانی سے لے کر راجہ ریاض سے ہوتے ہوئے گورنر پنجاب سلمان تاثیر سمیت سبھی کو کالا باغ ڈیم کی افادیت کا انکشاف ہو گیا ہے۔ آج کے اخبارات میں پیپلز پارٹی سے تعلق رکھنے والے گلگت بلتستان کے وزیر اعلیٰ سید مہدی علی شاہ بھی ان میں آن شامل ہوئے ہیں۔ دھڑا دھڑ بیان داغے جا رہے ہیں۔ ان چاروں بیچاروں میں کیا طاقت کہ آصف زرداری کی اجازت کے بغیر دم مار سکیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اب جناب آصف علی زرداری اپنے گناہوں کے کفارہ کی ادائیگی کے لئے تیار ہو گئے ہیں؟ شواہد بتا رہے ہیں کہ ہمارے بھاگ جاگ اٹھے ہیں۔ گیلانی، راجہ ریاض، سلمان تاثیر اور سید مہدی علی شاہ ادھر کے اشارے کے بغیر منہ کھول ہی نہیں سکتے۔ پیپلز پارٹی کے ''سب کچھ'' اور حضرت مجید نظامی کے ''مردِ حر'' آصف علی زرداری کے سوا کوئی بھی تو نہیں کالا باغ ڈیم بنانے کی طاقت رکھنے والا۔ سندھی قوم پرستوں اور اے این پی کی قیادت کو خاموش یا قائل صرف آصف علی زرداری ہی کر سکتے ہیں۔ پھر ہمیں تو ان کے گناہوں کے کفارے کی بھی یہی ایک صورت نظر آتی ہے۔ اللہ کرے وہ یہ کفارہ ادا کر سکیں۔

روزنامہ نوائے وقت...... 23 اگست 2010ء

Marfat.com

# صدر زرداری سرپرائز دیں گے؟

کویت سٹی (عبدالشکور ابی حسن سے) صدر پاکستان آصف علی زرداری پاکستان کو معاشی طور پر مضبوط ملک دیکھنا چاہتے ہیں اور وہ ایک ایسا کام کرنے والے ہیں جہاں ان پر لگائے جانے والے تمام الزامات ماند پڑ جائیں گے اور پاکستان کی عوام میں وہ مقبول ترین سیاسی لیڈر بن جائیں گے۔ صدر آصف علی زرداری کے ایک انتہائی قریبی غیر ملکی دوست نے اپنا نام ظاہر نہ کرنے پر نوائے وقت اور وقت ٹی وی کو بتایا کہ صدر پاکستان آصف علی زرداری آئین کے بگڑے ہوئے حلیہ کو ٹھیک کرنا چاہتے ہیں وہیں وہ ملک کو اقتصادی اور معاشی طور پر مضبوط کرنے کے لئے اہم کردار ادا کریں گے۔ جب ان کے دوست سے پوچھا گیا کہ صدر پاکستان آصف علی زرداری سوئس بینکوں میں اپنی دولت کو پاکستان لائیں گے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہو سکتا ہے؟ لیکن اس سے بھی بڑھ کر کام کر سکتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ صدر پاکستان ملک کو آبی و برقی بحران سے نکالنے کے لئے ملک میں ''کالاباغ ڈیم'' بنانے کا نہ صرف اعلان کریں گے بلکہ اس پر فوری طور پر کام کرنے کا ارادہ کر چکے ہیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے پاکستانی سیاسی جماعتوں کو اعتماد میں لینے کے لئے پاکستان کی ایک اہم شخصیت کو ٹاسک دیا ہے کیونکہ صدر پاکستان اس میں سیاست چمکانے نہیں بلکہ پاکستان کو مضبوط ترین بنانا چاہتے ہیں اور اس سلسلے میں بیرونی ممالک میں اپنے وفود بھیجیں گے تاکہ بیرونی سرمایہ کاری ملک میں آئے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ اگر صدر مملکت نے اس خبر کی تردید کر دی تو انہوں نے جواب دیا کہ ایسا نہیں ہوگا کیونکہ صدر آصف علی زرداری نے بعض سیاسی لیڈروں کو اعتماد میں لے رکھا ہے اور کچھ سے بات چیت چل رہی ہے۔ آصف علی زرداری تاریخ میں اپنا نام زندہ رکھنا چاہتے ہیں اور پاکستان میں ایسے کام کریں گے کہ دنیا حیران رہ جائے گی۔ وہ اپنے اوپر لگے الزامات کو دھو دیں گے، بس پاکستانی قوم تھوڑا انتظار کرے۔

نوائے وقت......20 مارچ 2010ء

Marfat.com

# یوسف رضا گیلانی......وزیر اعظم پاکستان

پاکستان کی تاریخ میں سید یوسف رضا گیلانی پہلے خوش قسمت وزیر اعظم ہیں جنہیں ساری سیاسی جماعتوں سمیت پورے ہاؤس نے اعتماد کا ووٹ دیا۔ انہوں نے بھی اپنے کردار سے قوم کے اس بھرپور اعتماد پر پورا اترنے کی کوشش کی ہے۔ آئندہ کیلئے بھی ملک کے 17 کروڑ عوام نے ان سے بہت توقعات وابستہ کر رکھی ہیں۔

کالا باغ ڈیم کے حوالے سے ایک بیان میں آپ نے وہ روایتی سا جملہ دہرایا ہے کہ ڈیم چاروں صوبوں کے اتفاق رائے سے بنے گا بلکہ یہ کہا ہے کہ صوبوں کے اتفاق رائے کے بغیر نہیں بنے گا۔!

سوال یہ ہے کہ کیا اس ملک کو ذخیرۂ آب یا ڈیم کی ضرورت ہے؟

اگر ہے تو چاروں صوبوں کے اتفاق رائے کیلئے کون کوشش کرے گا۔؟

پنجاب کو چھوڑو۔ یہ بتائیں کہ باقی تین صوبوں میں کون برسر اقتدار ہے۔ کیا وہاں آپ کی اور آپ کے اتحاد کی حکومتیں قائم نہیں ہیں۔ ان اسمبلیوں سے کالا باغ ڈیم کے حق میں رسمی قرار دادوں کی منظوری کتنا دشوار کام ہے۔ بلوچستان میں پیپلز پارٹی کے ساتھ 'ق' لیگ کی اکثریت ہے۔ اور 'ق' لیگ کالا باغ ڈیم کی حمایت میں سب سے آگے ہے۔! مشکل کیا ہے؟

ویسے کتاب میں بار بار ذکر آیا ہے کہ کالا باغ ڈیم پر چاروں صوبوں میں اتفاق رائے 1991ء کے تاریخی واٹر ایکارڈ میں موجود ہے۔ اسی معاہدہ کے تحت گزشتہ انیس 19 سال سے چاروں صوبوں میں پانی کی تقسیم ہو رہی ہے۔ اس میں پنجاب کو زبردست کسر لگائی گئی ہے۔ اور سندھ کو زیادہ فائدہ دیا گیا ہے۔

کالا باغ ڈیم سے بھی چاروں صوبے یکساں مستفید ہوں گے۔

Marfat.com

آپ نے کبھی یہ جاننے کی زحمت کی ہے کہ پانی کو سٹور کرنے کے معاملے میں بھارت کیا کر رہا ہے؟ کیا کبھی یہ جاننے کی زحمت گوارہ کی ہے کہ بھارتی پنجاب پاکستانی پنجاب کے مقابلے میں چار گنا زیادہ اناج کیسے پیدا کر رہا ہے؟

گیلانی صاحب! آپ کالاباغ ڈیم جیسے عظیم منصوبے کی تعمیر و تکمیل میں اپنا تاریخی رول ادا کریں۔

ملک اب مزید تاخیر کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ پہلے ہی ہم کھربوں ڈالر کا نقصان اٹھا چکے ہیں اور ملک صحرائے اعظم میں تبدیل ہو رہا ہے۔

..............................

Marfat.com

# وزیراعظم صاحب! واحد حل تو کالاباغ ڈیم ہے!
## (مگر آپ سنتے کس کی ہیں؟)

آج (6 مارچ) کے روزنامہ نوائے وقت کی شہ سرخی وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کی ایک دردمندانہ اپیل پر محیط ہے۔ فرماتے ہیں۔ ''ناقدین اخلاقیات اور حقائق کا دامن نہ چھوڑیں''۔

''سیاست دان اور ماہرین پانی و بجلی کے مسائل حل کرنے کے لئے قابل عمل تجاویز دیں''۔

میرے ہی نہیں۔ پانی و بجلی کے تمام ملکی اور عالمی ماہرین کے نزدیک اس کا واحد حل کالا باغ ڈیم ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ آپ اور آپ کی حکومت سنتے کس کی ہیں۔؟

اگلے دن (9 فروری کو) نوائے وقت کے پہلے صفحہ پر تین کالمی شہ سرخیوں کے ساتھ ماہرین کے حوالے سے ندیم بسرا کی یہ رپورٹ چھپی ہے کہ ''پاکستان میں آئندہ برس پانی کی قلت 60 فیصد ہونے کا خطرہ۔ مزید لاکھوں ایکڑ اراضی بنجر ہو جائے گی۔ کالا باغ ڈیم کے بغیر غذائی اجناس کی شدید قلت ہوگی۔ اربوں روپے کا زرمبادلہ آٹے' چینی' دالوں اور دوسری اشیاء کی درآمد پر خرچ ہوگا۔ بھارتی ڈیموں کو رکوانے کی پالیسی غیر مؤثر ہوگئی۔ پاکستان میں چھوٹے ڈیم مسائل کا حل نہیں۔ ملک مزید بحرانوں کی طرف بڑھنے لگا۔ ماہرین

10 جنوری کے روزنامہ 'جناح' کی ایک رپورٹ نمایاں چھپی ہے۔ صرف سرخیاں ملاحظہ ہوں۔

''بھارتی آبی دہشت گردی کا دائرہ وسیع۔ پاکستانی دریاؤں سے ملنے والے ندی نالوں کا پانی بھی روک لیا۔ لاکھوں ایکڑ رقبہ بنجر ہو جائے گا۔

بھارتی آبی دہشت گردی کا دائرہ وسیع' پاکستانی دریاؤں سے ملنے والے ندی نالوں کا پانی بھی روک لیا'

Marfat.com

بھارت نے یہودی لابی کے اشتراک سے 230 ارب ڈالر کی خطیر رقم سے پاکستان کے خلاف آبی دہشت گردی میں تیزی پیدا کر دی، ظہور الحسن ڈاہر

11 ڈیموں کی تکمیل سے دریائے چناب خشک ہو کر نالہ بن جائے گا۔ جس میں سیوریج کا کیچڑ بہا کرے گا۔

2012ء تک منگلا ڈیم اور 2014ء تک تربیلا ڈیم خشک ہو جائیں گے۔

دریائے سندھ میں صرف 20 فیصد پانی آ رہا ہے۔ پنجاب کی 19 بڑی اور 2791 چھوٹی نہریں۔ 1105 معاون نہریں اور ایک لاکھ 6 ہزار کھالے بند ہو چکے، پاکستان کا پانی روکنا محض شرارت نہیں۔ جارحانہ حکمت عملی کا حصہ ہے۔

کالا باغ ڈیم کی تعمیر رکوانے کے لئے 10 ارب روپے تقسیم کئے گئے۔

پاکستانی حکمرانوں نے باہمی جنگ و جدل چھوڑ کر ہوش کے ناخن نہ لئے تو 2025ء میں پاکستان صومالیہ اور ایتھوپیا بن جائے گا۔ ورلڈ واٹر بینک

آپ کی حکومت نے کرائے کے بجلی گھروں کے حوالے سے ایشیائی ترقیاتی بنک سے جو مشورہ لیا تھا کیا اس صائب مشورے پر کان دھرا ہے۔ انہوں نے خوفناک حقائق سامنے لائے کہ بجلی اتنی مہنگی ہو جائے گی۔ کہ ملک میں صنعت چل سکے گی اور نہ گھر ہی روشن ہو سکیں گے۔ حتیٰ کہ اس ''ٹیکنیکل'' رپورٹ میں اس منصوبے کے پس پردہ مالی بددیانتی پر مبنی محرکات کے بارے میں بھی اشارے ملتے ہیں۔ سارے میڈیا نے اس کے خلاف دہائی دی۔ وزیر خزانہ شوکت ترین نے شدید اختلاف کیا۔ حتیٰ کہ وہ وزارت تک چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔ مگر کیا آپ کی حکومت نے کوئی صائب مشورہ قبول کیا ہے؟

سندھ کے نام نہاد قوم پرست ہی نہیں۔ وزیر اعلیٰ سندھ اپنے بیانات میں بڑے ڈیموں کی تعمیر کے حوالے سے باقاعدہ ڈس انفرمیشن اور غلط فہمیاں پھیلانے میں مصروف ہیں۔ اگلے دن کہا کہ ہم بھاشا ڈیم نہیں بننے دیں گے۔ اس سے سندھ میں پانی کم ہو جائے گا۔

واپڈا کے سابق چیئرمین اور معروف انجینئر شمس الملک نے ان کی غلط فہمی دور کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ بھاشا ڈیم کی تعمیر سے سندھ کے پانی پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ڈیم کی مخالفت کرنے والے سندھ کے خیر خواہ نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا'' میں دعویٰ سے کہتا ہوں

Marfat.com

کہ بھاشا یا کالا باغ ڈیم کی تعمیر سے نہ صرف سندھ بلکہ پنجاب، سرحد، بلوچستان تمام صوبوں کے پانی میں اضافہ ہوگا"

انہوں نے کہا، ان سے پوچھیں کہ کیا منگلا اور تربیلا ڈیم بننے سے ان کا پانی کم ہوا ہے یا زیادہ؟ ان بڑے ڈیموں کی تعمیر سے پہلے سندھ کو صرف 10 ملین ایکڑ فٹ پانی ملتا تھا۔ اب ان کو 14.7 ملین ایکڑ فٹ یعنی قریباً 50% زیادہ پانی مل رہا ہے۔ وزیر اعظم صاحب! کیا آپ نے کبھی اپنی پارٹی کے ان لیڈروں کے ملک دشمن بیانات کا نوٹس لیا ہے!

اگلے دن قومی اسمبلی میں محترمہ بشریٰ رحمٰن نے علی الاعلان فرمایا ہے:۔

"کہ ان کے پاس شواہد موجود ہیں کہ پاکستان کے اندر بھارت نواز لابی کالا باغ ڈیم رکوانے کے لئے سرگرم ہے۔ انہوں نے مزید وضاحت کی۔ کہ وقت آنے پر میں ان "مہربانوں" کے نام بھی ظاہر کر سکتی ہوں۔"

جناب گیلانی صاحب! کیا آپ نے اپنی رکن قومی اسمبلی کے اس سنسنی خیز بیان کا نوٹس لیا ہے۔ کیا آپ کا فرض نہیں تھا کہ آپ ان سے ملاقات کر کے انہیں اعتماد میں لے کر اس اہم مسئلہ پر مزید معلومات حاصل کرتے اور کوئی پیش رفت ہوتی۔؟

بشریٰ رحمان کا تعلق مسلم لیگ ق سے ہے۔ ان کی بات کو چھوڑیے۔ آیئے دیکھتے ہیں ۔ کہ سندھ طاس واٹر کونسل پاکستان کے چیئرمین اور عالمی پانی اسمبلی کے چیف کوارڈی نیٹر حافظ ظہور الحسن ڈاہر اس حوالے سے کیا انکشافات کر رہے ہیں۔

"بھارت کی خفیہ ایجنسی "را" نے سندھ طاس واٹر کونسل کو غیر فعال کرنے کے بدلے بھاری رشوت کی پیش کش کی۔ جسے ٹھکرا دیا گیا۔ آبی جارحیت کی وجہ سے آئندہ تین سال بعد پاکستان کو بھوک، پیاس اور قحط سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔ جبکہ اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان پانی کی کمی کے حوالے سے متاثرہ ترین ملک ہے۔ اور آنے والے دنوں میں یہ مسئلہ ایک خوفناک شکل اختیار کر سکتا ہے۔ یہ باتیں انہوں نے کونسل کی پالیسی ساز کمیٹی کے سالانہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے بتائیں۔ انہوں نے کہا "را" نے کالا باغ ڈیم کی تعمیر رکوانے کے لئے سندھ اور سرحد میں اربوں روپے خرچ کئے ہیں۔ آج پانی کی قلت کے باعث صوبے آپس میں دست و گریباں ہیں۔ دریائے سندھ ایک نالے کی

Marfat.com

صورت اختیار کر چکا ہے اور جو بھارت سے بچا کھچا پانی آ رہا ہے۔ وہ صرف سندھ کو دیا جا رہا ہے۔ پنجاب کے علاقہ مظفر گڑھ اور ڈی جی خاں کو صرف تین ہزار کیوسک پانی میسر ہے۔ پنجاب کی 21 بڑی اور 2708 چھوٹی نہریں بند کر دی گئی ہیں۔ جن سے 2 کروڑ 51 لاکھ ایکڑ رقبہ سیراب ہوتا ہے۔ زیر زمین پانی کی سطح ری چارجنگ نہ ہونے کے باعث 180 فٹ سے 230 فٹ تک پہنچ گئی ہے۔ جس کے باعث اب ٹیوب ویل کا سسٹم بھی ناکارہ ہو جائے گا۔ انہوں نے انکشاف کیا کہ بھارت کی خفیہ ایجنسی 'را' کی ایک ذیلی تنظیم نے سندھ طاس واٹر کونسل کو غیر فعال بنانے کے لئے 2 لاکھ روپے ماہانہ تنخواہ۔ 2 ارب روپے سالانہ ترقیاتی فنڈز۔ اسلام آباد میں دفتر۔ گھر اور گاڑی کی پیش کش کی ہے۔ جسے ٹھکرا دیا گیا جبکہ سندھ اور سرحد میں کالاباغ ڈیم کے خلاف بھی اس تنظیم نے اربوں روپے خرچ کئے ہیں۔"

جناب یوسف رضا گیلانی صاحب! آپ ملک کے وزیر اعظم ہیں۔ چیف ایگزیکٹو ہیں۔ کیا یہ خوفناک رپورٹ بھی نظر انداز کئے جانے کے قابل تھی۔!

کیا اس کی اعلیٰ سطح پر جوڈیشل انکوائری نہیں ہونا چاہئے تھی۔؟

کیا ہمیں بھارتی عزائم کے سدباب کا کوئی حل نہیں سوچنا چاہئے۔؟

جو ایٹم بم ضائع کرنے کی بجائے محض "واٹر بم" سے ہی ہمیں ہلاک کرنے پر تلا ہوا ہے۔

مجھے تو ملک کے عظیم الشان۔ عظیم المرتبت انتہائی باخبر وسیع و عریض (پرنٹ اور الیکٹرانک) میڈیا پر بھی حیرت ہے کہ وہ کن مسائل اور بریکنگ نیوز میں الجھتے رہتے ہیں۔ ان کے نزدیک اس سنگین ترین قومی مسئلہ کی کوئی اہمیت ہی نہیں!

میں ملک کی تقدس مآب اعلیٰ عدلیہ کی "جوڈیشل ایکٹوزم" پر مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ان کی عمیق نظریں ایک جوان لڑکی کے اغواء اور کسی عادی مجرم کی پشت پر چھتروں تک پہنچ کر ان کا از خود نوٹس لے لیتی ہیں نہ جانے یہ قومی مسئلہ ان کی نظروں سے اوجھل کیوں ہے۔؟

(نوائے وقت)

Marfat.com

# کالا باغ ڈیم کی کوششیں نظر بھی آنی چاہئیں

وزیراعظم یوسف رضا گیلانی نے روزنامہ نوائے وقت کی ان کوششوں کو سراہا جو کالا باغ ڈیم کی تعمیر جیسے اہم قومی ایشو پر عوامی حمایت کے فروغ کیلئے کر رہا ہے۔ وزیراعظم کی طرف سے ایڈیٹر انچیف کے نام لکھے گئے خط میں کہا گیا ہے کہ حکومت اپنی بھرپور کوشش کرے گی کہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر پر اتفاق رائے پیدا کیا جائے جو ملکی استحکام کے لئے ضروری ہے۔

کالا باغ ڈیم پانی و بجلی کی کمی دور کرنے والا منصوبہ ہے جس کو تعصب اور سیاسی مفادات کی خاطر ایک مخصوص طبقے کی جانب سے متنازعہ بنا دیا گیا۔ اس طبقے کے پراپیگنڈہ کے باعث مخالفین کی تعداد اچھی خاصی ہوگئی۔ لیکن ماہرین کی آرا سامنے آنے کے بعد اکثر مخالفین نے بھی کالا باغ ڈیم کی تعمیر کی حمایت کر دی۔ لیکن کچھ لوگوں کی سوئی اب بھی مخالفت پر اٹکی ہوئی ہے۔ کچھ لوگوں کے اگرچہ ناجائز تحفظات ہیں جو ضرور دور کیے جانے چاہئیں۔ تاہم جن کی تجوریوں میں بھارت کی طرف سے بانٹا جانے والا اربوں روپیہ آ گیا ہے ان کی طرف سے حمایت کی توقع عبث ہے۔ حکومت ان کو بھی اتفاق رائے میں شامل کرنا چاہتی ہے۔ کیا ممکن ہے کہ وہ تعمیر کی حمایت کریں گے۔ وزیراعظم نے اتفاق رائے پیدا کرنے کے لئے بھرپور کوشش کرنے کو کہا ہے۔ حکومت کی طرف سے کی جانے والی کوشش نظر بھی آنی چاہئے۔ نوائے وقت کے ریفرنڈم میں 99 فیصد پاکستانیوں نے کالا باغ ڈیم کی تعمیر کی حمایت کی ہے۔ اس سے بڑا اتفاق رائے اور کیا ہو سکتا ہے۔ حکومت اس کو ہی قومی اتفاق رائے قرار دے کر ڈیم کی تعمیر شروع کر دے جو مخالفت کریں ان کو سمجھانے کی کوشش کی جائے۔ اے این پی کے بم سے ڈرانے کی ضرورت نہیں۔ وہ حالیہ سیلاب میں نکارہ ہو چکا ہے اب شاید کالا باغ ڈیم کے خلاف احتجاج میں ان کی اولادیں بھی ساتھ نہ دیں۔

نوائے وقت...... 22/اکتوبر 2010ء

Marfat.com

# کالاباغ ڈیم...... گورنر سلمان تاثیر اور میاں نواز شریف

لگتا ہے کہ قدرت کو پاکستان بچانا منظور ہے چنانچہ آسمانوں پر کالاباغ ڈیم کی تعمیر کے حق میں فیصلہ صادر ہو چکا ہے' اب زمین پر اس فیصلہ کے نافذ العمل ہونے کا زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔ سیلاب پہلے بھی آتے رہے ہیں لیکن تاریخ کے اس بدترین سیلاب کی پہلے سے کوئی مثال نہیں ملتی۔ عالمی ماحولیات میں تبدیلی' گلوبل وارمنگ اور گلیشیئر ز کے پگھلنے کے عمل کے باعث آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہمیں دوبارہ ایسی ہی یا اس سے بھی مہیب تر کسی آفت کا کب سامنا کرنا پڑ جائے؟ اس لئے فراست کا تقاضا یہی ہے کہ ایک دن بھی ضائع کئے بغیر ہمیں اس کے بچاؤ کی تدابیر کرنا ہوں گی۔ اس حوالے سے ادارہ نوائے وقت اور محترم مجید نظامی صاحب صد مبارکباد کے مستحق ہیں کہ ان کا وقت کی نبض پر ہاتھ ہے اور وہ اپنا قومی فریضہ بطریق احسن ادا کر رہے ہیں۔ حالیہ قومی ریفرنڈم کا انعقاد کر کے عظیم کارنامہ سرانجام دیا گیا ہے۔ اس دوران عید کے تحفہ کے طور پر گورنر سلمان تاثیر کی طرف سے پریس کانفرنس میں کالاباغ ڈیم کی کھل کر حمایت بھی قابل ذکر خوشگوار واقعہ ہے۔ ان کی دردمندانہ اپیل تدبر اور روشن دلائل سے مزین ہے۔ چند نکات ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ سیلاب کی تباہ کاریوں سے بچنے اور قومی خوشحالی کے عمل کے لئے کالاباغ ڈیم کی تعمیر ناگزیر ہے۔ تمام صوبوں اور قوتوں کو اس کی تعمیر پر متفق ہونا ہوگا۔

۲۔ اگر فوری طور پر ملک میں ڈیمز نہ بنائے گئے تو یہ اجتماعی خودکشی کے برابر ہوگا۔ کالاباغ ڈیم کی تعمیر فوری طور پر ممکن ہے کیونکہ اس پر کافی کام ہو چکا ہے۔

۳۔ ماضی میں جو صوبے اس کے خلاف قراردادیں منظور کر چکے ہیں۔ حالیہ سیلاب کے بعد حالات یکسر مختلف ہو گئے ہیں وہ اس کی افادیت کے پیش نظر اس کے حق میں بھی قراردادیں منظور کر سکتے ہے۔ کل کے دشمن آج کے دوست بھی ہو سکتے ہیں اس سے تمام صوبوں کو فائدہ ہے' کسی صوبے کو نقصان نہیں ہوگا۔

۴۔ اگر ہم بھارت کے ساتھ پانی کے معاہدے کر سکتے ہیں تو اپنے ہی ملک میں

Marfat.com

صوبے محبت کی فضاء میں باہم بیٹھ کر یہ مسائل حل کیوں نہیں کر سکتے؟ تمام صوبوں اور سیاسی جماعتوں کو مل کر بات کرنا ہوگی جس کے لئے میں اپنی خدمات پیش کرنے کو تیار ہوں۔ بجلی' پانی کی تقسیم اور رائلٹی کے مسائل بھی طے ہو سکتے ہیں۔

۵۔ سیلاب سے جہاں خوفناک تباہی ہوئی ہے وہاں اربوں روپے مالیت کا پانی بھی سمندر میں گر کر ضائع ہوا ہے۔ اگر ہمارے پاس ڈیمز ہوتے تو نہ صرف سیلاب سے بچا جا سکتا تھا' لاکھوں ایکڑ بنجر اراضی کو قابل کاشت بنا کر زرعی اجناس کی پیداوار بڑھائی جا سکتی تھی اور سستی بجلی پیدا کر کے صنعت کو ترقی دی جا سکتی تھی۔

٦۔ آخر میں انہوں نے بڑی دردمندی سے انتباہ کیا کہ اگر ہم نے سیلاب کی اتنی بڑی تباہی کے باوجود کوئی سبق نہ سیکھا تو کبھی بھی سبق نہیں سیکھ سکیں گے۔

گورنر سلمان تاثیر کے اس دھماکہ خیز اعلان کے بعد جو ردعمل سامنے آیا اس میں وزیر اعظم نے صرف اتنا کہا کہ "گورنر کا کالا باغ ڈیم پر بیان غیر ضروری ہے"۔ اس کی زیادہ وضاحت نہیں کی کہ کیوں غیر ضروری ہے۔ شاید سردست وزرائے کرام کے محلوں کے گرد فصیلوں کی تعمیر زیادہ ضروری ہے۔

سندھ سے پیپلز پارٹی کے ایک رہنماء نبیل گبول نے کہا کہ گورنر کو ڈیم بارے بیان نہیں دینا چاہئے تھا۔ انہوں نے پارٹی پالیسی سے ہٹ کر بیان دیا ہے تاہم انہوں نے پانی کی ذخیرہ اندوزی کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہوئے کہا کہ ملک میں چھوٹے ڈیم بنانے چاہئیں مگر نامور آبی انجینئر شمس الملک نے فرمایا ہے کہ ڈیڑھ ہزار چھوٹے ڈیم بھی کالا باغ ڈیم کا بدل نہیں ہو سکتے۔ گورنر پنجاب کے اس عظیم تجزیے پر فوری ردعمل کے طور پر ایک تبصرہ لالہ موسیٰ سے ہمارے عزیز کا ہے۔ اطلاعات کے قلمدان کے سربراہ فرماتے ہیں: کالا باغ ڈیم متنازعہ ہے (جیسے یہ کوئی نئی بات ہے) جبکہ بھاشا ڈیم پر اتفاق رائے ہو چکا ہے' ہم پہلے بھاشا ڈیم بنائیں گے!

ان سے پوچھیں: آپ کے پاس گورنر صاحب کی کسی ایک دلیل کا بھی کوئی جواب ہے؟ رہ گیا آپ کا بھاشا ڈیم..... تو اگلے دن ایک ٹی وی چینل پر یہی ڈیموں کی تعمیر پر مذاکرہ ہو

Marfat.com

رہا تھا تو عوامی مسلم لیگ کے سربراہ شیخ رشید نے بتایا کہ بھاشا ڈیم کی راہ میں مشکلات کے پہاڑ ایستادہ ہیں۔ فزیبلٹی تو ایک طرف شاہراہ ریشم کا خاصا حصہ ڈبونا پڑے گا۔ اس کے متبادل کی تعمیر' پھر اس پہاڑی اور انتہائی دشوار گزار خطہ میں سامان' مشینری وغیرہ لے جانے کے لئے راستے اور ٹریک بنانے' پھر ہماری قومی رفتار کو مدنظر رکھیں تو بھاشا ڈیم کا خواب تو 15'20 سال تک شرمندہ تعبیر ہونے کا کوئی امکان نظر نہیں آتا۔ کیا قوم 15,20 سال تک انتظار کر سکتی ہے؟ جبکہ فطرت کے عظیم شاہکار جس پر اربوں لگ بھی چکا ہے کے بارے میں گورنر کی تجویز کے مطابق آج فیصلہ ہو جائے تو صبح اس پر کام شروع ہو جائے گا اور یہ ڈیم زیادہ سے زیادہ 5 سال میں تیار ہو کر اگلے 5 سال میں اپنی ساری لاگت واپس کر کے پاکستان کو عظیم خوشحال ملکوں کی صف میں جگہ دے گا۔

صوبہ خیبر پی کے سے حسب توقع حاجی عدیل نے گورنر سلمان تاثیر کے بیان کو افسوسناک قرار دیا ہے۔ انہوں نے کہا وزیراعظم سمیت جتنے بھی پنجاب سے پی پی پی کے رہنماء ہیں صرف وہی کالا باغ ڈیم بنانے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ صدر زرداری' وزیر اعلیٰ سندھ اور سندھ سے تعلق رکھنے والے تمام قائدین کالا باغ ڈیم کی مخالفت کر رہے ہیں (انہوں نے گورنر کی کسی دلیل کا کوئی جواب نہیں دیا)

حاجی عدیل کے بیان کا دلچسپ ترین حصہ میاں نواز شریف کے بارے میں ہے' بڑے فخر اور اظہار طمانیت کے طور پر فرماتے ہیں: میاں نواز شریف کا کالا باغ ڈیم بارے رویہ اعتدال پسند ہے۔ ان سے جب بھی کالا باغ ڈیم بارے پوچھا گیا تو انہوں نے یہی جواب دیا کہ ملک میں اس وقت سیلابی صورتحال ہے' یہ موقع کسی نئی بحث چھیڑنے کا نہیں ہے۔ اب حاجی عدیل سے کوئی پوچھے کہ سیلابی صورتحال کو پیدا ہوئے تو بمشکل سات آٹھ ہفتے ہوئے ہیں نواز شریف نے تو عرصہ دراز سے کالا باغ ڈیم کا نام تک نہیں لیا۔ اسمبلیوں میں اس مسئلہ پر طوفان آئے' مسلم لیگ (ن) نے بھی مسلم لیگ (ق) سے ہم آہنگ ہو کر اس کے حق میں آواز بلند کی۔ اخبارات میں بیانات' الیکٹرانک میڈیا پر مذاکرے مگر میاں صاحب کی پراسرار خاموشی! ایک وقت تھا جب میاں نواز شریف نے کالا باغ ڈیم کی تعمیر کو

Marfat.com

ایٹمی دھماکے کے برابر اہمیت دی۔ وہ ایٹمی دھماکے کے ساتھ ہی یہ دھماکہ بھی کر گزرنا چاہتے تھے مگر حاجی عدیلوں' اسفند یار ولیوں اور پلیجوؤں کی گیدڑ بھبھکیوں سے "ریک" گئے۔ پاکستان کے عوام ان سے توقع رکھتے تھے کہ وہ عدلیہ کی بحالی کے بعد کالا باغ ڈیم بارے میں بھی لانگ مارچ کی کال دیں گے۔ یہ قومی مسئلہ کم اہم تو نہیں تھا لیکن حاجی عدیل کی طرف سے "اعتدال پسندی" کی داد سے لگتا ہے کہ تیسری دفعہ وزیراعظم بننے کے جنون میں آپ نہ صرف پختونخواہ (پختونستان) پر ایمان لے آئے تھے بلکہ کالا باغ ڈیم کے خلاف بھی پاکستان مخالف قوتوں سے اندر خانے کوئی گٹ مٹ' کمٹمنٹ ہو چکی ہے۔ یہ "اعتدال پسندی" بلاوجہ نظر نہیں آتی۔ کہ میاں صاحب اس ایشو پر منقار زیر پر ہیں! میاں صاحب یہ سودے بازی مہنگی پڑے گی۔ اگر کالا باغ ڈیم کے ہیرو سلمان تاثیر (حقیقت میں زرداری اور چودھری صاحبان ہوئے تو آپ تیسری دفعہ کا خواب دیکھتے دیکھتے پنجاب سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے' بہاولپور اور گوجرانوالہ "ٹریلر" تھے' اصل فلم آگے ہے!

.........................................................................

گوردوارے کے باہر کڑاہ پرشاد تقسیم ہو رہا تھا۔ ایک سردار نے کڑاہ والی ہتھیلی چھپا کر دوسرا ہاتھ آگے کر دیا۔ تقسیم کار لاکڑی نے کہا: تم پہلے بھی لے چکے ہو' جاؤ بھاگو! اس دوران پہلے والی کتا لے گیا تھا۔

نوائے وقت' 22 ستمبر 2010ء

Marfat.com

# کالا باغ ڈیم کے حق میں گورنر پنجاب کا دلیرانہ بیان

گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے کہا ہے' کالا باغ ڈیم نہ بنایا تو آ نہیں کریں گی۔ کالا باغ ڈیم کی بات کی تو ایسے بیانات آئے جیسے میں بے حرمتی کر دی ہو۔ ڈیم بننا چاہئے' معاملے کو سیاسی رنگ دیا جا رہا ہے

کالا باغ ڈیم کی ضرورت و افادیت ایوب خان کے دور سے محسوس کی جانے لگی تھی' مگر ایوبی دور نے اس کو تعمیر نہ کیا اس کے بعد مختلف ادوار آئے یہاں تک کہ ایک مرحلے پر اس کی فزیبلٹی رپورٹ بھی تیار کر لی گئی اور ملازمین کے لئے کالونی بھی بنا دی گئی مگر یہ ڈیم تعمیر کے مرحلے تک نہ پہنچا۔ یہ ضروری ڈیم صرف اس لئے نہیں بنا کہ سیاسی مفادات پر قومی و ملکی مفادات کو قربان کرنے کو ترجیح دی گئی اور اس میں وہ لوگ پیش پیش رہے جن کی پاکستان کے وجود سے وفاداری بھی مشکوک ہے۔ آج یہی حال ہے اور جو سیاست دان اس کی مخالفت کر رہے ہیں' وہ اس قدر سنگ دل اور وطن کا مفاد نہ سوچنے والے ہیں کہ حالیہ سیلاب کے بعد بھی ان کو ترس نہ آیا اور وہ اپنے بھونڈے سیاسی مؤقف پر قائم رہے۔ ایسے حالات میں گورنر پنجاب پے در پے کالا باغ ڈیم کی تعمیر پر زور دے رہے ہیں تو بلاشبہ یہ ان کی حب الوطنی کا بین ثبوت ہے اور اس سلسلے میں وہ شریف برادران سے بھی نمبر لے گئے ہیں جو کھل کر کالا باغ ڈیم کی تعمیر کا اعلان نہیں کر رہے بلکہ ان کی جانب سے گورنر پنجاب کے دلیرانہ بیان کی تائید تک نہ ہوئی۔ گورنر پنجاب کو پوری قوم شاباش دے رہی ہے اور اگر انہوں نے اس سلسلے میں اپنا مشن جاری رکھا اور اس کے لئے مربوط حکمت عملی طے کر لی تو بعید نہیں کہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر ممکن ہو جائے۔ کالا باغ ڈیم ہمارے زندہ رہنے کا ضامن ہوگا' ورنہ یہ ملک ریگستان بن جائے گا۔

(نوائے وقت...... 16 اکتوبر 2010ء)

Marfat.com

# کالاباغ ڈیم' گورنر کے 100 نکات

گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے کہا ہے کہ انہوں نے آبی ماہرین اور واپڈا احکام کی معاونت سے کالاباغ ڈیم کے فوائد پر مشتمل سو نکات تیار کرائے ہیں جن کی بنیاد پر چاروں صوبوں میں مہم شروع کی جائے گی اور ان کے تحفظات اور مخالفت کا ازالہ یقینی بنایا جائے گا۔ ڈیم کے فوائد میں خصوصاً پانی و بجلی کے بحران کا خاتمہ زرعی معیشت کی مضبوطی' ترقی و خوشحالی کے عمل' مہنگائی' بیروزگاری کے سد باب سمیت دیگر شامل ہیں۔

پاکستان کی ڈوبتی معیشت کو زرعی زمینوں کے لئے وافر مقدار میں پانی کی فراہمی اور کاروبار کے لئے ضرورت کے مطابق بجلی کی پیداوار سے سہارا دیا جاسکتا ہے۔ پانی اور بجلی کی وافر مقدار میں فراہمی ایک ہی منصوبے کالاباغ ڈیم کی تعمیر سے ممکن ہے۔ جس پر اچھا خاصا کام ہو چکا ہے اور یہ مختصر ترین عرصے میں تکمیل کے مراحل طے کرسکتا ہے۔ گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے ایک قابل قدر مہم شروع کر رکھی ہے۔ کالاباغ ڈیم کی تعمیر کی حمایت میں سو نکات لے کر اٹھے ہیں۔ خدا ان کو اس مہم میں کامیابی عطاء فرمائے۔ وہ کہتے ہیں کہ آبی ماہرین اور واپڈا احکام نے ڈیم کی تعمیر اور اس کے مثبت اثرات و فوائد سے خود میری آنکھیں کھل گئی ہیں۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ گورنر صاحب ان ماہرین کو لے کر اپنی پارٹی کے اے این پی زدہ گروپ کے پاس جائیں تا کہ ان پر بھی ماہرین کی آراء اثر انداز ہوں تا کہ کالاباغ ڈیم کی تعمیر کی کوئی سبیل نکل سکے۔ کالاباغ ڈیم کی افادیت ہر پاکستانی پر واضح ہے لیکن مخالفت عموماً وہ لوگ کرتے ہیں جن کی پاکستانیت مشکوک ہے۔ تاہم گورنر کی اچھی کاوش ہے کہ وہ کالاباغ ڈیم کی مخالفت کرنے والے محب وطن پاکستانیوں کے تحفظات دور کرنے پر کمر بستہ ہیں۔ پورے پاکستان سے نوائے وقت کے ریفرنڈم میں 99 فیصد پاکستانیوں نے کالاباغ ڈیم کی تعمیر کی حمایت کی ہے۔ اسی کو قوم کی حتمی رائے سمجھتے ہوئے کالاباغ ڈیم کی تعمیر شروع کر دینی چاہیے گورنر صاحب ساتھ ساتھ مخالفین کو منانے اور تعمیر کے حق میں ان کی رائے ہموار کرنے کا کام بھی جاری رکھیں۔

نوائے وقت......19-10-2010

Marfat.com

# کالاباغ ڈیم

## میاں نواز شریف کے ایجنڈے پر سرفہرست

قومی ایجنڈے پر بحث جاری ہے۔ ایجنڈے کے مثالی ہونے میں تو کوئی شک نہیں لیکن بعض حلقوں کی طرف سے اس پر عملدرآمد کے حوالے سے شکوک وشبہات کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ نواز شریف کا 11 جون کا اعلان اس لحاظ سے خوش آئند ہے کہ قوم کے سامنے کوئی ''ٹارگٹ'' تو رکھا گیا ہے۔ کسی نے پاکستان کے بنیادی مسائل کی بات کی ہے۔ ہمارے معاشی مرض کی تشخیص کی ہے، علاج بھی ضرور ہوگا۔ جس فیوڈل نظام کے خلاف میاں نواز شریف نے زبان کھولی ہے آزادی کے بعد انڈیا نے سب سے پہلا کام یہی کیا تھا۔ زمین کی فی کنبہ ساڑھے 137 ایکڑ حد ملکیت مقرر کر کے باقی ساری زمین بحق سٹیٹ ضبط کر کے مزارعین اور بے زمین کسانوں میں تقسیم کر دی تھی ۔ بڑے بڑے فیوڈل لارڈ راجے مہاراجے اور نواب بیٹھ کر کھانے کی بجائے ہاتھ سے محنت کرنے پر مجبور ہوئے۔ جن بے زمین مزارعین کو حقوق ملکیت مل گئے۔ ان کی خوشی اور طمانیت کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ وہ بال بچوں سمیت دن رات ''اپنی'' زمین پر محنت کرنے لگے۔ یوں ملک کی قابل کاشت زمین کا چپہ چپہ گل وگلزار ہو گیا۔

ملک میں ایک نئی مڈل کلاس معرض وجود میں آئی۔ ان کی قوت خرید میں اضافہ ہوا۔ جس سے ملکی صنعت کو فروغ ملا اور اسی مڈل کلاس نے ملک میں جمہوری نظام کو استحکام بخشا۔ جس انڈیا کی آبادی اور افلاس کو دیکھ کر یہ اندازے لگائے جاتے تھے کہ یہ آزادی کے بعد اپنے عوام کو کہاں سے کھلائے گا۔ اس کی جنتا بھوک سے مرے گی۔ اگرچہ وہاں بھوک و افلاس بھی موجود ہے، لیکن بھارت بیرونی دنیا کو اناج برآمد کرنے لگا۔

پنڈت جواہر لال نہرو کی زیر قیادت کانگرس کی حکومت کو ان انقلابی زرعی اصلاحات پر عملدرآمد کرانے میں کوئی دقت پیش نہیں آئی۔

Marfat.com

آل انڈیا مسلم لیگ نے بھی اپنے منشور میں عوام سے وعدہ کر رکھا تھا کہ وہ مؤثر زرعی اصلاحات نافذ کر کے جاگیرداری نظام کا قلع قمع کرے گی۔ مگر ایسا نہیں ہو سکا۔ تحریک پاکستان کے آخری سالوں میں انگریز کی وفادار فیوڈل کلاس نے مسلم لیگ کا رخ کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اگلی صفوں پر قابض ہو گئے۔ پنجاب میں میاں ممتاز دولتانہ نے مسلم لیگ کے منشور کو عملی جامہ پہنانے کیلئے زرعی اصلاحات کا اعلان کیا، مگر جاگیردار ٹولے نے سید نو بہار شاہ اور نوابزادہ نصر اللہ خاں کی زیر قیادت ''تحت الشریعت'' جاگیرداری نظام کے ''تحفظ'' کا نعرہ بلند کر دیا۔ یعنی الارض للہ کے وارث ''اسلام'' کو قوم سے غداری اور انگریز سے وفاداری کے عوض ملنے والی جاگیروں کے لئے ڈھال بنایا۔ یہی طبقہ پچاس سال سے ملک میں سیاہ وسفید کا مالک بنا ہوا ہے۔ یہ مارشل لاء کے ادوار میں بھی ''ایڈجسٹمنٹ'' کر لیتا ہے۔ اس نے صدر محمد ایوب اور ذوالفقار علی بھٹو کی طرف سے زرعی اصلاحات کو سبوتاژ کیا۔ اسی طبقے نے مشرقی پاکستان پر تسلط قائم کئے رکھا، لیکن جب یہ سونگھ لیا کہ اقتدار کا پینڈولم مشرقی جانب گھوم گیا ہے اور اب مغربی حصے میں فیوڈل نظام کی خیر نہیں ہے تو اسی کلاس کی سازش سے مشرقی پاکستان کو دھکیل کو بنگلہ دیش بنا دیا گیا۔

آج یہی فیوڈل کلاس قانون ساز اداروں پر قابض ہے۔ اس کلاس نے زرعی اصلاحات پر عملدرآمد یا انگریز کی دی ہوئی جاگیروں کی واپسی کے اعلان پر بظاہر کسی منفی رد عمل کا اظہار نہیں کیا، لیکن یہ لوگ پہلے مورچے کے طور پر کالا باغ ڈیم کے خلاف سازشوں میں شریک ہیں تاکہ نواز شریف کے قومی ایجنڈے کو ناکام بنایا جائے۔

عوام کو اپنے حقوق کیلئے صف بندی کرنی ہوگی اور پریس کو عوامی کاز کو آگے بڑھانے کیلئے مؤثر کردار ادا کرنا ہوگا۔ میاں نواز شریف کے قومی ایجنڈے میں نادہندگان کو جو مہلت دی گئی ہے وہ ختم ہو رہی ہے۔ وزیراعظم نئی صورتحال میں ''افورڈ'' ہی نہیں کر سکتے کہ وہ کسی سے رعایت کریں۔ معاشی حالات کا اپنا پریشر اور مجبوری ہے اس کیلئے ضروری ہے کہ میاں صاحب پہلے اپنی ہی جماعت کے ''گرگوں'' کو قربانی کے ''بکرے'' بنائیں۔ یہی طریقہ مؤثر ثابت ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

**کالاباغ ڈیم :** قومی ایجنڈے میں سب سے اہم اور جرأت مندانہ اقدام کالا باغ ڈیم کی تعمیر کا اعلان ہے۔ میاں نواز شریف ایک عرصے سے اس کیلئے ذہنی طور پر تیار تھے ۔ایٹمی دھماکوں، معاشی پابندیوں اور ناکہ بندیوں کے بعد پاکستان ''خود انحصاری'' پر مجبور ہو گیا اور خود انحصاری کیلئے وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں زمین اور میٹھے پانی کے وسیع ذخائر کو کیسے جھٹلا سکتا تھا؟ 32 ملین ایکڑ فٹ پانی سمندر میں گر کر ضائع ہو رہا ہے۔ جبکہ ملک میں بجلی کی قیمتیں آسمان کو چھو رہی ہیں۔ غریب لوگ بجلی کا بل دیکھ کر خودکشی پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ مہنگی بجلی کے باعث ہماری صنعتیں دم توڑ گئی ہیں اور پاکستان کی لاکھوں ایکڑ زرخیز قابل کاشت اراضی پانی نہ ہونے کی وجہ سے بنجر پڑی ہے۔ اس ڈیم کو بروقت شروع نہ کر سکنے کے باعث ہم اب تک 60 کھرب روپے سے زیادہ کا نقصان اٹھا چکے ہیں۔

ہمیں پانی کے اور وسائل کو بھی بروئے کار لانا ہے لیکن یہ واحد ڈیم ہے جس پر بلا تاخیر کام شروع ہو سکتا ہے۔ اس پر اب تک اربوں روپے خرچ ہو چکے ہیں اور تیاری مکمل ہے۔ یہ وہ ڈیم ہے جو اپنی لاگت کو پانچ چھ سالوں میں لوٹا سکتا ہے۔ یہ قدرتی طور پر ایسی جگہ بنایا جا رہا ہے کہ اس کی عمر لامحدود ہے۔ جبکہ منگلا اور تربیلا اب طبعی عمر پوری کر رہے ہیں۔

کالا باغ ڈیم کے بغیر معاشی خود انحصاری کا نام لینا ایک مذاق ہوتا ہے۔ یہ ہماری بقاء کا مسئلہ ہے۔ نواز شریف کے پاس دوسری کوئی آپشن نہیں تھی۔

یہ وہ ڈیم ہے جس سے سارے صوبوں اور سارے ملک کا مفاد وابستہ ہے۔ یہ سارے صوبوں کی بنجر زمینوں کو سیراب کرے گا۔ سارے ملک کیلئے بجلی سستی فراہم کرے گا۔ ہمارے پاس زرمبادلہ کی کمی ہے۔ ہم بیرون ملک سے مہنگی گندم امپورٹ نہیں کر سکتے اور پھر اس کی قیمت ہمارے غریب لوگوں کی رسائی سے باہر ہو جاتی ہے۔ کیا یہ صرف پنجاب کا ڈیم ہے، کیا سرحد کو سستی گندم کی ضرورت نہیں ہے کھانے کیلئے اور آگے بھیجنے کیلئے۔ اگر ہم کارخانوں کو سستی بجلی مہیا کر سکیں تو وہ کم لاگت کے باعث اپنی مصنوعات کو دنیا کی منڈیوں میں مقابلے میں لا سکتے ہیں۔ کون کہتا ہے کہ اس عظیم منصوبے کیلئے سارے صوبوں کا اتفاق رائے ضروری نہیں، اس کے بغیر وفاق کمزور ہوتا

Marfat.com

ہے، انتشار پھیلتا ہے لیکن اتنا یاد رہے کہ کالا باغ ڈیم کے بغیر "وفاق" کی بقاء کو خطرہ ہے۔ پاکستان اس کیلئے اب مزید تاخیر افورڈ نہیں کر سکتا! یہ پاکستانی قوم کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ ایک سابق بیوروکریٹ بتا رہے تھے کہ جب مشرقی پاکستان میں کرنافلی ڈیم کا منصوبہ سامنے آیا تو اس کی شدید مخالفت ہوئی، مظاہرے ہوئے، ہڑتالیں ہوئیں، حتیٰ کہ خونی فسادات شروع ہو گئے، بے گناہ خون بہا مگر ڈیم کو تو بننا تھا، ڈیم بن گیا۔ آج بنگالی بھائی ڈیم کی مخالفت کرنے پر اپنی غلطیوں اور حماقتوں پر شرمندہ ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں ہم نے گناہ کیا، ہم سے جرم سرزد ہوا۔ کالا باغ ڈیم کے اعلان پر بعض حلقوں کا منفی ردعمل حیران کن ہے۔ بعض فیوڈل لارڈز جو عام حالات میں کالا باغ ڈیم کے مخالف نہیں تھے زرعی اصلاحات کے مؤثر نفاذ کے اعلان پر ناراض ہیں۔ مگر "روندی یاراں نوں لے لے ناں بھراواں دا" وہ اپنا غصہ ادھر نکال رہے ہیں۔ کچھ جماعتیں محض نواز شریف کو زچ کرنے کیلئے ڈیم مخالف بیان دے رہی ہیں جو لوگ قیام پاکستان کے ہی مخالف تھے وہ ڈیم کی مخالفت کریں تو قابل فہم ہے لیکن حُب الوطنی کا دعویٰ کرنے والوں کا طرز عمل محل نظر ہے۔ جن کو کوئی دلیل ہاتھ نہیں آتی۔ وہ 3 صوبوں کے اتفاق رائے کی رٹ لگائے جا رہے ہیں۔

اس محاذ پر اہم ترین رول پریس ادا کر سکتا ہے یہ نواز شریف کا ایجنڈا نہیں ہے یہ پنجاب کا منصوبہ نہیں، یہ قومی ایجنڈا ہے، یعنی اس سے قوم کی تقدیر وابستہ ہے، پریس قوم کا حصہ ہی نہیں، اس کا ہراول دستہ ہے۔ وہ اس میں "انوالو" نظر آنا چاہئے۔ پریس محض لیٹر بکس نہیں ہے کہ دونوں طرف کے بیانات "غیر جانبداری" سے چھاپ دیئے۔ اسے حرام حلال حق و باطل اور تعمیر و تخریب میں تمیز کو واضح کرنا ہے۔ بلیک میلنگ کرنے والی قوتوں کو ایکسپوز کرنا ہے اور بین الاقوامی تھرمل پاور کمپنیوں کی انڈر گراؤنڈ سازشوں کو بھی بے نقاب کرنا ہے۔ اسے نام نہاد "اخباری لیڈروں" کو خوش کرنے کی بجائے اس نازک مرحلہ پر قوم کی رہنمائی کا فریضہ ادا کرنا ہے اور نصب العین کو حاصل کرنا ہے۔ عام آدمی کالا باغ ڈیم کے نام پر بڑا جذباتی ہے وہ اس کی افادیت کو خوب سمجھتا ہے۔ اس کے جذبات کی ترجمانی اخبار فروش انجمنوں

Marfat.com

کے معروف لیڈر ٹکا خاں اور سابق نگران وزیراعظم ملک معراج خالد کے بیانات سے ہوتی ہے۔ ٹکا خاں نے کہہ دیا کہ اخبارات کو ڈیم مخالف بیانات چھاپنے سے گریز کرنا چاہیئے اور ملک معراج خالد کا مطالبہ ہے کہ کالاباغ ڈیم جیسے منصوبے کی مخالفت کرنے والوں کو الٹا لٹکا دینا چاہیئے۔ اس میں تو کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ یہ ایک ایسا منصوبہ ہے جس کے (خدانخواستہ) ناکام ہونے پر ملک کے معاشی طور پر ''کولیپس'' ہونے کا خدشہ ہے۔ ہماری موجودہ اور آنے والی نسلوں کی خوشحالی کا انحصار اس پر ہے۔ یقیناً یہ ایسا ایشو نہیں ہے جس پر پریس کا کوئی حصہ لاتعلقی یا ''تماش بینی'' کا کردار ادا کرتا رہے۔

..............................

Marfat.com

# میاں نواز شریف اپنے سیاسی منشور میں کالاباغ ڈیم کا اضافہ کریں

ڈاکٹر ایم اے صوفی

میاں نواز شریف آپ کی سیاسی پارٹی پاکستان مسلم لیگ ہے۔ مسلم لیگ نے انتخاب 2008ء میں حصہ لیا اور مرکزی اسمبلی اور صوبہ پنجاب میں کافی مؤثر کردار ادا کر رہی ہے۔ مسلم لیگ نے آپ کی سربراہی میں ملک کو مسائل سے بچانے کیلئے بہت کام کیا ہے' یہ بڑا اچھا شگون ہے۔ ہمارے پیارے ملک پاکستان کیلئے امن' ترقی' اچھے روزگار' اچھی تعلیم' اچھے علاج اور سستی اشیاء کی عام انسانوں کو ضرورت ہے۔ یہ حسین و جمیل دیس حضرت قائد اعظم محمد علی جناح اور آل انڈیا مسلم لیگ کی سیاسی جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ اس میں جمہوری نظام کے معاملات برابری اور بنیادی حقوق دینے والے نظام کی ضرورت ہے تاکہ یہ ملک فلاحی اقدام کر سکے۔ یہ ملک عام لوگوں کی حالت بدلنے کیلئے معرض وجود میں آیا تھا تاکہ عام انسان آزادی' امن' بھائی چارہ کی فضا میں عزت و وقار کی زندگی بسر کرے اور ترقی کی طرف قدم بڑھائے مگر ہوا کیا؟ عام آدمی غریب سے غریب تر ہوتا گیا اور امیر آدمی امیر تر ہوتا گیا۔ جو ملک پاکستان جمہوریت کے لئے بنا تھا برس ہا برس فوجی حکومت کے زیر اثر محصور رہا۔ آپ کی منتخب حکومت کو آئین کے خلاف 1991ء میں چلتا کیا اور آپ مقدمات قید و بند کی اذیت کا شکار ہوئے۔ گویا قائد محمد علی جناح اور علامہ اقبال کے تصور کے خلاف عمل ہونے شروع ہو گئے۔ جس کسی کو اقتدار میسر آیا لیکن عوام کیلئے کوئی پیش رفت نہ ہوئی۔ قائد اعظم محمد علی جناحؒ گورنر جنرل پاکستان نے 12 اگست 1947ء کو کراچی میں اپنے ایک شاندار استقبالیہ میں فرمایا:۔

''ہاں ہماری بڑی اہم ذمہ داری ہے کہ ہم غریب عوام کی ترقی کا سوچیں اور اس کی زندگی کو بدلیں میں نے کبھی نہیں سوچا تھا اور غریب ہمیشہ غریب رہے گا۔ میں نے 1937ء

Marfat.com

سے 1947ء تک محنت اس لئے سیاست کے میدان میں کی ہے کہ ان غریبوں کی پسماندگی اور حالت کو سنواروں۔ یہ کبھی میں نے نہیں سوچا تھا کہ پاکستان کا مطلب یہ ہو جائے کہ امیر' امیر تر ہو جائے اور غریب' غریب ہی رہے لہٰذا ان کی حالت بدلنا بہت لازمی عمل ہے''۔

(ڈان 13......اگست 1947ء)

پاکستان حاصل کرنے کی راہ میں بے شمار لوگوں نے اپنی اور اپنی اولاد کی قربانیاں دی ہیں۔ اپنے خون سے اس مٹی کو سنوارا ہے اس زمین کے اندر خاص قربانیوں کی تاثیر ہے اور آج یہ پیارا ملک ترقی پذیر ایٹمی طاقت کی ساتویں کڑی ہے۔ آپ نے 28 مئی 1998ء کو بڑے حوصلے کے ساتھ ایٹمی دھماکہ سرانجام دیا اور بڑی طاقت کے صدر بل کلنٹن کی بات نہیں سنی اور پاکستان کو ناقابل تسخیر ایٹمی قوت کر دیا۔ اب سوال ہے کہ غربت کیسے مٹے گی؟ خوشحالی کیسے آئیگی؟ اشیائے خوردنی کیسے سستی ہوں گی؟ روزگار کیسے میسر آئے گا؟ ہماری زمینیں زیادہ غلہ کیسے اگائیں گی؟ اور تعلیمی ادارے بارونق کیسے ہوں گے بامقصد تعلیم کیسے ہو گی؟ ان تمام چیزوں کو حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ اپنے سیاسی منشور میں کالا باغ ڈیم کی تعمیر شامل کریں اور قوم سے وعدہ کریں کہ آپ کی پارٹی آپ کی قیادت میں کالا باغ ڈیم تعمیر کرے گی۔ ڈیم میں پانی جمع ہوگا' بجلی بھی پیدا ہوگی' کارخانے چلیں گے ملک میں اندھیرا نہیں ہوگا۔ دریائے سندھ کا فالتو پانی سمندر میں گرنے کی بجائے ڈیم میں اکٹھا ہوگا۔ مزدور کام کریں گے' علاقہ میانوالی ترقی کرے گا اور پاکستان خوشحال ہوگا۔

روزنامہ نوائے وقت' لاہور یکم اکتوبر 2009ء

Marfat.com

# 97-10-3 اکتوبر کو نواز شریف کی قومی اسمبلی میں تقریر سے اقتباس

میں نے پہلے دن آپ کو آنے والی مشکلات سے آگاہ کر دیا تھا۔ تاہم بطور وزیر اعظم میں آپ کو مہنگائی سے جتنا ہو سکا بچانے کی کوشش کرتا رہا۔ جس کی ایک مثال بجلی کے نرخ ہیں گزشتہ حکومت کی طرف سے کیئے گئے معاہدوں اور پالیسیوں کے نتیجے میں آج ہم پرائیویٹ پاور پلانٹس سے بجلی سات روپے فی یونٹ خریدنے پر مجبور ہیں۔ مجھے پہلے دن سے کہا جا رہا ہے کہ میں بجلی کے نرخوں میں اضافے کی اجازت دے دوں لیکن مجھے اچھی طرح علم ہے کہ عوام مہنگائی کی چکی میں اس بری طرح پس رہے ہیں کہ بجلی کے نرخوں میں مزید اضافے کا بوجھ ان سے اٹھایا نہیں جا سکے گا۔ عوام کو اس بوجھ سے بچانے کیلئے واپڈا کو اس سال 50 ارب روپے کا خسارہ برداشت کرنا پڑے گا جبکہ اگلے سال یہی خسارہ 80 ارب روپے تک جا پہنچے گا۔ ملک یقیناً اس خسارے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ یہ انتہائی مشکل صورتحال ہے۔ اگر یہ خسارہ ہم برداشت کرتے رہے تو ملک کنگال ہو جائے گا اور اگر ہم یہ خسارہ ختم کرنے کیلئے بجلی کے نرخ بڑھائیں تو عوام کی کمر ٹوٹ جائیگی۔ اس وقت ہم اسی پوزیشن میں پھنسے ہوئے ہیں جیسے ایک طرف کنواں اور دوسری طرف گڑھا۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ دونوں سے بچ کر وطن عزیز کو بحرانوں سے باہر نکالنے میں کامیاب ہو جائیں۔

Marfat.com

# میاں صاحب! آپ کا 'موکھا' ڈیم......
# تکمیل کا منتظر ہے

میاں نواز شریف قسمت کے دھنی ہیں۔ ایٹمی چیلنج قبول کرنے کا کریڈٹ تو اس عظیم رہنماء کو جاتا ہے۔ جس نے ہاتھی سے ٹکر لی اور جان بھی دے دی۔ محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خاں اور کتنے ہی نام ہیں۔ جن کی اس تاریخی منصوبے میں زبردست کنٹری بیوشن ہے۔ البتہ جب ایٹمی دھماکے کا وقت آیا تو قدرت نے آپ کو یہ موقع فراہم کیا۔ بلاشبہ یہ آپ کی جراٴت ہے کہ آپ نے امریکی صدر کی پے در پے ٹیلیفون کالوں کی پرواہ نہیں کی اور ایٹمی دھماکہ بلکہ دھماکے کر کے پاکستان اور عالم اسلام کا سر فخر سے بلند کر دیا۔ ورنہ ہم نے بڑے بڑے فوجی ڈکیٹیٹروں کو اس دیس سے محض ایک کال پر لم لیٹ ہوتے دیکھا ہے!

.................

معزول چیف جسٹس افتخار چوہدری اور آزاد عدلیہ کی بحالی کیلئے پاکستان کے وکلاء نے دو سال زبردست مہم چلائی۔ جلسے کیئے' جلوس نکالے' ہڑتالیں کیں' بھوک ہڑتالیں کیں' چلے کاٹے' لاٹھیاں کھائیں۔ جانی قربانیاں دیں۔ لانگ مارچ کیئے۔ پاؤں میں چھالے پڑے۔ اور سول اینڈ ملٹری ڈکیٹیٹروں کے مقابلے میں وہ شاندار کامیابی حاصل کی کہ گینز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں اس کا نمایاں اندراج ہونا چاہیئے۔

مسلم لیگ ن جماعت اسلامی' تحریک انصاف اور سول سوسائٹی کی دیگر تنظیموں نے وکلاء کی تحریک کی بھرپور حمایت کی۔ لیکن آخری دن پھر میاں نواز شریف کی قسمت نے یاوری کی۔ گورنر سلمان تاثیر کی نظر بندی کا حصار توڑ کر لانگ مارچ میں چھلانگ لگائی۔ عوام کے بڑھتے پھولتے ہوئے ہجوم کی رہنمائی کی۔ الیکٹرانک میڈیا تو رائی کے پہاڑ بنانے پر قادر تھا۔ یہاں تو ہجوم ہی بڑا تھا۔ رحمان ملک کے کنٹینرز کی دیواریں تارِ عنکبوت ثابت ہوئیں۔ حکومت لرز گئی۔ واشنگٹن بھی راہ دینے پر مجبور تھا۔ کیانی اور گیلانی سر جوڑ کر مشورے کرتے رہے اور بالآخر مدد،

Marfat.com

زرداری کو صحیح راستہ دکھانے میں کامیاب ہوئے۔ یوں میاں نواز شریف اور چوہدری اعتزاز احسن کو فتح مبین کی بشارت مل چکی تھی اور صبح تک کوچہ بازار میں ''نواج سریف'' زندہ باد اور'' احتجاج ایسن' زندہ باد' کے نعرے گونج رہے تھے۔

......

میاں نواز شریف کی جسمانی ڈیل ڈول اور خوش خوراکی سے شبہ ہوتا ہے کہ فطرت ان کو' پہلوان' بنانے کا ارادہ رکھتی تھی۔ پھر بنا تو سیاستدان دیا۔ مگر موصوف زندگی بھر رہے اکھاڑے میں ہی!

صدر صاحبان۔ جرنیل صاحبان اور چیف صاحبان سے زیادہ جوڑ پڑتے رہے اس کہانی کی تفصیل کا یہ موقع نہیں!

آج میاں صاحب ملک کے مقبول ترین سیاستدان ہیں۔ زرداری ان کے محتاج ہیں۔ اوبا ماقدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ حکومت کی ذمہ داری اٹھائے بغیر حکومت کے مزے لوٹ رہے ہیں۔ ملک کے مسائل پر اپوزیشن کا رول اور سیاست بھی کر رہے ہیں۔ اشفاق پرویز کیانی وہ سپہ سالار ہیں جو اپنی تمام تر مقبولیت معروضی حالات کی جاذبیت' بیرونی' این اوسی اور مقامی خوشامدانہ ترغیبات کے باوجود ملک کے لئے جمہوری نظام کی اہمیت وافادیت کا بخوبی ادراک رکھتے ہیں۔

آج ملک میں عدلیہ آزاد ہے۔ اسلام آباد میں چیف جسٹس افتخار چوہدری اور لاہور سیٹ پر خواجہ محمد شریف براجمان ہیں۔ اتنا خوبصورت نقشہ تو آپ نے خواب میں بھی نہیں دیکھا ہوگا۔

میاں صاحب! میں آج آپ کے کالا باغ ڈیم کے حسن وقبح کے بارے میں کوئی بات نہیں کروں گا۔ ان باتوں سے یہ کتاب بھری پڑی ہے۔ میں آپ کو یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ایٹمی دھماکے کے بعد آپ نے کالا باغ ڈیم کی تعمیر کا بھی پختہ ارادہ کرلیا تھا۔ باقاعدہ افتتاح کی تاریخ کا اعلان ہو چکا تھا۔ مگر انسانی نفسیات بھی عجیب ہوتی ہے آپ نہیں ڈرے' تو واشنگٹن سے گرم وسرد ٹیلی فون کالوں اور ترغیبات کی پرواہ نہیں کی اور ڈرنے لگے تو چند بے بضاعت قسم کے نام نہاد قوم پرستوں کے کھوکھلے نعروں اور گیدڑ بھبکیوں سے خوف زدہ ہو گئے۔ اس لمحے

Marfat.com

آپ میں جرأت کی کمی نے ملک کا بیڑہ غرق کر کے رکھ دیا۔ ہمارے 12 قیمتی سال ضائع ہوئے۔ پاکستان کو کھربوں ڈالر کا خسارہ برداشت کرنا پڑا۔ ملک ایتھوپیا کا نقشہ پیش کر رہا ہے۔

آج معروضی حالات میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اللہ نے آپ کو پھر ایک بار موقع دیا ہے۔ ججز کی بحالی کیساتھ اس ڈیم کی تعمیر بھی قدرت نے نواز شریف کے نام ہی لکھ رکھی ہے!

آیئے ہم آپ کو بتائیں کہ ''موکھا'' ڈیم کسے کہتے ہیں اور غیرت مند جوان اپنے 'موکھے' کی تکمیل کیونکر کرتے ہیں۔

ہمارے یہاں گجرات میں ایک گاؤں سمن پنڈی کے دو نائی بھائی تھے۔ خوب صحت مند جوان تھے۔ حجامتوں اور پکوائی کے ساتھ اس زمانے میں نائی لوگ ڈینٹل سرجن کی خدمات بھی سرانجام دیتے تھے یعنی دانت داڑھ بھی وہی نکالتے تھے۔

ایک نوجوان کی داڑھ میں شدید درد ہوا۔ اور وہ ان سے داڑھ نکلوانے آ گیا۔ بڑے بھائی نے چھوٹے سے کہا۔ میں نے اس داڑھی کو وَتر لگا رکھا ہے اسے مونڈ لوں۔ تم اتنی دیر میں اس کی داڑھ کو' موکھو'۔ موکھنے کا مفہوم یہ تھا کہ ناخن تراش (نہورنے) سے دکھتی جاڑھ کے ارد گرد کا گوشت الگ کر کے اسے نیچے تک ننگا کر دو۔ حکم کی تعمیل میں چھوٹے نے نوجوان کی داڑھ کے ارد گرد کا ماس اس بے دردی سے کاٹ کر جدا کیا کہ وہ بے چارہ لہولہان ہو کر بلبلا اٹھا۔

نوجوان سخت گھبرا گیا اور یہ کہہ کر کہ پھر نکلوا لوں گا۔ نائی سے پلاّ چھڑا کر بھاگ نکلا۔ دونوں بھائی اس کے پیچھے دوڑے۔ اور گاؤں سے کچھ فاصلے پر اسے جا لیا۔ دونوں بھائیوں نے اسے قابو کر کے نیچے گرا لیا۔ بڑا بھائی اس کے سینے پر چڑھ بیٹھا۔ چھوٹے نے دونوں بازو تھام لئے۔ بڑے نے' جمور' ڈال کر پورا زور لگایا اور داڑھ نکال لی۔ پھر بڑے اطمینان سے کہنے لگا'' ہمارے لئے بڑے شرم کی بات تھی کہ سمن پنڈی کے نائیوں کی' موکھی' داڑھ کوئی اور نائی نکال لیتا۔ اس طرح تو ہمارے پلّے کچھ نہ رہتا۔''!

Marfat.com

# کلیجہ نکالنے کا فن

میرے ایک بزرگ مہربان چند ساتھیوں کے ہمراہ کشمیر کی سیر و سیاحت کو جایا کرتے تھے۔ ایک واقعہ سنایا۔

کہنے لگے۔ ایک دفعہ ہم ایک پہاڑی بستی میں چند ہفتے ٹھہرے۔ ہماری میزبان خاتون خانہ کی کسی حادثہ میں ایک آنکھ کا ڈھیلا اپنی جگہ سے ہٹا ہوا تھا۔ ویسے بھی وہ لمبی دھڑنگی فربہ اندام اور پکے رنگ کی تھی۔ اس کا نام زینب تھا۔ مگر اس کی ڈراؤنی شکل وصورت کے باعث وہ بستی میں ''جیناں ڈین'' کے طور پر جانی جاتی تھی۔

اس کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ کلیجہ نکال لیتی ہے۔ کہنے لگے مجھے تجسس ہوا کہ زینب سے کلیجہ نکالنے کے فن یا اٹکل بارے معلوم کروں۔ میں نے کریدنے کی کوشش کی مگر وہ ہر بار ٹال جاتی تھی۔

جس دن ہماری وہاں سے روانگی تھی۔ تو مجھے افسردہ دیکھ کر اس نے اپنے پاس بلایا او رازداری کے لہجے میں سرگوشی کرتے ہوئے کہنے لگی۔ فضل امیر! اصل بات یہ ہے کہ ال لوگوں کے کلیجے ہیں ہی نہیں۔ بڑے بزدل لوگ ہیں۔ دن کو جس کی طرف میں ذرا نظر گھ کر دیکھ لوں۔ وہ رات کو میرے گھر میں دو ٹوپے اناج بطور نذرانہ دے جاتا ہے۔ میرا بھ کاروبار چل رہا ہے۔ ورنہ کلیجہ نکالنے کی اٹکل کیا ہو گی؟

زینب نے ٹھیک ہی تشخیص کیا ہے۔ میں سوچتا ہوں۔ پنجاب بہادر لوگوں کی سرز ہے۔ جس نے پورس، بھگت سنگھ اور عزیز بھٹی شہید ایسے سورماؤں کو جنم دیا ہے۔ جس تختِ لاہور کو مہاراجہ رنجیت سنگھ کی قدم بوسی کا شرف حاصل رہا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے ا تخت لاہور کو ایسے ایسے نام نہاد حکمرانوں نے شرمسار کیا ہے جن کے کلیجے ہی غائب ریڑھ کی ہڈی ٹوٹی ہوئی تھی۔

ورنہ یہ کالا باغ ڈیم کا عظیم منصوبہ 40 سال سے لٹکا چلا آتا۔ جس میں پاکستان کی جان ۔ دشمن اس 'طوطے' کی منڈی مروڑنے کے درپے ہیں اور ہم ٹِٹ ٹِٹ دیکھ رہے ہیں

Marfat.com

# شہباز شریف صاحب!
# کوئی کام کرکے دکھائیں!

اخبار میں ایک رپورٹ نظر سے گزری ہے جس میں تندور مالکان نے کہا ہے کہ ''حکومت اگر آٹا بلا معاوضہ بھی فراہم کرے تب بھی ایک روپیہ کی روٹی فروخت کرنا ممکن نہیں ہوگا۔ نجی ٹی وی سے گفتگو کرتے ہوئے تندور مالکان نے کہا کہ حکومت کی طرف سے 20 کلو آٹے کا تھیلا 560 کی بجائے 245 روپے میں ملتا ہے جبکہ 20 کلو تھیلے سے 280 روٹیاں بنتی ہیں اور گیس کا ماہانہ بل 40 ہزار آتا ہے۔ منصوبے کو کامیاب بنانے کے لئے حکومت کو مزید سب سڈی دینا ہوگا۔ انہوں نے کہا صوبے میں اس وقت دو ہزار تندور کام کر رہے ہیں جن پر ایک روپے کی روٹی فراہم کرنے کیلئے حکومت کو یومیہ کروڑوں روپے سبسڈی دینا ہوگی۔''

اخبار کی مزید دو خبروں کے مطابق ایک تو مسلم لیگ (ن) پنجاب کے صدر ذوالفقار علی کھوسہ نے منڈی بہاؤالدین میں جشن بہاراں کے موقع پر میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ہماری حکومت ایک روپے میں روٹی کی فراہمی یقینی بنائے گی۔ دوسرا چیف سیکرٹری پنجاب نے اعلان کیا ہے کہ ''پنجاب میں روٹی ایک روپے میں ملے گی۔''

ان خبروں سے ظاہر ہوا کہ پنجاب کی 9 کروڑ آبادی میں صرف دو ہزار سستے تندوروں پر کروڑوں روپے یومیہ اور اربوں روپے ماہانہ سبسڈی کے علاوہ مسلم لیگ ن اور چیف سیکرٹری صاحب کی سربراہی میں صوبائی حکومت کی ساری مشینری اس نیک کام میں جُت جائے گی۔

میں نے ابھی ملازم سے پوچھا۔ کہ اگر آپ اپنا آٹا لے کر جائیں تو تندور والی فی چپاتی کیا مزدوری لیتی ہے۔ اس نے کہا فی روٹی ڈیڑھ روپیہ لگوائی لیتی ہے جس سے ثابت ہوا کہ

Marfat.com

فی الحقیقت دو روپے روٹی والے شغل میں بھی سبسڈی کے حوالے سے سرکاری خزانے کو خاصا زیر بار کیا جا رہا تھا تاہم اس حد تک گوارہ تھا ایک روپیہ کا تو سکہ بھکاری بھی رغبت سے قبول نہیں کرتا ہے۔ ایک روپے میں روٹی مہیا کرنا Over Doing کے زمرے میں آتا ہے۔ یہ قطعی ناقابل عمل اور بڑا مہنگا سودا ہے۔ ایک طرف مہنگائی آسمانوں پر ہے۔ قیمتوں میں یہ تفاوت کئی قباحتوں کو جنم دیتی ہے اور مختلف کاروباروں پر منفی زد پڑتی ہے۔

ایک لڑکا مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا۔ دو بزرگ بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے اور اس لڑکے کی بھی تعریف و توصیف ہو رہی تھی کہ کتنا نیک ہے، کتنا مؤدب ہے، نماز روزے کا پابند ہے، باقاعدگی سے پانچوں وقت اذان دیتا ہے۔ لڑکا بھی سن رہا تھا نماز توڑ کر کہنے لگا۔ بزرگو! آپ کو شاید علم نہیں میں نے ابے کے ہمراہ حج بھی کر رکھا ہے۔

میاں شہباز شریف کا شمار پنجاب کے اچھے منتظمین میں ہوتا ہے۔ عوام کو ان سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں۔ انہیں سستی شہرت یا بوٹوں کے نیچے اضافی تلووں کی ضرورت نہیں۔ کسی نے کہا تھا۔ ''سوہنی ویسے بھی سوہنی تھی۔ مگر پھر وہ شاعروں کے ہتھے چڑھ گئی۔'' ماشاءاللہ سارا میڈیا ہی آپ کا قصیدہ خواں ہے اور اگر کوئی کمی رہ گئی تھی تو ہمارے مہربان شعیب بن عزیز صوبائی سیکرٹری اطلاعات کی سیٹ پر براجمان ہو گئے ہیں۔ مطمئن ہو جائیں۔

میاں صاحب! آپ کے بلند ارادوں اور جوش و جذبہ کیلئے پنجاب کے بڑے بڑے مسائل حل طلب چلے آ رہے ہیں۔ آپ اپنی توانائیاں چھوٹے پراجیکٹس پر ضائع نہ کریں۔ سر دست ہم صرف ایک اہم مسئلہ آپ کے گوش گزار کریں گے۔ ظاہر ہے غریب لوگوں کو خشک روٹی کا نوالہ گلے سے نیچے اتارنے کیلئے پانی کا گھونٹ بھی درکار ہے جو آپ کی دعا سے پنجاب میں کمیاب تھا۔ اب نایاب ہوتا جا رہا ہے۔ آج ہی کے اخبارات کی رپورٹوں کے مطابق بجلی کا بحران سنگین تر ہو گیا ہے۔ دیہات میں 18 گھنٹے لوڈ شیڈنگ، شہروں میں لوڈ شیڈنگ سے صنعتیں بند، چھوٹے کاروبار ٹھپ، ہزاروں مزدور بے روزگار، چولہے ٹھنڈے شارٹ فال 1950 میگاواٹ، ہائیڈل پیداوار انتہائی کم حاصل ہو رہی ہے۔ پی ایس او کا پمپنگ سسٹم بدستور خراب، طلباء پریشان، پانی غائب، نمازی تیمم پر مجبور۔ کراچی میں بحران

Marfat.com

شدید، مختلف شہروں میں لوڈ شیڈنگ کے سنگین مسئلہ کا ازخود نوٹس لینے کی اپیل وغیرہ وغیرہ۔

دوسری طرف بھارت دریاؤں پر 62 ڈیم تعمیر کر رہا ہے۔ بگلیہار ڈیم اور کشن گنگا بنا کر چناب اور جہلم کا پانی روک لیا گیا ہے۔ نہریں خشک پڑی ہیں۔ منگلا ڈیم میں پانی نچلی سطح پر آ گیا ہے۔ صرف یہی نہیں دریائے سندھ پر ایک سے زیادہ ڈیم بنائے جا رہے ہیں اور ایک بڑی سرنگ کے ذریعے اس عظیم دریا کا پانی بنگلور تک لے جا کر ایک بہت بڑے ڈیم میں ذخیرہ کرنے کی سکیم مکمل ہے اور یہ تینوں دریا وہ ہیں جو ستلج، بیاس اور راوی بھارت کے حوالے کرنے کے بعد ہمیں ملے تھے۔ ان پر بلا شرکت غیرے ہمارا تسلط تسلیم کیا گیا تھا اور پانی کے متبادل انتظام کیلئے تین بہترین قدرتی محل وقوع Sites پانی سٹور کرنے کیلئے منتخب ہوئے تھے۔ یہ منگلا، کالا باغ اور تربیلا تھے۔ دو ڈیم صدر ایوب نے تعمیر کرا دیئے لیکن اس کے بعد کسی فوجی یا سویلین حکمران کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہ سندھ طاس معاہدے کے تحت حاصل شدہ اپنے حصے کا پانی ذخیرہ کرنے کیلئے کالا باغ ڈیم تعمیر کرا سکے۔ کالا باغ ڈیم کی سائیٹ فطرت کا شاہکار ہے، تین اطراف پہاڑ اور ایک طرف دیوار مطلوب ہے۔ ڈیم کا سپل وے پیندے سے بھی پچاس فٹ نیچے ہے۔ اس میں سلٹ جمع ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس کی لائف لامحدود ہے جبکہ ہمارے دونوں بڑے ڈیم سلٹ اپ ہو کر ان کی اہلیت اور افادیت خاصی کم ہو گئی ہے۔ کالا باغ ڈیم کی سائیٹ پر ریلوے ٹریک، روڈز، کوارٹرز، قیمتی مشینری اور دیگر لوازمات پر اربوں روپے خرچ ہو چکے ہیں آج فیصلہ ہو تو اس پر کل ہی کام شروع ہو سکتا ہے۔ یہ ڈیم قریب پندرہ کروڑ ایکڑ فٹ پانی ذخیرہ کر سکے گا جس سے روزانہ 3600 سے لے کر 4500 میگاواٹ تک بجلی پیدا ہو گی جو 80 پیسے سے لے کر ایک روپیہ فی یونٹ تک دستیاب ہو گی۔

پانی میں جان ہے اور دنیا کے تمام آبی ماہرین اس پر متفق ہیں کہ آئندہ جنگیں پانی پر ہوں گی ہم کھربوں ڈالر کا قیمتی پانی سمندر میں گرا رہے ہیں دریائے سندھ پر بھارت کے برے ارادوں پر اعتراض کریں تو وہ پاکستان کا مذاق اڑاتا ہے۔ کہتا ہے پاکستان تو پانی سمندر میں ڈال رہا ہے۔ ہم ڈیم بنائیں گے تو انسانوں ہی کے کام آئیں گے۔

Marfat.com

میاں شہباز شریف صاحب آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ کالاباغ ڈیم کے بارے میں جو یہ کہا جاتا ہے کہ تین صوبوں کو تحفظات ہیں' یہ گمراہ کن پراپیگنڈہ ہے۔ کالاباغ ڈیم پر جنوری 1991ء کے مشہور واٹر ایکارڈ میں چاروں صوبوں نے اتفاق کیا ہے' اسی لئے پنجاب نے دوسرے صوبوں بالخصوص سندھ کو پانی کی تقسیم میں زبردست قربانی دی اور آج بھی اسی معاہدہ کے تحت صوبوں کو پانی مل رہا ہے۔ اس معاہدے کے بارے میں سردار ذوالفقار علی کھوسہ صاحب سے تفصیلات پوچھ سکتے ہیں۔

میاں نواز شریف نے ایٹمی دھماکہ کے عظیم کارنامے کے ساتھ ہی کالاباغ ڈیم کی تعمیر کا اعلان کرنے کی ٹھان لی تھی۔ افتتاح کی تمام تیاریاں مکمل تھیں مگر اس وقت کے ماحول کی ناسازگاری آڑے آئی۔ آج لانگ مارچ اور ججز کی بحالی کے بعد ماحول میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ مجھے یاد ہے اس سال جنوری کے پہلے ہفتے میں بھی اسی طرح لوڈشیڈنگ کی تباہ کاریوں کا سامنا تھا۔ کارخانے بند اور مزدور بے روزگار ہو گئے۔ لوگ لوڈشیڈنگ اور بجلی کے بلوں کیخلاف مظاہرے کرنے لگے۔ میاں نواز شریف نے صنعتی شہر فیصل آباد میں ایک جلسے سے خطاب کیا تو حکومت لرز گئی اور بلاتاخیر اسے عوام کو ریلیف دینے کیلئے ہنگامی اقدامات اٹھانے پڑے تھے۔ وقت وقت کی بات ہوتی ہے۔ آج آپ بھائیوں کی گڈی آسمانوں کو چھو رہی ہے۔ یہ مسئلہ آپ لوگوں کے ''وضو'' کی مار ہے' کسی لانگ مارچ کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی۔ جہاں تک اسفندیار ولی خان کا تعلق ہے ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ ڈیم پنجاب کا نہیں ہے سارے پاکستان کا ہے اور مقامی طور پر بھی یہ دونوں صوبوں پنجاب اور سرحد کا مشترکہ ہے۔ سرحد کا 1/3 رقبہ اس میں آتا ہے اور آبادی 40 فیصد سے بھی زیادہ متاثر ہوتی ہے۔ آپ اس میں صوبے کیلئے مراعات لیں' رائلٹی میں حصہ دار بنیں' مخالفت کا ظلم نہ کریں۔ جنرل ضیاء الحق کے زمانے میں سرحد کے جنرل فضل الحق نے اس کی مخالفت کی تھی لیکن بعد میں ایک نجی گفتگو میں انہوں نے اعتراف کیا کہ منصوبہ کی مخالفت سے میرا مقصد رائلٹی اور دیگر مراعات میں زیادہ حصہ لینا تھا مگر پھر کام بگڑ گیا اگر اسفندیار ولی خان ٹیکنیکل اعتراض کریں تو وہ اس لئے قابل قبول نہیں کہ وہ آبی ماہر نہیں ہیں۔ دنیا بھر کے عظیم

Marfat.com

آبی ماہرین کے علاوہ ملکی ماہرین اور بالخصوص صوبہ سرحد کے تمام ماہرین اس ڈیم کی افادیت اور خوبیوں کے قائل ہیں اور ان سب سے بڑھ کر عظیم انجینئر شمس الملک جو نوشہرہ کے رہنے والے ہیں اور کالاباغ ڈیم ان کی زندگی کا سب سے بڑا مشن ہے۔

میاں شہباز شریف صاحب! ہم میں شاید اتنی ہمت تو نہیں کہ ہم بھارت کو روک سکیں لیکن پاکستان کی اس سے زیادہ قومی بے غیرتی کیا ہوگی کہ جو پانی میسر ہے اس کا مسئلہ بھی حل نہ کر سکیں۔ کالا باغ ڈیم کی مخالفت پنجاب سے نفرت کا شاخسانہ ہے۔ میاں شہباز شریف صاحب! اہل پنجاب اور اہل پاکستان کی نظریں آپ پر ہیں۔ دانشور کا قول ہے ''کسی غریب کو مچھلی تحفے میں بھجوانے کی بجائے اس کو مچھلی پکڑنے کی انگل سکھا دیں۔ اسے ڈوری 'کانٹا مہیا کریں وہ اپنا مسئلہ آپ حل کر لے گا۔' آپ ہمارے پانی کا بندوبست کریں' روٹی کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

نوائے وقت 2009 4-11

Marfat.com

# اس لاوارث صوبے کا خدا ہی حافظ ہے

کالا باغ ڈیم کے حوالے سے خادم اعلیٰ پنجاب کا ایک بیان اس کالم کا باعث بنا۔ 11 اپریل کو نوائے وقت میں میرا کالم بعنوان ''شہباز شریف صاحب! کوئی کام کر کے دکھائیں'' چھپا۔ یہ کالا باغ ڈیم کے حوالے سے ہی تھا۔ 9 بجے کے قریب فاروق عالم انصاری کا فون ملا بہت خوش تھے جب بھی ان سے ملاقات ہوئی وہ مجھے قلم اٹھانے کی اس انداز سے تلقین کرتے کہ میں شرمسار ہو کر رہ جاتا۔ کہنے لگے کالم بڑا جان دار ہے یوں لگا جیسے مردہ زندہ ہی نہیں ہوا دوڑ پڑا ہے۔ 10 بجے کے قریب شعیب بن عزیز کا فون آ گیا۔ کالم کا ذکر خیر کیا اور مجھ سے میرے موبائل نمبر وغیرہ لئے۔ میں نے اس کے باوجود احتیاطاً کالم کی ایک ایک کاپی رائے ونڈ کے ایڈریس پر دونوں بھائیوں کو بھی ارسال کر دی مجھے یقین تھا کہ یہ چبھتے سے عنوان والا کالم ضرور شہباز شریف کی نظروں سے گزر چکا ہوگا۔

مگر شہباز شریف کے مورخہ 5 مئی کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ میاں صاحب کو اسے دیکھنے کی فرصت نہیں ملی ۔ ورنہ کالا باغ ڈیم کے حوالے سے وہ ایسا Un-Patriotic قسم کا بیان ہرگز نہ داغتے ۔ کالم میں ان کے اعتراضات کا جواب موجود تھا۔ اور یہ بیان پنجاب کے کسی حکمران کے شایان شان نہ تھا۔ یوں مایوسی ہوئی جیسے کسی موکل کا وکیل فریق مخالف سے مل گیا ہو۔!

..............

ہم میاں شہباز شریف سے مخاطب ہونے سے پہلے وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کے ایک بیان کا بھی جائزہ لیتے ہیں جو 20 اپریل کو اخبارات کی زینت بنا۔ شہ سرخی تھی ''کالا باغ ڈیم صوبوں کے اتفاق رائے کے بغیر نہیں بنائیں گے''۔ پاکستان کے بااختیار وزیر اعظم کا یہ بیان اس لحاظ سے بڑا غنیمت تھا کہ آصف علی زرداری نے صدارت کا حلف اٹھاتے ہی اپنے والد بزرگوار سردار حاکم علی زرداری کے خان عبدالغفار خاں کے خانوادے کے ساتھ تعلقات کو پانی دینا شروع کر دیا۔ اے این پی والوں کو پہلا تحفہ ''پختونخواہ'' کی

Marfat.com

صورت میں عنایت کیا۔ دوسرا اپنے وفاقی وزیر لوڈ شیڈنگ سے یہ اعلان کرا دیا کہ چونکہ کالا باغ ڈیم صوبوں میں متنازعہ ہے اسے ہمیشہ کیلئے خیر باد کہہ دیا گیا ہے۔ سقوط ڈھاکہ کے بعد پاکستان کے عوام کو شاید ہی اتنے بڑے صدمے سے دوچار ہونا پڑا ہو۔ حالانکہ اگر آصف علی زرداری کوئی بڑے مدبر نہ سہی۔ معمولی سوجھ بوجھ کے سیاستدان بھی ہوتے اور پاکستان کے بنیادی مسائل کا ادراک رکھتے تو اس معزز خاندان سے تعلقات کا فائدہ اٹھا کر انہیں قائل کرتے۔ انہیں بھی فائدہ پہنچاتے۔ ظاہر ہے یہ ڈیم ان کے بھی مفاد میں ہے اور چاروں صوبوں کے 17 کروڑ عوام کو بجلی اور پانی کے ذخائر سے نہال کر دیتے۔ سستی بجلی سے اس ملک کے کارخانے چلتے اور پانی سے لاکھوں کروڑوں ایکڑ کھیت سیراب ہوتے۔!

..................

فیلڈ مارشل ایوب خان کے مارشل لاء دور کے شاہسوار جناب جسٹس محمد رستم کیانی نے فرمایا تھا کہ بعض انسانی حقوق اتنے بنیادی ہوتے ہیں کہ ان پر پابندی لگانے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح ملکوں کے بعض مسائل اور قومی منصوبے اتنے بنیادی ہوتے ہیں کہ اپنی کم ہمتی سے بیشک آپ انہیں حل نہ کر سکیں انہیں پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا سکیں مگر آپ انہیں ترک کرنے یا خیر باد کرنے کا اختیار نہیں رکھتے۔!

..................

لیکن وزیر اعظم کے اس خوش آئند بیان کی سیاہی بھی ابھی خشک نہیں ہوئی کہ وفاقی وزیر برائے لوڈ شیڈنگ نے دوسرے ہی دن مورخہ 21 اپریل کو وزیر اعظم کے بیان کے مضر اثرات ختم کرنے کیلئے یہ بیان داغ دیا کہ ’’ کالا باغ ڈیم نہیں بنائیں گے سندھ میں چھوٹے ڈیم بنائیں گے‘‘۔ یہ آقا کے اشارے پر تھا یا آقا کو خوش کرنے کیلئے۔!

..................

ایک یہودی مرنے لگا تو اس نے اپنی وصیت تحریر کرتے وقت بیگم صاحبہ کو بلوا لیا مگر یہودی جو بھی تجویز کرے بیوی اس کی مخالفت کر کے متبادل تجویز پر اصرار کرے وہ کہے فلاں فیکٹری بڑے بیٹے کو دیتا ہوں۔ بیوی کہے یہ فیکٹری چھوٹے کو دیں۔ جیولری میں بھی یہودی جو تحفہ چھوٹی بہو کو دینے کا متمنی تھا بیوی کہنے لگی اسے دفع کرو اور وہ ہار بڑی بہو کو دلانے پر مصر

Marfat.com

رہی۔

یہودی تنگ آ گیا اس نے قلم چھوڑ دیا کہنے لگا پہلے یہ فیصلہ کرلیں کہ مرنے کا پروگرام میرا ہے یا آپ کا؟

ہمارے ہاں بھی یہ فیصلہ ہو جانا چاہئے کہ اس ملک کا چیف ایگزیکٹو یوسف رضا گیلانی ہے یا وہ کیا نام ہے۔ ایک ڈکٹیٹر کے نام سے ملتے جلتے نام والا وفاقی وزیر برائے لوڈ شیڈنگ؟

..................

میں نے گیارہ اپریل کے آرٹیکل میں میاں شہباز شریف سے گزارش کی تھی کہ تین صوبوں کے تحفظات کا پراپیگنڈہ بے بنیاد ہے اس سلسلے میں وہ 1991ء کے واٹر ایکارڈ کے حوالے سے سردار ذوالفقار علی کھوسہ سے معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔

..................

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ہمارے ضلع میں ملک محمد حنیف اعوان مسلم لیگ ن کے سربراہ ہیں ان کا گاؤں نہر کے کنارے ہے ایک دفعہ سوئے اتفاق سے ان کے خاندان کے دو پھول نہر میں گر کر اور دوسری دفعہ دو جوان بیٹے سڑک کے حادثے میں جاں بحق ہوئے۔ ایسی ہی ایک تعزیت میں میں گڑھا جتاں میں موجود تھا کہ سردار ذوالفقار علی کھوسہ اور خواجہ سعد رفیق سے ملاقات ہوگئی۔ میں نے زندگی میں جو چند محبتیں پالی ہیں کالا باغ ڈیم ان میں سے ایک ہے۔ یہ میری زندگی کا مشن سا بن گیا ہے۔ میں نے ن لیگ کے ان لیڈروں سے کالا باغ ڈیم کے حوالے سے گفتگو کی۔ ان دنوں صدر پرویز مشرف اس کے بنانے کیلئے بڑے مستعد تھے۔ مگر کوئی مطلوبہ سیاسی سپورٹ نہیں مل رہی تھی۔

ق لیگ بمشکل اپنا وقت پاس کر رہی تھی اس کے پاس فالتو انرجی نہیں تھی کہ اس مخمصے میں چھلانگ لگا دیتی۔ چوہدری شجاعت حسین اپنے دھیمے انداز میں پرویز مشرف کو ضرور یاد دلاتے رہے کہ یہ کارنامہ آپ وردی کے اندر ہی سرانجام دے سکتے ہیں مگر شاید جرنیل کے مقدر میں نہیں تھا۔ انہوں نے جامعہ حفصہ کے پھولوں اور کلیوں کو تو مسلنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی۔ ڈرنے لگے تو چند نام نہاد قوم پرستوں کی گیدڑ بھبکیوں سے ڈر گئے۔!

Marfat.com

..................

مسلم لیگ کے منشور میں کالا باغ ڈیم کے منصوبہ کو بلاشبہ اہم ترین مقام حاصل ہے۔ مگر وہ کب چاہتی تھی کہ جنرل پرویز مشرف یہ کریڈٹ لے جائیں۔ پیپلز پارٹی کا بھی یہی مؤقف تھا۔

..................

تاہم مسلم لیگ ن کے دونوں لیڈروں نے کالا باغ ڈیم کے موضوع میں گہری دلچسپی لی۔ خواجہ سعد رفیق تو کالا باغ ڈیم کے حوالے سے اتنے پرجوش تھے کہ میں نے محسوس کیا کہ اگر اس وقت ان کے ہاتھ میں تلوار ہو اور کوئی کالا باغ ڈیم مخالف ان کے سامنے آ جائے تو اس کی جان بچانا مشکل ہے۔

..................

سردار ذوالفقار علی کھوسہ سے مجھے پہلی دفعہ علم ہوا کہ یہ جو پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ تین صوبوں کے تحفظات ہیں یہ بالکل جھوٹ اور بکواس ہے انہوں نے تفصیل سے بتایا کہ ہمارے دور میں چاروں صوبوں کے مابین پانی کی تقسیم کے حوالے سے 1991ء میں ایک تاریخی واٹر ایکارڈ یا آبی معاہدہ ہوا۔ اس میں چاروں صوبوں نے کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے حوالے سے مکمل اتفاق رائے کیا اسے بخوشی قبول کیا اور اس کے بدلے میں پنجاب سے دوسرے صوبوں بالخصوص سندھ کو پانی کے حوالے سے زبردست مراعات دی گئیں۔ اس آبی معاہدہ کی روشنی میں پانی کی نئی تقسیم سے پنجاب کو اتنا خسارہ برداشت کرنا پڑا کہ اس وقت کے وزیراعلیٰ پنجاب غلام حیدر وائیں نے معاہدہ پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا اور ان کو کالا باغ ڈیم کا واسطہ دے کر بڑی مشکل سے راضی کیا گیا تب کہیں جا کر انہوں نے بچشم نم اس معاہدہ پر دستخط کئے۔!

..................

ستم ظریفی کی انتہاء یہ ہے کہ پاکستان میں پانی کی تقسیم تو اسی معاہدہ 1991ء کے تحت ہو رہی ہے۔ اور گزشتہ اٹھارہ سال سے پنجاب کے حصے کا کروڑوں اربوں ڈالر کا پانی سندھ اور دوسرے صوبے غصب کر رہے ہیں لیکن پنجاب کا خادم اعلیٰ بڑی شان سے فرماتا ہے کہ

Marfat.com

کالا باغ ڈیم معاشی لحاظ سے پاکستان کیلئے سودمند ہے لیکن متنازعہ ہونے کی وجہ سے یہ ملکی مفاد میں بہتر نہیں مزید فرماتے ہیں کہ کالا باغ ڈیم سیاست کی نذر ہو گیا ہے اور جب تک چاروں صوبوں میں اتفاق نہیں ہوتا یہ نہیں بن سکتا''سبحان اللہ''۔

اس لاوارث صوبے کا خدا ہی حافظ ہے!

نوائے وقت نے ایک ادارتی نوٹ میں میاں شہباز شریف کی بروقت خبر لی ہے اور یاد دلایا ہے کہ ان کا موقف پارٹی منشور کے خلاف ہے بلکہ یہ چٹکی بھی لی ہے کہ اگر میاں شہباز شریف نے کسی غلط فہمی میں یا وفاقی حکمرانوں کو خوش کرنے کیلئے یہ بیان دیا ہے۔تو قومی مفادات کو پیش نظر رکھتے ہوئے انہیں کالا باغ ڈیم کے بارے میں اپنے موقف سے فی الفور رجوع کر لینا چاہیے۔کیونکہ یہ مسلم لیگ کا ہرگز موقف نہیں ہے۔

.....................

میاں صاحب بادشاہ ہیں ان کو اپنے دل پر بڑا اختیار ہے کبھی یہ موم ہوتا ہے اور کبھی 'اتفاق' کی بھٹی میں آہن بلکہ سٹیل بن جاتا ہے۔کوئی فیصلہ عدالت سے خلاف آ جائے تو شامت زرداری بے چارے کی۔اسے صدارت سے ہی نہیں انسانیت کے درجے سے بھی گرانے میں دیر نہیں کرتے۔اور فیصلہ فاضل عدالت سے حق میں آ جائے تو زرداری کے صدقے وارے۔کالے بکرے ہی نہیں ان کے لئے کالے باغ بھی ذبح کر دیتے ہیں اور ان کے ساتھ 17 کروڑ عوام کے گلے پر چھری پھیرنے سے بھی گریز نہیں کرتے!

.....................

نوائے وقت نے تو خیر ہر قومی کاز کی حمایت کا ٹھیکہ لے ہی رکھا ہے۔آج 6 مئی کو اتفاق سے ''جنگ''مڈ ویک میگزین میں زراعت کے موضوع پر راجہ جاوید علی بھٹی کا آرٹیکل نظر سے گزرا۔چند سطور ملاحظہ ہوں۔''بھارت' دریائے سندھ' چناب اور جہلم پر 52 سے زائد آبی ذخائر تعمیر کر چکا ہے جس سے ان دریاؤں کا پانی 50 فیصد کم رہ گیا ہے۔بگلیہار ڈیم بننے سے ملتان اور اوکاڑہ زون کی 80 لاکھ ایکڑ سے زائد اراضی بنجر ہو کر رہ گئی ہے جبکہ دس اضلاع میں زیر زمین پانی کی سطح خوفناک حد تک گر چکی ہے۔کشن گنگا ڈیم بننے سے دریائے جہلم کا 27 فیصد پانی کم ہو جائیگا۔ایک اہم اور خطرناک بات یہ ہے کہ سندھ پر بھارت ایک سرنگ بنا کر پانی کا رخ موڑ رہا

Marfat.com

ہے ظاہر ہے بھارت نے یہ ڈیم دنوں میں نہیں بنائے مختلف ادوار میں بتدریج بنائے۔ پاکستان کے حکمران تماشا دیکھتے رہے۔ ماضی قریب کے دو عشروں میں تو اس سنگین مسئلے کو مسئلہ سمجھا ہی نہیں گیا 20 مارچ 2009ء کی ایک مصدقہ اطلاع کے مطابق دریائے سندھ میں پانی کی کمی کے باعث تربیلا ڈیم میں نصب 14 پاور یونٹ میں سے 10 بند ہو گئے ہیں اور صرف چار یونٹ کام کر رہے ہیں۔ منگلا ڈیم کا بھی یہی حال ہے۔

.........................

یہ یاد رہے کہ عالمی فورم پر جب کبھی بھارت کی آبی جارحیت کی شکایت کی جائے تو وہ پاکستان کا مذاق اڑاتا ہے کہتا ہے ہم پانی سٹور کریں گے تو انسانوں کے ہی کام آئے گا پاکستان تو دستیاب پانی سمندر میں ضائع کر رہا ہے۔ پاکستان کو ہائیڈروفوبیا ہے۔ اسے پانی کی کیا ضرورت ہے؟

.........................

5 مئی کو جس دن پنجاب کے خادم اعلیٰ کا زیر بحث بیان اخبارات کی زینت بنا اسی دن رکن پنجاب اسمبلی ڈاکٹر زمرد یاسین رانا کی طرف سے توانائی کے بحران پر مسلم لیگ ن کا حقائق نامہ بھی نظر سے گزرا جس میں کہا گیا ہے کہ وفاقی حکومت کے دعوے کے مطابق دسمبر 2009ء تک لوڈشیڈنگ ختم ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ توانائی کے بے شمار قدرتی وسائل ہونے کے باوجود پاکستان ابھی تک توانائی کے شعبہ میں خسارے میں جا رہا ہے۔ حقائق نامہ میں اس یقین کا اظہار کیا گیا کہ ہائیڈل پاور کے منصوبے شروع کئے بغیر بجلی بحران پر قابو نہیں پایا جا سکتا۔ حکومت اگر بجلی بحران پر قابو پانی چاہتی ہے تو تیل درآمد کرنے کی بجائے آبی ذخائر کی تعمیر کیلئے فوری اقدامات کرنے سے کیوں گریزاں ہیں؟ اس سال جولائی اگست کے درمیان بجلی کا شارٹ فال 3500 میگاواٹ سے تجاوز کر جائیگا۔ جس سے بدترین لوڈشیڈنگ ہوگی اور بجلی برائے نام دستیاب ہوگی بجلی کا بحران 2010ء میں بھی جاری رہے گا۔ حکومت کا یہ دعویٰ سفید جھوٹ اور لغو ہے کہ رواں سال کے اختتام تک بجلی کے بحران کا بھی خاتمہ ہو جائیگا۔!

نوائے وقت..... 26-5-2009

Marfat.com

# خادم اعلیٰ سے اس سے کمتر "وارہ" نہیں!

میاں شہباز شریف دوسری مرتبہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ کے منصب پر فائز ہوئے ہیں۔ وہ ایک نیک نام حکمران ہیں۔ گزشتہ دور میں ان کے اچھے کارناموں کی یادیں اب تک عوام کے ذہنوں میں محفوظ ہیں۔ ان کے دل میں غریبوں کا درد ہے۔ اور وہ ان کی حالت سنوارنے کے لئے خواب دیکھتے ہیں۔ منصوبے بناتے ہیں۔ عمل کرتے ہیں۔ انہوں نے بیوروکریسی کے بے لگام گھوڑے کو لگام دی۔ سفارش سے اجتناب اور میرٹ کی پاسداری کا یہ حال تھا کہ محض چند نمبروں کے لئے بڑے بھائی کی بیٹی تک کو معاف نہیں کیا۔ اس لئے اگر کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اتنی رکاوٹوں کے باوجود ان کو بطور وزیر اعلیٰ دوبارہ پنجاب کی خدمت کا موقع ملنے میں غریبوں کی دعاؤں کا بھی حصہ ہے تو شاید کوئی مبالغہ نہ ہو۔

اس بار بھی وہ بڑی محنت کر رہے ہیں۔ اس بار بھی انہوں نے غریبوں کی حالت سنوارنے کے لئے بے شمار منصوبے بنا رکھے ہیں۔ جن پر بتدریج عمل کر رہے ہیں۔ غریبوں کو سستی روٹی مہیا کرنا۔ غریبوں کے لائق اور ٹیلنٹڈ بچوں کو سرکاری خرچ پر اعلیٰ تعلیم دلانا۔ پولیس ایسے محکمے کو عوام کا خدمت گار بنانے کی کوشش کرنا۔ عوامی نمائندوں کے احتساب سے سوسائٹی کو کرپشن سے پاک کرنا۔ ان کی سربراہی میں صوبہ ترقی کی منازل طے کر رہا ہے۔

دنیا میں پیغمبروں کی ذات پاک کے سوا کوئی انسان پرفیکشن کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ ہر انسان کے منفی اور مثبت پوائنٹ ہوتے ہیں۔ میاں شہباز شریف کے کردار کا مطالعہ کریں تو ان کی کیمسٹری یا مزاج میں "اعتدال" کی کمی نمایاں ہے۔ وہ جذبات میں اکثر افراط یا تفریط کا شکار ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بعض معاملات میں آپ ان کو انتہا پسند بھی کہہ سکتے ہیں۔ ماہرین نفسیات کا یہ بھی خیال ہے کہ خادم اعلیٰ کے لقب اور انکساری کے باوجود ان کے ذہن کے کسی گوشے میں "مغل شہنشاہ" بھی گھسا بیٹھا ہے۔

حال ہی میں انہوں نے میٹرک کے امتحانات میں اعلیٰ پوزیشنوں میں آنے والوں کو زبردست پروٹوکول دیا۔ گارڈ آف آنر فائیو سٹار ہوٹل میں قیام پرچم کشائی کی تقریبات میں

Marfat.com

عزت افزائی' انعامات سے لاد دیا۔ اعلیٰ تعلیم کے حوالے سے پروگرام۔ ایک لائق اور غریب طالب علم کو غالباً وہ ہاتھی دینا چاہتے تھے۔ مگر کوئی کام کا ہاتھی دستیاب نہ ہونے پر اسے 30 لاکھ کا چیک دیا۔ اب وہ سارے ذہین طالب علم جنہوں نے نوید آصف سے کہیں زیادہ نمبر حاصل کئے۔ جو نوید آصف سے زیادہ غریب ہیں۔ ان میں بعض معذور تھے۔ وہ محرومی اور مایوسی کا شکار ہو گئے۔ اور انہوں نے پریس میں اس کا اظہار بھی کیا ہے۔

اگر میاں صاحب صرف ایک گھر کی لاٹری نکلوانے کی بجائے۔ نوید آصف کو دو چار یا 10 لاکھ بھی دے دیتے اور 20 لاکھ کو دوسروں کی بھی اجتماعی خوشی کے لئے تقسیم کر دیتے تو ایک توازن قائم ہو جاتا۔

ویسے تعلیم کے فروغ کے لئے صرف پوزیشن ہولڈرز کے شوشا کی نسبت صوبہ بھر کے پرائمری مڈل اور ہائی سکولوں کی حالت زار پر زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔ ان میں سٹاف کو پورا کرنا۔ سائنس لیبارٹریز کو اپ ڈیٹ کرنا۔ سائنس ٹیچرز اور ہیڈ ماسٹرز کی کمی کو جلد پورا کرنا ضروری ہے۔

میاں صاحب کا دوسرا بڑا کارنامہ' جس کی بڑی دھوم ہے۔ غریبوں کو دو روپے کی چپاتی مہیا کرنا ہے۔ (بلکہ نا اہلی سے بحال ہونے کی خوشی میں انہوں نے ایک روپے کی روٹی کا بھی اعلان کر دیا تھا۔ جو سرے نہ چڑھ سکا)۔

ظاہر ہے۔ بازار میں پانچ روپے میں بکنے والی روٹی کو دو روپے میں فراہم کرنے اور اس کے لئے انتظامات پر خزانے کو اربوں کا زیر بار کیا جا رہا ہے۔ مجھے اس سکیم پر پہلا اعتراض یہ ہے کہ پنجاب کی موجودہ آبادی 9 کروڑ سے زائد ہے۔ چار کروڑ سے زیادہ لوگ خطِ افلاس سے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان میں سے چند مخصوص انتخابی حلقوں اور شہروں میں صرف چند لاکھ لوگوں کی سہولت کے لئے سرکاری خزانے سے اربوں روپے خرچ کرنے کا کیا جواز ہے؟ اس کی نسبت ایک ہزار روپے ماہوار کا فوڈ سپورٹ پروگرام کہیں زیادہ بہتر تھا کہ وہ صوبے کے آخری گاؤں اور جھونپڑی تک غریبوں کے لئے یکساں باعث رحمت ہے اور اسے غریبوں تک پہنچانے کے لئے معمولی خرچ آتا ہے۔ اگر ڈاک سسٹم میں

Marfat.com

زیادہ خرابی محسوس کی گئی تو اسے بینکوں کے توسط سے فول پروف بنایا جا سکتا ہے۔ غریب آدمی کو سستے آٹے کی شکل میں چاہے جتنا ریلیف دے لیں۔ اس کے برعکس 2 روپے والی چپاتی حکومت کو آٹھ دس روپے میں پڑ رہی ہے اور اس پروجیکٹ پر حکومت کرنسی نوٹوں کے گٹھے خزانے سے نکال نکال کر جس بے دردی سے دہکتے تنوروں میں پھونک رہی ہے۔ اربوں کے اس بے جا اسراف کی مثال نہیں ملتی! میں سستی روٹی کا مخالف نہیں ہوں۔ غریب عوام کو سستی روٹی مہیا کرنے سے زیادہ اچھا کام اور کون سا ہے۔

رسول پاک ﷺ نے فرمایا ہے۔ علم سیکھو خواہ اس کیلئے چین بھی جانا پڑے۔ اسی طرح اگر عقل سیکھنے کیلئے ہمسائے کے گھر جانا پڑے تو کیا مضائقہ ہے۔ اگر میاں صاحب کو سستی روٹی مہیا کرنے کا شوق ہے تو ہم ان کو صوبے کے 9 کروڑ لوگوں کے لئے سستی روٹی فراہم کرنے کا آسان نسخہ بتاتے ہیں!

میاں صاحب اپنی پہلی فرصت میں پڑوسیوں کے ہاں جائیں۔ سستی روٹی اور خوشحالی کیلئے بھارتی پنجاب کا وزٹ کریں۔ پہلے ان سے یہ دریافت کریں کہ جس ایکڑ زمین میں ہم ابھی تک 20 من سے زیادہ غلہ پیدا نہیں کر سکے۔ وہ لوگ 80 من فی ایکڑ پیداوار کیسے لے رہے ہیں۔ وہ آپ کو بتائیں گے کہ کوئی گیدڑ سنگھی ہمارے پاس نہیں ہے۔

ہم نے آپ سے کم زرخیز صوبے کے پانی کا انتظام کیا۔ ڈیموں، نہروں، راجباہوں، ٹیوب ویلوں کا جال بچھا دیا۔ کسانوں کو مفت یا بالکل سستی بجلی، کھاد، کیڑے مار دوائیں، ٹریکٹر دیگر زرعی آلات اور دنیا کے بہترین ترقی دادہ بیج مہیا کئے۔ چنانچہ بھارتی پنجاب آج ایک خوشحال ترین خطہ ہے۔ وہ بھارت کے ایک ارب سے زیادہ انسانوں کی کفالت میں بھی مدد کر رہا ہے۔ ہمیں ایک فوجی ڈکٹیٹر 2 بڑے ڈیم بنا کے دے گیا۔ گزشتہ 40 برس میں ہم تیسرا ڈیم نہیں بنا سکے۔ آج پانی اور بجلی کی کمی کے باعث ملک تباہی کے غار میں جا رہا ہے۔ زراعت اور صنعت دونوں تباہ ہو رہی ہیں۔ لاکھوں مزدور بے روزگار مسلسل لوڈشیڈنگ کا عذاب اور اجتماعی خودکشیوں کے جشن منائے جا رہے ہیں۔ ہم ان کو سستی روٹی سے پرچا رہے ہیں۔ ارضی ماہرین دہائی دے رہے ہیں کہ زیر زمین پانی کی سطح میں خطرناک کمی واقع

Marfat.com

ہورہی ہے۔ اگر پانی کو ذخیرہ کرنے کے لئے فوری بڑے سٹوریج نہ بنائے گئے تو خوفناک تباہی اور قحط کا سامنا ہے۔ انجینئر شمس الملک' جنرل (ر) زاہد علی اکبر اور تمام ملکی اور غیر ملکی ماہرین چیخ چیخ کر خبردار کررہے ہیں کہ کالا باغ ڈیم پاکستان کیلئے زندگی موت کا مسئلہ ہے۔ اس میں تاخیر قومی خودکشی کے مترادف ہے!

آبی ماہرین نے نئی تجویز یہ دی ہے۔ اگر باقی صوبے کالا باغ ڈیم کی مخالفت کریں۔ یا نخرے دکھائیں تو پنجاب دریائے سندھ میں اپنے حصے کے پانی کو ذخیرہ کرنے کے لئے نیچی سطح رکھ کر کالا باغ ڈیم کی تعمیر کرلے۔ سارا انفراسٹرکچر موقع پر موجود ہے۔ فزیبلٹی رپورٹ سے لے کر ریلوے ٹریک' پختہ سڑکوں' دفاتر کوارٹرز' مشینری عملے کی تنخواہوں وغیرہ پر اب تک اربوں روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

پنجاب کی حد تک یہ ڈیم ہنگامی بنیادوں پر دو' تین سالوں میں تعمیر ہوسکتا ہے۔ دوسرے صوبوں نے جب اتفاق کیا۔ ڈیم کو ریز کر کے فل سائز تک لے جایا جاسکتا ہے۔ حکومت پنجاب نے اس سال کے بجٹ میں بھی کالا باغ ڈیم کیلئے ٹوکن فنڈز مختص کئے ہیں۔ لیکن منافقت کی حد یہ ہے کہ وفاقی حکومت کے ساتھ سودے بازیوں کے باعث کالا باغ ڈیم کا نام تک زبان پر لانے سے گریزاں ہیں!

یہ شہنشاہ تنوروں کی تعداد میں اضافہ کرکے' لوگوں کو بھکاری بنا کر اور خزانے کو آگ لگا کر سستی روٹی کا انتظام کرنا چاہتے ہیں۔ سبحان اللہ۔

جب یہ کالم اخبار کو فیکس کیا۔ ان دنوں ملک میں چینی کا بحران گھمبیر ہورہا تھا۔ ذخیرہ اندوزوں نے چینی سٹاک کر لی مارکیٹ میں شارٹیج پیدا کردی۔ لامحالہ قیمتیں آسمان کو چھونے لگیں۔ یہ ذخیرہ اندوزوں کے پرانے حربے ہیں کہ پہلے لوگوں کو مہنگی قیمتوں کا عادی کرو پھر سرکاری قیمت بڑھاؤ۔ کھیل سکرپٹ کے مطابق چل رہا تھا کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے کام خراب کردیا۔ انہوں نے یہ چیلنج قبول کر کے چھپے ہوئے ذخیرے باہر نکالنے شروع کر دیئے۔ کسی کا لحاظ نہیں' کسی کو رعایت نہیں!

شہباز شریف پوری فارم میں تھے۔ مجھے کرکٹ کی دنیا کے لٹل ماسٹر' حنیف محمد کا کھیل

Marfat.com

یاد آ گیا وہ 2 دن سے کریز پر تھے۔ چوکے چھکے لگا رہے تھے۔ ایک برطانوی اخبار نے لکھا۔ لگتا ہے۔ حنیف محمد کو ہٹانے کیلئے پولیس بلانا پڑے گی۔ ڈرامہ بازوں کو گھبرا کر سکرپٹ شارٹ کرنا پڑا۔ میز پر آ گئے اور وہی کیا جو سوچ رکھا تھا۔ میاں شہباز شریف پھر ڈٹ گئے کہ یہ قیمت منظور نہیں۔ آج اگر چینی کی قیمت 45 روپے کلو تک محدود رہی ہے تو میاں صاحب کے سر کو دعائیں دو۔ میں اس صورت پر بڑا خوش ہو رہا تھا کہ ایک چھوٹی سی خبر نے پھر مورال ڈاؤن کر دیا۔ میاں صاحب نے لٹیا ہی ڈبو دی۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے وفاقی حکومت سے درخواست کی ہے کہ اگر آپ فی چپاتی مجھے ایک روپیہ سب سڈی (خیرات) دے دیں تو میں اپنے غریب عوام کو مفت روٹی دے سکتا ہوں۔ میں یہ سین دیکھ کر گھبرا گیا۔ غیور صوبہ پنجاب کا حاکم اعلیٰ کشکول لئے زرداری اور گیلانی سے کہہ رہا ہے۔ ''دے جا سخیا راہِ خدا۔ تیرا اللہ ہی بوٹا لائے دا'' ان کی تحویل مین تو چار صوبے ہیں وہ پوچھ سکتے ہیں کہ اگر باقی تین صوبوں کے غریب عوام مفت یا سستی روٹی کے بغیر زندہ ہیں۔ تو پنجابیوں کو ایسی کون سی موت پڑ رہی ہے کہ آپ بھیک مانگنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ جب سستے آٹے کا آپشن موجود ہے، مفت روٹی تو سستی روٹی سے بڑی قباحت اور لعنت ہے۔ مجھے یاد ہے۔ لاہور میں ایک خاندان کی پڑھی لکھی خوبصورت لڑکی کا رشتہ ہو رہا تھا۔ پڑوسیوں نے رشتہ کرنے والوں سے کہہ دیا کہ ان کا لڑکا اکثر داتا دربار سے مفت روٹیاں لاتا ہے آپ کن کمینوں کے ہاں رشتہ کر رہے ہیں اور وہ رشتہ ٹوٹ گیا۔ میاں صاحب پنجاب کے پانی کا انتظام کر دیں۔ پنجاب کا کالا باغ ڈیم بنائیں اور اس صوبے کو دنیا کے خوشحال ترین خطوں میں شامل کریں۔ آپ جیسے حاکم یا خادم سے ہمیں اس سے کم تر وارہ نہیں ہے!

24,26,27/اگست 2009ء

Marfat.com

## A Model

# یہ کیسا وزیراعلیٰ تھا؟

زاہدہ حنا

حیران کر دینا شاید آندھرا والوں کی خصوصیت ہے۔ ایسے ہی ایک فرد اور دوسری مرتبہ بہت بھاری اکثریت سے کامیاب ہونے والے وائی ایس راجا سکھا ریڈی تھے جو موسم کی خرابی اور تیز بارش کے باوجود ایک پرانے ہیلی کاپٹر پر اپنے تین افسروں کے ساتھ سوار ہو کر اپنی ریاست کے ایک دور افتادہ اور قحط زدہ علاقے کے دورے پر نکلے۔ کچھ دیر بعد خبر آئی کہ ان کا ہیلی کاپٹر لاپتہ ہو گیا ہے۔ دور دراز کے علاقوں' حیدر آباد' سکندر آباد' اور بڑے شہروں کے غریب اور بچھڑے ہوئے لوگ ان کی زندگی کی دعائیں کرتے ہوئے سڑکوں پر اور گلیوں میں نکل آئے۔ مرکزی حکومت اور ریاست نے ہندوستان کی تاریخ کی سب سے بڑی تلاش شروع کی جس میں ایک درجن فوجی ہیلی کاپٹر' 5000 سینٹرل ریزرو پولیس فورس' آندھرا پردیش کے 6 ضلعوں کی پولیس اور دوسرے اہلکار شامل تھے۔ وزیراعلیٰ کی جان کیلئے دعائیں ہو رہی تھیں' رقبے کے لحاظ سے چوتھی اور آبادی کے اعتبار سے پانچویں بڑی ریاست کے لوگ اپنے اپنے گھروں میں چوپالوں میں' چھپر ہوٹلوں میں ٹیلی ویژن سے لگے بیٹھے تھے۔ اور پل پل کی خبر سن رہے تھے۔ 24 گھنٹے بعد اعلان ہوا کہ ان کے ہیلی کاپٹر کا ملبہ ایک پہاڑ کی چوٹی پر مل گیا ہے اور گھنے جنگل سے ان کی اور ان کے ساتھیوں کی سوختہ لاشیں نکال لی گئی ہیں۔ اس خبر کے آتے ہی کیا مرد اور کیا عورتیں سب ہی نے بین شروع کر دیا۔ ''ہمارا ان داتا چلا گیا'' ہمارا باپ چلا گیا'' 24 گھنٹوں میں 99 لوگ اس صدمے کے سبب دل کا دورہ پڑنے سے ہلاک ہو گئے اور 22 اس خبر سے اتنے نڈھال ہوئے کہ انہوں نے خودکشی کر لی۔

یہ خبر پڑھ کر مجھے یقین نہیں آیا لیکن آندھرا کے لوگ حیران کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ گہرے سانولے رنگ کے بھاری بھرکم ریڈی کی ذات میں ایسی کیا کرشماتی خصوصیات تھیں کہ 22 لوگوں نے ان کیلئے خودکشی کر لی اور 99 لوگوں کے دل اس صدمے کو برداشت نہ کر سکے؟

Marfat.com

ریڈی صاحب نے ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کی۔ سرجن اور ڈاکٹر کے طور پر کام کرتے ہوئے وائی ایس ریڈی کو احساس ہوا کہ ان کے لوگ غربت کی دلدل میں دھنسے ہوئے ہیں اور صرف ان کا مفت علاج اور آپریشن مسئلے کا حل نہیں۔ سوچتے سوچتے وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ اگر سیاست کو عبادت کے طور پر اختیار کیا جائے تو آہستہ آہستہ ہی سہی لوگوں کی مشکلیں آسان ہو سکتی ہیں۔

انہوں نے کانگریس کی رکنیت اختیار کی۔ عوامی سیاست کا آغاز کیا اور ریڈی برادری جو آندھرا پردیش کے دیہی علاقوں سے تعلق رکھنے والی بہت طاقتور برادری ہے اس سے اپنی طاقت کشید کی۔ اس برادری کے سیاسی اور سماجی طور پر متحرک ہونے کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ 1956ء میں ہندوستان کی مرکزی حکومت نے جب آندھرا پردیش کے نام سے اس ریاست کے قیام کی منظوری دی، اس وقت سے اب تک کے 53 برسوں کے دوران ریاست کے 10 وزرائے اعلیٰ ریڈی برادری سے ہوئے۔

میں سوچتی رہی کہ یہ کیسا وزیر اعلیٰ تھا جس کے تابوت کے دیدار کیلئے لاکھوں بال نوچتے اور سینہ پیٹتے ہوئے نکل آئے اور پولیس انہیں روکنے کی ناکام کوششیں کرتی رہی۔ وائی ایس ریڈی نے 4 مرتبہ لوک سبھا اور آندھرا پردیش کا ریاستی انتخاب 6 مرتبہ لڑا اور ہر انتخاب میں بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئے۔ اپنی ان انتخابی کامیابیوں کا رشتہ انہوں نے آندھرا کے غریبوں سے جوڑا۔ ان کی سیاست روٹی، کھیتوں اور گھروں کیلئے پانی، مکان، روزگار، تعلیم اور صحت کے گرد گھومتی تھی۔ آندھرا کے لوگوں کے دکھ سکھ جاننے کا کام انہوں نے کبھی اپنے افسروں پر نہیں چھوڑا۔ 2003ء میں جب وہ حزب اختلاف میں تھے تو "پدیاترا" پر نکلے۔ اس یاترا کے دوران انہوں نے آندھرا کے غریب ترین دیہاتوں کے حالات خود جا کر دیکھے اور اس دوران 1400 کلومیٹر پیدل چلنے کے دوران غریب ترین کسانوں سے ملنے، ان سے باتیں کرنے اور انکی غربت کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا تجربہ انہیں پہلے سے کہیں زیادہ دردمند اور حساس انسان بنا گیا۔ لوگوں سے اس ذاتی تعلق کے نتیجے میں انہوں نے 2004ء کے انتخابات بھاری اکثریت سے جیتے اور آندھرا کے وزیر اعلیٰ بنے۔ اس عہدے پر پہنچنے کے بعد انہوں نے لوگوں سے کئے ہوئے وعدے فراموش نہیں کئے۔ اور پانچ سال کی حکمرانی کے دوراں کوشش اس بات کی کرتے رہے کہ اپنے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں فراہم کریں اور اب 2009ء میں وہ دوبارہ وزیر

Marfat.com

اعلیٰ بنے تھے۔

آندھرا پردیش ہندوستان کو چاول مہیا کرنے والی ریاست کے طور پر پہچانا جاتا ہے۔ 2006ء میں اس ریاست نے ایک کروڑ 78 لاکھ ٹن چاول پیدا کئے۔ وہ اس مقدار کو کہیں آگے لے کر جانا چاہتے تھے اسی لئے اپنی وزارت اعلیٰ کے پہلے دور میں ایک کھرب 60 ارب روپے آبپاشی پر خرچ کئے۔ وہ آندھرا کے دو بڑے دریاؤں گوداوری اور کرشنا کو جوڑنے پر کام کر رہے تھے۔ اور 70 نئے آبی ذخائر تعمیر کرنا ان کا ہدف تھا تاکہ ایک کروڑ 20 لاکھ ایکڑ قابل کاشت زمین کو چاول کی فصل کیلئے مطلوبہ مقدار میں پانی مل سکے۔ انہوں نے ہر کسان کو ٹیوب ویل چلانے کیلئے روزانہ 7 گھنٹے بجلی مفت فراہم کی۔ غریب اور نادار لوگوں کی ہیلتھ انشورنس اسکیم شروع ہوئی۔ جس کے تحت دو لاکھ روپے تک کے آپریشن اور علاج کی سہولت ممکن ہوئی۔ دیہی علاقوں کی عورتوں کو 3 فیصد سود پر آسان قرضے فراہم کئے گئے تاکہ وہ چھوٹا موٹا کاروبار شروع کر سکیں۔ دیہاتیوں کو بہت کم روپوں میں گھر بنا کر دیئے۔ زیادہ رقم حکومت نے مہیا کی اور سب سے بڑی بات یہ کہ عام آدمی کو چاول 2 روپے کلو دیا گیا۔ انہوں نے آندھرا پردیش میں رہنے والی اقلیتوں کیلئے ایک فنانس کارپوریشن بنائی۔ ایک غریب مسلمان کا کہنا تھا کہ یہ ریڈی جی تھے جنہوں نے 60 برس میں پہلی مرتبہ مسلمانوں کیلئے واقعی کچھ کیا۔ انہوں نے ملازمتوں میں بھی مسلمانوں کے لئے کوٹہ مخصوص کیا۔

ایک بات بتانے سے رہ گئی کہ ان کی ہلاکت کے صدمے سے خودکشی کرنے یا دل کے دورے سے مر جانے والے ہندو تھے جبکہ ریڈی صاحب کے دادا ہندو سے عیسائی ہو گئے تھے اور خود وہ بھی راسخ العقیدہ عیسائی تھے۔ یروشلم میں عیسائیوں کے مقدس مقامات کی زیارت کے لئے کئی مرتبہ گئے اور ہر اتوار کو چرچ جاتے تھے۔ وہ لوگ جوان کا ماتم کر رہے تھے۔ ان تمام باتوں سے آگاہ تھے لیکن ان کا غم یہ تھا کہ ان کا ان داتا چلا گیا۔ غریبوں کا سیوک ختم ہو گیا وہ اپنے بعد آنے والے وزرائے اعلیٰ کا راستہ بہت مشکل بنا گئے ہیں اور سب کو یہ سمجھا گئے ہیں کہ غریب کو ملنے والے پانی، اناج، دوا اور تعلیم کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔

روزنامہ 'ایکسپریس'......9 ستمبر 2010ء

Marfat.com

# ہمارے قائدین

سعید آسی

سیاستدانوں کے قول و فعل میں تضاد کا معاملہ تو ضرب المثل ہے۔ اس تضاد کے دفاع میں اکثر یہ دلیل پیش کی جاتی ہے کہ سیاست میں کوئی بات حرف آخر نہیں ہوتی یعنی ایک بات موجودہ حالات کیلئے ٹھیک ہے تو اگلی بات اگلے حالات کیلئے درست ہوگی اس ''اصولی'' سیاست اور سیاست کے اس اصول کی وجہ سے ہی سیاستدانوں پر قوم کا اعتماد قائم نہیں ہو پاتا کہ کسی بات کو حرف آخر نہ سمجھنے کی روش نے قومی مفادات کا حلیہ بگاڑ دیا ہے۔

ایک وقت تھا میاں نواز شریف اقتدار کی سیاست میں کالا باغ ڈیم کی تعمیر کا علم بلند کر کے قد کاٹھ والے قومی سیاسی قائدین کی صف میں شامل ہو گئے۔ جرنیلی آمر ضیاء الحق کے دور میں ان کی سیاسی تربیت اقتدار والی سیاست کے ناطے سے ہی ہوئی۔ صوبائی وزیر خزانہ سے غیر جماعتی انتخابات کے صدقے پنجاب کی وزارت اعلیٰ تک جا پہنچے۔ سرکاری مسلم لیگ کی صوبائی قیادت بھی سنبھالی اور پھر اسی سرکاری مسلم لیگ کے سندھ کے صدر اور وزیر اعلیٰ غوث علی شاہ اور اس پارٹی کے سرحد کے وزیر اعلیٰ جنرل فضل حق نے کالا باغ ڈیم کی تعمیر کی مخالفت شروع کی تو میاں نواز شریف خم ٹھونک کر کالا باغ یم کے دفاع میں اپنی پارٹی کے ان وزراء اعلیٰ کے مدمقابل آ گئے اور پھر اسی ایشو پر وہ قومی لیڈروں میں شمار ہونے لگے۔ ان کی سیاست بھی پختہ ہو گئی اور سیاسی قد کاٹھ بھی بلند ہو گیا چنانچہ 88ء کے انتخابات میں آئی جے آئی کے پلیٹ فارم پر ان سے بہتر وزارت عظمیٰ کا کوئی امیدوار نظر نہ آیا اور پھر وزارت عظمیٰ ان کا مقدر بن گئی۔

اس میں کیا شک ہے کہ کالا باغ ڈیم قومی معیشت کے استحکام اور قومی تعمیر و ترقی کا زینہ ہے کہ اس سے ملک کی بجلی کی ضرورت ہی پوری نہیں ہوتی، ہمارے کھیت کھلیان بھی سیراب ہوں گے اور ہمارے حصے کا پانی روک کر ہمیں بھی پیاسا مارنے کی بھارتی سازشیں بھی

Marfat.com

کامیاب نہیں ہو پائیں گی۔ اس پس منظر میں کالا باغ ڈیم ہماری قومی ضرورت ہے جس کی تعمیر کا بیڑہ ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں اٹھایا گیا تھا کہ سندھ طاس معاہدے کی سہولت کے باوجود ایوب دور حکومت کے تعمیر کردہ ورسک اور تربیلا ڈیم کے بعد کسی تیسرے ڈیم کی تعمیر کی جانب کوئی پیش رفت نہیں کی گئی تھی جبکہ مزید ڈیموں کی تعمیر کے بغیر ہماری زراعت و معیشت کی ترقی کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکتا تھا۔ اصولی طور پر قومی ترقی کے ضامن کالا باغ ڈیم کی تعمیر پر شروع دن سے ہی قومی اتفاق رائے ہونا چاہئے تھا جس کا حصول بھٹو جیسے ارسٹوکریٹ کیلئے قطعاً مشکل نہیں تھا مگر سرحد میں اپنے پاؤں جمانے کیلئے انہیں سیاسی مفاہمتیں کرنا پڑیں اور کالا باغ ڈیم کی فزیبلٹی رپورٹ تیار ہونے کے باوجود اس کی تعمیر کا آغاز ممکن نہ ہوسکا جبکہ جنرل ضیاء الحق کے دور آمریت کے معاملات اور ترجیحات ہی کچھ اور تھیں جن کی دی گئی ڈھیل نے قومی تعمیر و ترقی کے ضامن کالا باغ ڈیم کے منصوبے کو ناجائز طور پر متنازعہ سیاسی ایشو بنا دیا حالانکہ ضیاء الحق کیلئے کالا باغ ڈیم کی تعمیر میں قومی اتفاق رائے حاصل کرنا چنداں مشکل نہ تھا۔ وہ چاہتے تو اپنی صدارت کے ساتھ ساتھ کالا باغ ڈیم کیلئے بھی ریفرنڈم کرا دیتے۔ پھر میاں نواز شریف نے کالا باغ ڈیم کی تعمیر کا نعرہ لگایا تو قوم میں ایک نیا حوصلہ پیدا ہوا مگر وہ وزیراعظم بن کر اس کی تعمیر کی پوزیشن میں آئے تو اسٹیبلشمنٹ کیساتھ لڑائی میں الجھ کر قومی تعمیر کے اس منصوبے کی جانب آنکھ بند کئے بیٹھے رہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے ازلی دشمن بھارت نے ہمیشہ ہمارے حکمرانوں اور حکمران سیاستدانوں کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھایا ہے جبکہ مشرف کا دور بھارت کیلئے فوائد کے حوالے سے سنہری دور رہا ہے جنہوں نے کشمیر پر لچک دکھائی تو بھارت نے مکمل کاٹھی ڈال لی اور سندھ طاس معاہدے کو طاق نسیاں پر رکھ کر یکطرفہ طور پر اپنے ڈیزائن کے مطابق بگلیہار ڈیم کی تعمیر شروع کر دی اور پھر اسے کشمیر کے راستے ہماری جانب آنے والے دریائے نیلم' چناب اور جہلم پر 62 ڈیموں کی تعمیر کے منصوبے بنانے اور ان دریاؤں کا ہمارے حصہ کا پانی روکنے کی سہولت بھی مل گئی۔ ان حالات میں صرف کالا باغ ڈیم تعمیر کر

Marfat.com

کے ہی بھارتی سازشوں کا مقابلہ کیا جا سکتا تھا مگر بھٹو کی پارٹی کے موجودہ حکمرانوں نے قومی ضرورت کا ادراک کئے بغیر بیٹھے بٹھائے کالا باغ ڈیم سے ہمیشہ کیلئے دست کش ہونے کا اعلان کر دیا۔ ان کی مجبوری تو شاید بھارت نوازی بنی ہوگی۔ مگر قوم کو سخت دھچکا لگا جب مسلم لیگ (ن) کے صدر اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے بھی کالا باغ ڈیم کی تعمیر کو نا قابل عمل قرار دے دیا۔ کم از کم مجھے تو ضرور یہ خوش فہمی تھی کہ مسلم لیگ (ن) کے قائد میاں نواز شریف نے کالا باغ ڈیم کی تعمیر کو نا قابل عمل قرار دینے پر اپنے برادر خورد کی ضرور باز پرس کی ہوگی اور آئندہ کیلئے انہیں ایسے متنازعہ بیانات دینے سے روک دیا ہوگا مگر "چھوٹے میاں تو چھوٹے میاں، بڑے میاں سبحان اللہ" اب میاں نواز شریف نے بھی یہ بیان دل آزار جاری فرمایا ہے کہ سندھ کے تحفظات کی موجودگی میں بھلا کالا باغ ڈیم کیسے تعمیر ہو سکتا ہے گویا......؛

اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

اگر ہمارے قومی سیاسی قائدین کا یہی طرز فکر و عمل ہے تو ہمیں مارنے کیلئے دشمن کی چڑھائی یا کسی قدرتی آفت کی کیا ضرورت ہے۔ ہمارے قائدین ہی ہمیں مارنے کیلئے کافی ہیں۔

(نوائے وقت)

Marfat.com

# پشاور اور میانوالی کے جذبات

سعید آسی

خان صاحب بہت غصے میں تھے۔ میرے ٹیلی فون اٹنڈ کرتے ہی کوسنے دینا شروع کر دیئے۔ ''ہم گرمی میں مر رہا ہے' بجلی نے ہمیں تماشہ بنا دیا ہے۔ کارخانے' فیکٹریاں بند ہیں' کاروبار تباہ ہو چکے ہیں' مزدوروں کی چھانٹیاں ہو رہی ہیں۔ بھوک اور غربت نے ہر گھر میں ڈیرے ڈال ڈالے ہوئے ہیں' دو چھٹیاں کر کے بھی ہمیں بجلی کی لوڈ شیڈنگ سے نجات نہیں دلا سکے۔ آپ ظالم کے بچے تک ہماری آواز کیوں نہیں پہنچاتے کہ اب یہ سب ڈرامے بند کرو' عوام کو سکھ دو ورنہ عوام آپ کا سکھ بھی چھین لے گا''۔

''مگر خانصاحب آپ بھی بہت ظالم ہیں لوڈ شیڈنگ کے مسئلہ کا جو اصل حل ہے آپ حکمرانوں کو اس راہ پر آنے ہی نہیں دیتے۔ کالا باغ ڈیم کا نام سنتے ہی آپ کی بھنویں تن جاتی ہیں' مرنے مارنے پر اتر آتے ہیں۔ وزیر اعظم نے تو آج بھی اعلان کیا ہے کہ کالا باغ ڈیم قومی مفاد کا منصوبہ ہے مگر اس پر صوبے متفق نہیں ہو رہے۔ آپ کیوں یہ ڈیم بننے نہیں دے رہے'' میری اس بات پر خان صاحب اور بھی برافروختہ ہو گئے۔

''ارے اس ملتانی بچے کو بولو کہ ہم فرنٹیئر والے کالا باغ ڈیم کے ہرگز مخالف نہیں ہیں۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ یہ ڈیم بنے اور ہمارا بجلی کا مسئلہ حل ہو۔ جو فرنٹیئر میں اس کے مخالف ہیں وہ حکومت میں بیٹھے ہیں۔ باچا خاں کے خاندان والے۔ بتاؤ اس ملتانی سوغات کو کہ اس خاندان کو انڈیا سے اربوں روپے ملا ہے پاکستان کو کمزور کرنے کے لئے۔ کالا باغ ڈیم کی مخالفت انہی کا ایجنڈہ ہے۔ آپ فرنٹیئر میں ووٹ کرالو۔ کالا باغ ڈیم کے مخالفوں کی تعداد چند سو سے زیادہ نہیں نکلے گی۔ یہ مرد کا بچہ ہے تو آئے فرنٹیئر میں ریفرنڈم کرائے۔ اسے ولی خاندان کی اصلیت کا بھی پتہ چل جائے گا''۔

یہ خان صاحب پشاور سے فون کر رہے تھے اور بجلی کی لوڈ شیڈنگ کے پیدا کردہ اقتصادی' سماجی اور قومی مسائل کی پوری دردمندی کے ساتھ نشاندہی کر رہے تھے۔ ان کے

Marfat.com

جذبات کے اظہار میں خیبر پی کے والوں کی بھرپور نمائندگی کی واضح جھلک نظر آ رہی تھی۔ ہمیں ملک کے ہر کونے سے کم و بیش روزانہ ایسی ٹیلی فون کالوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ حکمرانوں نے تو اپنے کان بھی بند کئے ہیں اور عوام کی اپنے تک رسائی بھی ناممکن بنائی ہوئی ہے اس لئے انہیں قطعاً احساس نہیں ہوگا کہ غربت' مہنگائی' بھوک' بے روزگاری اور لوڈ شیڈنگ کے مسائل میں گھرے عوام کے دلوں پر کیا بیت رہی ہے اور ان مسائل کے حل کی کوئی صورت نظر نہ آنے پر وہ کس ردعمل کی ٹھانے بیٹھے ہیں۔ کالا باغ ڈیم کے لئے جو مثبت سوچ مجھے پشاور کے خان صاحب کی زبانی نظر آئی مجھے یقین ہے کہ سندھ کے تھر اور کچے کے علاقوں میں بھی اگر لوگوں کے دلوں کو ٹٹولا جائے تو ان کے بھی ایسے ہی جذبات سامنے آئیں گے۔ بلوچستان سے تو کبھی ان کی محرومیوں کے اظہار میں کالا باغ ڈیم سے نفرت کی جھلک نہیں ملی۔ پھر ایوان صدر کے ترجمان کو یہ بھنک کہاں سے پڑ گئی کہ کالا باغ ڈیم تو صرف ایک صوبے کا منصوبہ ہے جس کی خاطر باقی ماندہ تین صوبوں کی ناراضگی مول نہیں لی جا سکتی۔ یہ اچھی وفاق کی علامت ہے کہ خود ہی صوبائی منافرت کی فضاء پیدا کیے جاؤ۔ بالفرض محال اگر کالا باغ ڈیم سے پنجاب کو ہی زیادہ فائدہ ہوگا تو ملک کی سب سے زیادہ آبادی والے اس صوبے کو کیا اس لئے فائدہ نہ پہنچنے دیا جائے کہ اس سے دوسرے صوبوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ کیا پنجاب وفاق کی علامت کی نگاہ شفقت سے محروم ہے۔ اگر وفاق اور اس کی اکائیوں میں ربط و ضبط برقرار رکھنے کے لئے دیگر صوبوں کو مطمئن رکھنا ضروری ہے تو پنجاب کو کیوں نہیں۔

میں نے یہ مثال صرف بحث برائے بحث کے طور پر پیش کی ہے جس سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ کالا باغ ڈیم صرف پنجاب کی ترقی کا منصوبہ ہے۔ یہ زہریلا پروپیگنڈہ درحقیقت انہی عناصر کا پھیلایا ہوا ہے جنہیں اس وطن عزیز کو غیر مستحکم کرنے اور اس مقصد کے لئے صوبائی منافرت کی فضاء گرم کرنے کا ٹارگٹ ملا ہوا ہے۔ پشاور والے خان صاحب (جو جوش جذبات میں اپنا نام بتانا بھی بھول گئے تھے) کسی یقین اور ٹھوس معلومات کی بنیاد پر ہی یہ کہہ رہے ہوں گے کہ باچا خان کے خاندان کو انڈیا سے اربوں روپیہ پاکستان کو غیر مستحکم

Marfat.com

کرنے کے لئے ملا ہے۔ تین صوبوں کو کالا باغ ڈیم کا مخالف ظاہر کرنے والے ایوان صدر میں تو سارا ریکارڈ موجود ہوگا۔ بھارت نے اپنی ایجنسی ''را'' کے ذریعے محض کالا باغ ڈیم کی مخالفت کی خاطر سندھ میں مخصوص عناصر کو گذشتہ 20 برس کے دوران دس ارب روپے سے زیادہ کی رقم خرچ کی ہے تو اس کا مقصد سوائے پاکستان کو غیر مستحکم کرنے کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ کیا ایوان صدر کی ان رپورٹوں تک رسائی نہیں ہو پائی جو غیر ملکی میڈیا تک بھی پہنچ چکی ہیں اور نمایاں کوریج پا چکی ہیں۔ اگر ایوان صدر کی جانب سے یہ تاثر دیا جائے کہ تین صوبے کالا باغ ڈیم کے مخالف ہیں اور اے این پی کی جانب سے قومی اسمبلی کے فلور پر یہ انکشاف کیا جائے کہ مشترکہ حکمرانی کے لئے ہمارا پیپلز پارٹی کے ساتھ کالا باغ ڈیم کی تعمیر نہ ہونے کا تحریری معاہدہ ہو چکا ہے تو پھر جناب اس سازش کی کڑیاں ملاتے جایئے' سرا خود ہی ہاتھ آ جائے گا۔ بھارت نے پاکستان کو غیر مستحکم کرنے کے لئے اربوں روپے تقسیم بھی خیبر پی کے اور سندھ کے مخصوص عناصر میں کئے ہیں اور کالا باغ ڈیم کی مخالفت بھی ان دونوں صوبوں کے انہی عناصر کی جانب سے ہو رہی ہے اور اگر حکومتی سطح پر کالا باغ ڈیم کی تعمیر نہ ہونے دینے کا معاہدہ بھی انہی عناصر کے زیر اثر طے پایا ہو تو نتیجہ نکالنے میں بھلا کوئی دشواری ہو سکتی ہے؟ اورنگزیب خاں یاروخیل نامی ایک دردمند پاکستانی میانوالی میں رہتے ہیں۔ ان کی جانب سے ایس ایم ایس کے ذریعے بھجوائی گئی تجاویز ملاحظہ فرمالیں۔ ''اگر ایوان صدر کے بقول کالا باغ ڈیم کی تین صوبے مخالفت کر رہے ہیں تو پھر پنجاب میں لوڈشیڈنگ نہ کی جائے۔ پنجاب میں سستی ہائیڈل بجلی کا ریٹ لگایا جائے کیونکہ تین صوبوں کی مخالفت کی وجہ سے تیل کی مہنگی بجلی اہل پنجاب کو استعمال کرنا پڑ رہی ہے''۔ ان کی اگلی تجویز ہے کہ ''سندھ پنجاب کا واٹر الاؤنس یکساں کیا جائے۔ اس وقت سندھ کو 17 کیوسک جبکہ پنجاب کو چار کیوسک پر مجوزہ یونٹ پانی مل رہا ہے یعنی سندھی کاشتکار کے مقابلے میں پنجاب کے کاشتکار کو چار گنا کم پانی مل رہا ہے۔ یہ صورتحال چور مچائے شور والی ہے۔ لاوارث پنجاب سے انصاف کیا جائے''۔

جناب ہمیں تو تمام صوبے اور ہر صوبے کا شہری دل و جان سے عزیز ہے۔ ہم کسی کے

Marfat.com

حقوق چھین کر دوسرے کو دینے کی ہرگز وکالت نہیں کرتے مگر جب ایوان صدر کی جانب سے وفاق کی علامت کا کردار ادا کرنے کے بجائے صوبائی منافرت کو فروغ دیا جائے گا تو پھر جس کے خلاف صوبائی منافرت پھیلائی جا رہی ہے اسے بھی اپنے ساتھ ہونے والے استحصال کی جھلک دکھانے اور اپنی محرومیوں کے ازالہ کے لئے آواز اٹھانے کا حق حاصل ہے۔ آپ اورنگزیب خاں یاروخیل کی آواز اسی سلسلہ کی کڑی سمجھ لیں۔

روزنامہ 'نوائے وقت' لاہور............23/جون2010ء

Marfat.com

# چوہدری برادران

چند ماہ ہوئے۔ قصور میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے چوہدری پرویز الٰہی نے کالاباغ ڈیم کا نام لیا۔ اسے بنانے کا مطالبہ کیا۔ یا یہ کہا کہ ہم یہ ڈیم بنائیں گے۔ جلسے کی رپورٹ اخبارات میں شائع ہوئی۔ تو روزنامہ نوائے وقت نے ایک ادارتی نوٹ میں اس پر تنقید کرتے ہوئے لکھا کہ آپ لوگ پانچ سال برسراقتدار رہے ہیں۔ آپ کے سرپرست اعلیٰ سیاہ وسفید کے مالک تھے۔ کیا کالاباغ ڈیم تعمیر کرانے کے لئے وہ وقت زیادہ موزوں تھا یا آج؟ اب محض سیاست چمکانے کیلئے کالاباغ ڈیم کا نام نہ لیں۔ بلکہ اسے صحیح معنوں میں ایک مشن سمجھ کر اس کی تکمیل کیلئے کمربستہ ہوجائیں۔

..........................

یہ حقیقت ہے کہ جنرل پرویز مشرف کی بڑی خواہش تھی وہ بڑے "تتھ" تھے۔ کہ ان کے نامہ اعمال میں کالاباغ ڈیم کے کارنامے کا اندراج ہونا چاہئے مگر وہ غلطی یہ کر گئے کہ اس کے لئے موزوں ترین ماحول کے ابتدائی سال ضائع کر دیئے۔ بعد میں انہوں نے اس کے لئے میڈیا میں مہم چلائی۔ ملک کے طول وعرض میں آبی ماہرین انجینئرز کے سیمینار کراتے رہے مگر سب کچھ بیکار تھا۔ جو حلقے سمجھنا چاہتے ہی نہ تھے۔ ان کو کون سمجھا سکتا ہے۔ اس کیلئے تھوڑی سی جرأت رندانہ کی ضرورت تھی۔ شاید انہوں نے مطلوبہ سیاسی سپورٹ کی کمی محسوس کی۔

(ق) لیگ ہی ان کی بڑی سپورٹر اور کالاباغ ڈیم کی حامی جماعت تھی۔ یہ بھی درست ہے کہ چوہدری شجاعت حسین اپنے مخصوص دھیمے انداز میں جرنیل صاحب پر زور دیتے رہے۔ کہ اس میں تاخیر نہ کریں مگر سیاست چیلنج قبول کرنے اور ڈٹ جانے کا نام ہے۔ ق لیگ میں چوہدری ظہور الٰہی شہید کا دم خم اور جرأت رندانہ مفقود تھی۔ بدقسمتی سے یہ جماعت مشرف کو وہ حلہ شیری نہ دے سکی کہ وہ یہ قدم اٹھا جاتے!

جابر جرنیل کو کالاباغ ڈیم کا حسب ضابطہ اعلان کرنے کے باوجود ہتھیار ڈالنے پڑے

Marfat.com

۔ یہ فطرت کی ستم ظریفی ہے کہ وہ جرنیل جو بلوچستان میں کیا کچھ نہیں کرتا رہا۔ جس نے جامعہ حفصہ اپریشن میں ذرا بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی ۔ وہ بھارتی لابی کے نام نہاد قوم پرستوں کی گیدڑ بھبکیوں سے ڈر گئے اور ہم تاریخ میں کتنے پیچھے جا پڑے۔ پاکستان کو وہ نقصان اٹھانا پڑا جس کا اندازہ ہوسکتا ہے نہ تلافی!

..................

سوچتا ہوں۔ لاء اینڈ آرڈر کا ہی تو مسئلہ تھا۔ جرأت کر جاتے تو جرنیل صاحب ہیرو ہوتے اور 'ق' والے چیلنج قبول کر کے تاریخی لمحات کو کیچ کر جاتے۔ تو آج اتنے قد آور لیڈر ہوتے کہ ان کے حریف ان کے سامنے بونے نظر آتے۔!

..................

جو نقصان ہونا تھا وہ ہو گیا۔ اگر ق لیگ والوں کو اب بھی خیال آیا ہے تو غنیمت ہے پھر ان کو سیریس ہو جانا چاہئے انکی جماعت چاروں صوبوں میں موجود ہے' قانون ساز اداروں میں ان کا برابر کا عمل دخل ہے۔ میڈیا کے ساتھ روابط ہیں۔
اللہ تعالٰی نے وسائل دے رکھے ہیں۔ دنیا لوڈ شیڈنگ کے عذاب میں مبتلا ہے۔
1991ء کے واٹر ایکارڈ میں کالا باغ ڈیم پر چاروں صوبوں کا اتحاد اور اتفاق رائے موجود ہے۔ تاہم سب سے پہلے آپ بلوچستان جائیں۔ جہاں اسمبلی میں 'ق' لیگ کا اثر ہے۔
آپ کالا باغ ڈیم کے حق میں توانا آواز بلند کریں۔ دیکھیں دنیا کیسے کان کھڑے کرتی ہے اور آواز میں آواز ملاتی ہے۔ تینوں صوبوں میں یہی حکومتی اتحاد موجود ہے۔ حکومت کے پاس 'ناں' کرنے کیلئے کوئی معقول عذر نہیں ہے۔
صحیح پوچھیں تو آج کے تناظر میں اس سے بڑا نیکی کا کام بھی کوئی نہیں ہے! پانی کے بغیر ملک صحرائے اعظم میں تبدیل ہو رہا ہے۔

..................

Marfat.com

# پیر صاحب آف پگاڑہ شریف

جناب پیر صاحب اور ان کی فنکشنل مسلم لیگ نے ہمیشہ کالا باغ ڈیم کی ڈٹ کر حمایت کی ہے۔ صوبہ سندھ میں یہ ایک توانا آواز ہے جس کا سب احترام کرتے ہیں۔

اب فنکشنل مسلم لیگ اور مسلم لیگ کے دوسرے گروپوں کے ساتھ اتحاد کی کوششیں جاری ہیں۔ کالا باغ ڈیم سب کا مشترکہ منشور ہے۔

سیلاب کی تباہ کاریوں کے بعد دیگر سیاسی جماعتوں کو بھی اس کا احساس ہوا ہے۔ تاہم مسلم لیگ پیر صاحب پگاڑہ شریف کی قیادت میں اپنا رہنماء کردار ادا کرتی رہے گی۔ انشاء اللہ اب یہ منزل دور نہیں۔

ملک کے اندر اس کے لئے ایک تحریک کی ضرورت ہے جس میں آپ جیسی شخصیات ہی رہنمائی کر سکتی ہیں۔

کتنے افسوس کی بات ہے کہ فزیبلٹی رپورٹ اور جملہ تیاریوں پر اربوں روپے خرچ کرنے کے باوجود 35-40 سال سے ہم اس ڈیم میں ذخیرہ کرنے کی بجائے کتنے کھرب ڈالر کا پانی سمندر میں ضائع کر چکے ہیں۔

میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس کاز کیلئے اپنا رہنماء کردار ادا فرماتے رہیں گے۔

..............................

Marfat.com

# کالا باغ ڈیم روشن پاکستان کی ضمانت ہے

## مونس الٰہی

لاہور (سٹاف رپورٹر) پاکستان مسلم لیگ کے سینئر رہنماء مونس الٰہی نے کہا ہے کہ کالا باغ ڈیم روشن پاکستان کی ضمانت ہے، اس کی تعمیر میں تاخیر قوم کے لئے صدیوں کی سزا بن جائے گی۔ توانائی کے بحران کا حل کرائے کے بجلی گھروں میں نہیں بلکہ اس کا مستقل حل کالا باغ ڈیم سمیت تمام بڑے آبی ذخائر کی تعمیر میں ہے۔

آج پاکستان کو پاور ویژن رکھنے والی جرأت مند لیڈرشپ کی ضرورت ہے جو لوڈ شیڈنگ کے خاتمے کے ساتھ ساتھ زرعی و صنعتی ضروریات کو پورا کر سکے۔ پاکستان مسلم لیگ کے سیاسی ایجنڈے پر کالا باغ ڈیم کی تعمیر ہمیشہ سرفہرست رہی ہے جبکہ اقتدار میں آتے ہی ن لیگ نے یوٹرن لیتے ہوئے کالا باغ ڈیم کی تعمیر کو اپنے منشور سے حذف کر دیا۔ ہم ن لیگ سمیت تمام سیاسی جماعتوں کو دعوت دیتے ہیں کہ ملک و قوم کے وسیع تر مفاد میں کالا باغ ڈیم پر قومی اتفاق رائے کے ٹوٹے ہوئے سلسلے کو بحال کریں اور اس کی بلا تاخیر تعمیر کو یقینی بنائیں۔ مونس الٰہی نے کہا کہ ہر سال 42.6 ملین ایکڑ فٹ پانی سمندر میں گر کر ضائع ہو جاتا ہے اور صوبے پانی کی بوند بوند کو ترستے رہتے ہیں۔ تمام سیاسی جماعتوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ پاکستان کی سلامتی اور خوشحالی سے منسلک منصوبوں کو سیاست کی بھینٹ مت چڑھائیں۔

روزنامہ 'وقت'......26-7-2009

Marfat.com

قامت کی درازی خاندان کا ٹریڈ مارک!

# اسفندیار ولی خاں..........

# دریائے فرات کے کنارے

ہم منیجر اشتہارات کے کمرے میں بیٹھے تھے۔ایک لڑکا آیا۔اس نے گھر سے بھاگے بھائی کو واپس بلانے یا ایسے ہی کسی مسئلہ کے حوالے سے بھائی کے بارے میں اشتہار دینا تھا۔منیجر نے اسے سنگل کالم **فی انچ** کے حساب سے ریٹ بتایا جو کچھ زیادہ نہیں تھا۔لیکن لڑکا کچھ پریشان سا ہو گیا۔زیر لب کچھ گنتی کرتا رہا اور واپس مڑ گیا۔منیجر نے اسے بلا لیا اور پیار سے پوچھا۔بیٹا! کیا بات ہے کیا ریٹ زیادہ ہے؟ رعایت کر دیتے ہیں۔لڑکا کہنے لگا۔ نہیں انکل! آپ کا ریٹ زیادہ نہیں اور آپ کتنی رعایت کریں گے۔میرا بھائی اسلم ماشاء اللہ ساڑھے چھ فٹ یعنی "78 انچ لمبا ہے۔!

......

اسفندیار ولی خاں۔آپ کے دادا جان باچہ خان "78 سے بھی زیادہ طویل القامت تھے اور خالی قد آور نہیں تھے۔ہندوستان کی تحریک آزادی کے رہنماؤں میں ان کا نمایاں نام اور مقام تھا۔اپنے اعلیٰ کردار' سماجی خدمات اور اصول پرستی کے حوالے سے وہ اس سے بھی بلند تر تھے۔

ہم نے زمانہ طالب علم سے ہی مسلم لیگ کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔حلقہ کے فیوڈل یونینسٹوں کے خلاف مشکل حالات میں بھی مسلم لیگ کا پرچم بلند کیا۔علامہ اقبال اور قائداعظم ہمارے ہیرو تھے۔سیاسی اختلافات اپنی جگہ مگر ہندوستان کی تحریک آزادی کے کانگرسی رہنماؤں کا بھی ایک احترام ضرور تھا۔گاندھی جی' پنڈت جواہر لال نہرو' مولانا ابوالکلام آزاد' خان عبدالغفار خاں' راج گوپال اچاریہ' ونوبا بھاوے اور ان کے ساتھیوں کی جدوجہد آزادی۔قید و بند اور قربانیوں سے متاثر تھے۔جہاں تک شمع آزادی کے پروانوں

Marfat.com

بھگت سنگھ اوران کے ساتھیوں کا تعلق ہے۔نوجوان نسل ان کی گرویدہ تھی۔

..............................

قیام پاکستان کے بعد میاں افتخار الدین کی سربراہی میں آزاد پاکستان پارٹی' کا قیام عمل میں آیا۔تواس میں شامل ہوئے۔میاں صاحب بھی کانگرس سے مسلم لیگ میں آئے تھے۔وہ خان عبدالغفار خاں کا بڑا احترام کرتے تھے۔مجھے یاد آرہا ہے ایک دفعہ باچا خان گجرات تشریف لائے۔یہاں قصبہ ٹانڈہ میں انہوں نے کارکنوں سے خطاب فرمانا تھا۔ہم مقررہ وقت سے پانچ دس منٹ پہلے ہی وہاں پہنچ گئے۔ابھی درختوں کے نیچے جلسہ گاہ میں کوئی دری یا کرسی نہیں تھی۔کارکن گھبرائے۔مگر خاں صاحب نے کمال بے تکلفی سے مونڈھے سے چادر اتاری اور زمین پر بچھا کراس پر بیٹھ گئے اور وہیں بیٹھے ہی خطاب کیا یا گفتگو فرماتے رہے۔سادگی اور عوام کی سطح پر خدمت کا دعویٰ تو سیاسی لیڈر کرتے ہی رہتے ہیں۔مگر ایسا عمل کم ہی دیکھا ہے۔!

میں نے ڈی جی ٹنڈلکر کے قلم سے باچہ خان کی بایا گرافی پڑھی ہے سرحد میں خدائی خدمت گار تحریک کے حوالے سے بڑا ٹھوس کام ہوا ہے۔پٹھانوں کو عدم تشدد کے فلسفے کا قائل کرنا اوران کو خدمت خلق پر لگانا بادشاہ خان کا ہی حصہ تھا۔

انہوں نے پاکستان کو تسلیم کرلیا تھا۔وہ عملی سیاست سے زیادہ سماجی خدمات میں یقین رکھتے تھے۔ایک روایت کے مطابق قائداعظم کے ساتھ ان کی ملاقات کا بھی پروگرام بن گیا تھا مگر جن قوتوں کو یہ پسند نہیں تھا انہوں نے اس پروگرام کو سرے نہیں چڑھنے دیا اور ہم ان کی خدمات سے محروم رہ گئے۔

..............................

خان عبدالولی خان کا قومی سیاست میں اہم رول رہا۔قامت کی درازی شاید آپ کے خاندان کا 'ٹریڈ مارک' ہے۔نہ صرف سیاست بلکہ تعلیم اور شعروسخن کی دنیا میں بھی آپ کے چچا صاحبان عبدالعلی خاں اور عبدالغنی خاں کی خدمات کا گراف بھی خاصا اونچا تھا۔لنکا سے جو بھی نکلا۔باون گز کا تھا۔

Marfat.com

..................

اسفندیار جی! آپ سے زندگی میں ایک ملاقات ہوئی ہے۔ یہ ملاقات بھی اتفاق سے کالاباغ ڈیم کے حوالے سے ہی تھی۔ آپ بڑے لوگ ہیں۔ آپ کو کیا یاد ہوگا۔ میں یاد دلاتا ہوں۔

یہ آج سے دس سال پہلے کی بات ہے مورخہ 9/ اگست 2000ء کو آپ گجرات تشریف لائے۔ اے این پی پنجاب کے صدر احسان وائیں۔ جنرل سیکرٹری مشتاق جمال پاشا اور خواتین ونگ کی صدر نادرہ تبسم صاحبہ آپ کے ہمراہ تھیں۔

گجرات کے محلہ احمد آباد میں مہر محمد طلعت صاحب کے ہاں ایک میٹنگ سے خطاب کیا۔ آپ نے چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف کے ساتھ اپنی ملاقات کی تفصیل بتائی۔ جنرل امجد کے ساتھ ایک سیمینار میں اپنے خطاب کے نکات پر روشنی ڈالی۔ آپ نے زور دے کر کہا کہ 1973ء کے آئین کو نہ چھیڑا جائے۔ ورنہ آئندہ پانچ نسلیں بھی آئین نہ بنا سکیں گی۔ آپ نے اعتراض کیا کہ یہ تین ''ج'' یعنی (i) جنرل (ii) جج (iii) جرنلسٹ۔ احتساب کے دائرہ سے کیوں باہر رکھے گئے ہیں۔ آپ نے مجوزہ بلدیاتی نظام پر بھی کڑی تنقید کی۔

احسان وائیں۔ جمال پاشا اور نادرہ تبسم صاحبہ نے بھی خطاب کیا۔ نوجوان خاتون لیڈر کی سیاسی فہم وفراست نے بڑا متاثر کیا۔

گجرات میں اے این پی کے سربراہ میاں محمد سلیم بڑے نظریاتی اور با اصول ورکر تھے۔ (گزشتہ سال فوت ہوئے ہیں) ہم گجرات میں تھنکرز فورم کے لوگ ان کی دعوت پر جلسہ میں گئے تھے۔ جلسہ کے بعد ہم نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ سے ملاقات کی اور کالاباغ ڈیم کے حوالے سے گفتگو کی۔

ہم نے جو گزارشات کیں ان کا خلاصہ کچھ یوں ہے۔

آپ کے ہاں انجینئر شمس الملک۔ زاہد علی اکبر اور صوبہ سرحد کے تمام آبی ماہرین کالا باغ ڈیم کی ضرورت اور افادیت کے قائل ہیں اس ڈیم سے سارے پاکستان کو پانی ملے گا۔

Marfat.com

ویسے بھی یہ تنہا پنجاب کا نہیں ہے۔اس میں سرحد کا بھی رقبہ کے لحاظ سے 1/3 حصہ اور آبادی کے لحاظ سے چالیس فی صد حصہ ہے۔ انڈیا سندھ طاس معاہدہ کی مسلسل خلاف ورزی کرتے ہوئے ہمارے Exclusive تین دریاؤں چناب، جہلم اور سندھ پر بھی ڈیم بنا رہا ہے۔

کالاباغ کا محل وقوع دنیا میں بہترین ہے اور اس کی تیاری میں اربوں روپے خرچ بھی ہو چکے ہیں۔1991ء کے چاروں صوبوں کے متفقہ واٹر ایکارڈ میں کالاباغ ڈیم پر اتفاق رائے موجود ہے!

..................

آپ نے مختصر جواب دیا وہ یہ تھا کہ

(i) تین صوبوں نے اس کی مخالفت کر رکھی ہے۔

(ii) حکومت کے پاس اسے بنانے کیلئے کوئی سرمایہ نہیں ہے۔

(iii) حکومت نے لوگوں کو لڑانے کے لئے شوشا چھوڑ رکھا ہے۔

آپ کو جلدی تھی۔ زیادہ تفصیل سے اس موضوع پر گفتگو یا بحث نہ ہو سکی۔ لیکن آپ کے یہ اعتراضات کچھ ایسے دقیع نہ تھے کہ ان کا حل تلاش نہ کیا جا سکے۔!

ہمارے تھنکرز فورم میں چیئرمین چوہدری اکبر علی ایم اے، چوہدری مسعود اختر ایڈووکیٹ، پروفیسر سید شبیر حسین شاہ، چوہدری بشیر احمد بٹر ایڈووکیٹ، ڈاکٹر محمد منور، شبیر احمد ڈار، ایس ایم رضا، شبیر شاہ مدینہ، محمد اصغر گورسی شامل تھے۔

..................

اسفندیار ولی جی! آپ ایسے قدآور قومی رہنماء کا نام ملک کی صدارت کے لئے بھی لیا جانے لگا ہے۔ ہم امید رکھیں کہ آپ صوبائی سطح سے بلند ہو کر سارے صوبوں کو ایک ہی نظر سے دیکھیں گے۔ یہ یاد رہے کہ صوبہ خیبر پختون خواہ تو کبھی پنجاب کا ہی حصہ رہا ہے۔

اس وقت صورتحال یہ ہے کہ بھارت کی طرف سے آبی جارحیت کے باعث ہماری نہریں سوکھی پڑی ہیں۔ لوڈ شیڈنگ نے زندگی کو اجیرن بنا کر رکھ دیا ہے۔ کارخانے بند

Marfat.com

مزدوروں کے چولہے ٹھنڈے اور ملک تباہی کے دھانے پر کھڑا ہے۔

صدر آصف علی زرداری نے محض آپ کی خوشنودی کی خاطر کالاباغ ڈیم کو ترک کرنے کا اعلان کرایا ورنہ 1991ء کے واٹر ایکارڈ میں چاروں صوبوں کے اس ڈیم پر مکمل اتفاق کے علاوہ ان تینوں صوبوں میں اس وقت کون برسر اقتدار ہے۔ ان صوبوں کی اسمبلیوں سے کالاباغ ڈیم کے حق میں قراردادیں منظور کرانا کون سا مشکل کام ہے؟

اسفندیار ولی خاں! آج کا منظر یوں سمجھیں کہ ملک کے 17 کروڑ عوام کربلا کے وسیع میدان میں ہیں۔ کڑی دھوپ ہے۔ دور تک کوئی سایہ نہیں، پانی نایاب ہے۔ ایک بوند بھی نہیں۔ مرد و زن نڈھال ہیں۔ بچے بلک رہے ہیں۔

قریب دریائے فرات ٹھنڈے میٹھے پانی کے ساتھ ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ آپ اس کے کنارے کھڑے ہیں۔ چند سندھی قوم پرست بھی آپ کے پیچھے نظر آ رہے ہیں۔ آپ لوگوں کے ہاتھوں میں کلاشنکوفیں ہیں۔

......

اگر آپ لوگ ان پیاسوں کو پانی پینے دیں تو اس نیکی کیلئے آپ ثواب ہی نہیں کمائیں گے آپ اپنے وطن پاکستان کے اتنے مقبول اور قدآور رہنماء کہلائیں گے کہ باچہ خان تک تو شاید آپ کا قد نہ پہنچ سکے۔ پاکستان کا کوئی اور لیڈر آپ کے مونڈھے مونڈھے بھی نہیں ہو گا۔

(میں انشاءاللہ یہ کتاب لے کر خود آپ کے پاس حاضر ہوں گا)

..............................

Marfat.com

# الطاف حسین اور ایم کیو ایم

محترم...... آپ ایم کیو ایم کے ہردلعزیز لیڈر ہیں۔ اور ایم کیو ایم کا قومی سیاست میں اہم رول ہے۔ جب ساری قوم پر طالبان کی دہشت طاری تھی اور نظام عدل ریگولیشن پارلیمنٹ کی ایک ہی نشست میں بغیر بحث و تمحیص پاس کرلیا گیا تھا۔ ایم کیو ایم واحد سیاسی پارٹی تھی۔ جس نے بڑی جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے قوم کو مرعوبیت کی کیفیت سے باہر نکالا۔ اور ''اسلام'' کے نام نہاد اجارہ داروں کو چیلنج کیا۔ اس سے قبل بھی جب کبھی جاہل ملاں نے شریعت کے نام پر قوم کو یرغمال بنانا چاہا تو ملک میں ایم کیو ایم ہی تھی۔ جس نے اسے للکارا اور پسپا کیا۔ اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں۔

..........................

اس ملک کا شروع سے ہی ایک بنیادی مسئلہ فیوڈل سسٹم اور جاگیردارانہ ذہنیت ہے۔ اور کسی سیاسی جماعت کے منشور میں محض روایتی طور پر اس نظام کے خاتمے کا ذکر نہ کردیا ہو ورنہ ایم کیو ایم واحد سیاسی پارٹی ہے جس کا مطمع نظر اس جاگیردارانہ نظام کا قلع قمع ہے۔ اور جو انشاء اللہ ایک دن ہو کر رہے گا۔ اس سے انکار نہیں کہ ایم کیو ایم کا بھارت کیلئے نرم گوشہ ہے۔ یہ صورتحال قابل فہم ہے۔ اور اس کا ایک پس منظر ہے۔ یہ ''نرم گوشہ'' جب تک قومی مفادات سے براہِ راست متصادم نہ ہو۔ تو اس پر اعتراض کی گنجائش بھی نہیں ہے۔!

اس وقت پاکستان کو پانی و بجلی کے بحران کے سلسلے میں دو اہم مسائل درپیش ہیں۔ ایک تو بھارت کی آبی جارحیت ہے، سندھ طاس معاہدہ میں بھارت کو تین دریا دے کر جو تین دریا ہمیں ملے تھے۔ بھارت بلا استحقاق ان پر بھی ڈیم بنا رہا ہے۔ یا ان کے پانی کا رخ موڑ رہا ہے۔

ہمارا دوسرا مسئلہ یہ ہے۔ کہ جو پانی دریائے سندھ میں آرہا ہے اور جس میں گرمیوں میں پہاڑوں پر برف پگھلنے اور بارشوں کے باعث اضافہ طغیانی کی صورت اختیار کر جاتا

Marfat.com

ہے اور اکثر سیلاب کی صورت میں ملک میں تباہی کا باعث بنتا ہے۔ اس کو ذخیرہ کر لیا جائے۔ فطرت نے اس کے لئے شاہکار سائیٹ کالا باغ کے مقام پر دے رکھی ہے۔ فزیبلٹی کے بعد اس مقام پر ریلوے ٹریک، پختہ سڑکوں، کوارٹرز اور مطلوبہ مشینری اور دیگر ساز وسامان پر اربوں خرچ ہو چکے ہیں۔

1991ء کے واٹر ایکارڈ کی صورت میں چاروں صوبوں نے کالا باغ ڈیم پر اتفاق رائے کر رکھا ہے۔ بھارت 62 سالوں میں ہمارے دریاؤں پر 62 ڈیم کشمیر میں بنا چکا ہے۔ پاکستان کی بدقسمتی ملاحظہ ہو کہ آج تک صرف دو بڑے ڈیم بنا سکا ہے وہ بھی ایک فوجی حکمران بنا کر دے گیا ہے۔ بھارت چونکہ ہمارا دشمن ملک ہے۔ وہ یہ نہیں چاہتا کہ ہم اپنا پانی سٹور کر لیں یقین کریں۔ اب تک کالا باغ ڈیم نہ بنا کر ہم کتنے سو کھرب ڈالر کا پانی سمندر میں پھینک چکے ہیں۔ اس میں جتنی دیر ہو رہی ہے۔ یہ نقصان ہی نقصان ہے۔ ایم کیو ایم کی حب الوطنی پہ بھروسہ کرتے ہوئے ہم یہ یقین کرتے ہیں کہ وہ اس ڈیم کی تعمیر کی اپنے انداز میں بھرپور حمایت کرے گی۔

اطمینان کی بات یہ ہے۔ کہ ایم کیو ایم جس نے صدر پرویز مشرف کے زمانے میں کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے خلاف اتنا سخت سٹینڈ لیا تھا۔ کہ پرویز مشرف کے ارادے کو متزلزل کر کے رکھ دیا۔ آج اس کے مؤقف میں خوشگوار تبدیلی آ چکی ہے۔

ایم کیو ایم کے پنجاب کنونشن سے قبل جماعت کے ممتاز رہنماء ڈاکٹر فاروق ستار نے پانی اور بجلی کے بحران کے حوالے سے کالا باغ ڈیم کے منصوبے پر قومی کانفرنس بلانے کا مطالبہ کر دیا ہے۔ جماعت مبارک باد کی مستحق ہے

--------------

Marfat.com

# کالا باغ ڈیم اور ہمارا مؤقف

قاضی حسین احمد، امیر جماعت اسلامی

کالا باغ ڈیم کے مسئلے پر گزشتہ دنوں بعض اخبارات نے میرے بیانات کو جس انداز سے شائع کیا، اس سے یہ تاثر قائم ہوا ہے کہ گویا میں کالا باغ ڈیم کا مخالف ہوں، یہ بات صحیح نہیں ہے۔ کالا باغ ڈیم کے اعلان سے بہت پہلے ۲۵ کو نیوز ایجنسی کو انٹرویو دیتے ہوئے میں نے کالا باغ ڈیم کے بارے میں ایک فارمولا دیا تھا، جو ۲۶ مئی کے تمام اخبارات میں شائع ہو چکا ہے، میں دلی طور پر نہ صرف کالا بغ ڈیم بلکہ بہت سارے ڈیم بنانے کا قائل ہوں۔ یہ ہماری خود کفالت، زرعی و معاشی بہتری اور سستی بجلی کی فراہمی کیلئے بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو قدرتی وسائل دیئے ہیں، ان کے صحیح استعمال کا تقاضا بھی یہی ہے کہ دریاؤں کے پانی کو ضائع ہونے سے بچایا جائے اور ڈیموں کے ذریعے اسے محفوظ کر کے اپنی زمینیں سیراب کی جائیں۔ اس طرح ہماری غلے اور خوراک کی ضروریات بھی پوری ہونگی اور اس کی درآمد پر جو قیمتی زرمبادلہ خرچ ہوتا ہے، وہ بھی بچے گا اور بجلی کی ضروریات بھی وافر مقدار میں اور سستی پوری ہونگی۔ وزیراعظم نواز شریف نے کالا باغ ڈیم کی تعمیر کا اعلان جس غیر دانشمندانہ انداز سے کیا ہے اس سے پورے ملک کے اندر انتشار کی فضا پیدا ہو گئی ہے چاہیے تو یہ تھا کہ میاں نواز شریف چاروں صوبوں کو اعتماد میں لیتے اور اتفاق رائے پیدا کرنے کی کوشش کرتے، اس کے لیے ما ہرین کے مشورے سے ایک پیکیج کا اعلان کرتے، کالا باغ ڈیم سے جو صوبہ جتنا متاثر ہوتا ہے، اس کے مطابق اسے فائدہ پہنچانے کا فارمولا پیش کرتے۔ میاں نواز شریف نے اپنی پارٹی، حتی کہ کابینہ کو بھی اس مسئلے پر اعتماد میں نہیں لیا اور ہیرو بننے کے انداز میں اعلان کر دیا کہ "میں کالا با غ ڈیم کا دھماکہ کرنے لگا ہوں" ان کے اس اعلان پر ان علاقائی جماعتوں نے مخالفت کا طوفان کھڑا کر دیا جو علاقائی تعصب ابھار کر اپنی سیاست کی دکان چمکاتے ہیں۔ بدقسمتی سے میاں نواز شریف صاحب اور ان کے بھائی شہباز شریف بھی اب اسی گروہ میں شامل نظر آتے ہیں۔ ان کے اس اعلان کی سب زیادہ مخالفت ان کی اپنی پارٹی کے اندر ہوئی۔ پہلے انہوں نے بیان دیا کہ

Marfat.com

کالا باغ ڈیم ہر قیمت پر تعمیر ہو گا۔ اگر وہ یہ اعلان چاروں صوبوں میں اپنی پارٹی کے لوگوں اور دوسری حلیف جماعتوں کو اعتماد میں لینے کے بعد کرتے تو ان کے اپنے اعلان سے پسپائی اختیار نہ کرنا پڑتی۔ آج وہ کہہ رہے ہیں کہ جب تک چاروں صوبوں کا اتفاق رائے پیدا نہیں ہوتا کالا باغ ڈیم کی ایک اینٹ بھی نہیں رکھی جائے گی ہم نے پیکیج میں رائلٹی کی تجویز دی تھی، آج وہ رائلٹی چاروں صوبوں کو دینے کی بات کر رہے ہیں۔ ہم نے تجویز پیش کی تھی کہ ۲۰ سالہ ترقیاتی پلان تیار کیا جائے، جس میں کالا باغ ڈیم کے ساتھ ساتھ دوسرے منصوبے بھی شروع کئے جائیں۔ اس میں ہائیڈرو الیکٹرک پاور جنریشن کو بنیادی اہمیت دی جائے۔ دریاؤں کے پانی کا ٹھیک استعمال کرنے کی یقین دہانی کرائی جائے جس سے چاروں صوبوں کو فائدہ حاصل ہو، پانی کی تقسیم کا فارمولا پہلے طے ہو چکا ہے۔ اس تقسیم کے مطابق چاروں صوبوں کی رضامندی سے اس کے مطابق آب رسانی کی سکیموں پر بھی اتفاق رائے پیدا کیا جا سکتا ہے۔ ڈیموں کی تعمیر' آب رسانی کی سکیموں' بنجر زمینوں کی آباد کاری' متاثرین کے معاوضے' زمینوں کے بچاؤ' سیم زدہ زمینوں کو کارآمد بنانے کی سکیموں اور متاثرین کو مناسب معاوضہ جات دینے کی سکیموں کا ایک بیس سالہ ترقیاتی پیکیج چاروں صوبوں کے ماہرین کے مشورے سے تیار ہو سکتا ہے۔ جس پر چاروں صوبوں کے عوام کو مطمئن کر دیا جائے۔ متاثرہ علاقے کے لوگوں کو متبادل زمینیں اور متبادل راستے فراہم کئے جائیں۔ کالا باغ ڈیم سے صوبہ سرحد متاثر ہوتا ہے۔ اس کے لیے انڈسٹریل پیکیج دیا جائے اور صوبہ کے دوسرے دریاؤں پر منڈا ڈیم کی تعمیر کا منصوبہ بنایا جائے۔ کالا باغ ڈیم مکمل ہوتے ہی جس کی مدت تکمیل آٹھ سال ہے بھاشا ڈیم کی تعمیر کا کام شروع کر دیا جائے اور اس کی فیزی بیلٹی رپورٹ ابھی سے بنانی شروع کر دی جائے۔ اس طرح پنجاب کی بنجر زمینیں سیراب ہوں تو ساتھ ساتھ صوبہ سرحد کی زمینوں کو بھی پانی فراہم ہو سکے۔ کالا باغ ڈیم کی تعمیر پر سندھیوں کو اعتراض ہے کہ صوبہ سندھ کے پانی پر پنجاب کی اجارہ داری قائم ہو جائے گی۔ پہلے بھی بڑے زمیندار پانی چوری کرتے ہیں اور سندھ کو اپنے حصے کا پورا پانی نہیں ملتا۔ ان کے اس اعتراض کو دور کرنے کے لئے ہماری تجویز یہ ہے کہ سندھ میں ایسی جگہیں تلاش کی جائیں جہاں پانی کا ذخیرہ کیا جا سکے۔ موسم برسات کا پانی جمع کیا جا سکے۔ اگرچہ یہ مشکل کام ہے

Marfat.com

لیکن قابل عمل ہے سندھ کے ماہرین کا کہنا ہے کہ ایسے علاقے موجود ہیں جہاں پانی ذخیرہ کرنے کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔ یوں پانی سمندر میں گر کر ضائع ہونے سے بھی بچ جائے گا اور اس کے استعمال سے زمینیں بھی آباد ہونگی۔ رائلٹی کا ایک ایسا فارمولا وضع کیا جائے جس سے چاروں صوبوں کو مناسب حصہ ملے۔ بیس سال کے اس پیکیج سے دوسرے صوبوں کے لئے جن رعایتوں اور سہولتوں کا اعلان ہوگا اس سے عوام کو اعتماد میں لیا جا سکے گا۔ ہم لوگوں کو بتا سکیں گے کہ کالا باغ ڈیم، سندھ کی آب رسانی سکیمیں، منڈا ڈیم اور بھاشا ڈیم ایک وسیع المدت قومی ترقیاتی پروگرام کا حصہ ہے۔ جس کا فائدہ پوری قوم اور اس کے ہر علاقے کو پہنچے گا۔ ان منصوبوں کا مقصد ملک کو آباد کرنا ہے، ملک میں تفرقہ پیدا کر کے ملک توڑنا نہیں ہے۔ پنجاب محب وطن صوبہ ہے تو دوسرے صوبے بھی محب وطن ہیں۔ ملک دشمن عناصر نے اس ڈیم کی آڑ میں ان صوبوں کو پنجاب کے مقابلے میں لا کھڑا کیا ہے۔ اس کی ساری ذمہ داری وزیر اعظم نواز شریف اور میاں شہباز شریف پر عائد ہوتی ہے ان کے اقدامات سے انہیں اب قومی لیڈر کی حیثیت سے نہیں دیکھا جاتا۔

## کالا باغ ڈیم کی تعمیر سے خوشحالی آئے گی، ڈاکٹر وسیم اختر

لاہور (سپیشل رپورٹر) کالا باغ ڈیم کی تعمیر سے بڑے پیمانے پر خوشحالی آ سکتی ہے۔ ان خیالات کا اظہار ڈاکٹر وسیم اختر امیر جماعت اسلامی پنجاب نے کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس کے ساتھ ساتھ زیادہ افراد کو روزگار کے مواقع فراہم کئے جا سکیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ملک دشمن عناصر امریکہ اور بھارت اس کی تعمیر نہیں چاہتے۔ اس سے نہ صرف لوڈ شیڈنگ کا خاتمہ ہوگا بلکہ بجلی سستے داموں مل سکے گی۔ کسانوں کو درپیش پانی کے مسائل حل ہوں گے۔ 60 سے 70 لاکھ ایکڑ زمین قابل کاشت ہونے سے اجناس کی پیداوار میں اضافہ ہوگا۔

روزنامہ 'انصاف'۔ 22 دسمبر 2010ء

Marfat.com

# میں نے قاضی صاحب کی خدمت میں عرض کی

شریف فاروق (پشاور)

طویل پس منظر کی روشنی میں آج سے آٹھ دس سال قبل جب قاضی صاحب بطور امیر جماعت اسلامی پاکستان' پشاور تشریف لائے تو راقم نے مرکز اسلامی پشاور میں ان سے ملاقات کی اور ان سے عرض کیا:۔

''ہماری دینی اور سیاسی جماعتوں کا ایجنڈا عصر حاضر کے تقاضوں کے قطعی ہم آہنگ نہیں ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر دینی اور سیاسی جماعت دینی اور سیاسی تعلیمات کے ساتھ ساتھ اقتصادی' صنعتی' تجارتی' زرعی' سائنسی' فنی اور انجینئرنگ کے محاذوں پر اپنا پروگرام پیش کرے۔'' راقم نے کہا'' بالخصوص جماعت اسلامی اس لئے ایسا کرے کیونکہ کسی دوسری دینی یا سیاسی جماعت کے پاس ایسی تنظیم نہیں جس کا جماعت اسلامی کی طرح اپنا ایک جامع سیکرٹریٹ موجود ہو اس لئے وہ یہ فریضہ انجام دے سکتی ہے'' راقم نے مزید کہا:

''کس قدر افسوس کی بات ہے کہ پاکستانی پنجاب میں گندم کی فی ایکڑ پیداوار (غالباً) 18 بیس من فی ایکڑ ہے جبکہ بھارتی پنجاب میں فی ایکڑ پیداوار ستر اسی من فی ایکڑ ہے آج بھارتی پنجاب میں ڈیمز کی وجہ سے ہریانہ سمیت دوسرے مقامات پر کاشتکاروں کو مفت بجلی مہیا کی جا رہی ہے جبکہ ہمارے ہاں کاشتکاروں کیلئے فی یونٹ بجلی کی قیمت کا جو حشر ہو رہا ہے وہ سب پر واضح ہے...... میں ''زورِ خطابت'' سے کام لینے سے پہلے ایک لطیفہ انہیں تو نہ سنا سکا آپ کو سنائے دیتا ہوں:۔

''چند سال قبل بھارتی پنجاب کی زرعی یونیورسٹی کے خالصہ جی وائس چانسلر نے فیصل آباد زرعی یونیورسٹی کی سالانہ تقریبات میں حصہ لیتے ہوئے اپنے خاص انداز میں زندہ دلی سے کہا:

''میں بھی زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کا فارغ التحصیل ہوں۔تمام تجربات میں نے یہیں سے حاصل کئے۔ہمارے پنجاب اور آپ کے پنجاب کی زمین' پانی اور ہوا ایک ہی طرح کی ہے

Marfat.com

لیکن اس کی کیا وجہ ہے کہ ہمارے ہاں فی ایکڑ گندم 75-80 من فی ایکڑ ہے اور آپ کے ہاں اٹھارہ بیس من فی ایکڑ ہے؟''
اور پھر مخصوص بے تکلفانہ انداز میں کہنے لگے:۔ ''اوئے بھراؤ......اے دسو سکھ تسی کہ اسیں آں؟
یعنی ......او بھائیو! یہ بتاؤ سکھ (بیوقوف) تم ہو یا سکھ (بیوقوف) ہم ہیں؟ یہ لطیفہ ہمارے لئے واقعی چشم کشا ہونا چاہئے۔ اس لطیفہ سے قطع نظر میں نے عرض کیا:۔
''بھارت اور چین جاپان کی بات تو چھوڑیے میں نے یورپ اور امریکہ کی سیاست جماعتوں کے منشور دیکھے ہوئے ہیں جن میں انتخابی مہم کے دوران میں نیوکلیئر ٹیکنالوجی اور خلائی پروگراموں کے علاوہ فی ایکڑ پیداوار میں اضافوں' اجتماعی فلاحی اقدامات کا خصوصی ذکر کیا جاتا ہے اور اپنے بعض مشاہدات کا ذکر کرتے ہوئے کہا'' قاضی صاحب! اس وقت پاکستان کا سب سے بڑا اور کٹھن مسئلہ اقتصادی بدحالی' غربت' افلاس' پسماندگی اور عالمی دریوزہ گری ہے اس کا خاتمہ ترقیاتی منصوبوں' انرجی کرائسس کے خاتمے اور آبی وسائل کے بغیر ممکن نہیں ہوگا۔''
نوائے وقت۔ 23 اپریل 2008ء
Marfat.com

# عمران خان اور تحریک انصاف

عمران خاں نے عالمی کپ جیت کر کرکٹ کی دنیا میں اپنا اور اپنے پیارے وطن کا نام روشن کیا۔ شوکت خانم کینسر ہسپتال کے توسط سے دکھی انسانیت کی خدمت کا بیڑہ اٹھایا۔ تعلیم کے میدان میں نمل کالج کا پودا لگایا۔ جس میں ایک گھنے سایہ دار اور تنا آور پیڑ یعنی یونیورسٹی میں تبدیل ہونے کے شواہد موجود ہیں وہ ہماری سیاست کے میلے کچیلے تالاب میں اترے ہیں تو کنول کے پھول کی طرح انکی انفرادیت نظر آرہی ہے۔

مجھے ان کے بعض خیالات سے اختلاف ہے ان سے بھی آمر پرویز مشرف سے قربت اور امیدیں وابستہ کرنے جیسی غلطیاں سرزد ہوئیں لیکن اب اس کرپٹ سوسائٹی میں بلاشبہ نظریں انکی جانب اٹھ رہی ہیں وہ نوجوان نسل کی امیدوں کا مرکز بن چکے ہیں۔

کشمیر کی تاریخ ''راج ترنگنی'' کے مصنف کا تجزیہ ہے کہ ''راجہ'' اس کو ہونا چاہیے جس کا خاندان ساتھ پشتوں سے ''سیر چشم'' چلا آرہا ہو مگر ہمیں جنم جنم کے ایسے بھوکوں سے واسطہ پڑا ہے جن کی بھوک مٹتی نہیں ہے عمران خان کی جماعت تحریک انصاف آنے والے عام انتخابات میں ''سرپرائز'' دینے کی پوزیشن میں آچکی ہے۔

مجھے ان سے سخت گلہ تھا وہ ایک زمانے میں کالاباغ ڈیم کے عاشق تھے نہ صرف پنجاب بلکہ سرحد میں جا کر پبلک جلسوں میں کالاباغ ڈیم کے حق میں تقریریں کرتے تھے مگر پھر وہ کالاباغ ڈیم کو۔۔۔ع بھولے تو یوں کہ جیسے کبھی آشنا نہ تھے۔

سوال یہ ہے کہ کیا کالاباغ تعمیر ہو گیا تھا یا اس کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی۔ عمران خان جی آپ سے بڑی توقعات وابستہ ہیں یہ پراجیکٹ آپ کی خصوصی توجہ کا منتظر ہے اسے مایوس نہ کریں۔ عمران خان کے خلاف شکایت لکھ چکا تھا کہ اچانک اخبار میں ایک اچھی خبر نظر سے گزری یہ اعلان تھا کہ تحریک انصاف کے چیئرمین جناب عمران خان کالاباغ ڈیم کے حوالے سے فعال ہو گئے ہیں اور انہوں نے مخالفین کو قائل کرنے کیلئے باقاعدہ مہم شروع

Marfat.com

کردی ہے ٹیلی فونک رابطے ہو رہے ہیں انصاف سٹوڈنٹس بھی کالاباغ ڈیم کی تعمیر کے حق میں مہم چلائیں گے یہ بڑی مثبت پیش رفت ہے اسی خبر سے تصدیق ہوتی ہے کہ جناب عمران خان کالاباغ ڈیم کے حوالے سے واقعی ''غافل'' ہو چکے تھے چلو دیر آئید درست آئید کہہ کر ان کو معاف کر دیتے ہیں وہ یقیناً اپنی ''لیٹ'' کا کماحقہ ازالہ کریں گے اس کے لئے عمران خان اور محترم ہارون رشید کو مبارکباد دیتا ہوں۔

اب تو وکی لیکس نے بھی عمران خان کی انفرادیت کی تصدیق کر دی ہے وہ امریکی کشش ثقل سے تاحال باہر ہیں عمران خان کی عزت نفس اور جرات رندانہ ان کو بڑی سے بڑی عالمی قوت سے بھی مرعوب نہیں ہونے دیتی ہمیں یقین ہے کہ اب وہ کالاباغ ڈیم کی تعمیر کیلئے شروع ہونے والی تحریک میں راہنمارول ادا کریں گے۔

Marfat.com

# تحریک انصاف کی طرف سے مسلم لیگ "ن" پر کسانوں کے مفادات کو نقصان پہنچانے کا الزام

لاہور (دی نیوز) 19 جنوری 2010ء

پاکستان تحریک انصاف کے رہنماء عمر سرفراز چیمہ سیکرٹری اطلاعات نے ایک بیان میں مطالبہ کیا ہے کہ اگر خادم اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صوبے کے حقوق اور مفادات کا تحفظ نہیں کر سکتے تو انہیں اقتدار سے الگ ہو جانا چاہیے۔

انہوں نے کہا مسلم لیگ (ن) نے صوبہ کے کاشتکاروں کو ہمیشہ نقصان پہنچایا ہے مارچ 1991ء میں دوسرے صوبوں سے سیاسی حمایت لینے کی خاطر معروف واٹر ریکارڈ 1991ء میں پنجاب کے کسانوں کو چالیس لاکھ ایکڑ فٹ پانی سے محروم کردیا گیا لیکن مسلم لیگ (ن) نے یہ معاہدہ کرتے ہوئے کالا باغ ڈیم کی تعمیر کیلئے کچھ بھی نہ کیا۔

1992ء میں بھارت نے بگلیہار ڈیم بنانے کا نوٹس دیدیا مسلم لیگ ن کی حکومت خاموش رہی اور بھارت نے سندھ طاس معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے تیس لاکھ چوبیس ہزار ایکڑ فٹ پانی کا ذخیرہ آب تعمیر کرلیا

1997-99ء میں مسلم لیگ (ن) کی حکومت کی پارلیمنٹ میں دو تہائی اکثریت تھی مگر وہ کالا باغ ڈیم پر صوبوں میں اتفاق رائے کے حوالے سے کوئی پیش رفت نہ کر سکی، تحریک انصاف کے رہنماء نے الزام عائد کیا ہے کہ 2008ء میں بھارت نے ڈیم کو بھرنے کیلئے دریائے چناب سے دو لاکھ ایکڑ فٹ پانی کشید کرلیا، یوں پنجاب کا 91 لاکھ ایکڑ زرعی رقبہ پانی کو ترس کر رہ گیا انہوں نے کہا کہ آج بھی پنجاب کی یہ حالت ہے کہ ارسا چشمہ جہلم لنک کینال سے پنجاب کو پانی دینے سے انکار کر رہا ہے اور پنجاب حکومت خاموش ہے اس سے جھنگ، اپر ٹوبہ ٹیک سنگھ، خانیوال، لیہ، بھکھر، مظفر گڑھ، وہاڑی اور لودھراں کے اضلاع کا 50 لاکھ ایکڑ زرعی رقبہ بری طرح متاثر ہو رہا ہے۔

Marfat.com

ڈاکٹر پروفیسر طاہر القادری کے فرزند ارجمند حسین محی الدین قادری رقم طراز ہیں

# افسوسناک ڈیم کہانی

## کالا باغ ڈیم

حکومت نے 2008ء میں کالا باغ ڈیم منصوبہ کو ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔ اس ڈیم کی تعمیر کا خیال پہلی مرتبہ نصف صدی قبل 1953ء میں آیا تھا۔ 1987ء میں اس پر اخراجات کا تخمینہ 5 ارب 1 کروڑ 53 لاکھ ڈالر تھا۔ اس وقت ڈالر 32 روپے کا تھا جبکہ اکتوبر 2008ء میں ڈالر 84 روپے سے بھی تجاوز کر گیا۔ اس حساب سے اس کی لاگت 10 ارب ڈالر سے بھی بڑھ چکی ہے۔ دوسری طرف کالا باغ ڈیم سے 6.1 ملین ایکڑ فٹ پانی ذخیرہ کرنے کی صلاحیت حاصل ہو جائے گی۔ جبکہ اس کے بجلی گھر کو 24 ہزار میگا واٹ سے زائد بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت حاصل ہو گی۔ اس طرح اگر یہ ایک ہی ڈیم بن جاتا تو آج پاکستان میں لوڈ شیڈنگ نہ ہوتی اور نہ عوام بلیک آؤٹ کی اذیت برداشت کرتے۔ اس کے ساتھ ساتھ قومی معیشت بھی کہیں زیادہ مستحکم ہوتی۔

کالا باغ ڈیم کے فوائد

پاکستان میں ڈیم نہ بننے سے جہاں عوام کو لوڈ شیڈنگ جیسے مسائل کا سامنا ہے تو وہیں قومی معیشت بھی لڑکھڑا رہی ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق اگر ہم نے بڑے ڈیم نہ بنانے کی حماقت جاری رکھی تو 2013ء تک ملک میں پیداوار کم ہونے سے گندم کی قیمت 100 روپے کلو تک پہنچ جائے گی۔ دوسری جانب پانی کی وافر مقدار کے بعد پنجاب کی ایک لاکھ ایکڑ اراضی سیراب ہونے سے اتنی گندم پیدا ہو گی جو پورے مشرق وسطیٰ کو برآمد کی جا سکے گی۔

ڈیم نہ ہونے کی وجہ سے ہم سالانہ 30 ملین ایکڑ فٹ پانی سمندر میں ضائع کر دیتے ہیں۔ کالا باغ ڈیم سے اس قیمتی پانی کو ذخیرہ کیا جا سکتا تھا۔ جس سے نہ صرف ہم بجلی و آبپاشی

Marfat.com

کے لئے پانی حاصل کر سکتے تھے بلکہ سیلاب کے عذاب سے بھی بچ جاتے۔ پاکستانی ڈیموں میں 87 فیصد پانی صرف خریف کے موسم میں آتا ہے جبکہ استعمال صرف 7 فیصد ہوتا ہے۔ اس کے برعکس ربیع میں 17 فیصد پانی دریاؤں میں آتا ہے اور ضرورت 40 فیصد ہوتی ہے۔ اگر کالا باغ ڈیم ہوتا تو ہم خریف میں ضائع ہونے والا پانی جمع کر کے ربیع میں استعمال کر سکتے تھے۔ اس اہم ڈیم کی تعمیر سے سندھ کو 40 لاکھ (ایم اے ایف) پانی اضافی مل سکتا ہے۔

کالا باغ ڈیم میں ملک کے چاروں دریاؤں کا پانی اکٹھا کرنے کی صلاحیت موجود ہے جس میں 6.10 ایم اے ایف پانی ذخیرہ اور 3600 میگاواٹ بجلی پیدا کی جاسکتی ہے اور یہ 260 فٹ اونچا ہے۔ اس کی نسبت بھاشا ڈیم کی اونچائی 908 فٹ ہے۔ اس طرح کالا باغ ڈیم سے صرف تین مدات میں 14 سوا ارب روپے کا مالی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اگر یہ دونوں ڈیم آج بن جائیں تو 2 برسوں سے ملنے والے فوائد سے اخراجات کی ساری قیمت پوری ہو جائے گی۔ اس اہم منصوبے پر 40 رپورٹس اور اربوں روپے کا قومی سرمایہ خرچ ہو چکا ہے۔

ان کی کتاب ''پاکستان میں بجلی کا بحران اور اس کا حل'' سے ماخوذ

--------

Marfat.com

# شیخ رشید احمد صدر عوامی مسلم لیگ

شیخ صاحب! آپ سے یاداللہ ہے۔ آپ گجرات کی فضاؤں میں چہچہاتے رہے ہیں۔ کالا باغ ڈیم تمام مسلم لیگوں (ن، ق، ف، ع) کے منشوروں میں سرفہرست ہے۔ اس مسئلے کی اہمیت کے بارے آپ سے کچھ عرض کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے برابر ہے۔ میرے نزدیک اس مسئلے کو ''اگنور'' کرنا ''گناہ'' کے مترادف ہے۔ آپ الیکٹرانک میڈیا کے ہردلعزیز تجزیہ کار ہیں۔ ذرا اپنی صلاحیتوں کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے اس کا ذکر آگے بڑھانے میں بھرپور رول ادا کریں۔

کالا باغ ڈیم کے حوالے سے باقاعدہ تحریک کی ضرورت ہے۔ گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے اس مسئلہ پر زبردست سٹینڈ لیا ہے۔ مگر سلمان تاثیر کی راہ میں رکاوٹ بھی ڈالی جا سکتی ہے۔ حکومت اقتدار کے حوالے سے پل صراط پر چل رہی ہے اسے حمایت کے لئے اے این پی کے ووٹوں کی سخت محتاجی ہے۔

اے این پی والوں سے رابطہ کرنے کے لئے دوسرے لوگوں کو سامنے آنا چاہئے۔ آپ اس حوالے سے اپنا فعال کردار ادا کریں۔

..............................

Marfat.com

# ڈاکٹر شیر افگن

ڈاکٹر صاحب! مجھے یاد پڑتا ہے کہ جب موجودہ وفاقی وزیر لوڈ شیڈنگ نے اپنے باس کے اشارے پر کالا باغ ڈیم ترک کرنے کے حوالے سے اعلان کیا تھا تو آپ نے اس کی سخت مذمت کی تھی اور کالا باغ ڈیم کے حق میں بیان دیا تھا۔ مجھے وہ دن بھی یاد ہیں۔ جب آپ پیپلز پارٹی میں تھے۔تو آپ چودھری قمر الزمان کائرہ اور دوسرے دوست کالا باغ ڈیم کی تعمیر کیلئے بے تاب تھے۔

بظاہر آج کالا باغ ڈیم کے حوالے سے حالات زیادہ سازگار ہیں یعنی وفاق اور مخصوص تین صوبوں میں ایک ہی اتحاد برسر اقتدار ہے۔

1991ء کے واٹر ایکارڈ میں کالا باغ ڈیم پر چاروں صوبوں کے مابین اتفاق رائے موجود ہے۔اس معاہدے کے تحت پنجاب 18 سال سے پانی کے حوالے سے زبردست مار کھا رہا ہے۔آج شریف برادران کی آواز میں 'وزن' ہے۔

مگر عجیب بات ہے۔شریف برادران اس پر توجہ ہی نہیں دے رہے۔آصف علی زرداری ولی خاں فیملی سے تعلقات سے فائدہ اٹھا کر ان کو قائل کرنے کی بجائے الٹا صوبے کے نام کی طرح کالا باغ ڈیم کا تحفہ بھی پلیٹ میں رکھ کر دینا چاہتا ہے حالانکہ صوبہ سرحد کا فائدہ کالا باغ ڈیم میں ہے۔یہ ڈیم سارے پاکستان کیلئے ہے۔مگر مقامی طور پر بھی یہ صرف پنجاب میں واقع نہیں ہے بلکہ پنجاب اور سرحد میں ہے۔ان کو رائیلٹی اور دیگر مراعات کے حوالے سے مطمئن بلکہ خوش کریں۔

ڈاکٹر صاحب! یہ عظیم قومی کاز ایک تحریک کا طلبگار ہے۔کالا باغ ڈیم کے قریب ترین ہونے کے حوالے سے آپ کا ''حق شفع'' فائق ہے۔جو رول آپ کو قدرت نے تفویض کیا ہے اسے ادا کریں۔

Marfat.com

# سرحد سے ہی جواب آگیا

Marfat.com

# کالاباغ ڈیم......سرحد کے لئے فوائد

راجہ سکندر زمان

صوبہ سرحد کے سینئر وزیر اور سابق وزیر بجلی و پانی راجہ سکندر زمان نے پشاور میں اخبار نویسوں سے باتیں کرتے ہوئے کہا ہے کہ کالاباغ ڈیم کی تعمیر سے نہ صرف ملک بھر بلکہ صوبہ سرحد کو بھی فائدہ پہنچے گا صوبہ کے جنوبی علاقہ کی وسیع بنجر اراضی سیراب ہو سکے گی۔ جو لوگ اس ڈیم کی مخالفت کر رہے ہیں انہیں کالاباغ ڈیم کے فوائد معلوم نہیں۔ کالاباغ ڈیم کی تعمیر کا منصوبہ ایک خالص فنی منصوبہ ہے اور اس کا مقصد کسی ایک صوبے یا علاقے کو فائدہ یا نقصان پہنچانا نہیں بلکہ ملک کی توانائی کی ضروریات پوری کرنے کے ساتھ ساتھ پنجاب اور سرحد میں آبپاشی کے ضمنی فوائد حاصل کرنا ہے مگر بعض لوگوں نے اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے اس فنی منصوبے کی مخالفت شروع کر رکھی ہے جس سے نہ صرف یہ کہ ملک کی اقتصادیات کو نقصان پہنچ رہا ہے بلکہ صوبوں کے درمیان غلط فہمیاں بھی جنم لے رہی ہیں ملک گزشتہ آٹھ دس سال سے بدترین لوڈشیڈنگ کی زد میں ہے اور سالانہ اربوں کا معاشی نقصان ہو رہا ہے۔ حالانکہ پاکستانی اور غیر ملکی ماہرین اس منصوبے کو قابل عمل قرار دے چکے ہیں اور اس کے سلسلے میں صوبہ سرحد اور سندھ کے بعض حلقے جن خدشات کا شکار ہیں ان کی نفی کر چکے ہیں۔ حب الوطنی کا تقاضہ یہ ہے کہ یہ منصوبہ فی الفور شروع کیا جائے تاکہ اگلے چار پانچ سال میں ہم توانائی کے بحران پر قابو پانے میں کامیاب ہو سکیں۔ راجہ سکندر زمان سرحد کے سربرآوردہ سیاستدان ہیں اور پانی اور بجلی کے وفاقی وزیر کی حیثیت سے کالاباغ ڈیم کے مسئلہ سے براہِ راست منسلک رہے ہیں اس لئے ان کے بیان کو سنجیدگی سے لینے کی ضرورت ہے خاص طور پر سرحد اسمبلی میں ان کے حلیف اے این پی کے ارکان اور قائدین کو بھی قومی نقطہ نظر سے اس مسئلہ پر غور کر کے کوئی حل نکالنا چاہئے وفاقی حکومت اے این پی کو حکومت میں شامل کرنے کے بعد اس امر کی مکلف ہے کہ وہ اس قومی اہمیت کے منصوبے پر عمل شروع کرے اور کسی دباؤ کا شکار نہ ہو اگر صنعتی ترقی کا عمل شروع کرنا ہے تو پھر کالاباغ ڈیم کی تعمیر کا آغاز بھی کرنا پڑے گا ورنہ سب اعلانات دھرے کے دھرے رہ جائیں گے۔

روزنامہ نوائے وقت...... 28 ستمبر 1991ء

Marfat.com

# سرانجام خاں کا انٹرویو

روز نامہ پاکستان......لاہور

س: فوجی ماہرین کی طرف سے کالا باغ ڈیم کے حق میں تجاویز کے سامنے آتے ہی ANP نے جو ردعمل ظاہر کیا ہے اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

ج: پاک فوج ملک کا انتہائی باوقار ادارہ ہے۔ پاک فوج کے لوگ بھی ہم میں سے ہیں اور ان کی سوچ انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی ہے لہٰذا جو بھی بات کریں گے ملک وقوم کے مفاد میں ہوگی۔ اگر ANP کو اب بھی کسی قسم کی خوش فہمی ہے تو ہم ہزارہ ڈویژن کو ایک طرف رکھتے ہوئے کالا باغ ڈیم کے مسئلہ پر صوبہ میں ریفرنڈم کرانے کو تیار ہیں۔ تاکہ ANP کو اپنی حیثیت کا بخوبی اندازہ ہو سکے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم پاکستانی سوچ کو اپنائیں۔ بدقسمتی سے بعض لوگوں میں اس کا فقدان پایا جاتا ہے۔ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کمزور ہے تو وہ غلط فہمی کا شکار ہے۔ 1997ء کے عام انتخابات میں PML نے صوبہ میں 5,91 لاکھ ووٹ حاصل کئے جبکہ ANP نے مجموعی طور پر 3 لاکھ 71 ہزار ووٹ لئے' ان تمام باتوں کے باوجود ہم چاہیں گے کہ کالا باغ ڈیم کا مسئلہ افہام وتفہیم سے حل ہو۔

روزنامہ' پاکستان'.....10-5-1999

.............................................

# کالا باغ ڈیم

## سینیٹر انور کمال کا بیان

پشاور (NNi) مسلم لیگ سرحد کے نائب صدر اور پانی وبجلی کیلئے سینٹ کی مجلس قائمہ کے رکن سینیٹر انور کمال خاں مروت نے کالا باغ ڈیم کی تعمیر کو وقت کا تقاضا قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ ہم ANP کی گیدڑ بھبکیوں سے نہیں ڈرتے۔ خدا کرے یہ ڈیم جلد از جلد بن جائے پھر ہم دیکھیں گے کہ ANP والے کس طرح اس کے قریب آتے ہیں۔ یہ لوگ اگر

Marfat.com

اپنے آپ کو پختون کہتے ہیں تو ہم بھی پختون ہیں۔ ہم نے کوئی چوڑیاں نہیں پہنی ہیں اور اینٹ کا جواب پتھر سے دینا جانتے ہیں۔ NNi کو خصوصی انٹرویو دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہمیں ڈیم کے بارے میں سینکڑوں مرتبہ بریفنگ دی جا چکی ہے کہ اس سے نوشہرہ' جہانگیرہ کو کوئی خطرہ نہیں۔ ایسا ہوتا تو ہم کبھی بھی اس کی حمایت نہ کرتے جبکہ دوسری طرف اس سے جنوبی اضلاع کی لاکھوں ایکڑ ارضی سیراب ہوگی۔ انہوں نے کہا ANP والے صرف چارسدہ اور صوابی کے لوگوں کو پختون سمجھتے ہیں۔ تربیلا ڈیم اور غازی بھروتھا سے بھی ہزاروں لوگ متاثر ہوئے ہیں۔ ان لوگوں نے ان کے خلاف کیوں آواز نہیں اٹھائی۔ حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں کو جنوبی اضلاع کی ترقی گوارہ نہیں وہ سمجھتے ہیں کہ اگر جنوبی اضلاع نے ترقی کر ڈالی تو سیاست اور معیشت میں چارسدہ والوں کی چودہراہٹ ختم ہو جائیگی۔ کالا باغ ڈیم کے بارے میں صوبائی اسمبلی کی قراردادوں کے بارے میں انہوں نے کہا کہ مرکز ان قراردادوں پر عمل کرنے کا پابند نہیں ہے۔ یہ قراردادیں سفارش ہوا کرتی ہیں اور سفارش کو کبھی تسلیم کیا جاتا ہے اور کبھی رد۔ انہوں نے کہا کہ اے این پی اپنی سیاست چمکانے کے لئے نان ایشوز کو ایشو بنا رہی ہے۔ کالا باغ ڈیم' پختونخواہ اور صوبائی خودمختاری سرے سے ایشوز ہی نہیں ہیں۔ 73ء کے آئین کے پہلے صفحے پر صوبے کا نام NWFP ہے۔ جس پر ولی خان نے خود دستخط کئے ہیں۔ اس وقت ان کو پختونخواہ کا خیال کیوں نہیں آیا۔ انہوں نے کہا نواز شریف نے خواہ مخواہ اے این پی والوں کو حب الوطنی کا سرٹیفکیٹ دے دیا حالانکہ ان کی مثال کتے کی دم جیسی ہے جسے اگر ہزار سال بھی پتھر کے نیچے رکھ دیا جائے لیکن جب بھی پتھر اٹھایا جائیگا تو دوبارہ ٹیڑھی ہو جائیگی۔ انہوں نے کہا کہ اے این پی والوں کا کوئی رول نہیں۔ یہ مفاد اور اقتدار کے لئے کبھی مسلم لیگ کے اندر گھس جاتے ہیں تو کبھی پی پی پی کے اندر۔

مروت قبیلہ کے بڑے بڑے سرداروں نے سینٹر انور کمال خاں مروت سے ملاقات کی اور انہیں یقین دلایا کہ ہمارے جوان کالا باغ ڈیم کا دفاع کریں گے ہم دیکھیں گے کہ کون اس طرف میلی آنکھ سے دیکھتا ہے ان کی آنکھیں نکال دیں گے۔

روزنامہ جنگ' 25 جون 1998ء

Marfat.com

# کالاباغ ڈیم کی کسی صورت مخالفت نہیں کریں گے، اجمل خٹک (مرحوم)

فیروز والا (نمائندہ اوصاف) ڈیم کی تعمیر ملکی ترقی کے زمرے میں آتی ہے۔مل بیٹھ کر معاملہ پایۂ تکمیل تک پہنچایا جائے۔ پختون خواہ کے مطالبے کے بعد اجمل خٹک نے کہا۔ باقی رہ گیا کالاباغ ڈیم کا سوال تو وہ ایک قومی تعمیر و ترقی اور ملکی سلامتی کے زمرے میں آتا ہے۔ جسے تمام افراد ملکر اکثریتی فیصلہ سے پایۂ تکمیل تک پہنچا سکتے ہیں۔ ہم کسی صورت مخالفت نہیں کریں گے۔ ہماری نواز شریف حکومت سے تمام قومی سلامتی اور پارٹی نظریات کی بنا پر شرائط طے پا چکی ہیں۔ جن سے ہم کسی صورت بھی انحراف نہیں کریں گے اور نہ ہی حکومت کو وعدوں کی خلاف ورزی کی اجازت دیں گے۔

مورخہ 23/جنوری 1998

Marfat.com

# مختلف سماجی تنظیموں کے
# رہنماؤں کی خدمت میں

Marfat.com

# قانون سے مسلح سیاہ پوش فورس کے نام!

اپنے عظیم رہنماؤں کی قیادت میں ملک بھر کے وکلاء حضرات نے قانون کی حکمرانی، چیف جسٹس افتخار محمد چودھری اور معزول عدلیہ کی بحالی کیلئے زبردست جنگ لڑی۔ دو سال تک تحریک چلائی۔ جلسے، جلوس، ہڑتالیں، آنسو گیس، لاٹھی چارج، گولیاں، مالی اور جانی قربانیاں، کیا کچھ نہیں ہوا۔ اور ڈکٹیٹروں کے خلاف وہ کامیابی حاصل کی۔ جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں کم ملتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ملک کی آرمڈ فورسز کے بعد یہ قانون سے مسلح سیاہ پوش طبقہ ملک کی سب سے بڑی منظم فورس ہے۔ ججز بحالی کی تحریک میں اس کا مظاہرہ ہو چکا ہے۔

آج ہمارا ملک مختلف نوع کے بحرانوں میں گھرا ہوا ہے۔ ان میں توانائی اور پانی کی کمی کا بحران خطرناک حدود کو چھو رہا ہے۔ صنعت اور زراعت تباہ ہو رہی ہے۔ بے روزگاری کا طوفان ہے۔ خودکشیاں ہیں۔

حکومت مسئلہ کو صحیح بنیادوں پر حل کرنے کی بجائے پوری ڈھٹائی سے غلط راہوں پر گامزن ہے۔ کرائے کے نام نہاد بجلی گھروں کا پول سپریم کورٹ میں کھل رہا ہے۔ اس مسئلے کا فوری اور واحد عملی حل کالاباغ ڈیم کی تعمیر ہے۔ جس کے خلاف گمراہ کن پروپیگنڈے کا زہر پھیلایا گیا۔ ہم نے اس کتاب کی صورت میں اپنی سی حقیر کوشش کی ہے کہ اس غلط اور گمراہ کن تاثر کو دور کیا جا سکے۔

ہر سوال اور اعتراض کا جواب دینے کی کوشش کی ہے۔

مگر یہ مسئلہ باقاعدہ ایک قومی تحریک کا متقاضی ہے۔ اس قومی میں سیاہ پوش فورس کا مؤثر فعال کردار ہونا چاہیے۔ اس کتاب کی اشاعت سے مہم کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ سپریم کورٹ بار سے لیکر سب ڈویژن بارز تک قراردادوں کی منظوری اور اشاعت سے اس کی ابتداء کر دی جائے۔ اور یہ کتاب تمام بار لائبریریوں اور زیادہ سے زیادہ ہاتھوں میں نظر آنی چاہیے! یقین کریں۔ وکلاء حضرات کے تعاون سے اس مسئلہ کے حل میں کوئی دشواری نہیں رہ جائیگی۔

Marfat.com

# مملکت کے پاور فل ’چوتھے ستون‘ کی خدمت میں!

آج پاکستان میں آزاد میڈیا‘ جس میں پرنٹ اور الیکٹرانک دونوں شامل ہیں‘ صحیح معنوں میں مملکت کے پاور فل چوتھے ستون کی حیثیت میں سامنے آچکا ہے۔ یہ کہنا مبالغہ نہیں ہوگا۔ کہ میڈیا کی زبردست حمایت کے بغیر عدلیہ بحال ہوسکتی تھی نہ آمریت سے نجات مل سکتی تھی۔

آج بھی میڈیا قومی مسائل کی سنگینی اور کرپشن کے خلاف لگی لپٹی کے بغیر کھل کر لکھ اور بول رہا ہے۔

ملک میں توانائی اور پانی کی کمی کے مسائل انتہائی خطرناک حدوں کو چھو رہے ہیں۔ صنعت اور کاروبار ٹھپ ہے۔ پانی پر لڑائیاں ہو رہی ہیں۔ ملک اندھیرے میں غرق ہے۔ کرائے کے بجلی گھر تو اس کا حل نہیں۔ وہ لوٹ مار کا ذریعہ الگ سکینڈل ہے۔ جس کا ازخود نوٹس عدالت عظمیٰ لے رہی ہے۔

ایسے میں محض تنقید یا خالی واویلا کرنے کی بجائے کتاب کی شکل میں ہم نے ایک عملی اور فوری حل پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے لئے ملک کے اندر ’’Awareness‘‘ اور تحریک کی ضرورت ہے۔ یہ تحریک میڈیا کی فعال حمایت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

ہماری کوشش ہوگی کہ یہ کتاب ہر اخبار‘ ہر جریدے کے دفتر پہنچے۔ ٹی وی چینلز کے ہر اینکر اور کالم نگار کے ٹیبل پر ہو۔ پریس کلبوں کی زینت ہو!

میڈیا سے تعلق رکھنے والی تمام تنظیموں‘ CPNE ‘ فیڈرل یونین آف جرنلسٹس‘ صوبائی‘ ضلعی باڈیز اور خاں ٹکا خاں کی اخبار فروش فیڈریشن سے ہماری گذارش ہے کہ وہ اس قومی مسئلہ پر توجہ مبذول کریں۔ میڈیا کے تعاون سے یہ مسئلہ دونفلوں کی مار ہے۔ کالا باغ ڈیم بن جائے۔ تو ملک تباہی سے بچ جائے گا۔

Marfat.com

# بیرون ملک پاکستانیوں سے

لفظ تارکین وطن مجھے پسند نہیں۔ یہ حقیقت کے خلاف ہے۔ آپ نے کبھی اپنا وطن ترک نہیں کیا۔ آپ نے صرف روزی کے بکھرے دانے چننے کیلئے بیرون ملک سفر اور قیام کی زحمت گوارہ کی ہے ورنہ آپ لوگ پاکستان کے حالات اور مسائل کے بارے میں ہم سے زیادہ باخبر اور ہم سے زیادہ فکرمند رہتے ہیں۔ آپ کا جسم بلاشبہ دیار غیر میں گھومتا پھرتا ہے۔ آپ کی روح اس خوبصورت دھرتی سے جدا نہیں ہوتی۔

میرا یقین ہے کہ کالاباغ ڈیم جیسے عظیم منصوبہ کے اب تک نہ بن سکنے پر آپ بھی ضرور پریشان ہوں گے۔ میں نے اس کتاب میں درد مندانہ گزارشات بلکہ عظیم آبی ماہرین کی رائے کے قیمتی موتی جمع کر دیئے ہیں۔ اخباری کالموں کی زندگی ایک دو دن تک محدود رہتی ہے۔ میں نے انہیں کتاب میں محفوظ کر کے حیات جاوداں بخش دی ہے۔ دلچسپی کیلئے کچھ مزید کالم بھی شامل کر دیئے ہیں۔

میں پہلے ہی لکھتا رہا ہوں کہ اگر حکومت کالاباغ ڈیم کے نام سے کوئی بانڈ جاری کرے۔ (جس میں اصل رقم بمعہ منافع محفوظ رہتی ہے) تو اندرون ملک سے کہیں زیادہ بیرون ملک پاکستانی اس میں دل کھول کر حصہ لیں گے۔ یوں کالاباغ ڈیم کی تعمیر میں سرمائے کے حوالے سے کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی۔

میرے دوستو میرے بھائیو! کیا میرا یہ اندازہ میری یہ توقع درست ہے؟ کتاب کا موضوع ایسا ہے کہ اسے زیادہ سے زیادہ ہاتھوں تک پہنچنا چاہئے۔ امید ہے۔ آپ اس طرف ضرور توجہ دیں گے۔

----------

Marfat.com

# ملتان کالاباغ ڈیم سیمینار...... سہیل بلوچ

حکومت کی حلیف جماعت تحریک استقلال کالاباغ ڈیم اور دیگر آبی ذخائر کی تعمیر کے لئے سرگرم ہے۔ تحریک استقلال نے ملتان میں ''پرویز مشرف کالاباغ ڈیم بناؤ'' کے عنوان سے ایک سیمینار کا انعقاد کیا' جس میں وفاقی وزیر پارلیمانی امور ڈاکٹر شیر افگن نے بھی شرکت کی۔ انہوں نے سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کہا اگر ہم اپنی آنے والی نسلوں کو بھوک افلاس سے بچانا چاہتے ہیں تو ہمیں کالاباغ ڈیم اور دیگر آبی ذخائر تعمیر کرنے ہوں گے۔ انہوں نے بتایا نوشہرہ شہر کو کالاباغ ڈیم سے کوئی خطرہ نہیں ہے کیونکہ کالاباغ ڈیم نوشہرہ سے ایک سو بیس کلومیٹر دور بنایا جارہا ہے۔ کالاباغ ڈیم کی تعمیر سے اٹک کے 32 گاؤں متاثر ہوں گے۔ جو پنجاب کا علاقہ ہے جبکہ کالاباغ ڈیم کی تعمیر سے سب سے زیادہ فائدہ سرحد اور سندھ کو ہوگا۔ انہوں نے کہا کالاباغ ڈیم کو بم سے تباہ کرنے کی باتیں کرنے والے اپنی سیاست چمکار ہے ہیں۔ صدر پرویز مشرف امریکہ سے واپسی پر کالاباغ ڈیم کی تعمیر کا فیصلہ کریں گے۔ تحریک استقلال کے صدر رحمت خاں وردگ نے کہا تحریک استقلال پاکستان کے عوام کی بھلائی کے لئے آبی ذخائر کی تعمیر کی مہم جاری رکھے گی۔ دسمبر میں اسلام آباد میں ریلی نکالی جائے گی۔ جنوری میں حیدرآباد اور پشاور میں سیمینار منعقد کئے جائیں گے۔

(نوائے وقت' لاہور)

# کالاباغ ڈیم...... کسان بورڈ کا پیدل قافلہ چل پڑا

لاہور 4 نومبر (نیوز رپورٹر) آج کی خبر کے مطابق کالاباغ ڈیم کی تعمیر کے لئے کسان بورڈ پاکستان کا قافلہ جام پور سے پیدل سفر کرتا ہوا۔ گذشتہ روز ڈیرہ غازی خاں پہنچ گیا۔ آج ملتان کے لئے روانہ ہوجائے گا۔ والہانہ استقبال۔ پھولوں کی پتیاں نچھاور۔ عوام اور کسانوں کی یکجہتی۔ کسان بورڈ کے ضلعی صدر فیض محمد بلوچ' زبیر ملکانی سمیت سینکڑوں کاشتکاروں نے قافلے

Marfat.com

کا پرجوش استقبال کیا۔ اس موقع پر صدر کسان بورڈ پنجاب خورشید احمد کانجو نے کہا۔ کہ ملک کو پانی اور بجلی میں خود کفیل بنانے کے لئے حکومت کو فوری طور پر کالا باغ ڈیم کی تعمیر شروع کرنی چاہیئے۔ ورنہ ملک ایتھوپیا اور صومالیہ کی مثال پیش کرے گا۔

## ''کالا باغ ڈیم بناؤ۔ ملک بچاؤ'' کسان بورڈ ریلی پیدل مارچ کرتے مظفر گڑھ پہنچ گئی

6 نومبر مظفر گڑھ (نامہ نگار) کالا باغ ڈیم کی تعمیر ملکی ترقی، خوشحالی اور استحکام کی ٹھوس ضمانت ہے۔ یہ بات کالا باغ ڈیم موومنٹ کے سربراہ انجینئر ممتاز احمد، کسان بورڈ کے رہنماؤں خواجہ محسن ریاض، منیر احمد بودلہ اور حافظ منظور نے چوک راجن پور تا ملتان پیدل مارچ کرنے والی ریلی کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ جس میں سینکڑوں لوگ شامل تھے۔ جنہوں نے ''کالا باغ ڈیم بناؤ، ملک بچاؤ'' کے پلے کارڈ اور کتبے اٹھا رکھے تھے۔ اور نعرہ بازی کر رہے تھے۔ مقررین نے مزید کہا۔ کہ اس وقت صارفین کو 12 روپے فی یونٹ کے حساب سے بجلی فراہم کی جا رہی ہے۔ اگر کالا باغ ڈیم بن گیا ہوتا۔ تو بجلی ایک روپیہ فی یونٹ سے بھی کم نرخوں پر دستیاب ہوتی۔

انہوں نے کہا کہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر میں جاگیردار، وڈیرے، سندھ اور سرحد کے سیاسی گرگے رکاوٹ ڈال رہے ہیں۔ جماعت اسلامی کے رہنماء رانا محمد افضل نے کہا کہ دریائے سندھ سے سرائیکی علاقے کو ہر صورت میں پانی ملنا چاہیئے۔

قبل ازیں ریلی مظفر گڑھ پہنچی۔ تو جھنگ روڈ پر حافظ منظور احمد، رانا محمد افضل اور جماعت اسلامی کے کارکنوں نے ان کا بھرپور استقبال کیا۔ بعد ازاں ریلی کے شرکاء کو شہریوں نے پرجوش طور پر ملتان روانہ کیا۔

نوائے وقت، لاہور

----------

Marfat.com

# بھارتی آبی جارحیت......

## متحدہ کسان محاذ کا 29 نومبر سے احتجاج کا اعلان

## ''را'' نے کالا باغ ڈیم کے خلاف این جی اوز میں 10 ارب روپے تقسیم کئے'

## مونجی مقررہ نرخ سے کم پر خریدی جارہی ہے' ایوب میو

لاہور (نیوز رپورٹر) متحدہ کسان محاذ نے بھارت کی آبی جارحیت' کاشتکاروں سے مونجی نہ خریدنے اور بجلی اور چینی کے بحران کے خلاف 29 نومبر سے ملک گیر احتجاج شروع کرنے کا اعلان کیا ہے۔ متحدہ کسان محاذ کے صدر محمد ایوب میو نے پریس کانفرنس کرتے ہوئے کہا کہ بھارت نے چناب کا ہزاروں کیوسک پانی روک لیا ہے لیکن اس پر وزارت پانی و بجلی اور وزارت خارجہ نے خاموشی اختیار کررکھی ہے۔ چناب میں مرالہ پر پانی میں 50 فیصد کمی ہوگئی ہے اگر یہی صورتحال برقرار رہی تو پاکستان صومالیہ بن جائے گا۔ بھارتی خفیہ ایجنسی ''را'' نے کالا باغ ڈیم کی تعمیر رکوانے کیلئے این جی اوز میں 10 ارب روپے تقسیم کئے۔ کمیشن مافیا کی وجہ سے واپڈا کے 20 ہزار میگاواٹ کے پن بجلی کے منصوبے مکمل نہیں کئے جاسکے ہیں اگر ان منصوبوں کو مکمل کرلیا جائے تو پاکستان کو 2050 تک 70 پیسے فی یونٹ سستی بجلی مل سکتی ہے۔ ڈیڑھ سال کے دوران بجلی کے نرخ 6 روپے فی یونٹ سے بڑھ کر 14 روپے فی یونٹ ہوگئے ہیں۔ ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف نے پاکستان میں پن بجلی کے منصوبوں کیلئے کوئی فنڈز فراہم نہیں کئے لیکن حکمران ان اداروں کی ملکی مفاد کے خلاف شرائط کو تسلیم کررہے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ باسمتی مونجی کاشتکاروں سے 1250 روپے کے مقررہ ریٹ کی بجائے 700 روپے فی من خریدی جارہی ہے گزشتہ سال کا 11 لاکھ ٹن چاول بھی گوداموں میں پڑا ہے۔ شوگر مل مافیا نے چینی کی ناجائز منافع خوری جاری رکھنے کیلئے گنے کی کرشنگ ابھی تک شروع نہیں کی جس سے کاشتکاروں کی فصل کھیتوں میں کھڑی سوکھ رہی ہے۔

روزنامہ 'نوائے وقت' 16-11-2009

Marfat.com

# کالا باغ ڈیم ضرور بننا چاہئے
# 'پراجیکٹ ختم کرنا عوام سے زیادتی ہوگی

## مختلف سیاسی جماعتوں سے وابستہ خواتین رہنماؤں کا اظہار خیال

لاہور (لیڈی رپورٹر) کالا باغ ڈیم بنانے کے حوالے سے مختلف سیاسی خواتین رہنماؤں نے 'جناح' سے گفتگو کرتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ مسلم لیگ ق کی سیدہ ماجدہ زیدی نے کہا کہ کالا باغ ڈیم ضرور بننا چاہئے۔ اس پراجیکٹ کو ختم کرنا عوام کے ساتھ زیادتی ہے۔ اس پراجیکٹ پر اربوں روپیہ لگ چکا ہے۔ اسے بند کرنے کا مطلب ملک کو کھربوں روپے خسارے میں ڈالنا ہے۔ آج کل ملک میں بجلی کی شدید کمی ہے اور ملک میں جو حالات ہیں۔ ان کے پیش نظر قومی اہمیت کے اس ڈیم کی تعمیر انتہائی ضروری ہے۔ اگر مزید ایک سو ڈیم بھی بن جائیں تب بھی اس ڈیم کی اپنی جگہ ایک الگ اہمیت ہے' اس مسئلے پر اسمبلی اور پارلیمنٹ میں بحث ہونی چاہئے۔ ڈیم کی تعمیر کے حوالے سے حکومت کوئی اقدام نہیں کر رہی۔ اگر بجلی کی پیداوار میں ہمیں خود کفیل ہونا ہے تو کالا باغ ڈیم کی تعمیر جلد از جلد شروع ہو جانا چاہئے۔

مسلم لیگ 'ق' کی رہنماء خدیجہ عمر فاروق نے کہا ''پاکستان میں ڈیمز کی قلت ہے' کالا باغ ڈیم ایسا پراجیکٹ ہے جس کی تکمیل سے ہم پاکستان کی ترقی کو کئی گنا آگے بڑھا سکتے ہیں۔ پاکستان میں بجلی کی قلت کو ختم کرنے کے لئے اس ڈیم کا قیام نہایت ضروری ہے۔

پیپلز پارٹی کی رہنماء رفعت لیاقت نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ کالا باغ ڈیم ضرور بننا چاہئے جو لوگ اس کی مخالفت کر رہے ہیں ان لوگوں کو عوام کی فلاح سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

مسلم لیگ 'ن' کی رہنماء سکینہ شاہین نے کہا کہ ایک طرف بھارتی آبی جارحیت ہے۔ دوسری طرف پانی کے ذخائر کے حوالے سے ہماری مجرمانہ غفلت سے ملکی صنعت اور زراعت دونوں کو تباہی کا سامنا ہے۔ لوڈ شیڈنگ زندگی کا معمول بن چکی ہے ملک میں بیروزگاری ہے اور خودکشیاں ہیں۔ حکومت کو چاہئے کہ اس ڈیم کی تعمیر کے لئے جلد از جلد اقدامات کرے۔

روزنامہ 'جناح' لاہور...... 21 اکتوبر 2009ء

Marfat.com

# کالا باغ ڈیم پر
# انجینئر شمس الملک
# اور دیگر ماہرین کی بحث

Marfat.com

# کالاباغ ڈیم پر بحث

شرکاء:1۔انجینئر شمس الملک چیئرمین واپڈا۔2۔مزمل قریشی سابق سیکرٹری آبپاشی۔3۔حیدر شاہانی وائس چیئرمین ترقی پسند پارٹی سندھ۔4۔ڈاکٹر قادر مگسی۔5۔حسن بخش تھیو 6۔ڈاکٹر شبیر احمد چانڈیو چیئرمین ریسرچ کونسل

11-07-98 بروز ہفتہ کو PTV پر کالاباغ ڈیم کے حوالے سے بحث ہوئی۔واٹر مینجمنٹ کے سوال پر مزمل قریشی یا شبیر احمد چانڈیو چیئرمین ریسرچ کونسل نے جواب دیا کہ نہروں اور کھالوں کی ٹرننگ پر بہت زیادہ وقت لگتا ہے۔سسٹم بند کرنا پڑتا ہے۔لوگ پریشان ہوجاتے ہیں۔پھر واٹر مینجمنٹ' واٹر سٹوریج کا متبادل نہیں ہوسکتا۔

حسین بخش تھیو نے اعتراض کیا کہ اب دنیا میں بڑے ڈیموں کا زمانہ نہیں رہا۔ چھوٹے ڈیم بن رہے ہیں۔اسکا جواب دیتے ہوئے انجینئر شمس الملک چیئرمین واپڈا نے بتایا۔دنیا کا سب سے بڑا ڈیم چین میں بن رہا ہے۔10 لاکھ لوگ متاثر ہوں گے۔دنیا میں سینکڑوں بڑے ڈیم زیر تعمیر ہیں۔28 انڈیا میں ہیں۔ہم اس دوڑ میں پیچھے رہ گئے ہیں۔

ڈاکٹر قادر مگسی کی طرف سے بداعتمادی کا مسلسل اظہار کیا گیا کہ ہم اپنی جان' اس کبوتر میں نہیں رکھنا چاہتے جس پر پنجاب کا قبضہ ہو۔یعنی جو پنجاب کے قبضہ میں ہو۔چیئرمین واپڈا انجینئر شمس الملک نے کہا سندھ کے 75% دیہات میں بجلی پہنچائی گئی ہے۔سندھ میں ڈرینج پر 36 ارب خرچ ہو رہے ہیں جبکہ پنجاب میں صرف 15 ارب۔ہم نے 40 سال تک سندھ کی خدمت کی ہے کیا 41 ویں سال میں ہم غلط کریں گے۔

شمس الملک نے کہا اگر ہم نے کالاباغ ڈیم نہ بنایا تو بجلی 10 روپے یونٹ تک ہو جائے گی تو عوام کی رسائی سے باہر چلی جائیگی۔

شبیر احمد چانڈیو چیئرمین ریسرچ کونسل نے کہا۔میں کسی کا طرفدار نہیں ہوں اگر طرفداری کروں گا تو سندھ کی کروں گا لیکن میں بھی یہی کہتا ہوں کہ پانی کا سٹوریج ہونے

Marfat.com

دیں۔ پانی کی کمی کی وجہ سے ہم اپنے ساتھ غلط کر رہے ہیں۔ (پنجاب میں سب سائل واٹر موجود ہے جو کہ سندھ میں نہیں ہے) یہاں کائنات رک نہیں جائیگی۔ یہ پالیسی غلط ہے۔

شبیر احمد چانڈیو نے کہا سندھ میں پانی کی وجہ سے پہلے سے زراعت میں بہت ترقی ہوئی ہے لیکن نمکیات کی وجہ سے فی ایکڑ اوسط پیداوار میں مثالی ترقی نہیں کر سکے۔ اس لئے ڈرینج کی سخت ضرورت ہے اور ظاہر ہے کہ ڈرینج سستی بجلی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

شمس الملک نے کہا 4 ملین ٹن گندم باہر سے منگوانی پڑی۔ اس پر 36 بلین روپے خرچ آیا امریکہ سے امداد کے باعث وہ خرید سکے تھے لیکن اب تو امریکی امداد بھی بند ہے۔

چیئرمین واپڈا شمس الملک نے بتایا کہ چھوٹے ڈیم جلدی سلٹ اپ ہو جاتے ہیں وہ مہنگا سودا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ تربیلا ڈیم دنیا کا ایسا ڈیم ہے جہاں 60% Perpetually Capacity رہتی ہے۔ تربیلا میں 200 فٹ پر سپل وے سے سلٹ باہر نکلتی رہتی ہے۔ ورنہ لاکھوں ٹن سلٹ جمع ہوتی رہتی ہے۔ کالا باغ ڈیم دنیا کا ایسا ریزروائر ہے جس میں ڈیم کی سطح سے بھی 50 فٹ نیچے Spillway ہوگا۔ نتیجہ یہ ہے کہ اس میں سلٹ جمع ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور اس کی لائف غیر محدود ہے۔

..........................

## شمس الملک کا انٹرویو

چیئرمین واپڈا انجینئر شمس الملک نے ایک انٹرویو میں بتایا کہ

18 فیصد بجلی صنعتی وزرعی مقاصد کیلئے استعمال ہو رہی ہے۔ تو دونوں شعبے تباہ ہو جائیں گے۔ یہ ڈیم صنعتی اور زرعی انقلاب برپا کردے گا۔

تعمیر میں تاخیر کی گئی تو بجلی عام آدمی کی رسائی سے باہر ہو جائیگی۔ تھرمل بجلی پر سالانہ 50 ارب روپے فالتو خرچ کرنے پڑ رہے ہیں۔ ڈیم سے ابتدائی طور پر 24 ہزار اور پھر 36 ہزار میگاواٹ بجلی پیدا ہوگی اور 45 ہزار میگاواٹ تک جائیگی۔ (گویا 12 ارب یونٹ بجلی سالانہ پیدا ہوگی)۔ کالا باغ ڈیم میں 61 لاکھ ایکڑ فٹ پانی کی گنجائش ہوگی جس سے

Marfat.com

24لاکھ ایکڑ اراضی سیراب کی جاسکے گی۔

ڈیم پر 2 کھرب 80ارب روپے کی لاگت آئے گی۔

اس وقت تربیلا ڈیم بھی 9 ملین پانی کی گنجائش سے 80/90 سال بعد ایک ملین رہ جائیگی بلکہ اب تو ایسی ٹیکنالوجی آگئی ہے جس سے ڈیم میں مٹی نہیں بھرے گی۔

نوائے وقت 98-07-12

..................

# کالاباغ ڈیم اور شمس الملک!

لاہور......چیئرمین واپڈا شمس الملک نے کہا ہے کہ کالا باغ ڈیم ایک منصوبے کا نام نہیں بلکہ ملکی ترقی کی راہ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ کالاباغ ڈیم کی تعمیر کیلئے جو جگہ چنی گئی ہے۔ اس سے بہتر جگہ کا چناؤ نہیں کیا جاسکتا۔ اس کی تعمیر کے بعد مزید منصوبوں پر کام شروع کریں گے۔ اگر کالا باغ ڈیم نہ بنا تو بجلی کی قیمت عام آدمی کے بس سے باہر ہو جائے گی۔ وہ گزشتہ روز پاکستان انجینئرز فورم کے زیر اہتمام کالا باغ کے حوالے سے' خدشات اور حقائق' کے عنوان سے ہونے والے سیمینار سے خطاب کررہے تھے۔ سیمینار سے انجینئر سلیم اے خاں' قاضی انوار الحق اور دیگر انجینئرز نے بھی خطاب کیا انہوں نے کہا کہ اگر کالاباغ ڈیم بن جاتا تو واپڈا کو گزشتہ سال آئی پی پی کو 6.7 ارب روپے ادا نہ کرنے پڑتے۔ انہوں نے کہا کالا باغ ڈیم سے نوشہرہ کو کوئی خطرہ نہیں ہے انہوں نے کہا کالا باغ ڈیم کی تعمیر سے پانی کی تقسیم کا جھگڑا ختم ہو جائیگا۔ انہوں نے کہا بد قسمتی سے انجینئر سیاستدان اور سیاست دان انجینئرز بن گئے ہیں اور جب لوگ پروفیشن تبدیل کر لیتے ہیں تو ان کی اہلیت تبدیل نہیں ہوتی ہے جس سے مشکلات شروع ہو جاتی ہے۔ بعدازاں انجینئروں نے کالاباغ ڈیم کی تعمیر کے بارے میں ایک قرارداد متفقہ طور پر منظور کی۔ جس میں کہا گیا ہے کہ کالاباغ ڈیم کی فوری تعمیر ملکی معیشت کی بہتری اور پانی کی ضروریات پوری کرنے کیلئے ناگزیر ہے۔

نوائے وقت لاہور......98-08-23

Marfat.com

# میں نوشہرہ کا رہنے والا ہوں اس تک پانی پہنچنے کا سوال ہی پیدہ نہیں ہوتا' انجینئر شمس الملک

واپڈا کے سابق چیئر مین' سرحد کے سابق نگران وزیر اعلیٰ انجینئر شمس الملک نے کہا ہے کہ کالاباغ ڈیم کے سوا کسی بھی دیگر ڈیم سے سرحد کو جو پانی اپنے حصہ کا ملے گا اس کو لفٹ کرنا پڑے گا اگر دوسرے صوبوں میں فی ایکڑ فٹ پانی پر ڈیڑھ ہزار خرچ آئے گا تو لفٹ اریگیشن پر کم سے کم 15 ہزار خرچ آئیگا۔ توانائی کے اعتبار سے چھوٹے ڈیموں کی افادیت Nill یا بالکل معمولی ہے۔ توانائی کے دیگر ذرائع سے 12-10 روپے فی یونٹ کے مقابلے میں کالاباغ ڈیم سے پیداواری لاگت ایک روپیہ سے بھی کم بمشکل 80 پیسے آئیگی۔

میں نوشہرہ کا رہنے والا ہوں۔ اس تک پانی پہنچنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

..............................

## کالاباغ ڈیم کے مخالف پاکستان سے مخلص نہیں' یہ لوگ آئندہ نسل کے مستقبل سے کھیل رہے ہیں' شمس الملک

صوبہ سرحد کی 8 لاکھ ایکڑ زمین اسی صورت زیر کاشت لائی جاسکتی ہے جب دریا کی سطح بلند ہو' یہ کالاباغ ڈیم کی صورت میں ہی ممکن ہے

سیاستدان کالاباغ ڈیم کو اپنی ذاتی مقاصد کی بھینٹ چڑھا رہے ہیں' سول سوسائٹی کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا' سابق چیئر مین واپڈا کا لاہور چیمبر میں اجلاس سے خطاب

لاہور (کامرس رپورٹر) سرحد کے سابق نگران وزیر اعلیٰ اور سابق چیئر مین واپڈا انجینئر شمس الملک نے کہا ہے کہ کالاباغ ڈیم کی مخالفت کرنے والے دراصل پاکستانی قوم کے مفادات کی مخالفت کر رہے ہیں۔ کالاباغ ڈیم نہ بننے دینا آئندہ نسلوں کے مستقبل سے کھیلنے کے مترادف ہے۔ وہ گزشتہ روز لاہور چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری میں منعقدہ ایک

Marfat.com

اجلاس سے خطاب کر رہے تھے جس کا اہتمام پاکستان واٹر فرنٹ نے کیا تھا۔ لاہور چیمبر کے نائب صدر فیصل اقبال شیخ، پاکستان واٹر فرنٹ کے کنوینر شہزاد علی ملک، لاہور چیمبر کے سابق صدر طارق حمید اور ایگزیکٹو رکن ڈاکٹر شاہد رضا نے بھی اس موقع پر خطاب کیا۔ انجینئر شمس الملک نے کہا کہ بدقسمتی سے پالیسی میکرز کے غلط فیصلوں کا خمیازہ ملک کو بھگتنا پڑ رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کالاباغ ڈیم کی مدد سے صوبہ سرحد کی آٹھ لاکھ ایکڑ زمین کو زیر کاشت لایا جا سکے گا جو دریائے سندھ کی سطح سے سو ڈیڑھ سو فٹ بلند ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ زمین اسی صورت میں زیر کاشت لائی جا سکتی ہے جب دریا کی سطح بلند ہو اور یہ کالاباغ ڈیم کی صورت میں ہی ممکن ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس کا متبادل ذریعہ دریا کے پانی کو پمپ کر کے اوپر پہنچانا ہے جس پر پانچ ہزار روپے فی ایکڑ سالانہ لاگت آئے گی جبکہ کالاباغ ڈیم کی تعمیر کے بعد نہر کے ذریعے پانی ملنے سے یہ لاگت صرف چار سو روپے فی ایکڑ سالانہ رہ جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ سرحد کے جو سیاستدان کالاباغ ڈیم کی تعمیر کی مخالفت کر رہے ہیں وہ ملک کے دشمن ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سیاستدان کالاباغ ڈیم کو اپنی ذاتی مقاصد کی بھینٹ چڑھا رہے ہیں لہٰذا سول سوسائٹی کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے پاکستان فرنٹ کے کنوینر شہزاد علی ملک نے کہا کہ بھارت صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ چین، بنگلہ دیش اور نیپال کے خلاف بھی آبی جارحیت کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان سنگین خطرات میں گھرا ہوا ہے کیونکہ بھارت پانی روک کر اسے بنجر کرنے کے منصوبے پر عمل پیرا ہو چکا ہے۔

روزنامہ پاکستان لاہور...... 26 مارچ 2010ء

Marfat.com

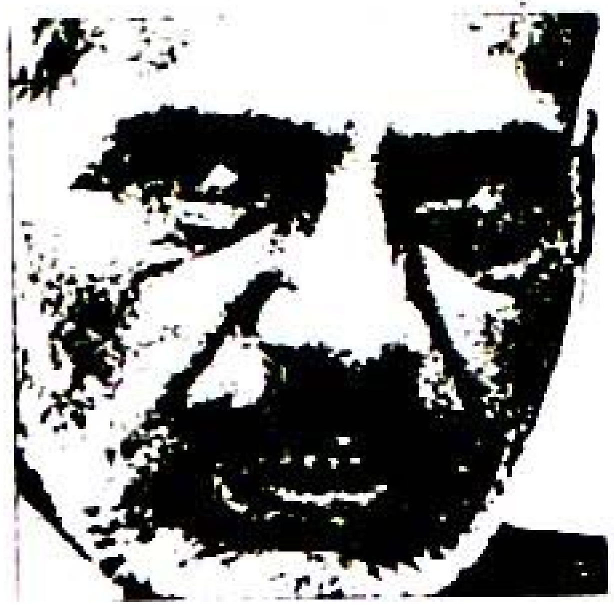

# پاکستان پانی کی مزید کمی برداشت نہیں کرسکتا

## کالاباغ ڈیم کو سیاسی رنگ دینے کی بجائے فوری تعمیر شروع کر دی جائے

سید جماعت علی شاہ

لاہور (آئی این پی) سندھ طاس معاہدہ کے کمشنر سید جماعت علی شاہ نے کہا ہے کہ پاکستان پانی کی مزید کمی برداشت نہیں کرسکتا۔ کالاباغ ڈیم سمیت دیگر بڑے ڈیموں کے ایشو کو سیاسی رنگ دینے کی بجائے فوری تعمیر شروع کر دی جائے۔ پاکستان کو پانی کے بحران سے نکالنے کے لئے میگا ڈیم بنانے کی ضرورت ہے۔ چھوٹے ڈیم بڑے ڈیموں کے متبادل نہیں ہوسکتے۔ صرف مقامی ضروریات پوری کرسکتے ہیں۔ پانی کے مسئلے پر بھارت کے مائنڈ سیٹ کو تبدیل کرنے کے لئے ہمیں باقاعدہ منصوبہ بندی کرنا ہوگی۔ پانی کے ذخیرہ کو بہتر طور پر استعمال کرنے کے لئے ہمیں جدید طریقہ استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے گزشتہ روز ''انسان ویلفیئر سوسائٹی آف پاکستان'' کے زیراہتمام ''پاکستان میں پانی کا بحران ذمہ دار کون؟'' کے موضوع پر منعقدہ سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اس موقع پر سابق صوبائی وزیر آبپاشی سردار عارف رشید' سہیل لاشاری' انجینئر مظہر علی' انجینئر خورشید اور پنجاب اسمبلی کی رکن آمنہ الفت بھی موجود تھے۔

روزنامہ ایکسپریس..........12-03-2010

# کمشنر سندھ طاس معاہدہ

جماعت علی شاہ' کمشنر سندھ طاس معاہدہ نے کہا' سخت مؤقف اپنائے بغیر پانی کا مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ پانی موت وحیات کا مسئلہ ہے۔ بھارت پانی روک کر ہمیں اپنی موت آپ مارنا چاہتا ہے۔ من موہن کی زرداری کو کرائی گئی یقین دہانی پر کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔ سوال یہ ہے کہ سندھ کا پانی کیوں سمندر میں گر رہا ہے۔ کالاباغ ڈیم کیوں تعمیر نہیں کرتے۔

Marfat.com

# بھارت 2013ء تک تمام دریاؤں کا رخ اپنی طرف موڑ لے گا، ظہور الحسن ڈاہر

## پاکستانی دریاؤں پر 62 ڈیم مکمل ہونے والے ہیں اور مزید 31 ڈیموں کی تعمیر شروع ہونے والی ہے

## ملک بچانے کیلئے بھارتی آبی جارحیت کا مسئلہ اقوام متحدہ میں اٹھایا جائے، پریس بریفنگ

لاہور..... سندھ طاس واٹر کونسل پاکستان کے چیئرمین اور عالمی پانی اسمبلی کے چیف کوارڈی نیٹر ظہور الحسن ڈاہر نے کہا ہے کہ پاکستان کا سب سے اہم مسئلہ بھارتی آبی جارحیت کا ہے، بھارت 2013ء تک پاکستان کی طرف بہنے والے تمام دریاؤں کا رخ اپنے کھیتوں کی طرف موڑ لے گا اور پاکستان کی طرف ایک گھونٹ پانی نہیں آ سکے گا۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے گزشتہ روز پریس بریفنگ کے دوران کیا ظہور الحسن ڈاہر نے کہا کہ بھارت پاکستان کے حصہ میں آنے والے دریاؤں پر 62 ڈیم مکمل کرنے کے قریب ہے اور مزید 31 ڈیموں کی تعمیر شروع کر رہا ہے۔ ناردرن کینال لنک پر جاری منصوبے سے پاکستان کے ندیاؤں کو بھارتی دریاؤں کے ساتھ لنک کیا جا رہا ہے اور یہ منصوبہ 2012ء تک مکمل ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ بھارتی آبی دہشت گردی کے باعث دریائے چناب اور جہلم میں ایک قطرہ پانی نہیں آ رہا، ہیڈ مرالہ سے صرف پلکھو نالہ کا 2 ہزار کیوسک پانی آ رہا ہے۔ بگلیہار ڈیم کے سپل وے مکمل بند ہیں۔ دریائے چناب میں پاکستان کی طرف ایک گھونٹ پانی نہیں آ رہا، منگلا اور تربیلا میں بھی پانی کی شدید قلت ہے، ششماہی نہریں بند پڑی ہیں، پنجاب کو صرف 6 ہزار کیوسک پانی دیا جا رہا ہے، 9 ہیڈ ورکس مکمل طور پر خشک ہو گئے ہیں۔ 2 ہیڈ ورکس میں پانی کھڑا ہے صرف ایک میں کچھ پانی بہہ رہا ہے۔ دریائے سندھ میں پنجند سے آگے صرف پانی کی ایک لکیر ہے آبی جانور اور مچھلیاں مر رہی ہیں اور لاکھوں آبی پرندے نقل مکانی کر گئے ہیں۔ پنجاب، سندھ اور بلوچستان کے

Marfat.com

بعض علاقوں میں پینے کا پانی میسر نہیں۔ ملک بچانا ہے تو ہنگامی بنیادوں پر دریاؤں کے پانی کا مسئلہ اقوام متحدہ اور عالمی عدالت انصاف میں اٹھایا جائے ورنہ ایٹمی حملہ سے بڑھ کر کہیں زیادہ تباہی ہوگی۔

روزنامہ 'ایکسپریس' گوجرانوالہ...... 22/اکتوبر 2009ء

.....................................................

# پانی کا بحران حکومت اور عوام کے لئے سب سے بڑا چیلنج ہے' حافظ ظہور الحسن ڈاہر

## کئی ممالک نے اپنے آئین میں پانی کو قومی سرمایہ قرار دیا لیکن ہمارے ہاں ثانوی حیثیت بھی نہیں

لاہور (10/اپریل 2009) سندھ طاس واٹر کونسل پاکستان کے چیئرمین اور عالمی پانی اسمبلی کے چیف کوارڈی نیٹر حافظ ظہور الحسن ڈاہر نے کہا ہے کہ اس وقت وطن عزیز پانی کے جس خوفناک بحران سے گزر رہا ہے یہ حکومت اور عوام کیلئے سب سے بڑا چیلنج ہے' کئی ممالک نے اپنے آئین میں پانی کو قومی سرمایہ قرار دے دیا ہے لیکن ہمارے ہاں اس مسئلہ کو ثانوی حیثیت بھی حاصل نہیں' اقوام متحدہ سمیت عالمی حالات سے باخبر مبصرین نے کئی بار انتباہ کیا ہے کہ پاکستان آبی وسائل کی طرف فی الفور توجہ دے' وزارت خارجہ میں واٹر پالیسی پلاننگ ڈیسک قائم کیا جائے چونکہ جس طرح 1972ء میں نیوکلیئر ٹیکنالوجی کا حصول پاکستان کیلئے اشد ضروری ہو گیا تھا سای طرح آج آبی وسائل کا دفاع اس سے بھی کہیں زیادہ ضروری ہو گیا ہے۔ وہ جمعرات کو یہاں ایک ہنگامی پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔

Marfat.com

# بھارت نے پاکستانی دریاؤں پر 91 ڈیم تعمیر کرنے کی منصوبہ بندی شروع کردی، رپورٹ

## بھارتی جارحیت کے باعث دریائے جہلم اور چناب پر صرف دو نہروں کے برابر پانی آرہا ہے، ظہور الحسن ڈاہر

لاہور (این اے آئی، اے این این) سندھ طاس واٹر کونسل پاکستان کے چیئرمین ظہور الحسن ڈاہر نے کہا ہے کہ بھارتی آبی جارحیت کے باعث دریائے جہلم اور چناب میں صرف دو نہروں کے برابر پانی آرہا ہے۔ آئندہ دو ماہ تک پانی کا خوفناک بحران مزید بڑھ جائیگا۔ ہماری اسٹیبلشمنٹ کا ایک گروہ بھی بھارت اور اسرائیل کی خطرناک آبی ڈاکہ زنی کی سازش میں شریک ہے۔ ملک بچانا ہے تو ہنگامی بنیاد پر بھارتی اقدامات کے خلاف مؤثر لائحہ عمل طے کیا جائے جبکہ ایک رپورٹ کے مطابق ظہور الحسن ڈاہر نے گزشتہ روز واٹر کونسل کی ٹیکنیکل کمیٹی کے اجلاس سے خطاب میں مزید کہا کہ دریائے چناب اور جہلم پر بھارت نے بگلیہار ڈیم اور وولر بیراج اپریشنل کرنے کے بعد پانی روک رکھا ہے۔ اس کے ساتھ درمیانے درجے کے 4 اور 16 چھوٹے ڈیم بھی اپریشنل ہو چکے ہیں۔ جبکہ ابھی ان دریاؤں پر 32 چھوٹے ڈیم زیر تعمیر ہیں۔ پاکستان نے مؤثر لائحہ عمل نہ اپنایا تو 2010ء تک ملک خوفناک قحط کی لپیٹ میں آجائے گا اور اس سے ایٹمی حملہ سے بڑھ کر تباہی ہوگی۔ حکومت یہ مسئلہ اقوام متحدہ میں پیش کرے۔ علاوہ ازیں ایک رپورٹ کے مطابق بھارت نے دریائے جہلم پر 74، دریائے چناب پر 10 اور دریائے سندھ پر 7 نئے ڈیم بنانے کا منصوبہ بنایا ہے۔

Marfat.com

# پنجاب واٹر کونسل کا انتباہ

اسلام آباد...... پنجاب واٹر کونسل نے ارسا کو غیر مؤثر ادارہ قرار دے کر مسترد کر دیا ہے اور کہا ہے کہ پنجاب کے کسانوں کو کوئی نیا فارمولا قابل قبول نہیں۔ پانی کی تقسیم موجودہ طریق کار کے تحت کی جائے۔ ان خیالات کا اظہار واٹر کونسل کے ارکان نے مشترکہ پریس کانفرنس میں کیا۔ انہوں نے کہا ارسا کی دس سالہ کارکردگی صفر ہے۔ اس نے صوبوں کو لڑانے کے سوا کچھ نہیں کیا۔ وفاقی حکومت اور ارسا کے ارکان جانبداری کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کالا باغ ڈیم سمیت پانی کے مزید ذخائر نہ بنائے گئے تو یاد رکھیں کہ دشمن کی مہربانی سے آئندہ سالوں میں تمام دریا خشک ہو جائیں گے۔

..........................

# بجلی کے بحران کا واحد حل کالا باغ ڈیم ہے، ماہرین

واپڈا کے سابق چیئرمین، ممبرز پاور اور انجینئرز نے کہا ہے کہ بجلی کے بحران کا واحد حل کالا باغ ڈیم ہے۔ جس کو چھ سے سات برس میں مکمل کیا جا سکتا ہے اور اس سے ساٹھ سے نوے پیسے تک فی یونٹ بجلی پیدا کی جا سکتی ہے۔ چیف جسٹس آف پاکستان کو بجلی کے بحران سے نمٹنے کے لئے جوڈیشل کمیٹی تشکیل دینی چاہئے۔ نوائے وقت سے خصوصی گفتگو کرتے ہوئے سابق چیئرمین واپڈا لیفٹیننٹ جنرل (ر) ذوالفقار علی نے کہا کہ بڑے آبی ذخائر کی تعمیر خاص کر کالا باغ ڈیم وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ پنجاب واٹر کونسل کے سابق صدر عمر سرفراز چیمہ نے کہا کہ دسمبر 2009ء میں لوڈشیڈنگ کا خاتمہ کسی طور پر ممکن نہیں۔ سابق ممبر پاور تنظیم نقوی نے کہا کہ واپڈا نے گزشتہ آٹھ نو برسوں میں ایک بھی تھرمل یونٹ

Marfat.com

نہیں لگایا جس کے باعث اس کے اپنے تھرمل پاور یونٹس کی صلاحیت صفر رہ گئی ہے۔ سابق ممبر پاور، چودھری اصغر رندھاوا اور چودھری اکرام نے کہا کہ پانی کے بڑے ذخائر کی تعمیر کے ساتھ موجودہ ڈسٹری بیوشن کمپنیوں کو فعال بنا کر ضائع ہونے والی بجلی کو بچانا ہوگا۔ پاکستان انجینئرنگ کانگرس کے صدر انجینئر حسین احمد نے کہا کہ پانی کے بحران کو ختم کرنے اور لوڈ شیڈنگ سے نجات کیلئے کالا باغ ڈیم کی تعمیر فوری شروع کی جائے۔ ورلڈ فیڈریشن آف انجینئرنگ کے پاکستان میں نمائندے چودھری رشید خان نے کہا کہ لوڈ شیڈنگ کے خاتمہ کیلئے مزید تھرمل پاور ہاؤس لگانے سے بجلی کا بحران ختم نہیں ہوگا کیونکہ عوام کو مزید بجلی مہنگی ملے گی۔

روزنامہ نوائے وقت 28راگست 2009ء

## کوئلہ سے بجلی 12 روپے فی یونٹ سے کم دستیاب نہ ہوگی

### تھرمل 9 روپے اور پن بجلی ایک روپیہ 6 پیسے فی یونٹ خرید رہے ہیں، ڈائریکٹر جنرل پیپکو محمد خالد

اسلام آباد (فیاض چودھری سے) ڈائریکٹر جنرل پیپکو محمد خالد نے قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے ٹیکسٹائل کو بریفنگ میں کہا ہے کہ کوئلہ سے سستی بجلی کا حصول خام خیالی ہے۔ کوئلہ سے 12 روپے فی یونٹ سے کم قیمت پر بجلی دستیاب نہ ہوگی۔ تھرمل پاور پلانٹس سے ہم 9 روپے فی یونٹ بجلی خرید رہے ہیں جبکہ ہائیڈرو پلانٹس سے پن بجلی صرف ایک روپیہ 6 پیسے فی یونٹ مل رہی ہے۔ ہمیں اس پر توجہ دینی چاہئے۔

20راپریل 2010ء

Marfat.com

# کالاباغ ڈیم کے حوالے سے

# 'جیو'

# پر پروگرام

16 اگست 2009

Marfat.com

# کالا باغ ڈیم کے حوالے سے 'جیو' پر پروگرام

میزبان: انیق ناجی

پاکستان کے معروف ٹی وی چینل 'جیو' پر مورخہ 9,2 اور 16 اگست کو کالا باغ ڈیم کے حوالے سے زبردست پروگرام ہوئے۔ میزبان انیق ناجی تھے۔ جنہوں نے ڈیم کے حامیوں' مخالفین اور غیر جانبدار آبی ماہرین سے انکے گھروں میں جا کر انٹرویو لئے اور ناظرین کے سامنے پیش کئے۔ مجھے عزیز احسن نواز نے توجہ دلائی۔ اور میں بھائی کرنل محمد اکرم کے توسط سے ایک پروگرام DVD حاصل کر سکا۔ جو نذر قارئین ہے۔

9/اگست 09 کے پروگرام میں بتایا ہے کہ پہلی قسط میں اے این جی عباسی' قادر مگسی' ملک غلام مصطفیٰ کھر' امیر مقام اور ایک ریٹائرڈ گورنمنٹ ملازم کے انٹرویو ریکارڈ کئے گئے۔

پروگرام کے آغاز میں وفاقی وزیر پانی و بجلی راجہ پرویز اشرف یہ اعلان کرتے نظر آتے ہیں کہ کالا باغ ڈیم متنازعہ ہو گیا ہے۔ فی الحال اس کی ضرورت نہیں۔

انیق ناجی کی ٹیم نے اس سلسلے میں وزیر پانی و بجلی کا انٹرویو کرنا چاہا۔ مگر ان کے پاس ان کی بات سننے کا وقت نہیں تھا۔

آج کے پروگرام میں پہلے مہمان کے طور پر ڈاکٹر شفقت اعجاز جو NED یونیورسٹی کراچی میں واٹر مینجمنٹ پڑھاتے ہیں سے ملاقات ان کی واٹر ریسورسز لیبارٹری میں ہوئی۔ جہاں ڈیموں کے حوالے سے تحقیق ہوتی ہے۔

سوال: ڈیم کے کیا مقاصد ہیں اور یہ ڈیم کتنی اہمیت رکھتا ہے؟

ڈاکٹر شفقت اعجاز: ڈیم پانی کا ذخیرہ کرتا ہے۔ اس سے پن بجلی پیدا کرتے ہیں۔ فیکٹری ایریا اور شہروں کو پانی دیتے ہیں۔ پانی زراعت کے کام آتا ہے۔ کالا باغ ڈیم کے حوالے سے انہوں نے کہا 20/25 سال سے اس پر کام ہو رہا ہے۔ پہلے کام بند تھا۔ انہوں نے کہا کالا باغ ڈیم کی لوکیشن بہترین ہے۔ اس وجہ سے کام آگے چل رہا تھا۔

Marfat.com

سوال: پاکستان میں چھوٹے بڑے کتنے ڈیم ہیں۔ان کی تاریخ کیا ہے اور اس وقت کس حالت میں ہیں؟

جواب: پاکستان میں ڈیمز کی تاریخ سندھ طاس معاہدے سے شروع ہوتی ہے۔ 1962ء میں دریائے جہلم پر منگلا ڈیم کی تعمیر شروع ہوئی۔ جو 5 سال میں مکمل ہو گیا۔ پانی سٹور کرنے کے علاوہ منگلا ڈیم پر بجلی پیدا کرنے کے لئے ہائیڈرو پاور پلانٹ نصب کئے گئے ۔واپڈا کے مطابق موسم گرما میں یہ پلانٹ ایک ہزار میگا واٹ تک بجلی پیدا کرتے ہیں۔ جو موسم سرما میں نسبتاً کم ہو جاتی ہے۔

تازہ ریکارڈ کے مطابق منگلا ڈیم میں سلٹ جم جانے کے باعث پانی ذخیرہ کرنے کی گنجائش 58لاکھ 80 ہزار ایکڑ فٹ سے کم ہو کر صرف 48 لاکھ 30 ہزار ایکڑ فٹ رہ گئی ہے ۔اس ڈیم کی عمر کا تخمینہ 170 سال لگایا گیا ہے۔

**تربیلا ڈیم**: اسلام آباد سے 50 کلومیٹر شمال مغرب میں سطح سمندر سے 485 فٹ بلند ہے۔ بند کی تعمیر 1974ء میں مکمل ہو گئی تھی۔

یہ ڈیم 3500 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ گذشتہ 35 سال سے اس کی تہ میں سلٹ جمع ہو رہی ہے۔ جس سے اس کی پانی ذخیرہ کرنے کی صلاحیت ایک کروڑ 16 لاکھ 20 ہزار سے کم ہو کر 84 لاکھ 90 ہزار رہ گئی ہے۔

**غازی بھروتھا**: دریائے سندھ پر غازی بھروتھا پاور پراجیکٹ تربیلا سے چند کلومیٹر ڈھلان پر واقع ہے۔ غازی بھروتھا ڈیم 2003ء میں مکمل ہوا۔ واپڈا کے ریکارڈ کے مطابق یہ دنیا کا بڑا کنکریٹ لائنڈ چینل ہے۔ اس پروجیکٹ میں 1450 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی گنجائش ہے۔

**وارسک ڈیم**: 1960ء میں پشاور سے 30 کلومیٹر دور دریائے کابل پر وارسک ڈیم کی تعمیر ہوئی۔ اس ذخیرہ آب سے 240 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ تاہم اس کی تہ میں بھی مٹی بیٹھ رہی ہے۔ جس سے اس کی صلاحیت میں کمی واقع ہو رہی ہے۔

Marfat.com

سوال: کیاDe-Siltingیعنی تہ سے مٹی نکالنے کے کسی عمل سے واقف ہیں یا نہیں؟

جواب: ابھی تک کوئی ایسی ٹیکنالوجی وجود میں نہیں آئی۔ جو ڈیم کی تہہ سے مٹی نکال کر اسے بحال کر سکے۔ تاہم ایک طرح سے siltingکے نظام کو راہ میں جنگلات لگا کر روکا نہیں تو کم ضرور کیا جاسکتا ہے۔

**گدو بیراج**: 1962ء میں مکمل ہونے والا گدو بیراج سکھر کے قریب واقع ہے۔ یہ بیراج لاڑکانہ، سکھر اور نصیر آباد کو زراعت کے لئے پانی مہیا کرتا ہے۔

**حب ڈیم**:1981ء میں بننے والا حب ڈیم کراچی والوں کو پانی مہیا کرتا ہے اس کے علاوہ سبیلہ کو بھی یہی ڈیم پانی فراہم کرتا ہے۔

میرانی ڈیم: بلوچستان میں دریائے دشت پر2006ء میں مکمل ہوا۔

اسکے علاوہ سبلی اور شامپور ڈیم بھی مخصوص علاقوں کے پینے اور زراعت کیلئے پانی مہیا کرتے ہیں۔

**جنرل (ر) ذوالفقار**: واپڈا کے سابق چیئرمین جنرل (ر) ذوالفقار اپنے دور میں کالا باغ ڈیم کی تعمیر میں زبردست کوشش کرتے رہے ہیں۔ ان کے خیال میں چھوٹے صوبوں کے خدشات کی واحد وجہ عدم اعتماد ہے۔ اور یہ خدشات آج بھی دور کئے جاسکتے ہیں۔ مگر کیسے؟

یہ بتانے کے لئے موصوف خود ہمارے آفس میں تشریف لائے۔ وہ1998ء سے2003ء تک چیئرمین واپڈا رہے۔ لیفٹیننٹ جنرل (ر) ذوالفقار خود سول انجینئر ہیں۔ انہوں نے امریکہ سے واٹر مینجمنٹ میں اعلیٰ تربیت حاصل کی۔ ان سے فنی اور سیاسی دونوں حوالوں سے گفتگو کی جاسکتی ہے۔

انہوں نے کہا مخالفت کی وجہ ٹیکنکل ہے اور نہ لاجیکل۔ بلکہ محض سیاسی ہے محکمہ اری گیشن کے اعداد و شمار کے مطابق1974ء سے ہر سال اوسطاً35ملین ایکڑ فٹ پانی کوٹری سے سمندر میں گرتا ہے۔ اس میں 20 ملین ایکڑ فٹ پانی pureیعنی خالص پانی ہے۔ جبکہ کالا باغ ڈیم کیلئے صرف 6 ملین ایکڑ فٹ پانی درکار ہوگا۔ انہوں نے کہا کالا باغ ڈیم نیا

Marfat.com

ریزروائر نہیں ہے 2013ء تک جو چشمہ اور تربیلا میں ایکسٹینشن ہونی ہے اس کی وجہ سے 5 ملین ایکڑ فٹ پانی ویسے ہی ضائع ہو رہا ہے۔

انہوں نے کہا کہ بعض موہوم خدشات ایسے ہیں جن کا حقیقت سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ مثلاً

(۱) کالا باغ ڈیم سے نہریں نکال لی جائیں گی۔ حالانکہ کالا باغ ڈیم کے ڈیزائن میں اسکی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

(۲) دوسرا اہم اعتراض کالا باغ ڈیم اور بھاشا ڈیم کی اپریشنل کنٹرول باڈی کے حوالے سے ہے کہ اس میں پنجاب زیادہ بااثر ہوگا۔ حالانکہ اس کا خاطر خواہ اہتمام کیا جاسکتا ہے۔ کہ کسی کو شکایت نہ رہے۔ انہوں نے کہا کہ 1984ء تک جو کہ جنرل ضیاء الحق کا زمانہ تھا۔ اسکی اپوزیشن زیادہ نہ تھی مگر خدا جانے کیا وجوہات تھیں کہ نہ ہوسکا۔

2003ء میں ہم نے ایک کمیٹی اس مقصد کیلئے بنائی۔ اور کالا باغ ڈیم کے مخالفین میں اہم ترین شخصیات اے۔ این۔ جی عباسی کو اس کمیٹی کا سربراہ بنایا۔ 2005ء میں ان کے دستخطوں سے رپورٹ ریلیز ہوئی۔ اس رپورٹ کے صفحہ نمبر 10 کے پیرا نمبر 10 کی دو سطور میں وہ تحریر کرتے ہیں۔

Pending the completion for physibilty report Skurdu/Kunza Dams, the construction of only another of which physibilty is available. i-e Kalabagh and Basha Dam be considered.

یہ ان صاحب کے الفاظ ہیں۔ جو ڈیم کے سب سے بڑے ناقدین میں شمار ہوتے ہیں۔

..............................

**گوہر ایوب خاں:** کئی حکومتوں میں شامل رہے۔ پانی و بجلی کے وفاقی وزیر بھی رہے ہیں۔ قومی اسمبلی کے سپیکر کے طور پر بھی خدمات سرانجام دی ہیں۔ ڈیمز میں خصوصی دلچسپی لیتے رہے۔ کالا باغ ڈیم میں دلچسپی ہے۔ دیکھیں پروگرام کے حوالے سے کیا

Marfat.com

مفید معلومات دیتے ہیں۔ انیق ناجی کی سربراہی میں جیو کی ٹیم اسلام آباد کے سیکٹر F-6 میں موجود سابق صدر محمد ایوب خاں کے صاحبزادے گوہر ایوب خاں کی رہائش گاہ پر پہنچے۔

سوال: سندھ اور پنجاب کے درمیان پانی کے حوالے سے جو Dispute تھا۔ کیا اس ڈیم نے اسے Magnify کیا ہے۔ یا یہ خود وجہ بنا ہے اس جھگڑے کی؟

**گوہر ایوب خاں**: 1985ء میں وزیر اعظم محمد خاں جونیجو نے کالا باغ ڈیم کے پرجیکٹ کو Revive کیا۔ ساتھ ہی ساتھ واپڈا نے اٹک سے لے کر نوشہرہ تک مارکنگ لگانی شروع کردی۔ کہ کہاں تک وہ بند بنائیں گے۔ اس دوران کیا ہوا۔ کہ مرحوم جنرل فضل حق نے جو اس وقت سرحد کے گورنر تھے انہوں نے اپنی ذات اور گورنرشپ کیلئے صوبہ سے قومی اسمبلی، صوبائی اسمبلی اور سینیٹ کے ارکان کو ورغلانا شروع کردیا۔ کہ یہ نہیں ہونا چاہیے۔ نوشہرہ ڈوب جائے گا۔ واٹر ٹیبل صوابی، مردان اور اس علاقے میں اوپر چلا جائے گا۔ کالا باغ ڈیم بننے سے! چونکہ تنقید اور مخالفت شروع ہوگئی تھی۔ میں نے صدر جنرل ضیاء الحق سے کہا کہ جنرل فضل حق کو کورٹ مارشل کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ وردی میں تھا۔ اور اس نے پاکستان کو بے پناہ نقصان پہنچایا ہے۔ آہستہ آہستہ یہ بات پنجاب سے ادھر سندھ میں چلی گئی۔

وزیر اعظم جونیجو نے (اعتراضات کو ختم کرنے کیلئے) ڈیم کی بلندی 925 فٹ سے کم کر کے 915 فٹ کردی۔ یعنی 10 فٹ گرادی۔

پھر آپ دریائے کابل کے ساتھ ساتھ جائیں جہاں یہ اور ANP والے کہتے تھے کہ نوشہرہ ڈوب جائیگا۔ دریائے سندھ اور چھاؤنی کو دیکھیں۔ جی ٹی روڈ کو پہلے فوج کا ایمونیشن کیمپ ایئر فورس کا، اس کے بعد آرمڈ کو کا سنٹر آتا ہے۔ آرمی سروس کور کا سنٹر، پھر ارٹلری رجمنٹ کا سنٹر ہے۔ پہاڑیوں سے آگے ایئر فورس کی اکیڈمی آتی ہے اور انجینئرز کور کا سنٹر ہے۔ اگر یہ پانی کے نیچے ہوتے تو سب سے پہلے یہ گورنمنٹ کو کہتے کہ کیا کرنے لگے؟ اور نوشہرہ کا شہر ہے یہ آرمی چھاؤنی کے پیچھے ہے اور وہ ہر سال پانی کے بیچ ہوتا ہے اس کے قریب نالے میں پانی آتا ہے جو شہر میں جاتا ہے۔ لیکن اسے سیاسی ایشو بنا دیا گیا ہے۔ اگر ڈیم

Marfat.com

میں 915 فٹ کی بلندی تک پورا پانی بھر دیا جائے تو پرانا جو ریلوے کا پل ہے 1882ء میں بنا تھا۔ اسکے ستونوں کے پاؤں تک نہیں آتا ہے۔ ادھر سندھ میں کالا باغ ڈیم کو کالا ناگ بنا دیا گیا۔ وہ شور کرتے ہیں یہ کالا ناگ ہمیں کھا جائے گا۔ انجینئرنگ، تکنیکی طور پر اس میں کوئی بات قابل اعتراض نہیں ہے۔ بہت اچھا پروجیکٹ ہے۔ اور مستقبل میں بہت ضروری ہے۔ صدر ایوب خاں نے تربیلہ ڈیم بنایا۔ میں نے وزیر اعظم سے Request کر کے 7 کلومیٹر نیچے غازی بھروتھا بنوا دیا۔ تربیلہ ڈیم کے شمال میں سکردو تک 6 Sites ایسی ہیں جہاں ڈیم بن سکتے ہیں ان میں سے کوئی لے لیتے دو تین ڈیم بن سکتے تھے۔

دریائے سندھ 6 کلومیٹر کا لوپ لیتا ہے اس میں صرف 8 کلومیٹر کی سرنگ لگانی پڑتی ہے۔ پورا دریائے سندھ اس آٹھ کلومیٹر کی سرنگ سے گزر کر دوبارہ دریائے سندھ میں جا گرتا ہے۔ اور اس سے 1500 میگا واٹ بجلی دستیاب ہوتی ہے۔

سوال: آپ اس وقت اس بات کو ''ایجوکیٹ'' کیوں نہیں کر سکے؟

گوہر ایوب خاں: دیکھیں ناں! سیاست میں بڑی پارٹیوں کو چھوٹی پارٹیوں کی سپورٹ لینا پڑتی ہے۔ پیپلز پارٹی کو سندھ میں ایم۔ کیو۔ ایم کی سپورٹ درکار ہوتی ہے۔ میاں نواز شریف بھی اس بارے میں خاموش ہو جائیں گے۔

سوال: کیا کالا باغ ڈیم بنے گا؟

گوہر ایوب خاں: کالا باغ ڈیم ضرور بنے گا جو مرضی ہے سندھی کر لیں۔ جو مرضی ہے سرحدی کر لیں۔ کالا باغ ڈیم ایک دن ضرور بن کر رہے گا۔

دنیا کے ملکوں نے پانی کی نعمت کو کیسے ذخیرہ کیا

سوال: کسی بھی ملک کی توانائی کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ڈیم کیا کردار ادا کر سکتے ہیں؟ پچھلے 40 سال میں کتنے ڈیم بنے ہیں اور کیوں؟

جواب: مستقبل قریب میں پانی کے بحران کے پیش نظر پوری دنیا میں بڑے ڈیمز کی تعمیر میں اضافہ ہوا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق پوری دنیا میں تقریباً 335 ڈیمز ایک سال میں تعمیر ہوتے ہیں ورلڈ کمیشن آن ڈیمز کے مطابق چین میں 1950 میں 30 میٹر

Marfat.com

سے بلند ڈیمز کی تعداد 15 تھی جواب بڑھ کر 26278 ہو چکی ہے جو کہ دنیا کا 55 فیصد ہے۔ چین میں چھوٹے اور درمیانے درجے کے ڈیمز کی تعداد 85000 سے زیادہ ہے چین میں 150 بڑے ڈیمز کا مقصد صرف بجلی پیدا کرنا ہے جبکہ باقی کا مقصد آبپاشی۔ پینے کے پانی اور سیلابوں کی روک تھام ہے۔ چین پن بجلی میں پوری دنیا میں پہلے نمبر پر ہے۔ ہارورڈ یونیورسٹی کے مطابق بھارت کے پاس 1947ء میں بڑے اور درمیانے درجے کے ڈیمز کی تعداد 300 تھی۔ جو 2000ء میں 4000 ہزار ہو چکی ہے۔ (صرف 1971ء اور 1979ء کے درمیان 2000 ڈیمز تعمیر ہوئے) بھارت، چین اور امریکہ کے بعد ڈیمز کے حوالے سے تیسرے نمبر پر ہے۔ 1951ء میں بھارت 51 ملین ٹن اناج پیدا کرنے والا ملک تھا۔ جو 2000ء میں بڑھ کر 200 ملین ٹن سے زائد ہو چکا ہے۔

ترکی میں بڑے اور درمیانے درجے کے ڈیمز کی تعداد 536 ہے۔ جبکہ پانی کے مختلف ذخائر کی تعداد 1149 ہے۔

ایران میں ایک سو سے زائد بڑے اور درمیانے درجے کے ڈیمز ہیں۔ ایران ڈیم بنانے کی ٹیکنالوجی اور ماہرین کے حوالے سے دنیا میں ممتاز مقام رکھتا ہے۔ جبکہ پاکستان سے کہیں چھوٹے ملک مثلاً سری لنکا میں ایک ہزار سے زائد ڈیم موجود ہیں۔ جن میں 80 کا شمار بڑے ڈیمز میں ہوتا ہے۔

**آفتاب اسلام آغا:** آغا صاحب کا دفتر لبرٹی مارکیٹ لاہور میں ہے۔ کالا باغ ڈیم کو پاکستان کے لئے انتہائی مفید تصور کرتے ہیں۔ انسٹی ٹیوٹ آف انجینئرنگ کے صدر ہیں۔ 1980ء سے انجینئرنگ کے شعبہ سے وابستہ ہیں کالا باغ ڈیم پر کئی سیمینار اور تفصیلی مضامین لکھ چکے ہیں۔ دیکھتے ہیں آغا صاحب کے پاس مخالفین کو مطمئن کرنے کیلئے کیا تجاویز ہیں؟ صوبہ سرحد کے کیا تحفظات ہیں؟ پوچھا کیا نوشہرہ ڈوب جائے گا؟

کہنے لگے کہ یہ ایک ٹیکنکل مسئلہ ہے جھیل کی سطح مرتفع سے بلندی 915 فٹ ہے۔ نوشہرہ کی 960 فٹ۔ جبکہ مردان کی 970 فٹ اور پشاور ایک ہزار فٹ پر ہے۔ یہ ڈیم بن بھی جائے سو سال کے بعد بھی اس کا لیول ان شہروں سے نیچے ہی رہے گا۔ کسی شہر کو کسی

Marfat.com

وادی کو اس سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔

سوال: کیا وجہ ہے کہ تین صوبائی اسمبلیوں نے اس کے خلاف قرار دادیں پاس کر رکھی ہیں؟

آغا صاحب: Just political games,nothing else

سوال: گورنمنٹ اگر اس مسئلہ پر ٹیکنکل آدمی بلاتی ہے۔ تو کہاں سے بلائے؟

آغا صاحب: میری تجویز یہ ہے کہ Foreign Consultants بلالیں۔ ہر صوبہ کو کہہ دیں کہ وہ اپنے کنسلٹینٹ خود نامزد کرے۔ اپنے سارے سوالات اور اعتراضات ان کے سامنے رکھیں۔ ان کو رائے دینے دیں کہ ڈیم بننا چاہیے کہ نہیں!

سوال: اس افواہ کے بارے میں کیا کہیں گے کہ اگر کالا باغ ڈیم بن گیا تو دریا کے فلو میں خرابی آئے گی سندھ میں خشک سالی اور تباہی آئے گی۔

آغا صاحب: ہر سال 90 لاکھ ایکڑ فٹ پانی موسم برسات میں سمندر میں چلا جاتا ہے۔ کیا وہ تباہی نہیں مچاتا ہے وہ تو اَن چینیلا ئزڈ ہے جبکہ یہ تو چینیلا ئزڈ ہو کر جائے گا اور اتنا جائے گا جتنی ضرورت ہوگی۔

سوال: کہا جاتا ہے کہ De-forestation ہو جائے گی جنگلات کو نقصان ہوگا؟

آغا صاحب: کیا تربیلہ بننے سے جنگلات ختم ہوئے ہیں۔ تربیلہ بننے سے پانی کی سپلائی میں 25 فیصد اضافہ ہوا ہے تو جنگلات بڑھیں گے یا کم ہوں گے؟

سوال: یہ ساری باتیں مخالفین تک کیوں نہیں پہنچ پائیں؟

آغا صاحب: ان تک پہنچی ہوئی ہیں۔ لیکن پتہ نہیں کن مصلحتوں کے تحت وہ اس کی مخالفت کرتے چلے جاتے ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ پرائیویٹ محفلوں میں وہ تسلیم کرتے ہیں کہ ڈیم بننا چاہئے مگر پبلک میں مخالفت کرتے ہیں۔

سوال: میں پبلک کی بات کر رہا ہوں۔

آغا صاحب: پبلک کو ان ساری تفصیلات کا علم ہے!

سوال: کالا باغ ڈیم کے بغیر زندگی تو چل رہی ہے! نہ بنے تو کیا؟

آغا صاحب: کون کہتا ہے کہ زندگی نارمل ہے لاہور کا ٹمریچر کل سبی کے برابر

Marfat.com

تھا۔ 6 گھنٹے بجلی بند تھی۔ زندگی نارمل تو نہ ہوئی۔ درزی کے پاس جائیں وہ کپڑے سینے سے 'اوازار' ہے دھوبی کام نہیں کر رہا ہے کسی کارخانے میں جائیں کام نہیں ہو رہا ہے۔ بیروزگاری بڑھ رہی ہے بجلی نہیں ہے زندگی کا پہیہ نہیں چل رہا ہے۔

**حیدر عباس رضوی**: ایم۔کیو۔ایم بھی ایک رائے رکھتی ہے حیدر عباس رضوی ممبر قومی اسمبلی ہیں ان سے پوچھتے ہیں کہ سندھ کے کیا تحفظات ہیں اور کیا ڈیم کی فائل دوبارہ کھل سکتی ہے؟

9۔بلیوفیڈرل B ایریا کراچی میں قائم ایم۔کیو۔ایم کے آفس مین پہنچے۔اور رضوی صاحب سے ملاقات کر کے پوچھا۔

سوال: سندھ کی ایم۔کیو۔ایم کا کیا موقف ہے کیا ان کی جماعت اس بارے میں اپنے تحفظات رکھتی ہے یا یہ اختلاف محض سیاسی نوعیت کے ہیں۔؟

جواب: یہ بنیادی طور پر 'ٹرسٹ' یعنی اعتماد کا مسئلہ ہے مثال کے طور پر چشمہ رائٹ بینک کینال ہے شروع میں طے تھا کہ کوئی ایسی نہر نہیں نکلے گی۔1991ء میں واٹرایکارڈ ہوا۔کونسل آف کامن انٹرسٹ کو Overview نہیں کیا گیا۔معاہدہ کی خلاف ورزی ہوئی اس پر سندھ والے شک کرتے ہیں۔

سوال: یہ عدم اعتماد کیسے ختم کیا جاسکتا ہے؟

جواب: سندھ کا جو 2/5 پانی ہے ہم اس کا حساب دینے کو تیار ہیں وہ بھی دیں۔ یہ پہلا خاص اور مثبت قدم ہوگا۔سندھ کے لوگوں کے خدشات دور کرنے کے لئے!

حیدر عباس رضوی نے کہا کہ کالا باغ ڈیم بنانا ہے۔بنایئے۔کوشش کی جائے کہ اس پر National Consensus ہو۔اگر کسی کو زیادہ فائدہ ہوتا ہے تو دوسرے کو دوسری طرف Accommodate کرسکتے ہیں۔

**خالداعظم**: آج کی دنیا میں بجلی پیدا کرنے کے لئے کون کون سے ذرائع موجود ہیں۔اور کیا کالا باغ ڈیم کا مقصد محض بجلی پیدا کرنا تھا؟ پوچھتے ہیں انرجی سیکٹر کے ماہر پاکستانی نژاد اٹالین خالد اعظم سے، جو غیر ملکی دوستوں کے ساتھ مل کر پاکستان میں انرجی کی

Marfat.com

پیداوار کے سلسلے میں اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

سوال: پاکستان میں ہمارے پاس پاور جنریٹ کرنے کی ٹوٹل Capacity کیا ہے؟

جواب: ہماری ٹوٹل انرجی 19,300 میگاواٹ ہے جس میں ہائیڈل، تھرمل اور نیوکلیر تینوں شامل ہیں۔ اس میں ہائیڈل 6300، تھرمل 12,500 اور نیوکلیر 472 میگاواٹ ہے۔ مثالی صورت یہ ہوتی ہے کہ ہائیڈل (پن بجلی) 70 فیصد ہو۔ جبکہ تھرمل 30 فیصد ہو۔ مگر ہمارے تقریباً الٹ ہے۔ کم از کم ففٹی ففٹی سے تو ہرگز کم نہیں ہونا چاہیے۔ اب میں ان کے نرخ بتاتا ہوں۔

ہائیڈل: تربیلہ سے 20 پیسے یونٹ، غازی بھروتھا سے ایک روپیہ پچیس پیسے فی یونٹ۔

تھرمل: فرنس آئل سے 6 روپے فی یونٹ (صرف فیول جمع دیگر اخراجات)، ڈیزل سے 10 روپے فی یونٹ اور گیس سے 2.5 سے 3 روپے تک فی یونٹ۔

نیوکلیر: 2 روپے سے لے کر 2.5 روپے تک فی یونٹ۔

(تھرمل مہنگا ترین ہے اور اب تو رینٹل پاور ہاؤسز سے مزید مہنگی ہو جائے گی) ہمیں ہائیڈل Potential کو زیادہ سے زیادہ استعمال میں لانا چاہیے۔ ہمارے کتنے ہی دریاؤں سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا جا رہا ہے اور پانی ضائع جا رہا ہے۔ تربیلہ، کابل اور دوسرے دریاؤں کا تقریباً ایک لاکھ کیوسک پانی بغیر استعمال کئے چشمہ بیراج تک پہنچتا ہے۔ اگر آپ تربیلہ اور چشمہ کے درمیان پاور اسٹیشن لگالیں۔ تو 2.5 ہزار میگاواٹ بجلی پیدا کر سکتے ہیں۔

**رسول بخش پلیجو:** سندھی قوم پرست لیڈر ہیں۔ عوامی تحریک کے سربراہ اور کالاباغ ڈیم مخالف تحریک کے چیئرمین ہیں۔ ان سے پوچھتے ہیں کہ کالاباغ ڈیم کی تعمیر سے سندھ میں بحران کیسے پیدا ہو سکتا ہے؟

پلیجو: سندھ کے پانی کو لوٹنے کیلئے کالاباغ ڈیم کا منصوبہ ہے۔ اب اور ڈیم بنانے کا

Marfat.com

سوال نہیں ہے۔ پہلے جو ڈیم بنے ہیں ان میں ہمارا پانی گیا ہے اس کا فیصلہ کرنے کا وقت ہے کسی کو اختیار نہیں ہے کہ کالا باغ ڈیم کا نام لے۔ انہوں نے کہا کہ سارے رولز توڑے ہیں۔ انٹرنیشنل کرائم کیا گیا ہے۔ حکومت اس جرم میں شامل ہے۔ یہ جو واپڈا شاپڑا ہے۔ انہوں نے غلط اعداد و شمار دیئے، غلط انگوٹھے لگوائے۔ یہ فراڈیے ہیں ان پر مقدمے چلا کر ان کو ٹانگنا چاہئے۔ انڈیا کی آبی جارحیت محض بہانہ ہے۔

سوال: ملک میں بجلی کا بحران ہے۔ اور پن بجلی سب سے سستی ہے۔ کیوں استفادہ نہ کریں؟

پلیجو: بجلی اٹامک انرجی سے جا کر پیدا کریں۔ ان کے فرانس کے ساتھ معاہدے ہیں۔ پھر لائن لاسز کو کنٹرول کریں۔

سوال: کیا یہ پروجیکٹ ہمیشہ کے لئے ختم ہے؟

پلیجو: نہیں! کلوز نہیں ہوا۔ تو سخت نقصان ہوگا۔ کوئی نہیں بنانے دے گا!

## قوم کی زندگی میں پانی کی کیا اہمیت ہے؟

گلوبل وارمنگ کا پانی کے ذخائر پر کیا اثر ہوگا؟

پاکستان کی زندگی (آمدن) کا انحصار زراعت پر ہے۔ وہ کہاں کھڑا ہے؟

اقوام متحدہ کے ایک سروے کے مطابق 2025ء تک 1800 ملین لوگ پانی کی شدید قلت کا شکار ہوں گے۔ پانی کا مسئلہ معاشی مسائل سے زیادہ اہمیت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ اقوام متحدہ کے مطابق دنیا میں تازہ اور صاف پانی کل آبادی کی ضروریات کے لئے کافی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام ممالک باہم تعاون کریں اور پانی کو ذخیرہ کرنے کیلئے بہترین انتظامی صلاحیتیں صرف کریں۔ دنیا میں تازہ اور صاف پانی کا تناسب 3 فیصد ہے جس میں 80 فیصد پانی گلیشئر کی صورت موجود ہے۔ اقوام متحدہ کے مطابق ہر سال 35 لاکھ انسان صاف پانی نہ ہونے کے باعث لقمہ اجل بن جاتے ہیں۔ اس دنیا میں 260 دریا ایسے جو بین الاقوامی سرحدیں کراس کرتے ہیں۔ گزشتہ پچاس برسوں میں پانی کے حوالے سے 157 معاہدات ہو چکے ہیں۔ بڑھتی ہوئی آبادی کے لحاظ

Marfat.com

سے صاف پانی کی مقدار میں شدید کمی ہوگی۔ جو غربت میں شدید اضافے کا سبب بن رہی ہے۔

زرعی ممالک کیلئے یہ خبر پریشان کن ہوگی کہ 2050ء کے پانی کو ''بلیو گولڈ'' کا ٹائٹل مل جائے گا۔ دریاؤں میں پانی کی مسلسل کمی ماحولیات کیلئے بہت سے مسائل جنم دے رہی ہے۔ جنوبی ایشیا میں بھی پانی کا مسئلہ اہم بنتا جارہا ہے پاکستان اور بھارت کے مابین بڑھتے ہوئے آبی تنازعات نے اس تشویش کو بڑھا دیا ہے۔ سندھ طاس معاہدے کے مطابق 3 دریاؤں سندھ، چناب اور جہلم پر پاکستان کا مکمل اختیار ہوگا۔ مگر دریائے چناب کے بھارتی حصے پر بگلیہار ڈیم اور دیگر ڈیمز کی تعمیر پاکستان کے لئے تشویش کا باعث بن رہی ہے۔ اس تنازعے کے علاوہ بھی پانی کی قلت اور انرجی بحران کے شدید چیلنجز پاکستان کی جانب بڑھتے نظر آرہے ہیں۔

**انجینئر شمس الملک**: صوبہ سرحد کے سابق نگران وزیراعلیٰ، دو دفعہ واپڈا کی چیئرمین شپ سے استعفیٰ دے چکے ہیں۔ اس ڈیم کی تعمیر میں بال سفید کرنے والے کالا باغ ڈیم پر ایک اتھارٹی تصور کئے جاتے ہیں۔ ان سے ملاقات اسلام آباد کے سیکٹر ایف ۔10 (4) میں ہوئی۔ کالا باغ ڈیم پر سوال کے حوالے سے کہنے لگے کہ میرے پاس جو مواد ہے وہ شمس الملک کا نہیں ہے وہ دنیا کے مانے ہوئے ماہرین کا ہے وہ ماہرین جن کے دستخطوں پر انٹرنیشنل کمیونٹی بلین ڈالرز کی سرمایہ کاری کرنے پر تیار ہوتی ہے۔ کالا باغ ڈیم کے حق میں ان ماہرین کی متفقہ رائے ہے Consensus ہے۔ میں نے کالاباغ ڈیم کے خلاف بات کسی ''عالم'' سے نہیں سنی۔ معاف کیجئے گا۔ صرف ان سے سنی ہے جن کو کچھ علم نہیں ہے۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے۔

سوال: یہ جو کہتے ہیں کہ نوشہرہ ڈوب جائے گا، اس بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

جواب: چین کے ماہرین آئے تھے تین مہینے اوپر گزارنے کے بعد رپورٹ دی۔ کہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر سے آج کوئی نقصان ہے نہ پچاس سال بعد کوئی نقصان ہے۔ انجینئر شمس الملک نے کہا کہ یہ ایسا آبی ذخیرہ ہے جس کا تمام فیڈرل یونٹس (وفاقی اکائیوں) کو

Marfat.com

فائدہ ہی فائدہ ہے کسی یونٹ کے لئے نقصان نہیں ہے جو لوگ اس کو ہوا دے رہے ہیں اس کی وجہ لاعلمی ہے۔

سوال: پھران کا کیا مفاد ہے؟

جواب: آپ ان سے پوچھ لیں۔ آپ بی۔ کام Investigater ہیں۔ میں آپ سے یقینی طور پر کہہ رہا ہوں کہ کالا باغ ڈیم ہی بجلی کا سستا ترین ذریعہ ہے متبادل ہے۔ اندازہ کریں۔ تربیلہ ڈیم کی بجلی 49 پیسے فی یونٹ ہے، جبکہ منگلا کی 45 پیسے ہے۔ جب آپ 49 پیسے اور 45 پیسے والے راستے کی طرف نہیں جائیں گے اور 10 روپے بلکہ 15 روپے فی یونٹ والے پر جائیں گے تو نتیجہ کیا ہوگا؟ کالا باغ ڈیم سے سب سے زیادہ مفاد اٹھانے والے سندھ اور سرحد والے ہوں گے۔ پنجاب نہیں ہوگا۔

**کامران خاں:** آخر میں انیق ناجی نے جیو کے روح رواں کامران خاں سے پوچھا۔

سوال: کیا اس کو Establishment نے یا سیاست نے سب سے زیادہ متنازعہ بنا دیا ہے؟

کامران خاں: یہ سو فیصد سیاست ہے یہ تو قوم کیلئے اتنا کلیدی منصوبہ ہے کہ پاکستان کے لئے بڑے ڈیم ہونا پاکستان کی سلامتی اور وجود کیلئے کتنا ضروری ہے انہوں نے کہا کہ پانی سے جو بجلی بنا رہے ہیں وہ زیادہ سے زیادہ ایک روپے یونٹ ہے اس کے برعکس جو تھرمل ہے وہ 15 روپے کلوواٹ ہے پاکستان کی بچت اور Survival بڑے ڈیموں سے ہے۔ چاہے وہ کالا باغ ڈیم ہو، بھاشا ڈیم ہو یا کوئی اور ہو۔ یہ سو فیصد سیاسی مسئلہ بن گیا ہے یہ سیاسی پیرامیٹرز ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ تین بار طویل فوجی حکومتیں رہی ہیں۔ فوجی سربراہ جب اس ایشو کو لاتا ہے تو سوسائٹی منقسم ہو جاتی ہے کہ یہ فوجی سربراہ بنا رہا ہے وہ سیاست دان اور سیاسی پارٹیاں جو معتوب ہوتی ہیں اسے فوجی حکمران کے کریڈٹ سے منسلک کرتی ہیں۔ جو اسے دینا نہیں چاہتی ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک انتہائی قومی مسئلہ جھوٹی سیاست کی نذر ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

سوال: فضا کیسے ہموار کی جائے؟

کامران خاں: یہ نام ڈس کریڈٹ ہو گیا ہے اب اس نام سے تو شاید یہ پروجیکٹ نہیں بنے۔ ہمیں پانی کا ذخیرہ چاہیے جس نام سے بھی ہو۔ اس کا نام کالاباغ ڈیم ہو، یا گوراباغ رکھ لیں یا پاکستان ڈیم رکھ لیں۔ اسی جگہ لگا دیں کراچی لگا دیں پشاور لگا دیں۔ لیکن پاکستان کے 17 کروڑ عوام کو بجلی سستی ملے۔ زراعت کی ترقی ہو۔ پاکستان کی ترقی ہو۔ اس سے زیادہ اہم چیز کوئی نہیں ہے۔

سوال: کیا آپ سمجھتے ہیں کہ کالاباغ ڈیم کی فائل اب بند ہو چکی ہے؟

کامران خاں: نام کی حد تک تو شاید بند ہو گئی ہے لیکن خدارا اس Concept کو نہ بھلایا جائے کہ پانی ذخیرہ کرنا۔ پانی سے بجلی پیدا کرنا۔ یہ ایسی نعمت اللہ تعالیٰ نے بہت کم ملکوں کو دی ہے۔ یہ اللہ کی رحمت ہے۔ مگر پاکستان کی اس رحمت کو ہم 17 کروڑ عوام کیلئے شدید ترین زحمت بنا رہے ہیں۔ اس ڈیم کو ضرور بننا چاہیے۔

16 اگست 2009

.....................

Marfat.com

# رینٹل پاور پروجیکٹ کے حوالے سے

# ARY پر مناظرہ

Marfat.com

# اے آر وائی پر، رینٹل پاور پروجیکٹ کے حوالے سے راجہ پرویز اشرف اور مخدوم فیصل صالح حیات کا مناظرہ

## میزبان: کاشف عباسی

گذشتہ رمضان شریف میں اے آر وائی چینل پر پانی و بجلی کے وفاقی وزیر راجہ پرویز اشرف اور مسلم لیگ ق کے پارلیمانی لیڈر مخدوم فیصل صالح حیات کے مابین رینٹل پاور پروجیکٹس کے حوالے سے طویل مناظرہ ہوا ۔ کاشف عباسی صاحب نے میزبان کے فرائض انجام دیئے ۔ حتیٰ کہ مخدوم صاحب کی فرمائش پر کمرشل بھی بند رکھے گئے تاکہ بحث کے تسلسل میں خلل نہ پڑے ۔

قبل ازیں اسمبلی کے اندر بھی چار پانچ روز تک اس اہم مسئلے پر بحث ہو چکی تھی لیکن اس کے باوجود فریقین کی ''تسلی'' نہیں ہوئی تھی اور ایک دوسرے کو چیلنج کر رہے تھے ۔

مخدوم فیصل صالح حیات کا ایک اہم اعتراض یہ تھا کہ 18.1c (اٹھارہ اعشاریہ ایک سینٹ) فی یونٹ کے حساب سے IPL (انٹرنیشنل پاور لمیٹڈ) کو کنٹریکٹ دے دیا گیا ہے ۔

راجہ پرویز اشرف اس سے انکار کرتے تھے ۔ ان کا مؤقف تھا کہ 18.1c ٹیرف نہیں ہے بلکہ یہ رینکنگ ٹیرف ہے ۔ یہ ایک بینچ مارک ہے ۔ یعنی جس وقت آپ بین الاقوامی مقابلے میں Bid کرتے ہیں ۔ بولی دیتے ہیں تو آپ کے پاس ایک بنچ مارک ہوتا ہے کہ اس سے اوپر Bid نہیں کرنا ہے ۔ اس کے نیچے جو آئیں گے وہ ہم لے سکتے ہیں ۔ جہاں تک IPL کے ساتھ کنٹریکٹ کا تعلق ہے وہ 15.9c پر طے ہوا ہے ۔

مناظرے میں بحث سے یہی ثابت ہوا کہ 18.1c فی یونٹ فی الواقعہ مغالطہ تھا اور IPL سے جو کنٹریکٹ ہو گا وہ 15.9c پر ہی طے ہوا ہے ۔

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا 15.9c فی یونٹ تھوڑا ہے کیا اتنے اونچے نرخ پر صنعت

Marfat.com

اور زراعت فروغ پائے گی اور گھریلو صارفین بجلی کے بلوں کو دیکھ کر خودکشی کے ارادوں سے باز آ جائیں گے۔ دراں حالیکہ پن بجلی تربیلا سے آٹھ آنے فی یونٹ سے کم پر دستیاب ہے اور کالاباغ ڈیم سے 80 پیسے فی یونٹ متوقع ہے۔

اس مرحلہ پر جناب کاشف عباسی نے ایک اور نکتہ اٹھایا۔

کاشف عباسی = راجہ صاحب! ایک نکتہ ہے جس پر آپ کی توجہ دلاؤں ایکسچینج ریٹ جو ڈالر کا دیا گیا ہے وہ 62 روپے کے حساب سے ہے۔

مخدوم فیصل = یہ میرا اگلا پوائنٹ ہے۔ آج ڈالر 83 روپے یا 82 روپے کا ہے۔ آپ 82 روپے ڈالر لگائیں تو دیکھیں کہ "فگر" کہاں تک پہنچتی ہے۔؟

مخدوم فیصل صالح حیات نے جو ایک مزید نکتہ اٹھایا۔ وہ ان کی زبانی سنئے۔ میں کوٹ عبدالمالک پاور کمپنی کے ایک پروگرام میں آن لائن تھا کہ ان کے جو 'ہیڈ' ہیں۔ ان کے ساتھ اور ایک اور چینل میں بات کر رہا تھا۔ اس چینل کے اینکر نے بات کی۔ ان سے کوٹ عبدالمالک کمپنی والوں سے۔ جی۔ کہ آپ کی استعداد کتنی ہے۔ اس نے بتایا کہ ہماری اتنی استعداد ہے۔ جی۔ پروڈیوس کرنے کی۔ اس نے پھر سوال کیا۔ کہ پھر آپ اتنی پروڈیوس کیوں نہیں کر رہے؟

اس نے کہا جی۔ ہمیں حکومت سے پالیسی آتی ہے کہ آپ اتنا پروڈیوس کریں۔ اگر ہمیں وہ زیادہ پروڈیوس کرنے کو کہے۔ تو ہم زیادہ کریں گے۔ یہ ریکارڈ کی باتیں ہیں۔ میں آپ کو اینکر کا نام بھی بتا دوں گا۔

کہنے کا میرا مطلب یہ ہے کہ بجلی آپ کے پاس پوری ہے۔ کوئی شارٹ فال نہیں ہے۔ آپ اپنی "ایفی شنسی" کو بہتر کریں اور یہ سب کچھ ہو سکتا ہے۔ پیپکو PPiB یا جو بھی ان کے ادارے ہیں۔ یہ خود مجھ سے بہتر سمجھتے ہے۔ ان کو بہتر کر کے یہ 2000 آپ کے پاس Ideal Capicity آج بھی ملک میں موجود ہے۔ اگر آپ فوری طور پر ایک مہینے' دو مہینے یا تین مہینے۔ اور حد چار مہینے میں آپ کے پاس کئی پلانٹ پڑے ہوئے ہیں. آپ کے گدوں میں ہیں۔ جام شورو میں ہیں' پنڈی میں ہیں' ان کے لئے اپنے واپڈا کے پلانٹ ہیں۔ ٹھیک ہے۔ جی۔ جو کہ Lack of Maintenance کی وجہ سے کم استعداد میں ہیں۔ کم از کم %25 کم استعداد پر چل رہے ہیں۔ ان کو آپ مشینری دیں۔ ان کو

Marfat.com

پلانٹس دیں' ان کو آپ BMR کر لیں۔ یا جو بھی آپ نے کرنا ہے۔ آپ کو 2000 میگا واٹ آسانی سے مل جائے گی۔ آپ کو یہ جو 2250 میگاواٹ رینٹل جو ہیں اس پر جانے کی ضرورت نہیں پڑیگی۔

بحث کے آخر میں رینٹل پاور پروجیکٹ پر جو تفصیلی بحث ہوئی وہ انہی کی زبانی من وعن درج کی جاتی ہے۔

کاشف عباسی = بس آخری منٹ!

مخدوم فیصل = نہیں۔ آخری منٹ نہیں۔ مجھے دو تین منٹ چاہئیں۔ جو انہوں نے پانچ پلانٹ سینکشن کئے ہے۔ سیالکوٹ رینٹل پاور پریمیئر انرجی۔ ریشماں پاور۔ روپا انرجی۔ کنسوریشِ آف ٹپال فیملی۔ میں آپ کو صرف دو تین پلانٹ کی بات کر رہا ہوں۔ یہ ریشماں پاور ہے۔ جی۔ 201 میگاواٹ کی۔ ٹھیک ہے۔ جی! اسکا پانچ سال کا ایگری منٹ ہے۔ ان کے ساتھ اس کو کتنی ڈاؤن پے منٹ کر رہے ہیں؟ دیکھیں جی۔ یہ ان کے اپنے ''فگرز'' ہیں۔ میں آپ کو دے رہا ہوں۔ نیپرا کے یہ 'فگرز' ہیں۔ 395 ملین ڈالر۔

راجہ پرویز = 14% جتنا بنتا ہے۔

فیصل صاحب = 395 ملین ڈالر 5 سال میں!

کاشف عباسی = انکو دے رہے ہیں؟

فیصل صاحب = جی! ان کو دینا ہے۔ اس کا 14% کتنا بنتا ہے؟ 55.26 ملین ڈالر۔ یعنی پلانٹ لے کے آئے گا۔ ٹھیک ہے۔ جی۔ اور آتے ساتھ ہی اس تھرڈ کلاس پلانٹ۔ جو بعد میں پتہ چلے گا ناں کہ پلانٹ کیا ہوگا۔ اس کو 55.26 ملین ڈالر مل جائیں گے۔ یہاں سے!

راجہ پرویز اشرف = تو یہ 14% اڈجسٹ ہو جائیں گے۔ رینٹل میں۔ وہ واپس آ جائیں گے + پیسے۔ مل جائیں گے۔

مخدوم فیصل صاحب = اچھا۔ میں وہی بات کر رہا ہوں۔ اس میں جناب میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں (کاشف صاحب سے مخاطب ہو کر) کاشف صاحب! یہ ذرا پڑھ دیجئے (ان کو پیپرز دیتے ہوئے) ذرا کیمرہ لگایئے اس پہ۔ یہ میں نے 'کوٹیشن' منگوائی ہے ''بائی دی وے'' یہ رینٹل وہ ہے۔ کوئی میجر انٹرنیشنل کمپنی کا رینٹل نہیں ہے۔ جو پہلے آتے تھے۔

Marfat.com

IESR جو آتے تھے۔ ان کے نام کا پتہ ہی نہیں ہے کہ یہ رینٹل پاور کمپنیاں کون سی ہیں۔ ان کا پتہ ہی نہیں ہے۔ یہ 1.63 میگاواٹ کا پلانٹ 25 ملین ڈالر میں 'کوٹ' کیا گیا ہے۔ 25 ملین ڈالر میں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جو انہوں نے کوٹیشن کی ہے۔ 25 ملین ڈالر کی۔ اگر آپ Negotiate کریں گے تو آپ 25 سے 20 پر آ جائیں گے۔

کاشف عباسی = Correct۔ اتنی پلانٹ کی قیمت نہیں ہے جتنا گورنمنٹ آف پاکستان دے رہی ہے۔

راجہ اشرف = بالکل غلط۔ بالکل غلط ہے۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں......

مخدوم فیصل = (کاغذات دکھاتے ہوئے) دیکھیں میں نے آپ کو یہ Prove کر دیا ہے۔ ٹھیک ہے ناں جی!

راجہ پرویز = یہ کیا ہے؟ ایک تصویر لے آؤ اور کہہ رہے ہیں کہ میں نے Prove کر دیا ہے۔

فیصل صاحب = دیکھیں۔ میں اس طرف آ رہا ہوں۔ آ رہا ہوں۔

پرویز اشرف = دیکھیں، یہ طریقہ کار غلط ہے۔ کاشف! ایک میری بات سنیں۔

مخدوم فیصل = ریشماں پاور کا پلانٹ اس کو کاسٹ کر رہا ہے۔ 20 ملین ڈالر میں۔ اس کو 25 ملین ڈالر میں Kick Back کر رہا ہے۔

راجہ پرویز = اچھا۔ آپ کے پاس کیا ثبوت ہے۔ کہ اس کو "کک بیک" کر رہا ہے۔ آج کل۔ کاشف! میں آپ کو بات بتاؤں......

مخدوم فیصل = اچھا۔ میری بات سنیں۔ میں آج پورے پاکستان کے سامنے یہ کہہ رہا ہوں۔ ٹھیک ہے ناں جی۔ میں یہ جو پانچ رینٹل پاور کمپنیاں ہیں، جتنے میں یہ پلانٹ لے کر آ رہے ہیں۔ اس سے آدھی قیمت پر میں پلانٹ لے کر آتا ہوں۔ یہاں پہ۔ ٹھیک ہے ناں جی! جو قیمت یہ انکو دے رہے ہیں۔ ناں جی۔ 395 ملین ڈالر۔ اس کی آدھی قیمت مجھے دیں اور میں پاور پلانٹ ان کو لگا دیتا ہوں۔ اس سے زیادہ مجھے بات نہیں کرنی ہے اور بات ختم ہو جائے۔ اس پر!......

کاشف عباسی: اب وقفہ کے بعد......!

راجہ پرویز اشرف = ویسے مخدوم صاحب پلیز............!

Marfat.com

فیصل صاحب = یار۔ اتنی کمیشن کھائیں جتنی ہضم ہو جائے۔

راجہ پرویز اشرف = ویسے تاریخ تو یہ ہے کہ 25 کروڑ کی جو ٹیکسٹائل مل مشینری تھی وہ یہ 40 کروڑ کی لیکر آئے تھے۔ اب مجھے نہیں پتہ کہ اس وقت مہنگا، سستا لے کر آ سکتے ہیں۔ جو بھی ریکارڈ ہے۔ بات ہو گی۔

مخدوم فیصل = (جیب سے دکھاتے ہوئے) یہ چار ''قل'' ہیں۔ اور ایک آیۃ الکرسی ہے۔ یہ رمضان کے مہینے میں ہاتھ رکھ کر کہہ رہا ہوں کہ یہ جو پلانٹ آ رہے ہیں۔ یہ سارے آصف علی زرداری، یوسف رضا گیلانی کے کرونک ''فرنٹ مینوں'' کے ہیں۔ انور مجید ہے، اقبال زیڈ احمد ہیں۔ اس میں اور لوگ ہیں۔

یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ یہ مجھے اس پر ہاتھ رکھ کر کہہ دیں کہ اس میں انور مجید کا کوئی پلانٹ نہیں ہے۔!

(راجہ پرویز اشرف کو 'قل' اور آیۃ الکرسی دیتے ہوئے) اس پر ہاتھ رکھ کر کہہ دیں۔ کہہ دیں۔ ہاتھ رکھ کر اس پہ۔ بات ختم ہو جاتی ہے۔ اسی پہ!

راجہ پرویز اشرف = دیکھیں۔ او چھوڑو یار! دیکھیں آپ میری بات سنیں۔ میں منسٹر ہوں۔ اس منسٹری کا۔ میں آپ کو بتاتا ہوں۔

مخدوم فیصل = کیا بات کرنی ہے آپ نے؟ بات ختم ہو جاتی ہے یہاں پہ!

راجہ پرویز اشرف = یار! یہ اس کی (مخدوم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) یہ طوفان جو کھڑا ہوا تھا۔ وہ اس لئے تھا کہ آپ نے صدر مملکت پر اٹیک کرنا ہے۔ وزیر اعظم پر اٹیک کرنا ہے۔ تاکہ آپ کا قد بڑھ جائے۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔

مخدوم فیصل = میں نے اپنی قبر میں جانا ہے...... آپ رکھیں اس پر ہاتھ اور کریں بات۔

راجہ پرویز = اچھا ابھی آپ خاموش ہو جائیں۔ ابھی آپ نے بات کر لی ہے۔ ناں۔ اس لئے آپ خاموش ہو جائیں۔

کاشف = میری بات سنیں۔ میں کہتا ہوں کہ کسی کالے چور کا ہو۔ یہ اس سے کوئی لنک نہیں ہے۔ میں دیکھتا ہوں........ سنو۔

مخدوم فیصل = کالا چور نہیں۔ گورا چور ہے۔ یہ آپ کو پتہ ہونا چاہئے۔ کالا چور تو یہاں

Marfat.com

ہے۔نہیں۔گورے چور ہیں سارے۔

راجہ پرویز = یہ بے چارے جو مہینے سے آج......

مخدوم فیصل = کاشف! نوڈیرو کو جو دو پلانٹ لگ رہے ہیں' انور مجید کے نہ ہوں تو میں زندگی بھر کیلئے سیاست چھوڑ دوں گا۔

پرویز اشرف = نوڈیرو میں ہم فخر سے لگا رہے ہیں۔وہ ہماری قائد کا شہر ہے۔وہاں بجلی کی پرابلم ہے۔آپ جا کر لگائیں ناں!

کاشف عباسی = مسئلہ "لگائیں" کا نہیں ہے۔کس کا ہے۔یہ مسئلہ ہے۔

مخدوم فیصل = مسئلہ کمیشنوں کا ہے۔اس پر کروائیں بات۔بات تو یہ ہے۔

راجہ پرویز = میں آپ کو بتاؤں۔مجھے کمپنیوں کا پتہ ہوتا ہے۔جب یہ سوال کوئی کریں گے۔تو ہم چیک کر کے بتا دیں گے۔کہ کس کا ہے۔میری بات سنیں۔

مخدوم فیصل = اتنے بھولے وزیر ہیں نیہ۔ان کو پتہ ہی نہیں ہے کہ کس کا پلانٹ لگ رہا ہے۔؟

راجہ پرویز = اچھا تو پھر گورنر لگا رہا ہے۔امریکہ کا۔گورنر والٹر لگا رہا ہے۔امریکہ کا۔تو آپ کہو گے کہ فلاں بھی ہے۔فلاں بھی ہے۔اس کے سوا کوئی تعلق نہیں ہے۔

فیصل مخدوم = میں نے سوال کیا کیا ہے؟

کاشف عباسی = راجہ صاحب۔میرے پروگرام کا وقت ختم ہو رہا ہے۔

راجہ پرویز = میں آپ کو ایک بات بتاؤں۔سب سے بری بات ہے کہ آپ اپنے سیاسی پوائنٹ سکورنگ کے لئے جھوٹ سے تہمت لگائیں۔میں ان سے یہ کہنا چاہتا ہوں

.................

مخدوم فیصل = آپ کہہ دیں انور مجید کا نہیں ہے!

راجہ پرویز = اور میں ان سے یہ کہنا چاہتا ہوں۔میں نہیں جانتا کسی انور مجید کو۔لیکن میں آپ کو جانتا ہوں۔آپ ہر بات میں جھوٹ بولتے ہیں......اور غلط اعداد و شمار دیتے ہیں اور سیاسی بات کرتے ہیں......

کاشف عباسی = سر! میرے پروگرام کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

مخدوم فیصل = یہ بتا دیں کہ انور مجید کا پلانٹ نہیں ہے۔انور مجید صدر آصف علی زرداری کا فرنٹ مین ہے کہ نہیں ہے؟ آپ راجہ صاحب یہ بتا دیں۔

Marfat.com

راجہ پرویز = جس کسی کا بھی ہو۔ میں سمجھتا ہوں۔ میں نے یہ دیکھنا ہے۔ یار۔ میری بات سنو۔

مخدوم فیصل = آپ مسلمان ہیں۔ ہاتھ رکھیں (ان مقدس آیات پر) اس پہ.........

راجہ پرویز = او یار میری بات سنو!

مخدوم فیصل = چھوڑیں آپ کیا بات کرتے ہیں (آیۃ الکرسی اور قل) واپس جیب میں ڈالتے ہوئے)

راجہ پرویز = یہ تو مجھ سے بات اگلوانے کے طریقے ہیں۔ یہ میں نے بڑے دیکھے ہیں۔ آپ مسلمان ہیں؟ تو 90 کروڑ روپیہ آپ کی ٹیکسٹائل مل کا کیسے ریگولیٹ کروالیا ......

مخدوم فیصل = آپ میرے پر اٹیک کر رہے ہیں۔ ناں۔ آپ میرے پر اٹیک کر رہے ہیں۔

راجہ پرویز = پارٹی بھی آپ چھوڑ گئے۔ اور اب یہ غصہ نکال رہے ہیں۔ ہمارے اوپر۔ آپ صدر زرداری پر غصہ نکال رہے ہیں یا وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی پر نکال رہے ہیں۔

مخدوم فیصل = اچھا آپ بات کرنا چاہتے ہیں۔ سب سے بڑے ضیاء الحق کے تو پیپلز پارٹی میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ یوسف رضا گیلانی اس کا وزیر تھا۔ شاہ محمود قریشی اس کا وزیر تھا۔ پیپلز پارٹی کی بات کرنی ہے۔ آپ نے 'میں نے پیپلز پارٹی کو دل و جان سے چلایا ہے۔

راجہ پرویز = یار ویسے۔ ایسے نہیں ہوا۔ کہ ٹکٹ آپ ہمارے پر جھنگ سے لڑیں۔ پھر آپ 'ق' لیگ میں چلے گئے۔ آج آپ مشرف کو گالیاں دے رہے ہیں۔ جس کے ساتھ آپ ہوتے ہیں۔ اس کی بدنامی کرتے ہیں۔

مخدوم فیصل = کاشف! آپ میری بات سنیں۔ کاشف! رینٹل پاور کی بات کر رہے ہیں اور کمیشنوں کی بات کر رہے ہیں۔

راجہ پرویز = یہ رینٹل پاور کی بات ہے؟

مخدوم فیصل = (کاشف سے) اچھا۔ اس طرح کریں۔ کہ ایک بلڈ پریشر کی گولی لا کر دے دیں ان کو۔ یہ بہتر ہے' ان کے لئے۔

راجہ پرویز = آپ لیں ذرا!

مخدوم فیصل = کاشف صاحب! آپ آخری دس سیکنڈ میں میرے سوال کا جواب لے

Marfat.com

دیں ان سے۔ کہ انور مجید کون ہے؟

راجہ پرویز = دیکھیں جی۔ انور مجید کا ہو۔ یا خلیل کا ہو۔

مخدوم فیصل = کون ہے۔ انور مجید؟

راجہ پرویز = مجھے نہیں پتہ۔ آپ بتائیں۔

مخدوم فیصل = مجھے بتائیں کہ انور مجید کارینٹل پاور اور بجلی میں کوئی Experience ، کوئی تجربہ ہے؟ مجھے آپ یہ بتادیں۔

راجہ پرویز = آپ نے ٹیکسٹائل لگائی تھی، تو آپ کا ٹیکسٹائل کا کوئی تجربہ تھا۔ جی آپ بتائیں! کہ آپ کا ٹیکسٹائل میں تجربہ ہے؟

مخدوم فیصل = دیکھیں ناں۔ یہ بات ہے۔

راجہ پرویز = (مسکراتے ہوئے!)

کاشف عباسی = اگر آپ کے پاس جواب ہو۔ کہ کیا انہوں نے جو نام لئے ہیں۔ وہ درست ہیں؟ (راجہ سے مخاطب ہو کر)

مخدوم فیصل = راجہ صاحب۔ آپ بات کریں۔ اور بریف کریں۔ آپ ان کو۔

راجہ پرویز = دیکھیں ناں۔ میں آپ کو بات بتاؤں۔ کہ میں یہ Name Game (ناموں کا کھیل) میں نہیں جانا چاہتا۔ دیکھیں، اگر انور مجید صاحب اس Critarion (معیار) پر پورا اتریں۔ تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

مخدوم فیصل = یہ سب سے بڑا گھپلا ہے، اور یہ سب سے بڑا گھپلا ہو رہا ہے۔

راجہ پرویز = آپ (کاشف) لگائیں تو کوئی اعتراض نہیں۔ یہ (فیصل صاحب) لگا لیں تو بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔

مخدوم فیصل = اسی لئے میں نے ان کو کہا، میں نے ان کو offer کیا ہے کہ جو پے منٹ یہ کر رہے ہیں۔ IPPS کو رینٹل پاور کو۔ اس کی آدھی پے منٹ مجھے کر دیں۔ میں اس سے دگنا پلانٹ ان کو لگا کر دینے کو تیار ہوں۔ اس سے کم قیمت میں اور اس سے زیادہ ایفی شنسی دیں۔ اب یہ بولیں ناں!

راجہ پرویز = ایک آپ نے ٹیکسٹائل لگائی تھی۔ اس کا تو پوری دنیا نے دیکھ لیا۔ ابھی آپ رینٹل میں ہمیں پھنسوا رہے ہیں۔ ایک دفعہ لگوائی تھی۔ ہم نے آپ کی ٹیکسٹائل مل، اور

Marfat.com

اس کی وجہ سے آپ پارٹی سے بھی گئے اور آپ ڈکٹیٹر کے ساتھ بھی چلے گئے۔ ابھی آپ یہ کیا چاہتے ہیں۔ دوبارہ ہم اس طرح کی گڑ بڑ نہیں کرنا چاہتے۔ آپ ٹیکسٹائل چلائیں ناں ۔اور اس کا پیسہ دے دیں۔ بینکوں کو واپس۔ سارے لوگ آپ کو دیکھ رہے ہیں۔ ٹھیک ہے ۔جناب' کاغذات سمیٹتے ہوئے) O.K پروگرام ختم کر رہے ہیں۔

مخدوم فیصل = پرویز اشرف صاحب پیپلز پارٹی میں بڑے جونیئر آدمی ہیں۔ ان کو تو پیپلز پارٹی کا پتہ نہیں ہے۔

راجہ پرویز = میں جونیئر ہوں' لیکن وفادار ہوں۔ میں جونیئر ہوں لیکن اپنے پاؤں پر کھڑا رہوں گا۔

مخدوم فیصل = میں آپ کی وفاداری کی بات کردوں گا۔ اگر آپ نے بحث کروانی ہے ۔ایک علیحدہ پروگرام کرلیں۔

راجہ پرویز = وہ تو آپ بات کریں گے' ناں۔ ابھی وفاداری کی بات کریں۔

مخدوم فیصل = آپ میری بات سنیں۔

راجہ پرویز = سر! یہ لڑائی کی بات نہیں ہے۔ آخر میں انہوں نے گند اچھالنا تھا۔ میں نے یہی مثال دی تھی۔ ناں کہ جب انہوں نے چوہدری نثار علی خاں پر اٹیک کیا......

مخدوم فیصل = پیپلز پارٹی کی سیاست پہ آپ آ کر مجھ سے ڈی بیٹ کرلیں۔

راجہ پرویز = میں آپ کو یہ بات بتاؤں' کہ جو انہوں نے اعداد وشمار دیئے ہیں...... کاشف یار! آپ میری بات ہی نہیں سنتے۔

کاشف عباسی = میں آپ کی بات سنوں کیسے؟ یہ ختم کریں' تو میں سنوں۔

مخدوم فیصل = مجھے لوگوں نے آفریں دی ہیں کہ ہم پلانٹ لگانے کو تیار ہیں۔ آدھی قیمت پر۔ میں نے نہیں لگانا کوئی پلانٹ! جو اس کاروبار میں ہیں۔ انہوں نے آفرز دی ہیں ۔کیونکہ وہ لوگ ان کے پاس آئے تھے۔ انہوں نے کمیشن مانگی تھیں انہوں نے کمیشن نہیں دی تھیں۔ ان کو اجازت نہیں ملی تھی۔

راجہ پرویز = دیکھو۔ دیکھو۔ کتنی زیادتی کی بات ہے۔ اب نکالو وہ ''پنج سورۃ'' کہ میں نے کسی سے کمیشن مانگی۔ وہ مقدس ''پنج سورۃ'' نکالو' اور اس پر ہاتھ رکھ کر بتاؤ۔ یہ آپ کو کس نے بتایا۔؟

Marfat.com

مخدوم فیصل = (پنج سورۃ ہاتھ میں پکڑ کر کمپنی کا لیٹر دکھاتے ہوئے) مجھے اس کمپنی نے بتایا ہے۔

راجہ پرویز = کون سی کمپنی ہے، یہ!

مخدوم فیصل = آپ کو پتہ ہے۔ کون سی کمپنی ہے یہ!

راجہ پرویز = میں حلف اٹھاتا ہوں کہ مجھے کمپنی کا پتہ ہی نہیں ہے۔

مخدوم فیصل = یہ حلف تو آپ دن میں پانچ کروڑ دفعہ اٹھاتے ہیں۔

راجہ پرویز = آپ ''پنج سورتے'' جیب میں لئے پھرتے ہیں۔ ناں۔ لیکن اتنا جھوٹا میں نہیں ہوں۔ میں آپ کو یہ بتاتا ہوں۔

مخدوم فیصل = آپ انہیں دی ہوئی آفرز سے بات کروائیں، دیکھیں انہوں نے سیدھی بات نہیں کرنی۔ یہ انہوں نے الٹی سیدھی بات......

راجہ پرویز = (کاشف سے مخاطب ہو کر) یہ اب ایک کٹی پتنگ ہیں۔ آپ ''پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں!'' اور اس عاشقی میں عزت سادات بھی گئی! اب کبھی ہم پر الزام، کبھی صدر پر الزام، کبھی وزیر اعظم پر الزام۔ سیاست میں زندہ رہنے کے یہی طریقے ہیں۔ ہم نے ہر الزام کا جواب دیا ہے اور انشاء اللہ سب اچھے طریقے سے۔ صاف شفاف طریقے سے۔ انداز سے بات کی ہے۔ پوری دنیا کو پتہ ہے اور آج ابھی جتنا بھی اونچا بول رہے ہیں میری آواز کو دبانے کی کوشش کریں اور میں سمجھتا ہوں، ان تلوں میں تیل نہیں ہے۔ ابھی بس! ابھی وہ بیگم صاحبہ آ رہی ہیں۔ کاشف! وہ آپ سے کہہ رہی تھیں، کہ میں نے ان کے بارے میں ایک پروگرام کرنا ہے۔ بیگم عابدہ حسین!

مخدوم فیصل = سب سے بڑے ''لوٹیوں'' کی جو پھولن دیوی ہے۔ اس کو الگ بٹھائیں۔

راجہ پرویز = وہ آ رہی ہیں!

مخدوم فیصل = لے کے آئیں۔ لے کے آئیں۔ اس کو بھی لے کے آئیں۔!

راجہ پرویز = فکر نہ کریں۔ وہ آ رہی ہیں۔ وہ کہہ رہی تھیں کہ کاشف کو کہنا۔ کہ کچھ خاص باتیں میں نے آ کر کرنی ہیں...... اور میں نے کہا۔ کہ میں وہ خاص باتیں نہیں کروں گا۔

مخدوم فیصل = کاشف! عابدہ۔ وہ عابدہ۔ ان کو یہ شرم نہیں آتی۔ آصف زرداری کو وہ

Marfat.com

چوروں کا سرغنہ کہہ چکی ہے۔عابدہ' اس کو یہ لے کے بیٹھے ہیں۔

راجہ پرویز = وہ تو آج آپ بھی کہہ رہے ہیں!

مخدوم فیصل = اچھا۔اس کے بعد ایک پروگرام آپ لیاقت باغ میں کریں۔آپ اگلا پروگرام۔میری آپ سے Request ریکویسٹ ہے۔راجہ صاحب وہاں ہوں۔میں بھی وہاں ہوں۔اور عوام بھی وہاں ہوں۔وہاں آپ پیپلز پارٹی کے لوگوں کو بھی نے آئیں ۔اور میں اکیلا ہوں گا۔یہ آپ اپنی پوری واپڈا کی منسٹری کو لے کر آ جائیں۔پوری پی پی کو لے آئیں۔میں اکیلا ہی کافی ہوں۔!

راجہ پرویز = یہ سیاسی Statement ہے۔میں اب کاشف آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ میں آج بھی اس بات پر............

مخدوم فیصل = میں تیار ہوں۔اس بات پر......

راجہ پرویز = آج آپ کے جس پوائنٹ پر میں آیا تھا۔اس پر انہوں نے کنفیوژ کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ 18.1c پر ہم نے کنٹریکٹ کیا ہے۔میں کہتا ہوں۔کہ 15.9c ہے۔ آپ نے جا کر کنفرم کرنا ہے۔اور پورے پاکستان کے عوام کو بتانا ہے اور اگر 15.9c ہو تو پھر ان سے Resign لینا۔

مخدوم فیصل = اچھا۔جانے سے پہلے۔وہ جو لنڈن میں گھر لیا ہے۔اس پر ہمیں چائے کیلئے تو بلا لیں۔کم از کم......

راجہ پرویز = نہیں۔نہیں۔وہ گھر آپ لے لیں۔کیونکہ آپ نے ساری دنیا میں لیا ہے ۔میں نے تو اس کی تردید کی ہے۔اور میرا دعویٰ ہے کہ اگر ثابت کر دیں۔مخدوم صاحب آپ پیر بھی ہیں۔آپ اپنے ووٹروں کا بھی خیال رکھیں۔اور مریدوں کا بھی خیال رکھیں۔ مرید بھاگ جائیں گے آپ کی باتیں سن سن کے۔

مخدوم فیصل = (ہنستے ہوئے) چلو راجہ صاحب! چائے نہ سہی۔لسی ہی پلا دیں۔لنڈن والے گھر میں!

کاشف عباسی = بہت شکریہ۔دونوں مہمانوں کا۔

ناظرین۔آپ نے دونوں کی گفتگو سنی۔

کاشف عباسی (اسلام آباد) کو اجازت دیں۔

Marfat.com

# رینٹل پاور پلانٹس

ارشاد احمد عارف

موجودہ حکومت کو اقتدار میں آئے ابھی چند روز ہوئے تھے۔ ایک دوست نے رازدارانہ انداز میں انکشاف کیا کہ اب اگلے ڈیڑھ دو سال تک ملک میں لوڈ شیڈنگ کا راج ہوگا۔ وجہ یہ بتائی کہ ''عوامی'' حکمرانوں کو پچھلے دور حکومت میں بجلی کا بحران خوب راس آیا۔ تھرمل پاور پلانٹس کی تنصیب سے ملک میں بجلی اور حکمرانوں کے بیرون ملک اکاؤنٹس میں ڈالروں کی بہتات ہوگئی۔ اب ہر فنکار نئے سے نیا منصوبہ لے کر اسلام آباد میں بیٹھا ہے۔ اور حکومت میں شامل لوگوں کو ترغیب دے رہا ہے کہ وہ پرویز مشرف اور شوکت عزیز کے خلاف عوامی نفرت کا فائدہ اٹھا کر چار چھ گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ کو طول دیں۔ اور تجوریاں بھر لیں۔ دوست کا خیال تھا کہ موجودہ پاور کمپنیوں سے کمیشن بٹورنے کے علاوہ نئے پاور پلانٹس کی منظوری کا معاوضہ وصول کرنے کے لئے بجلی کا مصنوعی بحران پیدا کیا جائے گا۔ اتنا بڑا بحران کہ لوگ بجلی کے نرخوں کو بھول کر صرف اس کے حصول کو مقصد حیات بنالیں۔ مٹی کے دیئے لالٹین اور دستی پنکھے سے جان چھڑانے کے بعد یہ قوم اب لوڈ شیڈنگ کا عذاب سہنے کے قابل نہیں۔ اس لئے ایک روپے فی یونٹ کی بجلی دس بارہ روپے فی یونٹ قیمت پر خریدنے کے لئے بخوشی تیار ہوگی۔

روزنامہ 'جنگ' لاہور............24 مارچ 2010ء

Marfat.com

# رینٹل پاور پلانٹس تصور سے بھی بڑا گھپلا ہے، فیصل صالح

## محترمہ کی شہادت سے پی پی رہنماؤں کے موج میلے لگ گئے، قومی خزانے لٹیروں سے بچائیں گے، کالا باغ ڈیم قومی ضرورت ہے ''وقت'' سے گفتگو

لاہور (سٹاف رپورٹر) مسلم لیگ کے قومی اسمبلی میں پارلیمانی لیڈر سید فیصل حیات نے رینٹل پاور پلانٹ میں ہونے والی کرپشن کی تحقیقات کے لئے پارلیمانی کمیشن بنانے کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس میں اپوزیشن کے نامزد ارکان کو شامل کیا جائے۔ گزشتہ روز ''وقت'' سے خصوصی گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا، میرے پاس حکمرانوں کی کرپشن کے ٹھوس شواہد موجود ہیں جو میں مجوزہ کمیٹی میں پیش کروں گا۔ بطور اپوزیشن حکمرانوں کا احتساب کرنا ہمارا حق ہے، ہم انہیں قومی خزانے سے کھیلنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ میرے الزامات کا جواب دینے کی بجائے یہ وفاداریاں تبدیل کرنے کا الزام لگاتے ہیں اور ان کی پیپلز پارٹی کے لئے کیا قربانیاں ہیں، میں سب جانتا ہوں۔ قربانی تو بینظیر بھٹو دے گئیں اور ان کی لاٹری نکل آئی ہے اور ان کے موج میلے لگ گئے۔ رینٹل پاور پلانٹس اتنا بڑا گھپلا ہے کہ جس کا تصور نہیں کیا جا سکتا ہے۔ یہ لوگ عوام کو لوڈ شیڈنگ کا خوف دلا کر اپنی اربوں روپے کک بیکس اور کمیشن کھری کرنے کے لئے قومی خزانے سے کھیلنا چاہتے ہیں مگر مسلم لیگ کا قوم سے وعدہ ہے اس کے خون پسینے سے بھرنے والے قومی خزانے کو لٹیروں سے بچائے گی۔ ان لوگوں نے کالا باغ ڈیم کو اسی لئے دفن کیا ہے قوم کو یرغمال بنا کر قومی خزانے کے ساتھ کھلواڑ کیا جائے۔ انہوں نے کالا باغ ڈیم کو قومی ضرورت قرار دیتے ہوئے کہا کہ چاروں صوبوں میں اتفاق رائے پیدا کرنے کیلئے ہاؤس کی ایک کمیٹی بنائی جائے اور ڈیم کا نام پاکستان ڈیم رکھا جائے تاکہ ملک کی آبی اور توانائی کی ضروریات پوری ہو سکیں۔

روزنامہ 'وقت' لاہور...... 23 اگست 2009ء

Marfat.com

# کرائے کے بجلی گھر اور ایشیائی بنک کا صائب مشورہ

ایشیائی ترقیاتی بنک نے رینٹل پاور پلانٹس سے متعلق آڈٹ رپورٹ میں انکشاف کیا ہے کہ ان کی خریداری میں فروخت کنندہ کو فائدہ پہنچایا گیا' 2250 میگاواٹ کے چودہ 14 پلانٹس کی تنصیب سے بجلی 45 فیصد مہنگی ہوگی اور تو اور لوڈ شیڈنگ کے خاتمہ میں چھ ماہ سے ایک سال لگ سکتا ہے۔ جبکہ ان کے بغیر آئی پی پیز اور پن بجلی کے لئے لوڈ شیڈنگ پر دو سال کے عرصے میں قابو پایا جا سکتا ہے۔ پاور پلانٹس کے کرائے کی مد میں پانچ سال میں پانچ ارب ڈالر ادائیگی کرنا ہوگی۔

ہماری حکومت دہشت گردی کیخلاف جنگ کی خدمات کے معاوضے کے طور پر کیری لوگر بل کی صورت میں ڈیڑھ ارب ڈالر سالانہ حاصل کرے گی' یہ سلسلہ سات سال تک جاری رہے گا۔ اس رقم کو بہت بڑی رقم سمجھا جاتا ہے۔ افسوسناک امر یہ ہے کہ کیری لوگر بل کی صورت میں ملنے والی امداد کا دو تہائی بجلی گھروں کے کرائے کی مد میں ادا کر دیا جائے گا۔ باقی اس کی مرمت' اس کے لئے گیس اور پٹرول کی صورت میں ایندھن پر خرچ ہو جائیں گے اور ساتھ بجلی بھی آج کے مقابلے میں سو فیصد مہنگی ہوگی۔ بجلی کی کمی بھی فوری طور پر دور ہونے کا امکان نہیں۔ ماہرین کے مطابق کرائے پر حاصل کئے جانے والے پرانے بجلی گھر سکریپ کا ایک ڈھیر ہیں۔ کچھ لوگ محض بڑی کک بیکس کی خاطر حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ایشیائی بنک نے اگر بجلی کی پیداوار کے لئے اپنے وسائل پر بھروسہ کرنے کا مشورہ دیا ہے تو اس کو صائب سمجھنا چاہئے اور بجلی کی کمی پر مستقل قابو پانے کی تدبیر کرنی چاہئے' اس کیلئے کالا باغ ڈیم کی تعمیر سستا ترین منصوبہ ہے' اس سے بجلی کے ساتھ ساتھ پانی کی کمی بھی پوری ہوگی اور بوسیدہ بجلی گھروں کے کھربوں روپے کرائے کی مد میں ادائیگی سے بھی جان چھوٹے گی۔

نوائے وقت......19 جنوری 2010ء

Marfat.com

# رینٹل پاور منصوبوں میں 23 ارب کی کرپشن ہوئی۔ امیر مقام

کراچی (خصوصی رپورٹ) مسلم لیگ 'ق' کے رہنماء سابق وفاقی وزیر بجلی و پانی انجینئر امیر مقام نے کہا ہے۔ کہ ہماری بات سو فیصد درست ثابت ہو گئی ہے۔ کہ رینٹل پاور منصوبوں میں 23 ارب روپے کی کرپشن ہوئی تھی۔ اعلیٰ عدلیہ کا از خود نوٹس لے کر 2 ارب روپے کی ریکوری کروانا نہایت قابل تعریف ہے۔ ہمارے حساب سے ان کمپنیوں سے ابھی 21 ارب روپے واپس لینا باقی ہے۔ امید ہے۔ اعلیٰ عدلیہ نہ صرف مذکورہ بقایا رقم واپس لانے کے احکامات جاری کرے گی۔ بلکہ ان معاملات میں ملوث تمام افراد کو قرار واقعی سزا بھی دی جائے گی۔

ایک خصوصی رپورٹ کے مطابق انجینئر امیر مقام نے مزید کہا ہے۔ کہ رینٹل پاور منصوبے اوّل سے آخر تک کرپشن کی بدترین مثال ہیں۔ ہم ان کے آغاز پر ہی کہہ رہے تھے۔ کہ ملک کی ضروریات کی بجلی سسٹم میں موجود ہے۔ لیکن منصوبہ سازوں نے جان بوجھ کر ملک کو لوڈ شیڈنگ کے اندھیرے میں دھکیل کر ان نجی بجلی گھروں کا جواز پیدا کیا۔ اور 16 سے 18 سینٹ فی یونٹ اور رینٹل کمپنیوں کے رقوم واپس کرنے کے بعد کرپشن کے ان منصوبوں پر دستخط کرنے والوں کو از خود مستعفی ہو جانا چاہئے۔ ہمارے ملک کی بدقسمتی یہ ہے کہ یہاں اربوں روپے لوٹنے والوں کو باوقار عہدوں پر مستقل فائز رکھا جاتا ہے۔ جبکہ محض سینکڑوں اور ہزاروں کے مجرم کو سزا ملتی ہے۔

(نوائے وقت' 12 دسمبر 2010ء)

Marfat.com

# کالاباغ ڈیم......اپنے مزید کچھ کالم

Marfat.com

# اگر اجازت ہو تو ڈیم بنالیں

## 20ویں صدی کا کالم

صوبہ سرحد سے پاکستان مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل سینٹر سرانجام خان کا ایک انٹرویو حال ہی میں چھپا ہے، جس میں ان سے سوال کیا گیا کہ فوجی ماہرین کی طرف سے کالا باغ ڈیم کے حق میں تجاویز پر اے این پی کا جو ردعمل سامنے آیا ہے، اس بارے میں وہ کیا فرماتے ہیں؟ سینٹر سرانجام خان نے کہا "پاک فوج ملک کا انتہائی باوقار ادارہ ہے۔ پاک فوج کے لوگ بھی ہم سے ہیں اور ان کی سوچ انفرادی نہیں اجتماعی ہے لہذا وہ جو بھی بات کریں گے ملک و قوم کے مفاد میں ہوگی۔ اگر اے این پی کو کالا باغ ڈیم کے بارے میں کسی قسم کا اعتراض ہے تو ریفرنڈم کرانے کو تیار ہیں۔ تاکہ اے این پی کو اپنی حیثیت کا بخوبی اندازہ ہو جائے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم "پاکستانی سوچ" اپنائیں۔ اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کمزور ہے تو وہ غلط فہمی کا شکار ہے۔ 1997ء کے انتخابات میں مسلم لیگ سرحد میں سب سے بڑی جماعت کے طور پر سامنے آئی اور صوبے میں مجموعی طور پر 5 لاکھ 91 ہزار ووٹ حاصل کئے جبکہ اے این پی کو کل 3 لاکھ 71 ہزار ووٹ ملے۔ ان تمام باتوں کے باوجود ہم چاہیں گے کہ کالا باغ ڈیم کا مسئلہ افہام و تفہیم سے حل ہو"۔

یاد رہے کہ پاک فوج کی کور آف انجینئرز کے زیر اہتمام حال ہی میں آبی وسائل کے ماہرین کا ایک اہم سمپوزیم جی ایچ کیو میں منعقد ہوا۔ جس میں چاروں صوبوں سے تعلق رکھنے والے ماہرین نے پاکستان کے آبی وسائل اور ملک کی ضروریات کے بارے میں جامع مقالے پڑھے اور کالا باغ ڈیم تعمیر کرنے کی پرزور حمایت کی۔ ماہرین نے قرار دیا کہ "اگر آبی وسائل میں اضافہ نہ کیا گیا اور کالا باغ ڈیم تعمیر نہ ہوا تو 20 برس کے دوران تیل سستا اور پانی مہنگا ہو جائے گا" یہ انتباہ خوفناک ہے۔

غیر ملکی ماہرین تو ایک مدت سے واضح کر رہے ہیں کہ تربیلا اور منگلا ڈیم تیزی سے سلٹ اپ ہو رہے ہیں یعنی ان ڈیموں کی تہہ میں مٹی جم رہی ہے پاکستان میں آبی ذخائر خطرناک حد تک کم ہو رہے ہیں اگر اس کا بروقت ازالہ نہ کیا گیا تو ملک صومالیہ اور ایتھوپیا

Marfat.com

بن جائے گا۔ مشہور امریکی مصنف کینیڈی نے اپنی ایک حالیہ شائع ہونے والی کتاب میں مختلف ملکوں کے آبی ذخائر کا جائزہ لیتے ہوئے پیشگوئی کی ہے کہ آنے والے وقتوں میں جنگیں پانی کے مسئلے پر ہوا کریں گی کیونکہ بڑھتی ہوئی آبادی کے تناظر میں پانی کی قلت وجہ تنازعہ بن جائے گی۔ پاکستان کے حوالے سے مسٹر کینیڈی نے لکھا ہے کہ پاکستان نے اپنے پانی کے معاملات درست نہ کئے تو 20 سالوں کے بعد یعنی 2020ء تک پاکستان میں ریگستانوں کا اضافہ ہونا شروع ہو جائے گا۔

تاہم خوشخبری یہ ہے کہ ورلڈ بینک نے کالا باغ ڈیم کی تعمیر کو قابل عمل اور پاکستانی معیشت کیلئے مفید منصوبہ قرار دے کر اس کیلئے فنڈز فراہم کرنے پر آمادگی ظاہر کر دی ہے۔ ذرائع کے مطابق اس سلسلے میں محکمہ واپڈا کے اعلیٰ حکام نے کالا باغ ڈیم کی تعمیر کیلئے ایک تازہ ترین رپورٹ وزارت پانی و بجلی کو ارسال کر دی ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اگر کالا باغ ڈیم کی تعمیر 2000ء میں شروع کر دی جائے تو یہ سات سال میں پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گا۔ ڈیم پر 85 ارب ڈالر لاگت آئے گی۔ جبکہ اس کی دیکھ بھال پر سالانہ ڈیڑھ سے دو ارب روپے خرچ ہوں گے۔ ذرائع کے مطابق عالمی بینک جرمنی اور جاپان سمیت دیگر امداد دینے والے مالیاتی اداروں نے کالا باغ ڈیم کی کل لاگت کا 60 فیصد پراجیکٹ فنانسنگ کرنے کی پختہ یقین دہائی کرائی ہے۔ جبکہ 40 فیصد واپڈا کو اپنے وسائل سے فراہم کرنے ہوں گے۔ ذرائع کے مطابق کالا باغ ڈیم کی تعمیر سے وطن عزیز کو 56 ارب سالانہ کا فائدہ پہنچے گا۔ ہر سال 20 ملین بیرل تیل اور اربوں روپے کی گندم کی بچت ہوگی۔

سیلابوں کی روک تھام سے 1.47 ارب روپے کا فائدہ پہنچے گا۔ گھریلو، کمرشل صنعتی اور زرعی صارفین کو انتہائی سستی بجلی میسر آئے گی۔ زرعی پیداوار میں 25 سے 30 فیصد اضافہ ہوگا۔ لاکھوں ایکڑ اراضی سیراب ہوگی۔ 30 ہزار افراد کو براہ راست جبکہ 20 ہزار افراد کو بالواسطہ روزگار کے وسیع تر مواقع میسر آئیں گے اور وطن عزیز خوراک اور زرعی اجناس کے معاملے میں خود کفیل ہو جائے گا۔ رپورٹ کے مطابق کالا باغ ڈیم پر اب تک 2 ارب روپے سے زائد خرچ ہو چکے ہیں اور اگر کالا باغ ڈیم یا پانی کا ذخیرہ کرنے والے کوئی

Marfat.com

اور ڈیم نہ بنائے گئے تو عوام لوڈشیڈنگ کے علاوہ فوڈشیڈنگ کا مزہ بھی چکھیں گے۔اور ملک میں صومالیہ اور ایتھوپیا جیسے حالات پیدا ہو جائیں گے۔

اس وقت پانی کے ذخائر کم ہوتے ہوتے صرف 3.38 ملین ایکڑ فٹ رہ گئے ہیں جبکہ 2005ء تک زرعی پیداوار میں 6.4 ملین ٹن کمی ہو جائے گی۔رپورٹ کے مطابق کالا باغ ڈیم کی تعمیر سے سب زیادہ فائدہ صوبہ سندھ کو ہوگا۔جسے 8 لاکھ' سرحد کو 4.4 لاکھ بلوچستان کو 5.1 لاکھ جبکہ پنجاب کو 6.8 لاکھ ایکڑ فٹ پانی ملے گا۔اس طرح بنجر اراضی سیراب کرنے سے سرکاری وسائل میں 12.52 ارب روپے سالانہ کا اضافہ ہوگا جبکہ 11.47 ملین یونٹ کم قیمت ہائیڈل بجلی سے حاصل ہوں گے۔

یہ رپورٹ کسی تبصرے کی محتاج نہیں۔کالاباغ ڈیم کی تعمیر سے مملکت خداداد پاکستان دنیا کے خوشحال ملکوں میں شامل ہوگا۔لیکن اس وقت ہوگا جب کالاباغ ڈیم بن جائے گا۔فوری مسرت کی بات یہ ہے کہ ڈیم کی تعمیر شروع ہونے پر ملک کے نصف لاکھ آبادی کو روزگار کے مواقع مل جانے پر ملک میں خودکشی اور خودسوزی کے رجحان میں کمی واقع ہوگی۔مایوسیوں کے گھپ اندھیرے میں روشنی کی کرن نظر آئے گی۔بعض حلقے اصل مسئلے کی اہمیت اور سنگینی سے توجہ ہٹانے کیلئے صوبوں اور وفاق کے حوالے سے گمراہ کن پراپیگنڈہ شروع کر دیتے ہیں۔

حالانکہ جبکہ منگلا ڈیم اور تربیلا ڈیم تعمیر ہوئے یا بیراج بنے تھے تو ملک میں صوبوں یا وفاق کے حوالے سے کسی نے اعتراض نہیں کیا۔نہ صوبوں سے استصواب کا کوئی سوال پیدا ہوا۔

حقیقت میں کوئی ڈیم یا بیراج کسی ایک صوبے کا نہیں ہوتا۔وہ سارے ملک کیلئے ہوتا ہے۔یوں بھی کالاباغ ڈیم پر ابتدائی کام مکمل ہو چکا تھا اور پچاس کی دہائی میں تعمیراتی کام شروع ہونے والا تھا کہ صدر ایوب نے پہلے تربیلا ڈیم شروع کروا دیا۔کسی نے اعتراض نہیں کیا۔یہ گمراہ کن ''رٹ'' بعد کی پیداوار ہے یاد رہے کہ سندھ طاس معاہدے میں پنجاب کے تین دریا انڈیا کے حوالے کر کے پاکستان میں پانی کے متبادل ذخائر اور وسائل کا

Marfat.com

اہتمام کیا جانا تھا اور کالاباغ ڈیم وہ واحد ڈیم ہوگا جس کا ایک غالب حصہ پنجاب کی سرحد میں واقع ہوگا۔ چاروں صوبوں کے ماہرین کے سمپوزیم کے نتائج اور مذکورہ رپورٹ سے عیاں ہے۔ کہ اس منصوبے سے چاروں صوبوں کا مفاد وابستہ ہے اور اس کی عدم تعمیر کی صورت میں اور تو کچھ شاید بچ جائے خاکم بدہن اندیشہ ہے کہ پاکستان پانی کے بغیر ہی ڈوب جائے گا۔ اجازت دیں تو کہہ دوں کہ قومی مفاد کے تحت کالاباغ ڈیم کی تعمیر ضروری ہے اس لیے اے صاحبان سیاست اگر اجازت ہو تو ڈیم بنا لیں؟

جو لوگ کالاباغ ڈیم بنانے کے خطرات سے ڈراتے ہیں انہیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ڈیم نہ بنانے کی صورت میں تو پاکستان کی بقا ہی خطرے میں ہے۔ صوبے اور وفاق کس کام آئیں گے؟ پاکستان کے ازلی دشمنوں نے ملک کو شاید اتنا نقصان نہیں پہنچایا ہوگا جتنا ان غیر ذمہ دار قلمکاروں کے ہاتھوں اٹھانا پڑا ہے۔ جنہوں نے نواز شریف دشمنی میں اندھے ہو کر پنجاب کو گالیاں دینا فیشن اور پنجاب کیخلاف نفرت پھیلانا مشن بنا لیا ہے۔

---------

Marfat.com

# کالاباغ ڈیم کو قتل ہونے سے بچالیں

اس وقت ہمارے گردو پیش کے ممالک میں 50 فٹ سے زیادہ بلندی کے سینکڑوں ڈیم زیر تعمیر ہیں۔ بھارت میں 128 ' چین میں 253 ' ترکی میں 113 ' جاپان میں 97 اور ایران میں 52 بڑے بڑے ڈیم بنائے جا رہے ہیں۔ پاکستان اس خطے کا ایک بدقسمت ملک ہے جہاں قوم کے تعمیری کاموں پر خودغرضی کی منفی سیاست حاوی ہے۔ اس ملک میں منگلا ڈیم 1967ء میں اور تربیلا ڈیم 1974ء میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اس کے بعد گزشتہ مربع صدی میں ہم کوئی بڑا ڈیم تعمیر نہیں کر سکے۔

1959ء میں مصر میں اسوان ڈیم کا معاملہ کہیں زیادہ پیچیدہ تھا لیکن دو خودمختار ملکوں مصر اور سوڈان کے مابین معاہدہ طے پا گیا۔ ہم ایک ہی ملک کے صوبوں کے درمیان یہ مسئلہ حل نہیں کر سکے اور آبی ذخائر کی کمی کے باعث مکمل تباہی کے کنارے پر پہنچ چکے ہیں اور آج پانی کی بوند بوند کو ترس رہے ہیں۔

1991ء کے پانی کے نئے معاہدہ میں پنجاب کو دانستہ خسارے میں رکھا گیا۔ البتہ پانی کے نئے ذخائر کی تعمیر کا معاہدہ میں ذکر کیا گیا۔ ان میں کالاباغ ڈیم سرفہرست تھا مگر سرحد اور سندھ کے وزراء اعلیٰ کے اصرار پر معاہدہ میں ڈیم کا نام نہیں لیا گیا تھا۔ دونوں وزراء اعلیٰ نے اپنے اپنے صوبے میں کالاباغ ڈیم کے حق میں رائے عامہ ہموار کرنے کی ذمہ داری قبول کی مگر وہ اس سے منحرف ہو گئے۔ 1991ء کا معاہدہ قائم ہے۔ اس پر عمل ہو رہا ہے مگر پانی کے حوالے سے پنجاب کے خلاف نفرت بھی پھیلائی جا رہی ہے۔

نواز شریف کی برطرفی کے بعد ایک ایسی حکومت برسر اقتدار آئی جو کسی کے سامنے جوابدہ نہیں۔ جنرل مشرف کی حکومت کالاباغ منصوبے کی افادیت اور اس کی تعمیر میں تاخیر کے نقصانات کا مکمل ادراک رکھتی تھی۔ یہی باعث ہے کہ اس نے وقت ضائع کئے بغیر واپڈا کو واضح اشادہ دیا کہ وہ اس منصوبے کے لئے زمین ہموار کرے۔ ملک کے ماہر انجینئرز نے سندھ اور سرحد میں منصوبے کے ناقدین اور مخالفین کو قائل کرنے کے لئے زبردست مہم

Marfat.com

چلائی۔ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کو کام میں لایا گیا۔ طویل مباحثے ہوتے رہے لیکن محسوس ہوا کہ جن لوگوں نے قائل نہ ہونے کی قسم اٹھا رکھی ہو انہیں کون قائل کر سکتا ہے؟ ان میں زیادہ عناصر وہی تھے جنہوں نے قیام پاکستان کی ڈٹ کر مخالفت کی تھی۔ تاہم مشرف حکومت نے اس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کالا باغ ڈیم پر پیش رفت جاری رکھی۔ اور لگتا تھا کہ بس تعمیر کی بسم اللہ کا اعلان ہونے ہی والا ہے تا آنکہ مخالف عناصر نے ایجی ٹیشن کی دھمکی دے دی۔ جو ظاہر ہے کہ متوقع تھی لیکن منصوبے کے غیر معین عرصے کیلئے مؤخر کر دیا گیا۔ اہل وطن کو ان کے اس اقدام سے سخت مایوسی ہوئی۔ ایک حکمران اور وہ بھی مطلق العنان حکمران میں خود اعتمادی کا فقدان یا اتنی کمی ایک قومی المیہ سے کم نہیں!

دو ہفتے قبل واپڈا کے سابق چیئرمین جنرل (ر) زاہد علی اکبر نے بڑی خود اعتمادی سے کہا ہے کہ اس منصوبے کا کوئی نعم البدل نہیں اور موجودہ حکومت کیلئے کالا باغ ڈیم کی تعمیر کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ "بے نظیر اور نواز شریف دونوں اس ڈیم کو بنانے کے سلسلے میں ان سے مشورہ کرتے رہے" تو انہوں نے کہہ دیا تھا کہ "حکم دیں، 6 ماہ کے اندر شروع کروا سکتا ہوں۔ آپ تیار رہیں۔ انہوں نے واضح کیا اس منصوبے کے ترک کرنے یا تاخیر کرنے پر لاکھوں لوگ قحط سالی کا شکار ہو کر لقمہ اجل ہوں گے مزید انہوں نے یہ بھی کہا: "میں نے سرحد اور سندھ کے لوگوں کے ساتھ بیس پچیس مباحثے کئے ہیں۔ ان کے تکنیکی لوگ اس بات پر متفق ہیں کہ اس سے صوبوں میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہوگی۔ یہ صرف سیاسی سٹنٹ ہے۔ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ اس منصوبے سے کسی کو نقصان تو درکنار اس سے سارے صوبوں کا زبردست فائدہ ہوگا'

کالا باغ ڈیم پر جنرل پرویز مشرف کے نئے مؤقف نے اہل پاکستان کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ ان کے حالیہ بیانات ایک حکمران کے شایان شان نہیں۔ ان پر یہ راز کب کھلا ہے کہ کالا باغ ڈیم تو ایک مہنگا اور نکما منصوبہ ہے، جسے سرد خانے میں ڈالنا ہی بہتر ہے۔ یوں ہر مطلق العنان حکمران باور کرتا ہے کہ......

مستند ہے مرا فرمایا ہوا

Marfat.com

مگر جس عظیم منصوبے کو ورلڈ بینک کے ماہر ڈیمز ڈاکٹر پیٹر اور عالمی ماہر ڈاکٹر ساوتج سمیت دنیا بھر کے سارے ماہرین ایک موزوں ترین منصوبہ قرار دے چکے ہیں' ملکی ماہرین جن میں واپڈا کے موجودہ اور تمام سابقہ چیئرمین حضرات شامل ہیں' اسے ناگزیر تصور کرتے ہیں۔ان میں زیادہ تعداد صوبہ سرحد سے ہے۔آپ اس منصوبے کو کس حیثیت میں بے کار اور مہنگا کہہ رہے ہیں جو اگر بروقت تعمیر ہو گیا ہوتا تو ماہرین کے اندازے کے مطابق اس کی تعمیر کے اخراجات نکال کر ہم اس سے 60 کھرب روپے کما چکے ہوتے۔ یہ دنیا کا ایسا ریزروائر ہے جس کا سپل وے ڈیم کی سطح سے بھی 50 فٹ نیچے ہوگا۔یعنی اس میں سلٹ جمع ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوگا اور اس کی زندگی لامحدود ہوگی۔اس کی سستی بجلی (80 پیسے یونٹ) اور آبپاشی کے وسیع وسائل سے ملک میں صنعت اور زراعت کی زبردست ترقی ہوگی۔تھرمل بجلی ساڑھے چار روپے یونٹ ہے۔

کالا باغ ڈیم میں کیڑے نکالنے کے بعد جن نئے منصوبوں پر کام کا ذکر کیا جا رہا ہے ان میں ماہرین کے مسترد چھوٹے ڈیموں کے علاوہ بھاشا ڈیم شامل ہے۔حکومت بڑی خوشی سے بھاشا ڈیم بھی بنائے مگر بھاشا ڈیم پر تو ابھی سرحد اور شمالی علاقہ جات کا آپس میں تنازعہ ہے۔ماحولیاتی مسائل کے علاوہ شاہراہ ریشم براہ راست متاثر ہوگی۔ڈیم کا محل وقوع زلزلوں کی زد میں ہے۔توانائی یا آبپاشی دونوں لحاظ سے اس کی افادیت کالا باغ ڈیم کی نسبت بہت کم لیکن اخراجات بہت زیادہ ہیں۔ بھاشا کی فزیبلٹی رپورٹ کو کم از کم پانچ سال لگ جائیں گے۔اگر مثبت رپورٹ ہوئی تو 10-11 سال تعمیر کے لئے انتظار کرنا پڑے گا ۔جبکہ کالا باغ چھ سال میں مکمل ہو سکتا ہے۔کالا باغ ڈیم میں کیڑے نکالنے سے قبل جنرل صاحب نے اپنی فوج کی انجینئر ز کور سے ہی مشورہ کر لیا ہوتا۔کالا باغ ڈیم پر ان کی متفقہ رائے ریکارڈ پر موجود ہے۔

پنجاب کی ''نااہلی'' کے باعث اس عظیم منصوبے کے ضائع ہونے اور نتیجتاً ملک کے تباہ ہونے کا زبردست خدشہ پیدا ہو گیا ہے اس کے بچانے کے لئے ایک تجویز ہے۔میں نے کہیں پڑھا تھا کہ جنرل فضل حق مرحوم نے ایک نجی گفتگو میں اعتراف کیا تھا کہ ''منصوبے

Marfat.com

کی مخالفت سے میرا مقصد صوبہ سرحد کے لئے زیادہ مراعات اور زیادہ رائلٹی حاصل کرنا تھا منصوبے کو ختم کرنا نہیں تھا مگر کام بگڑ گیا"۔ اسی طرح سندھ اس منصوبے کی افادیت کا قائل ہے۔ مگر ڈاکٹر قادر مگسی کی زبان میں سندھ کا اعتراض یہ ہے کہ "کالا باغ ڈیم کی کنجی پنجاب کے ہاتھ میں ہوگی۔ کاغذی معاہدے دھرے رہ جائیں گے ہم اپنی جان اس طوطے میں نہیں رکھنا چاہتے جو پنجاب کے پنجرے میں بند ہو۔"

کالا باغ ڈیم کی کنجی سرحد کے حوالے ہونی چاہئے جس پر سندھ کو اعتماد ہے۔ رائلٹی بے شک سارے صوبوں میں برابر تقسیم کر دیں یا پنجاب کو منہا کر کے باقی صوبے جیسے مناسب سمجھیں طے کر لیں مگر خدا کیلئے اس منصوبے کو پنجاب دشمنی کی بھینٹ نہ چڑھائیں۔ حکایت ہے کہ دو عورتوں نے دو بچوں کو جنم دیا۔ ایک کا بچہ فوت ہو گیا اس نے جھگڑا ڈال دیا کہ زندہ بچہ اس کا ہے۔ کوئی تصفیہ نہ ہوا۔ حتیٰ کہ تنازعہ قاضی کے سپرد ہوا۔ دونوں ایک جیسا واویلا کرتیں۔ ایک جیسے آنسو بہاتیں کہ قاضی کیلئے فیصلہ کرنا مشکل ہو گیا۔ آخر قاضی کو ایک ترکیب سوجھی۔ اس نے کہا تم دنوں کے دعوے برابر ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ بچہ آدھا آدھا تمہیں بانٹ دوں۔ ایک عورت نے کہا "بچہ تو سارا ہی میرا تھا لیکن جب آپ کا فیصلہ ہے مجھے منظور ہے۔ دوسری نے رو کر کہا "قاضی جی! بچہ اسی کو دے دیں۔ اسے قتل نہ کریں۔ میں اسے زندہ دیکھ کر ہی زندہ رہ لوں گی۔"

خدارا کالا باغ ڈیم کے سارے مفادات چھوٹے صوبوں کو دے دیں مگر کالا باغ ڈیم کو قتل ہونے سے بچا لیں۔ اس طوطے میں پاکستان کی جان ہے۔

Marfat.com

# "پنجاب اور کالاباغ ڈیم............

# ایک نئی تجویز!"

گذشتہ دنوں میں پانی کے مسائل اور کالاباغ ڈیم کے حوالے سے کچھ اور حقائق منظر عام پر آئے ہیں۔

(i) سینٹ کے اجلاس میں معزز رکن اور معروف قانون دان جناب ایس ایم ظفر نے وفاقی بجٹ میں کالاباغ ڈیم کے لئے فنڈز مختص کرنے کی تجویز دی۔ اے این پی کے ارکان نے اس تجویز کی شدت سے مخالفت کی۔ اور برملا کہہ دیا کہ یہ پنجاب کا مسئلہ ہے۔ یا پنجاب کے مفاد کا مسئلہ ہے۔ یہ منصوبہ ترک کر دیا گیا ہے۔

(ii) پنجاب میں پی پی کے وزیر خزانہ چوہدری تنویر اشرف نے اپنے پوسٹ بجٹ خطاب میں خم ٹھونک کر یہ اعلان کیا ہے کہ کالاباغ ڈیم کے منصوبے کو ترک کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پنجاب کے بجٹ میں اس منصوبہ کے لئے علامتی فنڈز مختص کر دیئے گئے ہیں۔

(iii) صدر آصف علی زرداری نے پنجاب میں پانی کے جاری وسائل کو کم کر کے سندھ کو زیادہ پانی دیئے جانے کی ہدایت کی۔ جس پر پنجاب اسمبلی میں شدید ردعمل ہوا۔ تاہم پنجاب کو ٹھنڈا کرنے کیلئے یقین دہانیاں کرائی جا رہی ہیں (یہ تو ابتداء ہے۔ اگر خدانخواستہ کالاباغ ڈیم کو نظر انداز کیا گیا تو پانی کے حوالے سے بین الصوبائی وہ نفرت اور تنازعات جنم لیں گے۔ کہ آپ تصور نہیں کر سکتے)

(iv) عالمی بینک نے بھاشا ڈیم کے لئے فنڈز فراہم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ (یہ معاملہ بوجوہ پہلے ہی مشکوک تھا)

(v) پاکستان متحدہ کسان محاذ نے دس سال تک کی عمر کے ننھے منے بچوں کے ساتھ واہگہ کے مقام پر بھارتی آبی جارحیت کے خلاف مظاہرہ کرایا ہے۔

Marfat.com

(vi) اس دوران سب سے زیادہ خطرناک یہ خبریں شائع ہوئی ہیں کہ بھارتی واٹر ایجنسیاں کالاباغ ڈیم کی تعمیر رکوانے اور پاکستان کو بھوکا پیاسا مارنے کیلئے سندھ کے نام نہاد قوم پرستوں کی تنظیموں میں گذشتہ پندرہ سال کے اندر 10 ارب روپے تقسیم کرچکی ہیں۔

یہ خبریں کسی لمبے چوڑے تبصرے کی محتاج نہیں۔ بھارت کی بدمعاشی کی حدتک کھلی آبی جارحیت اور پاکستان کی طرف سے غیرت سے تہی دامنی کی حدتک مجرمانہ غفلت کے باعث پانی کے حوالے سے حالات انتہائی خطرناک موڑ تک پہنچ گئے ہیں۔ سارا ملک پانی کی کمی کے باعث ''ڈی ہائیڈریشن'' کا شکار ہے۔ کھیت خشک اور ملک صحرا میں تبدیل ہورہا ہے۔

بجلی نہ ہونے کے باعث گھر تاریک اور خلق خدا حبس سے مررہی ہے اور..... ع

وہ حبس ہے کہ لُو کی دعا مانگتے ہیں لوگ

صنعت تباہ اور مزدور بے روزگار ہے۔ ایسے میں اے این پی کے سینئر صاحبان نے اپنی کسی تکلیف کے اظہار کی بجائے یہ فرمایا ہے کہ یہ ڈیم پنجاب کے مفاد میں ہے۔ (اس لئے ہمیں وارا نہیں کھاتا)۔ گویا پنجاب سے نفرت ملک بھر کی تباہی اور بربادی کا باعث بن رہی ہے۔ آج اس حوالے سے ایک نئی تجویز سامنے آئی ہے۔ کسی ریفرنس کے سلسلے میں آج 2003ء کی ذاتی ڈائری دیکھ رہا تھا کہ 20 فروری کی تاریخ کے صفحے پر یہ سطور نظر سے گزریں۔ ''واپڈا کے سابق چیئرمین جنرل (ر) زاہد علی اکبر سمیت بہت سے آبی ماہرین نے سندھ اور دوسرے صوبوں کے طرز عمل سے مایوس ہوکر کالاباغ ڈیم کے حوالے سے ایک نئی تجویز دی ہے کہ صوبہ پنجاب دریائے سندھ سے اپنے حصے کا پانی سٹور کرنے کے لئے سائز چھوٹا کرکے کالاباغ ڈیم خود تعمیر کرلے۔ سندھ، سرحد، بلوچستان اپنے حصوں کے پانی کو دریا میں رہنے دیں۔ سمندر میں پھینکیں یا کوئی اور انتظام کرلیں۔ یہ ان کی صوابدید ہے''۔ (زیادہ تفصیل اس دن کے اخبارات میں ہوگی۔ جو دستیاب نہیں)

میرے خیال میں پہلا آپشن تو یہی ہے کہ صوبوں کو قائل کرنا چاہئے اور اس ڈیم کی تعمیر میں ہرگز تاخیر نہیں ہونا چاہئے۔ پہلے ہی ہم کھربوں نہیں سینکڑوں کھرب کا نقصان اٹھا چکے ہیں۔ بفرض محال وہ نہیں مانتے اور ملک کو تباہ کرنے پر تلے ہیں۔ تو پنجاب کو اپنا کالاباغ ڈیم

Marfat.com

تعمیر کر لینا چاہیئے۔ تاخیر ہرگز گوارا نہیں!

سرحد کے مطالبے پر کالا باغ ڈیم کے ڈیزائن میں دس فٹ بلندی کم دی گئی تھی۔ مگر اے این پی کا پرنالہ وہیں رہا۔ پنجاب کے ڈیم سے یہ بلندی اور گھٹ جائیگی۔ وہ مطمئن رہیں۔ سندھ کو دریا کا پانی سمندر میں گرانے کا بہت شوق ہے۔ وہ بھی اپنا شوق پورا کر لے۔ بلوچستان بھی سوچ لے کہ وہ اپنے حصے کے پانی کا کیا مصرف چاہتا ہے۔ پنجاب کے کالا باغ ڈیم کیلیئے فنڈز کی فراہمی کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔ نہ صرف عالمی مالیاتی ادارے شوق سے فنڈز دیں گے۔ اس ڈیم کے نام پر بانڈ جاری کریں۔ اور تماشا دیکھیں۔ پنجابی کیا کرتے ہیں۔

روزنامہ نوائے وقت 9-07-2009

Marfat.com

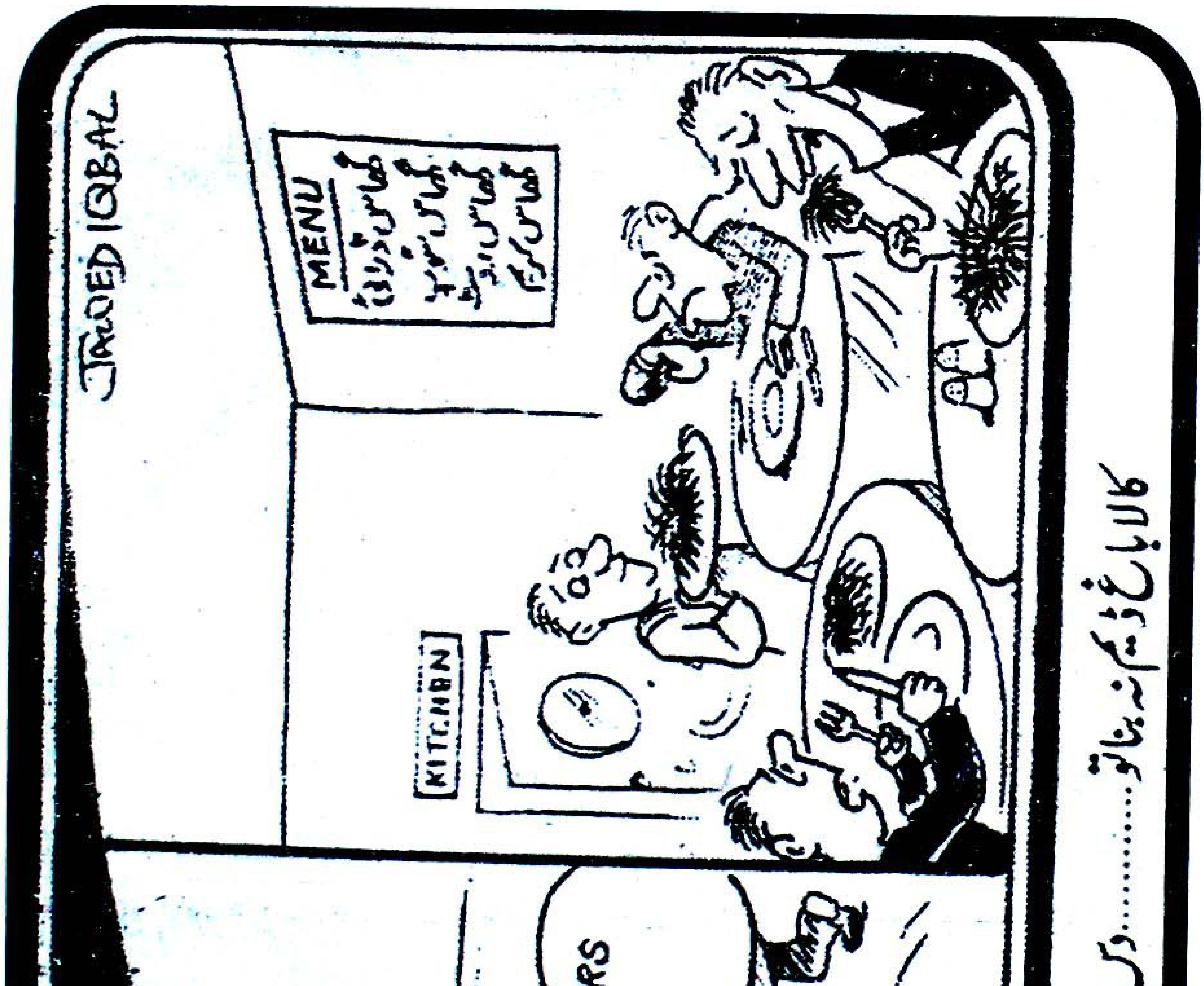


کالاباغ ڈیم نہ بنا تو...... دس سال بعد......؟

Marfat.com

# ''گھاس روسٹ اور گھاس سوپ کا مزہ لیں''

ایک معروف ٹی وی چینل پر پانچ سال کیلئے کرایہ پر حاصل کئے جانے والے بجلی گھروں کے حوالے سے گفتگو ہو رہی تھی۔ واپڈا کے سابق چیئرمین اور سابق نگران وزیر اعلیٰ سرحد انجینئر شمس الملک مہمان خصوصی تھے۔ ان سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے لگی لپٹی بغیر فرمایا۔ کہ یہ کوتاہ اندیشی پر مبنی انتہائی تباہ کن سودا ہے۔ آپ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ اس بظاہر ''سٹاپ گیپ'' انتظام کیلئے ملک وقوم کو کتنا زیر بار ہونا پڑے گا۔ اور ان سے بجلی اتنی مہنگی دستیاب ہوگی کہ گھروں میں ''وارہ'' کھائے گی۔ اور نہ صنعت کے کام آئیگی۔ بلکہ صنعت اور کاروبار کا بیڑہ غرق کر دے گی۔ اس کا ریٹ 14-15 روپے فی یونٹ پر چلا جائیگا۔ انہوں نے پن بجلی سے مقابلہ کرتے ہوئے کہا۔ تربیلا ڈیم سے آج بھی بجلی (49) انچاس پیسے فی یونٹ دستیاب ہو رہی ہے اور کالا باغ ڈیم کی تعمیر سے اندازہ ہے کہ 80-85 پیسے فی یونٹ سے ریٹ زیادہ نہیں ہوگا یعنی ان کرائے کے بجلی گھروں سے ہم پن بجلی کی نسبت 20 سے 30 گنا زیادہ سرمایہ برباد کریں گے۔ اور صنعت وزراعت دونوں سے ہاتھ بھی دھولیں گے۔

اس دوران اینکر پرسن، حکمران طبقے کے خلاف کرپشن کے الزامات عوام میں عدم اعتماد اور ایسے سودوں میں بھاری کمیشن کی طرف بھی واضح اشارہ کرتا رہا۔

انجینئر شمس الملک سے بجلی کے لائن لاسز اور چوری کے حوالے سے بھی سوال کیا گیا۔ کہ آخر اس کا بھی کوئی حل ہے؟

انہوں نے فرمایا! اگر بجلی سستی ہوگی تو چوری خود بخود کم بلکہ نہ ہونے کے برابر رہ جائیگی۔ لیکن بجلی جتنی مہنگی ہوتی جائے گی۔ اسی نسبت سے اس کی چوری بڑھتی جائے گی اور اسے روکنا کسی کے بس میں نہیں رہے گا۔

انجینئر شمس الملک اپنی نجی گفتگو میں سخت آزردہ خاطر تھے کہ حکومت کالا باغ ڈیم کی تعمیر میں تاخیر سے مجرمانہ غفلت سے کام لے رہی ہے۔ انہوں نے کہا، کالا باغ ڈیم اس ملک

Marfat.com

کے عوام کی زندگی اور بقاء کا مسئلہ ہے۔ اگر یہ ڈیم تعمیر نہیں کیا جاتا تو اگلے 5-10 سال میں ہماری زراعت اور صنعت دونوں تباہ ہو کر رہ جائیں گی۔ میں اس منظر سے ڈرتا ہوں جب لوگ گھاس کھانے پر مجبور ہو جائیں گے۔! یہ حکومت خدا کا خوف کرے!

آج کے بڑے قومی اخبار (روزنامہ جنگ) کے صفحۂ اوّل پر کالا باغ ڈیم کے حوالے سے ایک دلچسپ کارٹون نظر سے گزرا۔

کیپشن ہے۔ ''کالا باغ ڈیم نہ بنا تو..................دس سال بعد؟''

کارٹون کے دو حصے ہیں۔ ایک میں ایک بینک دکھایا گیا ہے۔ جس پر بورڈ آویزاں ہے ''یہاں صرف بجلی کے بل جمع ہوتے ہیں''۔ نیچے بجلی کا ریٹ فی یونٹ 50 روپے درج ہے۔

''iN'' والے دروازے سے ایک صارف بل کی بھاری گٹھڑی کمر پر اٹھائے اندر داخل ہوتا ہے۔ وزن سے اس کی کمر دوہری ہوئی ہے۔ Out کے دروازے سے وہ یاس وحسرت کی تصویر بنا باہر نکل رہا ہے۔

کارٹون کا دوسرا منظر ہوٹل کا کچن ہے۔

مینو کارڈ پر آج کی ڈشیں درج ہیں۔

(i) گھاس ڈرائی (ii) گھاس سوپ

(iii) گھاس روسٹ (iv) گھاس کریم

اور کسٹمر صاحبان مزے اڑا رہے ہیں۔

کل 25 جولائی کے روزنامہ نوائے وقت لاہور کے اسلام آباد سے نمائندہ عبد الرؤف چودھری نے ایک رپورٹ میں یہ نوید مسرت سنائی ہے کہ 'ن' لیگ نے ''کالا باغ ڈیم بناؤ'' مہم شروع کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ جماعت بجلی کے بحران کے حل کیلئے ''کالا باغ ڈیم بناؤ'' ملک گیر مہم چلا کر تمام صوبوں کے عوام اور لیڈروں کو ڈیم کی تعمیر پر راضی کرنے کی کوشش کرے گی۔ اس سلسلے میں مسلم لیگ 'ق' کے دونوں دھڑوں کے اہم رہنماؤں نے بھی 'ن' لیگ کو ساتھ دینے کا عندیہ دیا ہے۔ ذرائع کے مطابق پیپلز پارٹی کی حکومت کالا باغ ڈیم کو

Marfat.com

قصہ پارینہ قرار دے چکی تھی مگر بجلی بحران پر عوام کو مطمئن کرنے میں ناکام رہی ہے۔ نامہ نگار کے مطابق اس صورت حال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسلم لیگ کی قیادت نے کالا باغ ڈیم کی اہمیت پر مختلف جماعتوں اور صوبوں کو راضی کرنے کی مہم شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے مزید معلوم ہوا ہے کہ 'ن' لیگ پیپلز پارٹی کو بھی راضی اور آمادہ کرنے کی کوشش کرے گی۔

جہاں تک مسلم لیگ 'ق' کا تعلق ہے۔ اپنے پانچ سالہ دورِ اقتدار میں کالا باغ ڈیم کے حوالے سے ان کی فروگزاشت' غفلت اور کم ہمتی جو بھی کہہ لیں۔ بجا ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے اب ان کو اس کا شدت سے احساس ہے۔ آج (26۔ جولائی) کو ہی ایک قومی اخبار میں ق لیگ کے لیڈر چودھری مونس الٰہی ایم پی اے کا اس حوالے سے بڑا زوردار بیان نظر سے گزرا ہے۔ کہتے ہیں۔

"کالا باغ ڈیم روشن پاکستان کی ضمانت ہے۔ اس کی تعمیر میں تاخیر قوم کیلئے صدیوں کی سزا بن جائے گی۔ توانائی کے بحران کا حل کرائے کے بجلی گھروں میں نہیں۔ بلکہ اس کا مستقل حل کالا باغ ڈیم سمیت تمام بڑے آبی ذخائر کی تعمیر میں ہے۔ آج پاکستان کو پاور ویژن رکھنے والی جرأت مند لیڈر شپ کی ضرورت ہے' جو لوڈ شیڈنگ کے خاتمے کے ساتھ ساتھ زرعی و صنعتی ضروریات پورا کرنے کیلئے پانی اور توانائی کے وافر ذخائر مہیا کر سکے۔ پاکستان مسلم لیگ کے سیاسی ایجنڈے پر کالا باغ ڈیم کی تعمیر ہمیشہ سرفہرست رہی ہے۔ جبکہ اقتدار میں آتے ہی 'ن' لیگ نے یوٹرن لیتے ہوئے کالا باغ ڈیم کی تعمیر کو اپنے منشور سے حذف کر دیا۔

ہم 'ن' لیگ سمیت تمام سیاسی جماعتوں کو دعوت دیتے ہیں کہ ملک و قوم کے وسیع تر مفاد میں کالا باغ ڈیم پر قومی اتفاق رائے کے ٹوٹے ہوئے سلسلے کو بحال کریں اور اس کی بلا تاخیر تعمیر کو یقینی بنائیں۔ چودھری مونس الٰہی نے کہا کہ ہر سال 42.6 ملین ایکڑ فٹ پانی سمندر میں گر کر ضائع ہو جاتا ہے اور صوبے پانی کی بوند بوند کو ترستے رہتے ہیں۔ میں تمام سیاسی جماعتوں سے اپیل کرتا ہوں کہ قومی سلامتی اور خوشحالی کے منصوبوں کو سیاست کی بھینٹ نہ چڑھائیں۔

Marfat.com

اگر مسلم لیگ 'ن' اور مسلم لیگ 'ق' مل کر اس مسئلے کے حل کیلئے کمر بستہ ہو جائیں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس مقصد میں کامیاب نہ ہوں۔

اگر دوسرے صوبے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کریں تو ایک کالم میں ملک کے آبی ماہرین کی طرف سے یہ تجویز پیش کر چکا ہوں کہ ایسی صورت حال میں پنجاب دریائے سندھ میں اپنے حصے کے پانی کو ذخیرہ کرنے کیلئے کالا باغ ڈیم کا سائز کم رکھ کر ڈیم تعمیر کرلے۔ دوسرے صوبوں کے حصے کا پانی ان کی صوابدید پر چھوڑ دیا جائے۔ پنجاب کے ڈیم میں یہ گنجائش ہو کہ جب دوسرے صوبے بھی اپنا پانی سٹور کرنے پر راضی ہو جائیں تو ڈیم کو فل سائز تک 'ریز' کرلیا جائے۔

صرف پنجاب کے حصے کا پانی سٹور کرنے کیلئے مجوزہ ڈیم کی تعمیر میں 3 سال سے زیادہ عرصہ درکار نہیں ہوگا۔ سائیٹ پر تمام انفراسٹرکچر موجود ہے۔ پنجابی کالا باغ ڈیم کے لئے فنڈز کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔

(روزنامہ نوائے وقت 05-08-2009)

Marfat.com

# "ہائے تھم کلاوے آ گیا اے......

10-06-2010

'اکھان' صدیوں پر مشتمل زندگی کے تجربات کا نچوڑ ہوتے ہیں" ہائے تھم کلاوے آ گیا اے۔ ھن کی کریئے" بھی ایک ایسا ہی پنجابی اکھان یا لطیفہ ہے۔

اکھانوں اور لطیفوں میں بعض قومیں اور برادریاں خصوصی نشانہ بنتی ہیں۔ کسی زمانے میں دنیا بالخصوص یورپ میں یہودیوں کی روایتی کنجوسی' سنگدلی اور لالچ کا مذاق اڑایا جاتا تھا۔ اس زمانے میں وہ مفلوک الحال تھے۔ آج وہ دنیا پر چھائے ہیں۔ اب تو شیکسپیئر کا مشہور ڈرامہ "وینس کا سوداگر" جو یہودی ذہنیت کا صحیح عکاس تھا۔ سٹیج کرنا آسان نہیں رہا۔

لطیفوں میں سکھ قوم کو بے وقوفی کی علامت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے مگر سکھ اتنے زندہ دل ہیں کہ نہ صرف لطیفے کو انجوائے کرتے ہیں بلکہ خود اپنے خلاف لطیفے تصنیف کرنے سے دریغ نہیں کرتے!

دیہات میں زمیندار اپنے محنت کشوں کو کم تر تصور کرتے تھے۔ چنانچہ ان کی بے وقوفی اور سادگی کے لطیفے بناتے تھے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ محنت کش اپنی نجی محفلوں میں زمینداروں بالخصوص نمبرداروں اور پتی داروں کو اپنے لطیفوں کے نشانہ پر رکھتے تھے۔ روایتی محنت کشوں کی ایسی ہی ایک برادری سے یہ لطیفہ منسوب ہے۔

پرانے گھروں کے بڑے کمرے یا پسار کے سنٹر میں ستون یا تھم ہوتا تھا۔ ایک بچی نے کھیلتے ہوئے تھم کو چھپا یا کلاوہ مارلیا۔ وہ ستون اس کے کلاوے میں فٹ آ گیا۔ بچی نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں یوں پیوست کر لیا تھا کہ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اب وہ اس سے پیچھا نہیں چھڑا سکتی۔ اس نے گھبرا کر چیخ ماردی۔ گھر والے جمع ہو گئے دہائی رولا پڑ گیا۔ بی بیاں رونے لگیں۔ "ہائے' بچی کے تھم کلاوے آ گیا اے۔ ہن کی کریئے۔" ساری برادری اکٹھی ہوگئی۔ بچی مسلسل رو رہی ہے۔ چیخ رہی ہے۔ مگر کسی کی کچھ بھی سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ آخر اس پرابلم کا حل کیا ہے؟ تا نکہ برادری کے بزرگ جمع ہوئے۔ تجویز دی کمرے کی چھت پٹ دی جائے۔ تھم کے اوپر کا سرا ننگا ہو جائے' تو لڑکی کو رسہ ڈال کر اوپر کھینچ لیا جائے۔ (اس لال بجھکو نے یہ نہیں بتایا کہ جب وہاں چھت نہیں ہو گی تو کہاں

Marfat.com

کھڑے ہو کر اسے اوپر کھینچا جائے گا)۔

لیکن لطیفہ تو لطیفہ ہوتا ہے۔ مبالغے اور تضاد سے یہ ذہن نشین کرانا مقصود ہے کہ عقل کے اندھے، اتنا سادہ سوال بھی حل کرنے کے قابل نہیں۔ بچی کے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو جدا نہیں کر سکتے کہ تھم اس کے کلاوے سے آزاد ہو جائے!

آج کے تناظر میں پنجابی کا یہ اکھان' کالا باغ ڈیم' پر فٹ آتا ہے۔ کہ 'ہائے۔ تھم کلاوے آ گیا اے۔ ہن کی کریئے!'' احمقوں کی یہ قوم اس آسان ترین مسئلے کو حل نہیں کر پا رہی۔ ورنہ دنیا کے بڑے دریا کئی کئی ملکوں میں سے ہو کر گزرتے ہیں۔ وہ قومیں بھی پانی کے مسائل حل کرتی ہیں۔ مصر اور سوڈان دو ملکوں نے دریائے نیل پر اسوان ڈیم کا مسئلہ کیا ہے۔!

(i) سوال یہ ہے کہ کیا ہمارے کچھ صوبوں کا تعلق کسی دشمن ملک سے ہے۔ کیا یہ وہی صوبے نہیں ہیں۔ جو برسوں 'ون یونٹ' نامی ایک ہی صوبے کا حصہ رہے ہیں۔؟

(ii) کیا ملک کے چاروں صوبوں کے مابین 1991ء کے تاریخی واٹر ایکارڈ میں کالا باغ ڈیم پر مکمل اتفاق رائے نہیں ہوا تھا۔ اور اسی واٹر ایکارڈ کے تحت گزشتہ 18 سال سے پانی کی تقسیم ہو رہی ہے۔ جس میں پنجاب کو زبردست ''کسر'' لگائی گئی ہے۔

(iii) کیا وفاق اور مذکورہ تین صوبوں میں ایک ہی اتحاد برسر اقتدار نہیں ہے۔ اور کالا باغ ڈیم کے لئے جتنی فضا آج سازگار ہے۔ اتنی شاید پہلے نہیں تھی۔؟

(iv) کیا پانی سٹور کرنے کیلئے پاکستان میں اس سے بہتر کوئی قدرتی سائٹ موجود ہے۔ جس کے انتظامات اور تیاریوں میں اربوں بھی لگ چکے ہوں۔؟

(v) کیا کالا باغ ڈیم کی عدم موجودگی میں ملک مکمل تباہی کے کنارے نہیں پہنچ رہا۔ مسلسل لوڈ شیڈنگ کے ہاتھوں کاروبار تباہ۔ پانی کی نایابی سے لاکھوں ایکڑ کھیت بنجر پڑے ہیں۔

(vi) کیا ہماری غیرت کا یہ تقاضا نہیں ہے کہ ہم بھارت کی آبی جارحیت کو روکیں اور کم از کم اس پانی کو تو ذخیرہ کر لیں جو دستیاب ہے؟

ہمارے آج کے حکمرانوں کے پاس اس نیک کام میں تاخیر کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ کوئی عذر نہیں ہے۔ آج وہ تین صوبوں کی رٹ لگائیں۔ تو ایک واقعہ یاد آتا ہے۔

ایک لڑکے کو والدین نے نشہ کرنے اور بری حرکات سے منع کیا۔ اس نے پستول نکالا

Marfat.com

اور دونوں کو ڈھیر کر دیا۔ مقدمہ چلا۔ پھانسی کی سزا ہوئی۔ سپریم کورٹ تک اپلیں مسترد ہو گئیں۔ اس نے صدر مملکت سے رحم کی اپیل کی تو اور باتوں کے علاوہ یہ بھی لکھا کہ "وہ یتیم ہے' ماں باپ فوت ہو چکے ہیں۔ وہ رحم کا مستحق ہے۔ اس پر رحم فرمایا جائے۔"

آیئے دیکھیں زندہ قومیں اپنے مسائل کیسے حل کرتی ہیں۔

پنجاب تقسیم ہوا۔ تو بھارتی پنجاب کے مقابلے میں پاکستانی پنجاب کہیں زیادہ زرخیز اور زیادہ پیداوار دینے والا خطہ تصور کیا جاتا تھا۔ چند سال قبل بھارتی پنجاب کی زرعی یونیورسٹی کے خالصہ جی وائس چانسلر نے فیصل آباد کی زرعی یونیورسٹی کی سالانہ تقریبات میں حصہ لیا۔ سردار صاحب نے اپنے مخصوص کھلے ڈلے انداز میں زندہ دلی سے کہا۔ میں بھی زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کا فارغ التحصیل ہوں۔ تمام تجربات میں نے یہیں سے حاصل کئے۔ میرے پنجاب اور آپ کے پنجاب کی زمین' پانی اور ہوا ایک ہی طرح کی ہے لیکن اس کی کیا وجہ ہے کہ ہمارے ہاں گندم 75-80 من فی ایکڑ پیدا ہو رہی ہے جبکہ آپ کے ہاں 18-20 من فی ایکڑ سے زیادہ نہیں ہے۔

پھر اپنے مخصوص بے تکلفانہ انداز میں کہنے لگے "اوئے بھراؤ۔ دسو سکھ تسیں او' یا اسیں ماں"۔ یعنی بھائیو یہ بتاؤ کہ سکھ (بمعنی بیوقوف) تم ہو۔ یا ہم ہیں؟

قومیں اپنے مسائل کیسے حل کرتی ہیں۔ بھارتی پنجاب والوں نے سب سے پہلے ڈیموں اور پانی کے ذخائر کا انتظام کیا۔ دھرتی کے ایک ایک انچ کو سیراب کیا۔ کسانوں کو بجلی' کھاد' آلات کشاورزی' کیڑے مار دوائیں وغیرہ کے معاملات میں مثالی مراعات سے فیض یاب کیا اور بھارتی پنجاب کے محنتی کسان نے جو معجزہ کر دکھایا ہے۔ وائس چانسلر کس فخر سے اس کا ذکر کر رہے ہیں!

اس کے مقابلے میں "ٹھم کلاوے" والے ہمارے بزرجمہر' ہماری قیادت سرکاری خزانے سے کرنسی نوٹوں کو تندوروں میں پھونک کر صوبے کو خوشحال کر رہی ہے۔

وہ پانی سے یوں ڈرے ہے۔ جیسے سگ گزیدہ ڈرتا ہے!

کیا کوئی حساب لگا سکتا ہے کہ کالاباغ ڈیم نہ بنا کر ہم اب تک کتنا نقصان اٹھا چکے ہیں۔؟

Marfat.com

# کالاباغ ڈیم............

# معذرت خواہانہ رویہ کیوں؟

کالاباغ ڈیم کے حوالے سے دو خبریں ہیں۔ ایک اچھی ہے۔ ایک بری! اچھی خبر یہ ہے کہ قومی اسمبلی میں اس کے حوالے سے آوازیں بلند ہونا شروع ہوگئی ہیں۔ بری خبر یہ ہے کہ یہ آوازیں اتنی کمزور اور انتہائی معذرت خواہانہ انداز میں ہیں۔ جو نہ صرف بزدلی بلکہ شکست خوردہ ذہنیت کی آئینہ دار ہیں اور غیر مؤثر رہیں گی۔ مسلم لیگ 'ق' کے مرکزی رہنماء اور پنجاب کے سابق وزیراعلیٰ نے اس موضوع پر بسم اللہ کی ہے۔ کالاباغ ڈیم کا نام لیا ہے۔ اس کی تعمیر کا مطالبہ کیا ہے لیکن ساتھ ہی فرمایا ہے کہ اس سے پنجاب کو بے شک پانی نہ دیں۔ مسلم لیگ 'ن' کے قومی اسمبلی میں رکن یا اہد کان نے اے این پی والوں کو کہا ہے کہ کالاباغ ڈیم کا نام بے شک پختونخوار کھ لیں لیکن اسے تعمیر ہونے دیں مگر وہ تو اس ڈیم کا نام سن کر سیخ پا ہو جاتے ہیں۔ ''نو'' ''نو'' کے نعروں سے شور مچا دیا اور دونوں جماعتوں میں جھڑپ کی کیفیت پیدا ہوگئی۔ کچھ دن ہوئے۔ قومی اسمبلی کی معزز رکن بشریٰ رحمٰن نے ہاؤس میں انکشاف کیا تھا کہ ان کے پاس شواہد موجود ہیں کہ پاکستان کے اندر بھارت نواز لابی کالا باغ ڈیم رکوانے کے لئے سرگرم ہیں۔ انہوں نے مزید وضاحت کی کہ وقت آنے پر میں ''ان مہربانوں'' کے نام بھی ظاہر کرسکتی ہوں۔

صرف بشریٰ رحمٰن ہی نہیں۔ واٹر کونسل پاکستان کے چیئرمین اور عالمی پانی اسمبلی کے چیف کوارڈی نیٹر حافظ ظہور الحسن ڈاہر نے کونسل کی پالیسی ساز کمیٹی کے سالانہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے یہ سنسنی خیز انکشاف کیا کہ بھارت کی خفیہ ایجنسی ''را'' نے سندھ طاس واٹر کونسل کو غیر فعال کرنے کے بدلے بھاری رشوت کی پیش کش کی جسے ٹھکرا دیا گیا۔ انہوں نے بتایا کہ ''را'' نے کالاباغ ڈیم کی تعمیر رکوانے کے لئے سندھ اور سرحد میں اربوں روپے خرچ کئے ہیں۔ کیا آپ ڈیم کی مخالف بھارتی لابی اور اس کے ایجنٹوں کو دلائل سے قائل کر

Marfat.com

لیں گے؟ خوشامد اور منت سے کام چل جائے گا یا پنجاب کے 9 کروڑ عوام کو ان کے حقوق سے محروم کر دینے سے ان کا دل پسیج جائے گا؟۔

اقوام متحدہ کی ایک حالیہ رپورٹ کے مطابق پاکستان پانی کی کمی کے حوالے سے دنیا کا متاثرہ ترین ملک ہے۔ آبی جارحیت کی وجہ سے اندازہ ہے کہ آئندہ تین سال بعد پاکستان کو بھوک، پیاس اور قحط سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ پانی اور بجلی کی کمی کے باعث پاکستان انتہائی خطرناک صورتحال سے دوچار ہے۔ اس کے کھیت ویران اور صنعت ٹھپ ہے اور ملک میں بے روزگاری کا وہ طوفان آ رہا ہے جو سب کچھ بہا لے جائے گا۔ دوسری طرف قدرت نے کالاباغ ڈیم کی صورت میں ایک احسان عظیم کر رکھا ہے یہ Site فطرت کا شاہکار ہے۔ اس کے تین طرف پہاڑ اور صرف ایک طرف دیوار درکار ہے۔ اس کا سپل وے پیندے سے بھی 50 فٹ نیچے ہے۔ اس میں سلٹ جمع ہونے کا سوال نہیں ہے ۔یوں اس کی لائف لامحدود ہے۔ اس کی فزیبلٹی رپورٹ تیار ہے۔ انفراسٹرکچر موجود ہے ۔ریلوے ٹریک، پختہ سڑکیں، دفاتر اور رہائشی کوارٹرز اور ہر قسم کی مشینری پر 2۔ ارب سے زیادہ خرچ ہو چکا ہے۔ اِذنِ تعمیر ہوتے ہی کام شروع ہو سکتا ہے اور 4 سال بعد یہ ڈیم نہ صرف وافر پانی اور سستی ترین بجلی سے پاکستان کو نہال کر دے گا بلکہ چار ہی سالوں میں اپنی ساری لاگت بھی لوٹا دے گا۔ ہم کو کفران نعمت کی سزا مل رہی ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ اگر تین صوبے نہیں مانتے اور وفاق دلچسپی نہیں لیتا تو اس کا حل کیا ہے؟ آخر ہر مسئلے کا کوئی متبادل حل بھی تو ہوتا ہے۔ اس مسئلے کا متبادل حل بھی موجود ہے۔ آبی ماہرین نے جن میں سرحد سے سابق چیئرمین واپڈا اور ریٹائرڈ جرنیل شامل ہیں۔ باقی تین صوبوں کے رویہ سے مایوس ہو کر یہ تجویز دے رکھی ہے کہ پنجاب دریائے سندھ میں صرف اپنے حصے کا پانی سٹور کرنے کے لئے دیواریں نیچی رکھ کر کالاباغ ڈیم تعمیر کر لے۔

اگرچہ اے این پی والوں کو مطمئن کرنے کے لئے پہلے ہی نقشہ میں ڈیم کی بلندی 925 فٹ سے کم کر کے 915 فٹ کر دی گئی مگر وہ مطمئن نہیں ہوئے۔ اب اور بھی نیچے کر دی جائے گی۔ یوں ان کا اعتراض ہمیشہ کے لئے ختم ہوگا۔ سندھ اگر اپنے حصے کا پانی بدستور

Marfat.com

سمندر میں لے جانا چاہتا ہے تو یہ شوق پورا کر لے۔ بلوچستان سوچ لے کہ وہ اپنے حصے کے پانی کا کیا مصرف چاہتا ہے۔ جہاں تک کالا باغ ڈیم پنجاب برانڈ کی تعمیر کے مصارف کا سوال ہے۔ ورلڈ بنک اور عالمی ادارے اس ڈیم کے لئے شوق سے سرمایہ فراہم کرتے ہیں ویسے اس کے نام پر "بانڈ" جاری کئے جائیں تو اندرون ملک اور بالخصوص بیرون ملک ہمارے جوان پنجابی بھائی کال دینے پر دیکھیں کیسے سرمایہ جمع کرتے ہیں۔ کالا باغ ڈیم بے چارے کی ایک ہی بدقسمتی رہی ہے کہ اس نے پنجاب کی سرزمین پر جنم لیا۔ کسی دوسرے صوبے میں ہوتا۔ تو 40 سال پہلے بن چکا ہوتا اور یہ ملک خوشحال ہوتا۔ باغ ڈیم کی تعمیر کی راہ میں صرف اس صوبے کی قیادت کی بزدلی اور نااہلی حائل ہے۔ ایک صاحب جنہوں نے امریکہ بہادر کی کالوں کو نظر انداز کر کے ایٹمی دھماکہ کیا۔ وہ ڈیم دھماکہ بھی کرنا چاہتے تھے مگر بھارتی لابی کی گیدڑ بھبکیوں سے اتنے "بِرکے" کہ آج تک وہ اس ڈیم کا نام نہیں لیتے۔ پنجاب حکومت نے کالا باغ ڈیم کی تعمیر کیلئے ٹوکن بجٹ میں دس لاکھ روپے رکھے ہیں تاہم یہ خوش آئند علامت ہے کہ کالا باغ ڈیم کا منصوبہ ابھی زندہ ہے۔ پنجاب اپنا ڈیم بنائے، وافر پانی اور سستی بجلی سے صوبے کو خوشحال کرے، یہ تین صوبے خود ترلہ منت کریں گے کہ ہمارا پانی بھی سٹور کر دو۔

روزنامہ 'نوائے وقت'.........20-06-2010

Marfat.com

# کالا باغ ڈیم......اور کسی بھائی کو اعتراض ہے؟

گذشتہ ہفتے نوائے وقت میں جن دوستوں نے کالا باغ ڈیم پر اظہار خیال کیا ہے۔ ان میں جناب ڈاکٹر انور سدید نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ کالا باغ ڈیم سے پنجاب کی نسبت چھوٹے صوبوں کو زیادہ فائدہ ہوگا۔ احسان اللہ ثاقب اور امیر نواز نیازی نے کالا باغ ڈیم کے مخالفین کے اعتراضات کے مسکت جواب دیئے ہیں۔ سعید آسی نے ایوان صدر کے ترجمان کے اس بیان کے بخیے ادھیڑے ہیں کہ کالا باغ ڈیم صرف ایک صوبے کا مسئلہ ہے اور تین صوبے خلاف ہیں، ہم ان کو کیسے ناراض کرلیں۔ انہوں نے واضح کیا ہے کہ خیبر پی کے میں بھی یہی باچا خان کا خاندان ہی اس کے مخالف ہے۔ ورنہ عام سرحدی پٹھان ہرگز اس کے خلاف نہیں ہے۔ اگلے دن ایک ٹی وی ٹاک شو میں احسن اقبال نے بھی اسی یقین کا اظہار کیا تھا کہ اگر اس مسئلہ پر ریفرنڈم ہو تو اس صوبہ کی بھاری اکثریت کالا باغ ڈیم کے حق میں ووٹ دیگی۔ صوبہ بلوچستان کو ویسے ہی اس ڈیم سے کوئی تکلیف نہیں ہے۔ بھارتی ایجنسی ''را'' سندھ اور سرحد میں اربوں کی ''سرمایہ کاری'' کالا باغ ڈیم کو رُکوانے کے لئے کررہی ہے۔ ظاہر ہے اس کے اثرات تو ہوں گے!

ایوان صدر کے ترجمان فرحت اللہ بابر سے کوئی پوچھے۔ کیا صوبہ سرحد کا نام پختونخواہ رکھنے پر چاروں صوبوں نے اتفاق رائے کیا تھا؟ اس پر تو صوبہ سرحد بھی ''متفق'' نہیں تھا بلکہ ابھی تک یہ مخالفت پوری شدومد سے جاری ہے۔ ایوان صدر کے ترجمان نے جو زیادہ دلچسپ بات کی ہے۔ وہ یہ ہے کہ کالا باغ ڈیم پر سودے بازی نہیں ہوگی۔

ان کے اس دعویٰ کو ''ایوانِ ولی خاں'' نے یہ انکشاف کر کے جھٹلا دیا ہے کہ اس پر تو پہلے دن ہی سودے بازی ہوگئی تھی۔ صدر زرداری یا حکومت سے تعاون اور اتحاد کچھ شرائط پر ہوا تھا۔ ایک صوبے کا نام پختون خواہ رکھنا ہے اور دوسرے کالا باغ ڈیم نہیں بنانا ہے۔ بلکہ اسے ہمیشہ کے لئے ترک کرنے کا اعلان کرنا ہے حکومت نے ملک وقوم اور 18 کروڑ ''رعایا'' کے مفاد کو پس پشت ڈال کر دونوں شرائط کو تسلیم کرتے ہوئے آنکھیں بند کر کے دستخط کردیئے تھے اور اس کا برملا اعلان کرنے میں بھی زیادہ دیر نہیں لگائی۔ صوبہ سرحد اور وفاق

Marfat.com

دونوں نے صوبہ سرحد کو پختون خواہ کہنا بلکہ لکھنا بھی شروع کر دیا اور حکومت نے وفاقی وزیر پانی و بجلی سے کالا باغ ڈیم کا وہ عظیم منصوبہ جو فطرت کا شاہکار ہے اور جس پر قوم نے اربوں روپے خرچ کر رکھے ہیں اور جس میں اس بھوکے پیاسے پاکستان کی جان ہے۔ انتہائی سفاکانہ طریقہ سے ترک کرنے کا اعلان کرا دیا۔ (افسوس کہ اس ظلم کے خلاف ملک کی سیاسی جماعتوں اور میڈیا کا ردِعمل وہ نہیں تھا جو ہونا چاہئے تھا۔)

کل واپڈا کی سنسنی خیز رپورٹ میں وارننگ تھی کہ 1951ء کے مقابلے میں پانی کی فی کس دستیابی 80 فیصد کم ہو گئی ہے۔ تربیلا' منگلا اور چشمہ میں سلٹ جم جانے اور دیگر عوامل کے باعث پانی سٹور کرنے کی گنجائش 41 لاکھ 80 ہزار ایکڑ فٹ کم ہو گئی ہے۔ 1951ء میں فی کس پانی کی دستیابی 5260 کیوسک میٹر تھی جو 2010ء میں صرف 1018 کیوسک میٹر رہ گئی ہے۔ مگر یہاں ان باتوں کی کسے پرواہ ہے۔ ہمارا نظام ''ڈنگ ٹپاؤ'' بنیادوں پر استوار ہے ہم اربوں نہیں کھربوں کے قرضے بے دریغ لے کر عیاشیاں کرتے ہیں کہ آنے والی نسلیں ادا کرتی رہیں گی۔ کالا باغ ڈیم پاکستان کے لئے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ اس کا وجود خوشحالی کا ضامن اور عدم وجود تباہ حالی کا پیشہ خیمہ ہے۔ اس کی افادیت اور اشد ضرورت کسی دلیل کی محتاج نہیں۔ حال ہی میں سینٹ اور اسمبلیوں میں کالا باغ ڈیم کے حوالے سے جو آواز بلند ہوئی۔ مخالفین اس بارے میں صبر سے گفتگو سننے کو تیار نہیں تھے۔ وہ اس کا نام سننے کے روادار نہیں۔ وہ دلائل سے ہرگز قائل نہیں ہوں گے بلکہ فوری ردعمل کے طور پر سندھ اسمبلی نے ایک زوردار مخالفانہ متفقہ قرارداد منظور کی ہے۔ جس میں پنجاب کو بھی گالیاں دی گئی ہیں۔ جو ریکارڈ کا حصہ ہیں۔ اس گھمبیر صورتحال کے پیش نظر ہی ماہرین نے کوئی ''واپا میڈیا'' کوئی درمیانی راستہ نکالنے پر زور دیا ہے کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ یعنی ع...... باغباں بھی خوش رہے' راضی رہے صیاد بھی!

نئی تجویز یہ ہے کہ چھوٹے صوبوں کو پریشان نہ کیا جائے۔ ان کو نہ چھیڑا جائے۔ پنجاب اپنا مسئلہ خود حل کرے۔ وہ دریائے سندھ میں اپنے حصے کا پانی کالا باغ ڈیم میں ذخیرہ کرنے کا جتن کرے' اس کے لئے موجودہ ڈیزائن میں دی گئی دیواروں کی بلندی کو مزید کم کرنا پڑے گا۔ اب تک کالا باغ ڈیم کے خلاف سرحد اور سندھ سے صحیح یا غلط دو ہی بڑے اعتراضات سامنے آئے ہیں۔ ایک یہ کہ نوشہرہ اور صوبے کے چند دیگر مقامات ڈوب

Marfat.com

جائیں گے دوسرا دریائے سندھ میں کوٹری بیراج سے نیچے ڈاؤن سٹریم پانی کی مناسب مقدار ڈیلٹا کے لئے ضروری ہے۔

ماہرین کے نزدیک یہ دونوں اعتراضات قطعی بے بنیاد ہیں۔ ان کے نزدیک اگر ڈیم کی بلندی 925 فٹ بھی رہتی تو بھی صوبہ خیبر پی کے کے کسی شہر یا قصبہ کے ڈوبنے کا کوئی اندیشہ نہیں تھا تاہم اے این پی والوں کو مطمئن کرنے کے لئے ڈیزائن میں بلندی 10 فٹ کم کر کے 915 کر دی گئی مگر اس کے باوجود اے این پی کا پرنالہ وہیں رہا۔ اب صرف پنجاب کے لئے تو بلندی 900 فٹ سے بھی نیچے آ جائے گی۔ یوں اونٹ کے سوار کو ''کتورے'' سے ڈرنے کا کوئی جواز نہیں رہے گا۔ جہاں تک سندھ میں مناسب مقدار میں پانی لے جانے کا سوال ہے۔ آبی ماہرین کے نزدیک کالا باغ ڈیم کو چاروں صوبوں کے لئے بھرنے کے باوجود 20 ملین ایکڑ فٹ پانی کوٹری بیراج سے نیچے دستیاب رہے گا لیکن نئی تجویز کے بعد پنجاب کے سوا تینوں صوبوں کے حصے کا پانی بھی بدستور ٹھاٹھیں مارتا ہوا کوٹری بیراج سے نیچے بہتا رہے گا۔ یوں سندھ کا اعتراض بھی ختم ہوا۔

آپ حیران ہوں گے کہ پاکستان کی قابل زراعت اراضی کا 73 فیصد حصہ پنجاب میں ہے باقی تینوں صوبوں کے پاس صرف 27 فیصد ہے مگر پنجاب کے لیڈر یہ ترلہ کرنے پر مجبور تھے کہ پنجاب کو پانی بے شک نہ دیں مگر کالا باغ ڈیم تعمیر ہونے دیں۔ ہائے اس یتیم صوبے کی بے بسی! پنجاب اپنا ڈیم بنائے' نئی نہریں نکالے' سابقہ نہروں کو فل کرے' چولستان آباد کرے' اتنا غلہ پیدا کرے کہ سارے پاکستان کو خوشحال کر دے' اتنی سستی اور وافر بجلی پیدا کرے کہ صنعت کو فروغ حاصل ہو۔ بے روزگاری ختم ہو' لوگ خودکشیاں نہ کریں۔

............

سڑک کنارے دوا فروش نے دوا کے حق میں لیکچر دیا اور پوچھا کسی بھائی کو کوئی اعتراض ہے؟ ایک نوجوان کھڑا ہوا اور بولنے لگا تو دوا فروش نے اسی روانی میں کہا۔ ''تم اپنی زبان مبارک کو بند رکھو'' ہاں! اور کسی بھائی کو اعتراض ہے''۔

سو آبی ماہرین کی نئی تجویز کے بعد اور کسی بھائی کو اعتراض ہے؟

نوائے وقت 13 جولائی 2010ء

Marfat.com

# بجلی۔ پانی کا بحران......
## حکومت کی سوچ میں تبدیلی

وفاقی وزیر دفاع چوہدری احمد مختار نے گجرات میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ لوڈ شیڈنگ چار پانچ سال میں بالکل ختم نہیں ہوگی البتہ کم ہو جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر سے توانائی کی کمی پر قابو پایا جا سکتا ہے، مگر کالا باغ ڈیم پر عالمی طاقتیں اتفاق رائے نہیں ہونے دیتیں۔

وفاقی وزیر دفاع کا یہ بیان حکومت کی کالا باغ ڈیم کے حوالے سے اب تک کی پالیسی سے صریحاً انحراف ہے۔ اس حکومت نے اقتدار میں آنے کے بعد پہلا اعلان ہی کالا باغ ڈیم کو ترک کرنے کا کیا تھا اسے متنازعہ قرار دے کر تین صوبوں کی مخالفت کی رٹ لگائی حالانکہ ان تین صوبوں میں ان کی اپنی اور اتحادیوں کی حکومتیں تھیں، ایسا بلا سوچے سمجھے غالباً سرحد میں اے این پی کو خوش کرنے کے لئے پختونخوا کے ساتھ کالا باغ ڈیم بھی تحفہ میں دے دیا گیا، گزشتہ دو سال سے پانی و بجلی کے وفاقی وزیر مسلسل جھوٹے بیانات جاری کر کے عوام کو بیزار کرتے رہے ہیں، آج اصل بات سامنے آئی ہے۔

سوال یہ ہے کہ اگر پانی اور بجلی کا بحران پاکستان کو تباہی کے کنارے پر لے آیا ہے اور حکومت بھی محسوس کرتی ہے کہ کالا باغ ڈیم کے سوا توانائی کی کمی پر قابو پانا ممکن نہیں ہے تو عالمی طاقتوں (جن میں بھارت اور اسرائیل سر فہرست ہیں) کی مخالفت کا سد باب تو ہو سکتا ہے ظاہر ہے یہ پاکستانی قوم اور 18 کروڑ غیور عوام کے لئے ایک کھلا چیلنج ہے اور قومیں چیلنج قبول کر کے ہی سرفراز ہوتی ہیں۔

اس قوم نے پاکستان بنانے کے لئے چیلنج قبول کیا ہم نے ایٹمی قوت بن جانے کا چیلنج قبول کیا قوم نے این ایف سی ایوارڈ کا مسئلہ خوش اسلوبی سے حل کر لیا ہم نے حال ہی میں 18 ویں ترمیم کا چیلنج قبول کیا کیا یہ قوم زندگی اور موت قحط اور خوشحالی کے مابین فرق کو محسوس کرتے ہوئے کالا باغ ڈیم کا چیلنج قبول نہیں کرے گی۔ ضرور کرے گی ذرا قوم کو پکار کر تو

Marfat.com

دیکھو۔

یاد رہے کہ اگر اس بحران کا ٹھوس بنیادوں پر جلدی حل نہ کیا گیا تو حالات اس سے بھی زیادہ گھمبیر ہو جانے کا خطرہ ہے جتنے آج نظر آ رہے ہیں، ماہرین کے نزدیک اگلے سال پانی کی قلت 60% ہو جانے کا اندیشہ ہے جس سے لاکھوں ایکڑ اراضی بنجر ہو جائے گی، غذائی اجناس کی شدید قلت ہو گی۔ دریاؤں اور نہروں میں پانی کی کمی اور ذخیرہ آب کی عدم موجودگی میں ری چارجنگ نہ ہونے کے باعث زیرِ زمین پانی کی سطح 180 فٹ کی بجائے 230 فٹ تک چلی گئی ہے جس سے نل اور ٹیوب ویل ناکام ہو رہے ہیں، صنعتیں کارخانے بند ہونے سے بے روزگاری کا وہ طوفان آ رہا ہے کہ اس کے تصور سے ہی خوف آتا ہے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ ہماری دشمن عالمی طاقتیں ہمارے اس عظیم الشان منصوبے کو روکنے پر کیونکر قادر ہیں، ظاہر ہے ان کے پاس اس کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ ملک کے اندر ان کے ایجنٹوں اور قومی غداروں کا باقاعدہ ایک نیٹ ورک موجود ہے۔ بھارت اور اسرائیل بھارتی خفیہ ایجنسی ''را'' کے توسط سے اربوں ڈالر کا سرمایہ اس نیٹ ورک پر لگا رہے ہیں اور اب یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے آپ سندھ طاس واٹر کونسل کے چیئرمین اور عالمی پانی اسمبلی کے چیف کوارڈی نیٹر حافظ ظہور الحسن ڈاہر کی رپورٹ پڑھ لیں، وہ سندھ اور سرحد کے ان سورماؤں کی نشاندہی کے علاوہ ''را'' کی اس جسارت کا بتائیں گے۔ کہ اس نے سندھ طاس واٹر کونسل کو بھی غیر فعال کرنے کے لئے کتنی بھاری رشوت اور کس انداز میں پیش کی تھی۔

اطمینان کی بات یہ ہے کہ بھارتی لابی کے سوا ملک کی کوئی سیاسی اور سماجی تنظیم کالاباغ ڈیم کے خلاف نہیں ہے، وہ اس کی حامی ہیں خوشی کی بات یہ ہے کہ ایم کیو ایم جس نے پرویز مشرف کے زمانے میں کالاباغ ڈیم کے خلاف اتنا سخت سٹینڈ لیا تھا۔ کہ مشرف کے ارادے کو متزلزل کر کے رکھ دیا آج اس کے موقف میں خوشگوار تبدیلی آ چکی ہے، ایم کیو ایم کے پنجاب کنونشن سے قبل جماعت کے ممتاز رہنماء سینٹر فاروق ستار نے پانی اور توانائی کے بحران کے حوالے سے کالاباغ ڈیم پر قومی کانفرنس بلانے کا مطالبہ کر دیا ہے۔

Marfat.com

مسلم لیگ کے تمام گروپ (پیر صاحب پگاڑا کی فنکشنل لیگ سمیت) کالا باغ ڈیم کے زبردست حامی ہیں اور یہ ڈیم ان کے منشور میں سرفہرست ہے مگر بدقسمتی سے آج کوئی بھی گروپ اس کے لئے سرگرم عمل نظر نہیں آتا' میاں نواز شریف مہنگائی اور لوڈشیڈنگ کے خلاف لانگ مارچ کی دھمکیاں دیتے ہیں لیکن کالا باغ ڈیم کا نام نہیں لیتے' مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں شہباز شریف نے بطور وزیراعلیٰ پنجاب کالا باغ ڈیم سے متعلق محکمہ آبپاشی پنجاب کا متعلقہ شعبہ ہی بند کر دیا ہے وہ بھاشا ڈیم کی رٹ لگاتے ہیں جس کا سردست دور دور تک کوئی نام ونشان نہیں ہے' جبکہ کالا باغ ڈیم کا آج فیصلہ ہو جائے تو صبح اس پر کام شروع ہوسکتا ہے' یہ صاحب گنے کے پھوگ اور کوئلہ سے بجلی پیدا کرنے کا راگ بھی الاپتے رہتے ہیں یہ جانے بغیر کہ ماہرین کے نزدیک کوئلہ سے بجلی 12 روپے یونٹ سے کم نہیں پڑے گی جبکہ تھرمل 9 روپے یونٹ مل رہی ہے اور ہائیڈرو تربیلا ڈیم سے صرف 49 پیسے فی یونٹ اور کالا باغ ڈیم سے زیادہ سے زیادہ 80 پیسے فی یونٹ متوقع ہے۔ غالباً یہ صاحب گنے کے پھوگ اور کوئلہ کے ذخائر سے کھیتوں کو سیراب کرنے کا بھی کوئی طریقہ نکال لیں گے' ان کو شاید علم نہیں ہے کہ 1991ء کے واٹر ایکارڈ کے وقت چاروں صوبوں نے کالا باغ ڈیم پر اتفاق کیا تھا اور پنجاب نے پانی کی اتنی زیادہ مقدار دوسرے صوبوں بالخصوص سندھ کو دے دی کہ اس وقت کے وزیراعلیٰ پنجاب غلام حیدر وائیں نے معاہدہ پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا' ان کو کالا باغ ڈیم کے نام پر راضی کیا گیا' 20 سال سے پنجاب پانی کی قربانی دے رہا ہے' اسی طرح این ایف سی ایوارڈ کے وقت پنجاب نے انتہائی قربانی دے کر ایوارڈ کو کامیاب بنایا لیکن میاں شہباز شریف کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہ کالا باغ ڈیم پر اتفاق رائے کی کوئی کوشش کرتے۔۔

دوسری طرف مسلم لیگ (ق) کے لیڈر ہیں یہ پنجاب تقسیم کرنے اور جنوبی پنجاب والوں کی محرومیوں کو دور کرنے کے لئے ان کو نئے صوبہ کا تحفہ دینا چاہتے ہیں' قطع نظر اس کے کہ نئے صوبے بنانا مفید ہے یا نہیں۔ سوال یہ ہے کہ قومی ترجیحات میں اس وقت نئے صوبے بنانا زیادہ ضروری ہے یا ملک کو بجلی اور پانی کے بحران میں غرق ہونے سے بچانا

Marfat.com

زیادہ اہم ہے' آج تو چوہدری شجاعت حسین' سید مشاہد حسین اور چوہدری پرویز الٰہی کے ہاتھوں میں کالاباغ ڈیم کا پرچم ہونا چاہئے ان کو اس منصوبہ پر اتفاق رائے پیدا کرنے کے لئے پیش پیش ہونا چاہئے تھا۔

مجھے میڈیا سے بھی شکایت ہے کہ اس نے اب تک اس قومی مسئلہ کو وہ اہمیت نہیں دی ہے جس کا یہ مستحق ہے ورنہ کالاباغ ڈیم کیلئے راہ ہموار کرنا اور ملک کے غداروں کو ایکسپوز کرنا کون سا بڑا کام تھا۔

آخر میں میں یہ باور کرنے کو تیار نہیں کہ وفاقی وزیر دفاع چوہدری احمد مختار نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے یہ ان کے ذاتی یا انفرادی خیالات ہیں میرے نزدیک صدر آصف علی زرداری اس نتیجے پر پہنچ چکے ہیں کہ لوڈشیڈنگ کی لعنت سے نجات کا مستقبل قریب بلکہ مستقبل بعید میں بھی کوئی راستہ نظر نہیں آتا اور صرف کالاباغ ڈیم ہی سے توانائی کی کمی پر قابو پایا جاسکتا ہے ملک کو سیراب کیا جاسکتا ہے اور تباہی سے بچایا جاسکتا ہے' وہ ملک کے سربراہ ہیں وہ کالاباغ ڈیم کی راہ میں رکاوٹوں کو دور کرنے کا سوچ رہے ہیں' مجھے لگتا ہے قدرت نے یہ عظیم کارنامہ اسی گنہگار مردِ حُر کے نام لکھ رکھا ہے وہ کسی وقت بھی ''سرپرائز'' دے سکتے ہیں۔

نوائے وقت 9-5-2010

Marfat.com

# اخبارات کے اداریوں سے

Marfat.com

# کالاباغ ڈیم......"عالمی طاقتیں رکاوٹ ڈال رہی ہیں"

# وزیر دفاع کا انکشاف

وزیر دفاع چوہدری احمد مختار نے گجرات میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب میں کہا ہے کہ بجلی کے بحران کے خاتمے کیلئے 4 سے 5 سال کا عرصہ لگ سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کالاباغ ڈیم کی تعمیر سے توانائی کی کمی پر قابو پایا جاسکتا ہے لیکن عالمی طاقتیں کالاباغ ڈیم پر اتفاق رائے نہیں ہونے دے رہی ہیں۔ پریس کانفرنس میں وزیر دفاع نے جن معاملات پر اظہار خیال کیا وہ سبھی اہمیت کے حامل ہیں اور لوڈشیڈنگ کا معاملہ ان میں سب سے زیادہ توجہ کا متقاضی ہے حکومت کے تمام تر اقدامات کے باوجود جس پر تاحال قابو نہیں پایا جاسکا ہے۔ حالت یہ ہے کہ اتوار کے روز ہفتہ وار تعطیل ہونے کے باوجود ہر ایک گھنٹے کے بعد ایک گھنٹہ بجلی بند رکھی جاتی رہی۔ لاہور جیسے گنجان آباد شہر میں اگر یہ حالت رہی تو بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ دور دراز کے دیہات اور قصبوں میں بجلی کتنی دیر بند رکھی گئی اور کتنے گھنٹے فراہم کی گئی ہوگی۔ حکومت کا دعویٰ ہے کہ بجلی کی پیداوار بڑھانے کے لئے متعدد منصوبوں پر کام کیا جارہا ہے۔ اگر یہ بات درست ہے تو پھر توقع کی جانی چاہئے کہ اگلے کچھ عرصے کے دوران بجلی کے بحران پر کسی حد تک قابو پالیا جائے گا تاہم یہ حقیقت ہے کہ ہمارے ملک میں بجلی کی قلت اتنی زیادہ ہے اور اس کی طلب میں ہر سال اتنا اضافہ ہو رہا ہے کہ ان چھوٹے چھوٹے منصوبوں سے یہ قلت دور نہیں ہونے والی' اس کے لئے بجلی پیدا کرنے کا کوئی بڑا پروجیکٹ شروع کرنا پڑے گا۔ اور جب بھی بجلی پیدا کرنے کے کسی بڑے پروجیکٹ کی بات ہوتی ہے تو ذہن میں سب سے پہلے جو نام آتا ہے وہ کالاباغ ڈیم کا ہے۔ ایسی رپورٹیں سامنے آتی رہی ہیں کہ اس ڈیم میں اتنا پانی سٹور کیا جاسکتا ہے کہ نہ صرف ہمارے ملک کی آبپاشی کی ضروریات پوری ہوسکتی ہیں بلکہ سستی ترین بجلی بھی پیدا کی جاسکتی ہے۔ اس طرح یہ منصوبہ ہمارے زرعی اور صنعتی شعبوں کی ترقی کا ضامن ہوسکتا ہے۔ لیکن

Marfat.com

افسوسناک امر یہ ہے کہ اس قومی اہمیت کے منصوبے کو باہمی اختلافات کی نذر کر دیا گیا ہے۔ یہ منصوبہ ماضی کی کئی حکومتوں کے زیر غور رہا اور بعض نے تو اس کو تعمیر کرنے کا اعلان تک کر دیا لیکن ان نعروں کو عملی شکل نہ دی جا سکی اور آج بھی یہ خواب تشنہ تعبیر ہے حالانکہ اس عرصے میں اس کی فزیبلٹی کی تیاری اور کچھ ابتدائی کام کرنے پر ملک کا کافی سرمایہ خرچ ہو چکا ہے۔ پہلے خیال کیا جاتا تھا کہ اس منصوبے پر اعتراض کرنے والے واقعی ان مسائل اور مشکلات کو محسوس کرتے ہیں جن کا وہ ذکر کرتے ہوئے اس منصوبے کی مخالفت کرتے ہیں لیکن اب وزیر دفاع نے جو انکشاف کا ہے اس سے ایک نئی کہانی اور ایک نئی صورتحال سامنے آئی ہے۔ یہ انکشاف چشم کشا ہی نہیں' قابل غور اور افسوسناک بھی ہے' یہ ہمارے رہنماؤں کے لئے لمحہ فکریہ بھی ہے کہ آیا وہ عالمی طاقتوں کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں اور اپنے ملک' اپنے مستقبل اور اپنی آنے والی نسلوں کا انہیں کوئی خیال نہیں ہے۔ اس امر کا پتہ چلانے کی بھی ضرورت ہے کہ وہ کون سی قوتیں ہیں جو کالاباغ ڈیم جیسے مفید منصوبے کی تعمیر اور تکمیل کی راہ میں رکاوٹ بنی ہوئی ہیں اور ان کے مذموم عزائم کی تکمیل کیسے ہو رہی ہے۔ ایک بات بالکل واضح ہے کہ یہ قوتیں اور ان کے آلہ کار کا کردار ادا کرنے والے کسی طور اس ملک کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے۔ وزیر دفاع کے انکشاف سے ایک اور بات یہ سامنے آئی ہے کہ بعض بین الاقوامی طاقتیں' وزیر دفاع نے جن کی طرف اشارہ کیا ہے' ہمارے ملکی معاملات میں اس قدر دخیل ہو چکی ہیں کہ قومی اہمیت کے منصوبے تک تبدیل کر کرا سکتی ہیں۔ ضروری ہے کہ حکومت اس سارے معاملے کا جائزہ لے اور عوام کو ان قوتوں کے بارے میں بتایا جائے جو پاکستان میں قحط جیسی حالت پیدا کرنے کی خواہش مند ہیں۔ علاوہ ازیں ضروری ہے کہ کالا باغ ڈیم کے منصوبے کا معاملہ ایک بار پھر نہ صرف حکومتی سطح پر زیر غور لایا جائے اور عوامی سطح پر اس بارے میں کھل کر بات کی جائے بلکہ اس کو پارلیمنٹ میں بھی زیر بحث لانا چاہئے تاکہ اس کے بارے میں مناسب فیصلہ کیا جا سکے۔ کسی حکومت کی جانب سے محض اتنا کہہ دینا عوام کے اطمینان کیلئے کافی نہیں ہے کہ اب کالاباغ ڈیم کی تعمیر کا منصوبہ ترک کر دیا گیا ہے۔ کالاباغ ڈیم یا کوئی اور بڑا آبی منصوبہ ہمارے ملک کے لئے ناگزیر ہو چکا ہے کیونکہ توانائی

Marfat.com

اور خوراک کی ہماری ضروریات مکمل طور پر پوری ہونے کا انحصار ایسے ہی منصوبے پر ہے۔ حکومت نے حال ہی میں قومی اتفاق رائے حاصل کرنے اور ملکی سطح پر ہم آہنگی کو فروغ دینے کے لئے متعدد اقدامات کئے ہیں۔ ان میں ملکی تاریخ میں پہلی بار این ایف سی ایوارڈ کا متفقہ اور متحدہ فیصلہ اور اٹھارہویں ترمیم کی اتفاق رائے کے ساتھ تیاری اور منظوری نہایت اہمیت کے حامل فیصلے ہیں۔ حکومت کو چاہئے کہ اس جوش اور جذبے کو برقرار رکھے اور کسی بڑے آبی ذخیرے کی تعمیر کے ایشو پر بھی قومی اتفاق رائے حاصل کرنے کے لئے کام کیا جائے تاکہ ملک کو نہ صرف پانی کی قلت سے نجات دلائی جاسکے بلکہ بجلی کی کمی پوری کرنے کا بھی بندوبست ہوسکے اور یوں ملکی ترقی کے رکے ہوئے پہیے کو پھر سے چلایا جاسکے۔

ایڈیٹوریل: ایکسپریس...... 4 مئی 2010ء

Marfat.com

# کالا باغ ڈیم......

# اب حکومت بسم اللہ کر دے

نوائے وقت کی طرف سے کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے حوالے سے کرائے گئے ریفرنڈم کا ریکارڈ وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی کو پیش کر دیا گیا۔ اس ریفرنڈم میں 68 ہزار کے قریب پاکستانیوں نے حصہ لیا ان میں سے 99 فیصد نے تعمیر کے حق میں رائے دی۔ وزیر اعظم گیلانی نے ریکارڈ کی وصولی کے موقع پر کہا کہ مجھے کالا باغ ڈیم کی تعمیر پر کوئی اختلاف نہیں لیکن بہتر ہوگا کہ کالا باغ ڈیم اتفاق رائے سے بنے۔ مشترکہ مفادات کونسل ڈیم کی تعمیر میں متفق ہو جائے تو بہتر ہے۔

کالا باغ ڈیم کی بجلی اور پانی کے حوالے سے اہمیت سے انکار ممکن نہیں تاہم موجودہ سیلاب اور اس کی تباہ کاریوں نے اس کی اہمیت میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ پیپلز پارٹی نے 2008ء کے الیکشن میں کے نتیجے میں اقتدار سنبھالا تو پہلا کام کالا باغ ڈیم منصوبے کے خاتمے کا اعلان کر کے کیا۔ تاہم سیلاب کی تباہ کاریوں کے بعد وزیر اعظم گیلانی، گورنر پنجاب سلمان تاثیر سمیت پیپلز پارٹی کے بہت سے قائدین کو کالا باغ ڈیم کی اہمیت کا احساس ہو گیا۔ اب گیلانی صاحب اتفاق رائے کی بات کرتے ہیں۔ اتفاق رائے ہو جائے اچھی بات ہے لیکن جمہوریت میں فیصلے ہمیشہ اکثریت رائے سے ہوتے ہیں اور اکثریت نے نوائے وقت کے ریفرنڈم میں فیصلہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے حق میں دے دیا ہے۔ اگر اتفاق رائے کی بات ہے تو وہ کس نے پیدا کرنا ہے؟ کالا باغ ڈیم کی تعمیر سے اگر کسی کو اختلاف ہے تو وہ صرف اے این پی کو ہے جو مرکز اور سندھ میں حکمران جماعت کی پارٹنر صوبہ خیبر پی کے میں بلا شرکت غیرے اقتدار میں ہے وہ ٹیکنیکل سے زیادہ سیاسی بنیادوں پر کالا باغ ڈیم کی مخالفت کر رہی ہے۔ ان کو ڈیم کی حمایت پر آمادہ کرنا پیپلز پارٹی کی حکومت کا کام ہے۔ اگر اے این پی اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے قیام پاکستان کی

Marfat.com

مخالفت کی طرح کالا باغ ڈیم کی مخالفت کرتے ہوئے ہٹ دھرمی برقرار رکھتی ہے تو اس کی بالکل اسی طرح پرواہ نہیں کرنی چاہئے جیسے بانیان پاکستان نے قیام پاکستان کے مخالفین کی پرواہ نہیں کی تھی' اگر اس وقت اتفاق رائے کا فارمولا اپنایا جاتا تو کیا پاکستان وجود میں آ جاتا ؟ حکومت بسم اللہ کرے' اللہ کا نام لے کر ڈیم کی تعمیر شروع کرے۔

نوائے وقت' 24 ستمبر 2010ء

Marfat.com

# کالا باغ ڈیم کے لئے پنجاب اسمبلی کی متفقہ قرارداد

# قومی ترقی کے اس منصوبے پر اتفاق رائے کی ضرورت ہے؟

پنجاب اسمبلی نے متفقہ طور پر ایک قرارداد منظور کی ہے جس میں کالا باغ ڈیم کو قومی ضرورت قرار دیتے ہوئے وفاقی حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ اس ڈیم کی تعمیر کے لئے چاروں صوبوں میں اتفاق رائے پیدا کرے۔ اسمبلی کے اجلاس میں گذشتہ روز یہ قرارداد اپوزیشن لیڈر چوہدری ظہیر الدین کی جانب سے پیش کی گئی جس میں یہ کہا گیا کہ کالا باغ ڈیم قابل تعمیر منصوبہ ہے اس لئے وفاقی حکومت کو بلا تاخیر اس پر کام کا آغاز کر دینا چاہئے۔ قرارداد کے محرک نے اپنی تقریر میں کہا کہ وہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے لئے دیگر صوبوں کے آگے ہاتھ جوڑنے کو تیار ہیں۔

اگرچہ حکمران پیپلز پارٹی نے اپنی حلیف اے این پی کے دباؤ پر اس کے ساتھ کالا باغ ڈیم کی تعمیر نہ ہونے دینے کا معاہدہ کیا ہوا ہے اور اپوزیشن جماعت مسلم لیگ (ن) بھی اے این پی کی ناراضگی سے بچنے کے لئے مصلحتوں کی سیاست کی بنیاد پر کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے منصوبے کو قابل عمل قرار نہیں دے رہی تاہم حالیہ سیلاب کی تباہ کاریوں بالخصوص نوشہرہ اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں کے سیلاب میں ڈوبنے کے بعد کالا باغ ڈیم کی قومی اہمیت و ضرورت اور بھی اجاگر ہو گئی ہے اور آبی ماہرین اور معروف انجینئروں کے علاوہ گورنر پنجاب سلمان تاثیر بھی بار بار اعتراف کر رہے ہیں کہ کالا باغ ڈیم تعمیر ہو چکا ہوتا تو سیلاب کی تباہ کاریوں سے بچا جا سکتا تھا۔ خود وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی بھی کالا باغ ڈیم کو قومی اہمیت کا حامل منصوبہ قرار دے کر کہہ چکے ہیں کہ ان کے بس میں ہو تو وہ ابھی اس ڈیم کی تعمیر شروع کر دیں مگر اس کے لئے قومی اتفاق رائے پیدا کرنا ضروری ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ کالا باغ ڈیم کو جسے دریائے سندھ پر تعمیر ہونا ہے اور اس کی فزیبلٹی رپورٹ تیار کر کے چھ ارب روپے سے زائد کی لاگت سے اس کی تعمیر کے ابتدائی مراحل بھی طے کئے جا

Marfat.com

چکے ہیں، بھارت کے زیر اثر صوبہ خیبر پی کے اور سندھ کی ایک مخصوص لابی کی جانب سے متنازعہ بنایا گیا ہے، جس کا واحد مقصد یہ ہے کہ پاکستان کو توانائی کے شعبہ میں خود کفیل نہ ہونے دیا جائے اور ڈیمز نہ ہونے کے باعث بھارت کو کشمیر کے راستے پاکستان کی جانب آنے والے دریاؤں کے پانی کو اپنے کنٹرول میں رکھ کر اسے پاکستان کی ضرورت کے وقت روک لینے اور بلا ضرورت چھوڑ دینے کی سہولت ملتی رہے۔ ہر دو صورتوں میں بھارت کا مقصد پاکستان کو تباہ و برباد کرنے کا ہے، جس کا وہ عملی مظاہرہ بھی کر چکا ہے۔ گزشتہ دو سال تک اس نے اپنی جانب سے دریائے نیلم، چناب اور جہلم پر 62 سے زائد ڈیم تعمیر کر کے ان دریاؤں میں ہمارے حصے کا پانی ہماری جانب آنے کی نوبت ہی نہ آنے دی، نتیجتاً ہمارے دریا، ہماری نہریں اور ندی نالے ریگستان بن گئے اور ہماری زرخیز زرعی اراضی پر لہلہاتی فصلیں کھڑی برباد ہو گئیں۔ یہ صورتحال ملک میں قحط سالی اور غذا کی قلت پر منتج ہوئی جبکہ پانی کی کمی نے سندھ کے پنجاب اور بلوچستان کے ساتھ کئی سنگین تنازعات بھی پیدا کئے، جس سے قومی اتحاد و یکجہتی کی فضاء بھی متاثر ہوئی جبکہ اب مون سون کی بارشوں کے دوران بھارت نے اپنے خبث باطن کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے ڈیموں کے پاؤنڈز میں سٹور ہونے والا سارا پانی ہماری جانب چھوڑ کر سیلاب کو ہمارے تمام صوبوں بالخصوص صوبہ خیبر پی کے کے لئے قیامت خیز بنا دیا۔

تکنیکی آبی ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ اگر کالا باغ ڈیم تعمیر ہو چکا ہوتا تو پہلے سیلاب کا پانی اس کے پونڈ میں جمع ہوتا جس کے بعد اس کے بہاؤ کا پریشر کم ہو جاتا اور اس سے آگے مزید ڈیم بھی موجود ہوتے تو سیلاب کا یہ پانی تباہ کاریوں کے بجائے نعمت بن جاتا مگر یہ انتہائی بدقسمتی کی بات ہے کہ مخصوص مقاصد اور مفادات کے تحت کالا باغ ڈیم کو متنازعہ بنانے کے بعد کوئی دوسرا ڈیم بھی تعمیر نہیں کیا گیا جبکہ ایوب دور میں تعمیر ہونے والے تربیلا اور منگلا ڈیمز کی دیکھ بھال میں روایتی غفلت اور کوتاہی کے نتیجہ میں ان کے پونڈز میں اتنی سلٹ جمع ہو گئی ہے کہ وہ فالتو پانی کو ذخیرہ کرنے کے قابل ہی نہیں رہے۔ اسی پس منظر میں کالا باغ ڈیم کو تکنیکی آبی ماہرین قومی ضرورت کا انتہائی اہم منصوبہ قرار دے چکے ہیں اور جب بھارتی لابی کے اشارے پر اے این پی کے لیڈران نے کالا باغ ڈیم پر یہ اعتراضات شروع کئے کہ اس کی تعمیر کی صورت میں نوشہرہ ڈوب جائے گا تو اس وقت کے چیئرمین واپڈا انجینئر شمس الملک نے جو خود بھی نوشہرہ کے رہنے

Marfat.com

والے ہیں، کالاباغ ڈیم کے معترضین کو مناظرے کا چیلنج دیا اور واضح کیا کہ اس ڈیم کی وجہ سے نوشہرہ کو کوئی نقصان نہیں ہوگا' البتہ اس کا فائدہ پورے ملک کو ہوگا مگر اے این پی کے لیڈران نے مخصوص سیاسی ایجنڈہ کی بنا پر کالاباغ ڈیم کے معاملہ میں اپنی ہٹ دھرمی برقرار رکھی اور اس کی تعمیر کی صورت میں اسے ڈائنامیٹ سے اڑا دینے کی دھمکیاں دینا شروع کر دیں۔ بعدازاں اسی مخصوص ایجنڈے کی بنیاد پر اندرون سندھ سے بھی کالاباغ ڈیم کی مخالفت میں آوازیں اٹھنا اور جلوس نکلنا شروع ہو گئے' کیونکہ اس مقصد کے لئے بھارتی ایجنسی ''را'' کی جانب سے سندھ اور خیبر پی کے میں اپنی مخصوص لابی میں اربوں روپے تقسیم کئے گئے تھے' بدقسمتی سے کالاباغ ڈیم پر مختلف سیاسی جماعتوں کی جانب سے سیاست چمکانے کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا جس کی بنیاد پر کالاباغ ڈیم پر متنازعہ ہونے کا لیبل لگا دیا گیا اور اصرار کیا جانے لگا کہ اس کی تعمیر کے لئے پہلے تمام صوبوں میں اتفاق رائے پیدا کیا جائے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قومی ضرورت واہمیت کے حامل کسی منصوبے کی تعمیر کے لئے کیا ہر صوبے میں اتفاق رائے پیدا کرنا ضروری ہے' اگر ایسا ہوتا تو نہ بھارت اور نہ ہی پاکستان میں کوئی ایک بھی ڈیم بن پاتا' بھارت کے سیاست دان تو اپنے ملک کی ترقی کے کسی منصوبے کی مخالفت کا سوچ بھی نہیں سکتے' اس لئے وہاں ایک نہیں' سینکڑوں ڈیم تعمیر ہو گئے ہیں مگر ہمارے سیاسی قائدین کالاباغ ڈیم پر ہی اپنی سیاست چمکاتے چلے جا رہے ہیں۔ وہ دوسرے ڈیمز پر بھی کیسے اتفاق رائے پیدا کر پائیں گے۔ اگر یہی صورتحال منگلا اور تربیلا ڈیم کی تعمیر کے وقت بھی پیدا ہوتی تو وہ ڈیم بھی کبھی تعمیر نہ ہو پاتے' اگر ان ڈیمز کی تعمیر کے لئے تمام صوبوں کی رائے لینا ضروری نہیں سمجھا گیا تو اب کالاباغ ڈیم یا کسی دوسرے ڈیم کی تعمیر کے لئے صوبوں کا اتفاق رائے کیوں ضروری گردانا جا رہا ہے جبکہ قومی ترقی کے ضامن کسی منصوبہ پر کسی صوبے کے عوام کو کوئی اعتراض ہو سکتا ہے نہ ہونا چاہئے اور بالفرض اگر عوام کی رائے لینا ضروری ہے تو حکمران کو یہ مرحلہ بھی ''نوائے وقت'' نے کالاباغ ڈیم پر قومی ریفرنڈم کا انعقاد کر کے طے کرا دیا ہے۔ جس میں ملک کے چاروں صوبوں کے 99 فیصد عوام نے کالاباغ ڈیم کی تعمیر کے حق میں ووٹ دیا ہے' کیا اس کے بعد کالاباغ ڈیم کی تعمیر کے لئے کسی اتفاق رائے کی ضرورت رہ جاتی ہے؟

اگر تو مصلحتوں اور مفاہمتوں کی سیاست میں اپنے حلیفوں کو خوش کرنا اور مطمئن رکھنا ہی

Marfat.com

مقصود ہے تو پھر کالا باغ ڈیم پر بھی اتفاق رائے پیدا نہیں ہو سکے گا کیونکہ بھارتی سرپرستی میں مخصوص ایجنڈہ رکھنے والے سندھی قوم پرستوں اور اے این پی کے لیڈران نے اب کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے حق میں متفقہ طور پر منظور کی گئی پنجاب اسمبلی کی قرارداد کو بھی قابل مذمت قرار دے دیا ہے' یہ عناصر تو اس وقت بھی کالا باغ ڈیم کی مخالفت کر رہے تھے جب سیلاب کی تباہ کاریاں کالا باغ ڈیم کی اہمیت کا احساس دلا رہی تھیں۔

اس وقت پیپلز پارٹی وفاق اور چاروں صوبوں میں اپنے حلیفوں کی معاونت سے برسر اقتدار ہے اس لئے اس کی قیادت اگر کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے لئے مخلص اور سنجیدہ ہو تو اسے کالا باغ ڈیم کے مخالف اپنے حلیفوں کو قائل کرنے اور تمام صوبوں میں اتفاق رائے پیدا کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی' اس لئے انہیں بسم اللہ کر کے مفاہمت کی کوششوں کا آغاز کر دینا چاہئے اور اس کے ساتھ ہی کالا باغ ڈیم کی تعمیر کا کام بھی شروع کرا دینا چاہئے تاکہ اس کی تعمیر میں مزید کوئی تاخیر نہ ہو سکے' اگر یہ ڈیم سستی ہائیڈل بجلی کی پیداوار بڑھا کر ہماری بجلی کی ضرورت پوری کر سکتا ہے اور ملک کو توانائی کے سنگین بحران سے نجات دلا سکتا ہے اور ساتھ ہی آئندہ کے لئے سیلاب کی تباہ کاریوں سے بھی بچا سکتا ہے تو کیا محض اس لئے اس کی تعمیر نہ ہونے دی جائے کہ اس سے حکومتی حلیف سیاستدان ناراض ہوں گے اور ان کا کاروبار سیاست ٹھپ ہو جائے گا۔ خدارا! اب ذاتی مفاد پرستیوں سے بالاتر ہو کر وطن عزیز کو دشمن کی سازشوں سے محفوظ بنانے کا سوچئے اور کالا باغ ڈیم کی تعمیر کا آغاز کر کے منڈا اور دوسرے ڈیمز کی تعمیر کی بنیاد بھی رکھ دیجئے' ہمیں ملکی اور قومی مفادات سے زیادہ کوئی عزیز نہیں ہونی چاہئے۔

نوائے وقت' 7 اکتوبر 2010ء

Marfat.com

# وزیر پانی و بجلی ناکام ہیں، مستعفی ہو جائیں

وفاقی حکومت نے پنجاب اسمبلی کی کالا باغ ڈیم تعمیر کے لئے مفاہمت اور ہم آہنگی پیدا کرنے کی قرارداد کو مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ کالا باغ ڈیم ایک متنازعہ ایشو ہے، تین صوبے اس کے خلاف قراردادیں منظور کر چکے ہیں، اس کی تعمیر سے صوبوں کے درمیان نفرت پیدا ہو گی۔ گزشتہ روز بشریٰ رحمٰن کے سوال پر وفاقی وزیر پانی و بجلی راجہ پرویز اشرف نے کہا کہ 9 سال یہاں فوجی حکمران رہے، اس وقت کالا باغ ڈیم کیوں تعمیر نہیں کیا گیا؟ ہم چاروں صوبوں میں مفاہمت چاہتے ہیں، نفرت پیدا نہیں کرنا چاہتے، ہم کالا باغ ڈیم تعمیر نہیں کریں گے۔

کالا باغ ڈیم قومی مفاد کا بہترین منصوبہ ہے جسے بدقسمتی سے سیاست کی بھینٹ چڑھا دیا گیا ہے۔ آج بجلی کی کمی کے باعث سینکڑوں بڑے صنعتی ادارے اور ایک لاکھ سے زائد کاٹیج یونٹ بند ہو چکے ہیں۔ چھوٹے موٹے کاروبار بھی زوال پذیر ہیں، ملک میں بیروزگاری کا دور دورہ ہے، مجموعی طور پر قومی معیشت کو دہشت گردی کی جنگ کے ساتھ ساتھ روزانہ 10 سے 12 اور 18 گھنٹے تک بجلی کی بندش نے بھی شدید دھچکا لگایا ہے۔ ملکی زراعت کا مکمل انحصار نہری نظام پر ہے، کچھ نہریں سندھ طاس معاہدے کے تحت بھارت کے ہاتھ دریائے راوی، ستلج اور بیاس فروخت سے کرنے سے خشک ہوئیں، بہت سی نہریں بھارت نے مقبوضہ کشمیر سے پاکستان آنے والے دریاؤں کا پانی کنٹرول کر کے خشک کر دیں۔ بھارت نے پاکستان کو کبھی تسلیم کیا، نہ برداشت، وہ پاکستان کو تباہی سے دوچار کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ ایک طرف وہ پاکستان کے حصے کا پانی روک کر جب چاہتا ہے، پاکستان کی لہلہاتی فصلوں کو برباد کر کے رکھ دیتا ہے اور اگر اس کے دریاؤں میں پانی زیادہ آ جائے تو اس کا رخ پاکستان کی طرف موڑ کر اسے ڈبونے کی کوشش کرتا ہے، جیسا کہ اس نے حالیہ بدترین سیلاب برپا کر کے وطن عزیز کا ایک چوتھائی علاقہ ڈبو دیا۔

آج پاکستان کو چار ہزار میگاواٹ تک بجلی کے شارٹ فال کا سامنا ہے، اس میں موسم

Marfat.com

اور حکمرانوں کی نیت میں تبدیلی کے ساتھ ساتھ کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ کالاباغ ڈیم کی تعمیر سے ساڑھے چار ہزار میگاواٹ بجلی پیدا ہوگی' اس کا مطلب ہے اگر کالاباغ ڈیم تعمیر ہو چکا ہوتا تو آج بجلی کی کمی ہوتی' نہ لوڈشیڈنگ اور نہ ہی لوگ کاروبار کی تباہی اور بیروزگاری کے عذاب میں مبتلا ہوتے۔ ماہرین کے مطابق حالیہ سیلاب کے پانی کو کالاباغ ڈیم سمیٹ سکتا تھا' جسے ضرورت کے مطابق استعمال میں لایا جاتا۔ کالاباغ ڈیم سے بیک وقت بجلی اور پانی کی کمی پر قابو پایا جا سکتا ہے اور وافر پانی کی صورت میں اسے سنبھالا جا سکتا ہے۔ موجودہ سیلاب نے کالاباغ ڈیم کی افادیت مزید واضح کر دی ہے۔ وزیراعظم یوسف رضا گیلانی' گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے تو کالاباغ ڈیم کی تعمیر کی کھل کر نہ صرف حمایت کی بلکہ وکالت بھی کر رہے ہیں۔

ضروری نہیں کہ کالاباغ ڈیم آمرانہ ادوار میں ہی تعمیر ہوتا' اس منصوبے کے قابل عمل ہونے کے ساتھ ہی اس کی تعمیر شروع ہو جانی چاہئے تھی' جنرل ایوب خان کو ماہرین نے پہلے اسی ڈیم کے شروع کرنے کی تجویز دی تھی' انہوں نے محض نوابزادہ فرید خان کی ریاست ''امب'' ڈبونے کے لئے تربیلا ڈیم کی تعمیر شروع کرا دی' اس کے بعد کالاباغ ڈیم ہر گزرتے دن کے ساتھ متنازعہ ہو گیا۔ چارسدہ کے جنرل فضل حق نے انتہائی صوبائی تعصب کا مظاہرہ کرتے ہوئے مخالفت اس لئے کی کہ یہ پنجاب میں تعمیر ہونا تھا۔ پھر باچا خان کی اولاد اور اس کے پیروکاروں نے قومی مفاد کے منصوبے کے خلاف محاذ کھڑا کر دیا۔ تعمیر ہونے کی صورت میں بم سے اڑا دینے کی دھمکی دی۔ کہا گیا کہ نوشہرہ ڈوب جائے گا۔ نوشہرہ سے ہی تعلق رکھنے والے سابق چیئرمین واپڈا شمس الملک کئی بار چیلنج دے چکے ہیں کہ مخالفین ان کے ساتھ مناظرہ کر لیں' نوشہرہ کو ڈیم کی تعمیر سے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ نوشہرہ کیا سیلاب سے چارسدہ بھی ڈوب گیا۔ سیلاب نے پورے صوبے کو ہلا کے رکھ دیا۔ اس کے باوجود اے این پی کی قیادت کی سوئی میں نہ مانوں پر اٹکی ہوئی ہے۔ زرداری حکومت بھی اس کی ہاں میں ہاں ملا رہی ہے۔ اس لئے کہ پیپلز پارٹی نے اے این پی کو ساتھ ملانے کے لئے اسے کالاباغ ڈیم منصوبے کو منسوخ کرنے کی یقین دہانی کرا رکھی ہے۔

Marfat.com

قومی وملکی مفاد کے کسی بھی منصوبے کے لئے اتفاق رائے پہلی کڑی ضرور ہے، لیکن یہ ناگزیر نہیں اگر ایسا ہوتا تو قائداعظمؒ پوری زندگی اتفاق رائے پر گزار دیتے، سرخ پوش تو پاکستان کے ساتھ ملنے پر تیار نہیں تھے۔ بانیان پاکستان ان کے خبث باطن سے آگاہ تھے اس لئے تحریک قیام پاکستان کی چلتی ٹرین کو ڈی ریل نہیں ہونے دیا۔ پیپلز پارٹی کے بانی ذوالفقار علی بھٹو پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے بانی بھی ہیں، وہ بھی اتفاق رائے کے چکروں میں پڑ جاتے تو کہاں ہوتا ایٹمی پروگرام اور کیونکر بنتا پاکستان ایٹمی قوت! راجہ پرویز اشرف بتائیں انہوں نے کالا باغ ڈیم کی تعمیر پر اتفاق رائے کرنے کے لئے کیا کوشش کی ہے؟ کتنے اجلاس بلائے ہیں؟ جب بھی کمیشن کی کان رینٹل پاور پلانٹس کی سوداگری سے فرصت ملتی ہے۔ کالا باغ ڈیم کی مخالفت میں بڑھ بڑھ کر بیان داغنے اور اتفاق رائے کا راگ الاپنے کے بعد پھر اپنے ''کام'' میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

آج ملک پانی اور بجلی کی شدید کمی سے ہمکنار ہے، راجہ صاحب دونوں وزارتوں کے انچارج ہیں، جب سے وزیر بنے ہیں، دونوں شعبے انحطاط پذیر ہیں۔ وجہ عوامی مسائل پر پوری توجہ کے بجائے کسی اور طرف ہے۔ گزشتہ روز سابق وزیر داخلہ فیصل صالح حیات نے سپریم کورٹ میں کہا کہ رینٹل پاور پراجیکٹس میں 400 بلین ڈالر کے کک بیکس شامل ہیں۔ راجہ پرویز اشرف نے لندن میں 4.3 ملین پاؤنڈز کا گھر خریدا ہے، پانی و بجلی کے وزیر نے فیصل صالح کے الزامات کا جواب دیا، نہ تردید کی۔ منظوری کے وقت یہ 1500 میگا واٹ کا منصوبہ تھا، اب یہ 750 میگاواٹ میں کیونکر بدل گیا؟ ماہرین رینٹل پاور منصوبے کا ریکارڈ مانگ رہے ہیں، حکومت اس طرف نہیں آ رہی، بالآخر سپریم کورٹ کو ریکارڈ طلب کرنا پڑا۔ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) کے مابین سرپھٹول میں بھی وزیر بجلی و پانی کا ہاتھ ہے۔ نواز شریف کے خلاف پیپلز پارٹی کے سیکرٹری جنرل کی حیثیت سے پریس کانفرنس بھی راجہ صاحب نے کی تھی۔ جہانگیر بدر کہتے ہیں وہ پارٹی کے سیکرٹری جنرل ہیں، جو شخص ایک وزارت نہیں چلا سکتا، اپنی ناکام اور ذاتی مفادات پر مبنی پالیسیوں کے باعث ملک کو اندھیروں میں دھکیل رہا ہے، ایسے فتنہ پرور اور نااہل کو تو مستعفی ہو جانا چاہئے اگر استعفیٰ نہیں

Marfat.com

دیتا تو اپوزیشن سب کچھ ہوتے دیکھتے ہوئے کیوں خاموش ہے؟

ماہرین کے مطابق کالاباغ ڈیم 80ء کی دہائی میں تعمیر ہو چکا ہوتا تو اس پر 2.65 ملین ڈالر لاگت آتی' آج بنایا جائے تو 8 بلین ڈالر صرف ہوں گے' مزید تاخیر کی گئی تو اخراجات میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ کالاباغ ڈیم کی فوری تعمیر شروع کر دی جائے۔ نوائے وقت کے ریفرنڈم میں پورے ملک سے 99 فیصد عوام نے کالاباغ ڈیم کی تعمیر کے حق میں رائے دی' اے این پی کے مٹھی بھر مخالفین کو بھی ساتھ ملانے کی کوشش کی جائے۔ اگر وہ راہِ راست پر نہیں آتے تو ان کی پروانہ کی جائے۔ کالاباغ ڈیم کی تعمیر کے حوالے سے چیف ایڈیٹر خبریں ضیاء شاہد کی کاوشش قابل تحسین ہے' انہوں نے سپریم کورٹ میں رٹ دائر کی ہے کہ وہ حکومت کو کالاباغ ڈیم کی تعمیر کا حکم دے۔

کالاباغ ڈیم کی فزیبلٹی تیار ہے' بنیادی کاموں پر چھ ارب روپے خرچ ہو چکے ہیں' اس کی تعمیر آج شروع ہو تو تین چار سال میں ڈیم اپریشنل ہو جائے گا۔ اب معاملہ سپریم کورٹ میں ہے' تو امید رکھنی چاہئے کہ فیصلہ قوم کے بہترین مفاد میں اور جلد ہو گا۔

نوائے وقت' 10 اکتوبر 2010ء

Marfat.com

# بحرانوں سے نبردآزما قوم کو مزید بحرانوں کیلئے تیار رہنے کا مشورہ

عوام کی اکثریت یہ سمجھ چکی ہے کہ بحرانوں سے نمٹنا موجودہ حکومت کے بس کی بات نہیں اس لئے وہ کسی خوش فہمی میں ہرگز نہیں ہیں' بلکہ ذہنی طور پر انہی بحرانوں کے ساتھ مفاہمت کو ہی اپنی قسمت کا لکھا سمجھ چکے ہیں۔ پانی کے بحران سے نمٹنے کیلئے ڈیموں کی تعمیر کا جو حل بتایا گیا ہے اس پر بھی قوم کو یقین نہیں کیونکہ نہایت ہی اہمیت کے حامل کالا باغ ڈیم منصوبے کو اس حکومت نے ختم کرنے کا اعلان کر رکھا ہے حالانکہ اگر مفاہمت کی سیاست کا مظاہرہ اس ڈیم کی تعمیر پر کیا جاتا تو یہ نہ صرف ملک وقوم کو توانائی کے مسائل سے نجات دلا دیتا بلکہ یہ کم وقت میں قابل عمل بھی تھا' کیونکہ اس منصوبے پر قوم کا اربوں روپیہ خرچ ہو چکا ہے۔ کالا باغ ڈیم اس حد تک مکمل منصوبہ ہے کہ وہاں اب پاکستان کا بہت کم پیسہ خرچ ہوگا اور خاطر خواہ نتائج بھی حاصل ہوں گے' کالا باغ ڈیم پیر پیہائی کے مقام پر کالونیاں تک پچھلی حکومتوں میں بنائی جا چکی ہیں جہاں آج کل جنگلی جانوروں کا بسیرا ہے۔ جہاں تمام بنیادی کام بھی مکمل ہے۔ انفراسٹرکچر کے اخراجات اور انجینئروں و کارکنوں کی تعیناتی کی دیر ہے لیکن اس مرحلے پر اس منصوبے کو ختم کرنا عوام دوستی نہیں عوام دشمنی ہے۔ کالا باغ ڈیم منصوبہ نہ صرف پانی بلکہ بجلی کے بحران کے خاتمے کی ایسی کلید تھی جو سیاست بازی کی نذر کر دیا گیا ہے۔ مفاہمت کی سیاست محض اپنا اقتدار قائم رکھنے کیلئے نہ کی جائے بلکہ اسے قومی مفاد کیلئے بھی مؤثر ذریعہ بنایا جائے۔

روزنامہ ''جناح'' منگل 15 ستمبر 2009ء

Marfat.com

# بھارت کی آبی جارحیت

## کالاباغ ڈیم بنائیں

بھارت نے جہلم، چناب اور دریائے سندھ پر 75 ڈیمز کی تعمیر میں تیزی پیدا کر دی ہے۔ یہ پاکستان کو 2011ء تک قحط میں مبتلا کرنے کا منصوبہ ہے جس کے نتیجے میں آئندہ برس پانی کی کمی 60 فیصد ہو جائے گی۔ جبکہ سندھ طاس واٹر کونسل کے چیئرمین ظہور الحسن ڈاہر نے کہا ہے کہ ملک کو سب سے بڑا خطرہ بھارت کی آبی جارحیت سے ہے، بھارت غیر قانونی ڈیموں کے گیٹ یکدم کھول دے تو پاکستان میں ایٹم بم سے بڑی تباہی ہو گی۔ ایسے موقع پر کہا جاتا ہے۔ ''رحم اللہ اول نباش'' (اللہ پہلے کفن چور پر رحم کرے)...... ماضی کے مرحوم آمر ایوب خان نے جو سندھ طاس معاہدہ کیا تھا وہ دراصل پاکستان کے دریاؤں کو بھارت کے ہاتھ بیچنے کا سودا تھا، جس سے آج بھارت جیسا پاکستان کش کمینہ دشمن ناجائز فائدہ اٹھا رہا ہے۔ سندھ طاس واٹر کونسل کے چیئرمین کا یہ کہنا تعجب خیز ہے کہ انہوں نے سندھ طاس معاہدے کو سندھ طاس بے مثال آبی نظام قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اسے بھارت نے تباہ کیا ہے دراصل ہم اپنے پیروں پر کلہاڑی مار چکے ہیں اب تو ایک ہی حل ہے کہ یہ کلہاڑی بھارتی ڈیموں پر چلائی جائے اور بیرونی سازش سے نکل کر فی الفور کالا باغ ڈیم کی تعمیر شروع کر دی جائے اس میں کوئی شک نہیں کہ بھارت پاکستان کو آبی جارحیت کے ذریعے تباہ کر سکتا ہے اسے کوئی عسکری جنگ لڑنے کی ضرورت ہی نہیں جب دریاؤں میں سے 75 ڈیم بنا کر پانی کشید کر لیا جائے گا تو ہمارے دریا ریت کی لکیر ہی بن کر رہ جائیں گے، ظاہر ہے کہ پاکستان اس مسئلے کو جہاں بھی لے جائے گا وہاں بھارتی لابی پہلے موجود ہو گی اب جو بھی کرنا ہے پاکستان نے خود کرنا ہے بھارت جو آبی جنگ شروع کر چکا ہے اس میں وہ فاتح ٹھہرے گا، گویا وہ قتل بھی کرے گا تو چرچا نہ ہو گا مگر ہمارے لئے تو اب سوائے اس کے کوئی راستہ نہیں رہ گیا کہ بھارتی ڈیموں کو مسمار کیا جائے اور ڈیموں کی تعمیر پر زور دیا جائے، یہ قومی مفاد بلکہ موت و حیات کا مسئلہ ہے حکومت اس پر سر جوڑ کر بیٹھے اور پانی

Marfat.com

کے مسئلے کو سیاست سے نکال کر کالا باغ ڈیم تعمیر کرے' عالمی عدالت میں مقدمہ دائر کرے' اقوام متحدہ پر مسلم امہ کا مجموعی دباؤ ڈال کر بھارت کو روکنے کا بندوبست کرے' بھارت پاکستان کے خلاف جو کچھ کر رہا ہے اس کا تقاضا تو تنگ آمد بجنگ آمد ہے مگر ہم تو اس کی جنگ لڑ رہے ہیں جس کے بل بوتے پر بھارت یہ جارحانہ اقدامات کر رہا ہے۔

نوائے وقت.....03-11-10

Marfat.com

کالاباغ ڈیم کے حوالے سے

# اہم فنی اور تجزیاتی مقالے

Marfat.com

# پانی کے تنازعات..........اعداد و شمار کو بولنے دو

سلطان علی چودھری

مندرجہ ذیل اعداد و شمار برملا ثابت کر رہے ہیں کہ پاکستان میں پانی کی تقسیم بہت غلط طریقے سے ہوئی ہے۔ اصل میں یہ تقسیم "جس کی لاٹھی اس کی بھینس" کے مروجہ قانون کے تحت بڑے بڑے لوگوں نے اپنے لئے Flood Irrigation اپنا کر پانی حاصل کیا۔

پنجاب کے 16.01 ملین ہیکٹر رقبہ کے لئے 55.94 ایم اے ایف پانی، فی ہیکٹر 3.49 ایم اے ایف۔ سندھ کے 3.88 ملین ہیکٹر رقبہ کے لئے 48.76 ایم اے ایف، فی ہیکٹر 12.56 ایم اے ایف جو کہ پنجاب کی نسبت چار گنا زیادہ ہے۔ خیبر پی کے کے 2 ملین ہیکٹر کے لئے 8.78 ایم اے ایف، فی ہیکٹر 4.39 ایم اے ایف اور بلوچستان کے 0.87 ملین ہیکٹر رقبہ کے لئے 3.87 ایم اے ایف جو کہ فی ہیکٹر 4.44 ایم اے ایف بھی پنجاب سے زیادہ ہے۔

جب ہر صوبہ کو علیحدہ علیحدہ Allocation کر دی گئی تو ایک صوبے کو دوسرے صوبے پر اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔ باوجود یہ کہ سندھ کو چار گنا پانی زیادہ حاصل ہے اس کے باوجود سندھ کا شور و غوغا ناقابل فہم ہے۔ چشمہ لنک کنال میں پنجاب کے حصے کا پانی استعمال ہو رہا ہے۔

پانی کے تنازعات پر خصوصی طور پر کالا باغ ڈیم پر نوائے وقت کے چیف ایڈیٹر جناب مجید نظامی صاحب نے قوم کو بہت زیادہ شناسا کیا ہے۔ تقریباً ہر دوسرے روز پانی کے تنازعات پر آرٹیکل لکھے جاتے اور اس کے علاوہ کانفرنس کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ جس طرح مجید نظامی صاحب نظریہ پاکستان کے داعی ہیں۔ اسی طرح ہر وقت پانی کے تنازعات کے متعلق قوم کو پوری آگاہی دے رہے ہیں اور قوم کو انتباہ کر رہے ہیں کہ پانی ایک زندگی ہے، لہٰذا اس کو سنبھال لیں۔

Marfat.com

اب نوائے وقت نے کالا باغ ڈیم پر ریفرنڈم کروایا ہے۔ میرے خیال میں بہت ہی بہتر ہوتا' اگر اس ریفرنڈم میں یہ بھی شامل کر لیا جاتا جبکہ پانی کی مختلف صوبوں میں تقسیم ہو چکی ہے تو پنجاب اپنے حصے کے پانی سے کالا باغ ڈیم بنائے لیکن اس میں پنجاب کے حاکموں خصوصی طور پر شریف برادران نے نہایت کمزور پالیسی اپنائی ہوئی ہے اور کہتے ہیں کہ کالا باغ ڈیم کیلئے صوبوں میں مصلحت ضروری ہے لیکن انہیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ کمزوری کی مصلحت کبھی کامیاب نہیں ہوتی۔

حال ہی میں واپڈا کے سابق چیئرمین جنرل (ر) ذوالفقار صاحب نے انکشاف کیا ہے کہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر پر مذاکرات میں خان ولی خان' ان کی اہلیہ اور اسفندیار ولی نے تسلیم کیا ہے کہ کالا باغ ڈیم سیاسی مسئلہ ہے' لہٰذا سرحد اسمبلی اگر قرارداد واپس لے تو ہمیں اعتراض نہیں ہوگا۔ واپڈا کے سابق چیئرمین جناب شمس الملک نے کئی دفعہ اعلان کیا کہ کالا باغ ڈیم کی موجودگی میں نوشہرہ نہیں ڈوب سکتا بلکہ نوشہرہ کو سیلاب کی آفت سے بچایا جا سکتا ہے۔ جسے موجودہ سیلاب نے ثابت کر دیا ہے۔ اس دفعہ کے سیلاب میں نوشہرہ ڈوب گیا۔ اگر کالا باغ ڈیم ہوتا تو سیلاب کا پانی ڈیم میں سموجاتا اور نوشہرہ محفوظ رہتا۔ جنرل ذوالفقار صاحب کے بیان کی میں تصدیق کرتا ہوں' بٹ صاحب واپڈا کے چیئرمین تھے۔ اس وقت ایک قومی اخبار نے ایک سیمینار منعقد کیا۔ اس میں حنیف رامے (مرحوم) چیف منسٹر اور راقم پنجاب کی نمائندگی کر رہے تھے' سندھ سے حفیظ پیرزادہ اور سرحد سے ولی خان مرحوم موجود تھے۔ جنرل عبدالقادر فوج کی نمائندگی کر رہے تھے۔ سارے سیمینار میں نہ مانوں کے مقولہ کا ہی راج رہا۔ میں ولی خاں صاحب کے پاس گیا اور انہیں عرض کی کہ میں علیحدگی میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے شرف ملاقات بخشا۔ میں نے عرض کیا کہ خاں صاحب ہم نے اعداد و شمار سے کالا باغ ڈیم کا کیس پیش کیا ہے۔ آپ اس پر کیوں صاد نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا یار اسلطان تم نہیں سمجھتے' یہ پانی کا معاملہ نہیں ہے بلکہ یہ ہماری سیاست ہے۔

کالا باغ ڈیم سے جتنے فوائد سندھ کو ہوں گے وہ بار بار اخباروں' کانفرنسوں میں نمایاں کیئے گئے ہیں۔ ایک دفعہ پھر ان فوائد کو دہرا رہا ہوں۔ پانی کی تقسیم کے متعلق سب

Marfat.com

پروپیگنڈے غلط ہیں اور ہمیں عقل و دانش سے اپنے مسائل حل کرنے چاہئیں اور صوبائی عصبیت کی لعنت سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہئے۔ کالا باغ ڈیم نہ صرف پنجاب کے لئے بلکہ سارے پاکستان کے لئے لائف سیونگ ڈرگ کی حیثیت رکھتا ہے بلکہ سندھ اور خیبر پی کے اس سے زیادہ مستفید ہو سکتے ہیں۔ اس کے متعلق چند ایک وضاحتیں پیش کی جاتی ہیں۔

ا۔ نوشہر کا ڈوب جانا ایک المیہ ہے۔ اب اس بات کی تائید ہوئی ہے کہ اگر کالا باغ ڈیم موجود ہوتا تو نوشہرہ اس عذاب سے محفوظ رہتا۔ اس کے متعلق کچھ حقائق پر نظر ڈالتے ہیں۔ ڈیم میں پانی کی سطح 915 فٹ ہو گی جبکہ نوشہرہ کی سب سے نشیبی جگہ 935 فٹ اونچی ہے، اس لئے نوشہرہ کی سب سے نیچی جگہ ڈیم کی سطح سے 20 فٹ اونچی ہے، علاوہ ازیں Reservior نوشہرہ سے 10 میل نیچے ہوگا۔ لہٰذا سیلاب کے آنے کا کوئی خطرہ نہیں۔

۲۔ کہا جاتا ہے کہ سرحد کا زرخیز علاقہ اس ڈیم میں آ جائے گا ملاحظہ کیجئے کہ ڈیم کی وسعت 1,34,500 ایکڑ ہو گی۔ اس میں سے 99,500 ایکڑ بنجر زمین ہے اور باقی 35000 ایکڑ قابل کاشت ہے، جس میں سے 32,000 ایکڑ بارانی علاقہ ہے اور 3,000 ایکڑ رقبہ نہری پانی سے سیراب ہوتا ہے۔ نہری پانی سے سیراب 7200 ایکڑ رقبہ پنجاب میں آتا ہے اور صرف 300 ایکڑ رقبہ سرحد میں آتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پنجاب کے 48,500 لوگ بے گھر ہوں گے، جس کے لئے واپڈا نے پہلے ہی بہت انتظامات کئے ہوئے ہوں۔

۳۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مردان، پبی اور صوابی میں سیم ہو جائے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ ڈیم کی سطح سے مردان 55 فٹ، پبی 85 فٹ اور صوابی 45 فٹ اونچے ہیں۔ لہٰذا سیم کی بجائے ان علاقوں کا پانی نیچے دریا میں آئے گا اور ان کی سیم ختم ہو جائے گی۔

۴۔ سوات کے دریاؤں میں Silt جمع ہو گی اور جس کی وجہ سے سیلاب آئیں گے۔ منگلا ڈیم کے ہوتے ہوئے دریائے سوات میں Silt جمع نہیں ہو سکتی۔

۵۔ سرحد کے علاوہ سندھ کو بھی اعتراض ہے کہ اس ڈیم کے بننے سے سندھ کا پانی رک جائے گا اور سندھ ریگستان بن جائے گا۔ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔

Marfat.com

منگلا اور تربیلا ڈیم بننے سے پہلے سندھ کو 35 ملین ایکڑ فٹ پانی ملتا تھا اور اب ڈیمز بننے کی وجہ سے سندھ کو 44.5 ملین ایکڑ فٹ پانی ملتا ہے۔ کالا باغ ڈیم کے بننے کی وجہ سے اس کو 47 ملین ایکڑ فٹ پانی ملے گا۔ سندھ کو اپریل میں ربیع کیلئے اور مئی میں early خریف کے لئے پانی صرف کالا باغ ڈیم سے مل سکتا ہے۔ کیونکہ سردیوں میں دریا میں 18 فیصد پانی رہ جاتا ہے اور یہ پانی کی کمی صرف ذخیرہ سے ہی پوری ہو سکتی ہے۔

۶۔ سندھ کا اعتراض یہ بھی تھا کہ کالا باغ ڈیم بننے سے پانی میں کمی آئے گی۔ جس سے سمندر کا کھارا پانی زمین کو تباہ کر دے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ کالا باغ ڈیم سے پانی متواتر آنا نمکیات کو کم کرے گا۔

۷۔ کالا باغ ڈیم مینگروف جنگلات مچھلی اور پینے کے پانی پر اثر انداز ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ مینگروف حفاظت نہ ہونے کی وجہ سے ختم ہوئے ہیں اور سردیوں میں جب کالا باغ ڈیم سے پانی آئے گا تو وہ مچھلی کو بھی فائدہ پہنچائے گا اور اس کے ساتھ پینے کا پانی مہیا ہوگا۔

۸۔ سندھ کا اعتراض یہ ہے کہ ہمارے پاس پانی ہی نہیں لہٰذا کالا باغ ڈیم کو کیسے بھریں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ ڈیم صرف مون سون میں بھرا جائے گا۔ اس وقت تقریباً 40 ملین ایکڑ فٹ بارش کا پانی سمندر میں جاتا ہے۔ 6 ملین ایکڑ فٹ پانی ڈیم میں جمع ہو تو پھر بھی 34 ملین ایکڑ فٹ پانی سمندر میں جائے گا۔

۹۔ ڈیم جہاں بنایا جا رہا ہے وہاں زلزلے آنے کا خطرہ ہے اور دوسرے خطرات بھی ہیں۔ حقیقت میں جہاں کالا باغ ڈیم بنایا جا رہا ہے وہاں کوئی خطرہ نہیں ہے۔

۱۰۔ ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ بجلی صرف مون سون کے دنوں میں پیدا ہوگی اور باقی دنوں میں پانی نہیں ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ کالا باغ ڈیم اس طرح سے ڈیزائن کیا گیا ہے کہ سارا سال بجلی پیدا ہوگی۔

۱۱۔ یہ اعتراض ہے کہ بھاشا ڈیم کو بنانا زیادہ بہتر ہے، بسم اللہ ضرور بننا چاہئے، پانی جیسے سٹور ہو سکے کرنا چاہئے۔ حقیقت یہ ہے کہ کالا باغ ڈیم کی Feasibility رپورٹ بالکل تیار ہے لہٰذا جلدی کام شروع ہو سکتا ہے۔ لیکن بھاشا ڈیم چونکہ 600 فٹ اونچائی، پہاڑی

Marfat.com

علاقہ پر بنایا جائے گا اس کا بنانا نہایت مشکل، مہنگا اور طویل ہوگا۔ کالا باغ ڈیم سے سندھ، سرحد کے علاوہ بلوچستان کو بھی اس کا بہت فائدہ ہوگا چونکہ اس سے کچھی کینال کو سارا سال پانی ملے گا۔

ہندوستان یہ پراپیگنڈہ کر رہا ہے کہ ہم نے آخری قطرہ تک پانی ڈیموں میں محفوظ کر لیا ہے اور پاکستان کو پانی کی ضرورت نہیں ہے۔ لہٰذا ان کا 40 ملین ایکڑ پانی سمندر میں جا رہا ہے۔ اس لئے جہلم اور چناب پر ڈیم بنائیں گے۔ خدایا! ان چیزوں پر کیوں غور نہیں کیا جاتا کہ جب کالا باغ ڈیم سے اتنے فوائد ہیں تو اس کی کیوں مخالفت کی جاتی ہے۔

جنرل پرویز مشرف نے ایک دفعہ لاہور میں Vision2025 تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ کالا باغ ڈیم پاکستان کی زندگی ہے۔ میں اسے ضرور بناؤں گا۔ اگر نہ بناؤں تو قوم سے غداری ہوگی۔ پھر جنرل پرویز مشرف، الطاف حسین کے کہنے پر یک دم مکر گئے اور خاموشی اختیار کر لی۔ اسی طرح جنرل ضیاء الحق نے فرنٹیئر کے گورنر فضل حق کی مخالفت اور دھمکی کی وجہ سے اپنا ارادہ تبدیل کر لیا اور نواز شریف اور بے نظیر سندھ کارڈ سے ڈر کر اس سے منحرف ہو گئے۔ واٹر ایکارڈ 1991ء ہمارے دریاؤں سے اوسطاً سالانہ پانی 105 ایم اے ایف ہے لیکن ایکارڈ 117 اے ایف کا کیا گیا چونکہ اس میں فیصلہ ہوا تھا کہ مزید ڈیم بشمول کالا باغ ڈیم بنائے جائیں گے لیکن دوسرے صوبوں کی مخالفت کی وجہ سے کالا باغ ڈیم ایکارڈ کے متن سے نکال دیا گیا لیکن کالا باغ ڈیم کیا، کوئی اور بھی ڈیم نہیں بنایا گیا۔ میر افضل صاحب جو صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ تھے۔ ان سے میری ایک دفعہ رورل اکیڈمی، پشاور میں ملاقات ہوئی تو میں نے واٹر ایکارڈ پر ان کو مبارکباد دی تو انہوں نے کہا نواز شریف کے سامنے نمبر بنائے ہیں۔ ہم کالا باغ ڈیم نہیں بننے دیں گے۔ کالا باغ ڈیم کا نام متن سے حذف کر دیا گیا۔

اب سندھ ہر وقت ایکارڈ کو چیلنج کرتا رہا ہے اور 117 ایم اے ایف کی تقسیم چاہتا ہے، حالانکہ پانی کم وبیش ہوتا رہتا ہے۔ نوائے وقت نے ایک اور بہت اہم قدم اٹھایا کہ اخبار میں عوام کو کالا باغ ڈیم کے اوپر ریفرنڈم کروانے کے لئے لوگوں سے ان کی رائے پوچھی ہے

Marfat.com

۔ بہت ہی بہتر ہوتا کہ اگر اس ریفرنڈم میں یہ بھی کالم بنا دیا جاتا کہ ہر صوبہ اپنے پانی کے Allocation کے مطابق اپنے صوبے میں ڈیم بنا سکتا ہے۔ تو اس طرح سے پنجاب کے لوگوں کی رائے بھی ہو جاتی۔ حقیقت یہ ہے کہ پنجاب کی حکومتوں کی کمزور اور مصلحت پر مبنی پالیسیوں کی وجہ سے معاملات طے نہیں ہوتے۔ قابل عزت اور نہایت ہی قابل انجینئر جناب شمس الملک صاحب نے بار بار فرمایا ہے کہ ڈی آئی خان اور بنوں کے علاقے صرف اور صرف کالاباغ ڈیم سے ہی سیراب ہوں گے اور یہ علاقے وہ ہیں جس میں بہترین کپاس حاصل کی جاسکتی ہے۔ تربیلا اور بھاشا ڈیم سے سرحد کو کسی قسم کا پانی نہیں مل سکتا۔ آخر کار یہ سب کچھ کیا ہے۔ انسان یہ سوچ کر برملا کہہ سکتا ہے کہ۔ ”ببیں عقل و دانش بباید گریست“ کہ ان معاملات پر عقل و دانش نوحہ خوانی کر رہی ہے۔

اب تو قدرت نے بھی بہت بڑی آزمائش میں پاکستان کو ڈال دیا ہے۔ جب کوئی قوم اللہ تعالیٰ کے احکامات سے فروگذاشت کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان پر اپنا غضب نازل کرتا ہے۔ جب کبھی پاکستان میں طغیانی آتی تھی تو ساتھ ہی ہندوستان بھی سیلاب سے متاثر ہوتا تھا۔ پاکستان میں سیلاب کی وجہ سے قیامت کا سماں ہے جبکہ ہندوستان آرام سے بیٹھا ہے' کیونکہ اس نے سارا پانی ڈیموں میں محفوظ کرلیا ہے۔ آج مجھے یہ کہنے دو کہ یہ تنازعات کسی خاص سازش جس میں ہندوستان شامل ہے' کی وجہ سے وجود میں آتے ہیں۔ ہندوستان Upper Reparian ہے۔ سارے دریا کشمیر سے نکل رہے ہیں جس پر اس نے ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے۔ وہ ہمارے دریاؤں' چناب' جہلم اور سندھ کا پانی روک رہا ہے' سندھ اور سرحد کی حکومتوں نے کبھی اس پر بات نہیں کی لیکن پنجاب پر جائز حقوق کو برداشت نہیں کرتا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ موسم کی تبدیلی بھی اثر انداز ہو رہی ہے اور خصوصی طور پر انڈس بیسن سے گلیشیئر کا پانی آتا ہے۔ اس پر بہت زیادہ گرمی کا اثر پڑ رہا ہے۔ اس دفعہ خاص طور پر سائنسدانوں کا خیال ہے کہ زمین پر موجود کرہ وسطی جو کرہ اوّل اور کرہ دوم کے درمیان موجود غیر معمولی ہوا کا دباؤ پاکستان پر بارشوں کا سبب بن رہا ہے اور پاکستان میں ماضی کی حکومتیں تو نہ بااعتماد واٹر مینجمنٹ کی حکمت عملی وضع کر سکیں اور نہ ہی سیلاب کی پیشگی

Marfat.com

اطلاع دینے والا نظام ہی بنایا گیا جس کی وجہ سے بہت زیادہ نقصانات ہوئے ہیں۔ حکومت پاکستان کے اعداد وشمار کے مطابق اب تک نقصانات کی تفصیل نہایت ہی ڈراوٗنی اور بھیانک ہے۔

سیلاب کی وجہ سے اب تک تقریباً 2000 ہزار سے زیادہ اموات' تقریباً 2500 لوگ زخمی ہوئے اور تقریباً ساڑھے بارہ لاکھ سے زیادہ لوگوں کے گھر تباہ ہوئے اور تقریباً 15.4 ملین آبادی Effect ہوئی اور پاکستان کی معیشت کو 701 بلین ڈالر کا نقصان پہنچا۔ اس کے علاوہ پاکستان میں 3.2 ملین ہیکٹر کھڑی فصلے تباہ ہوئیں جس میں سے 7 لاکھ ایکڑ کپاس' 2 لاکھ ایکڑ چاول' 5 لاکھ گندم' 3 لاکھ ایکڑ جانوروں کا چارہ اور 2 ملین کپاس کی Bales ضائع ہوئیں اور تقریباً 5 سے 6 لاکھ ٹن سٹور گندم تباہ ہوئی اور تقریباً 2 لاکھ سے زیادہ بھینسیں مرگئیں۔

اس کے علاوہ Communication Infrastructure کو بہت زیادہ نقصان پہنچا۔

سب سے بڑا حکومت کا ٹیسٹ یہ ہوگا کہ جب یہ سیلاب اتر جائے گا تو اگلی ربیع کی فصل کو بونے کا کس طرح سے انتظام کیا جائے گا اور سیڈ' کھاد' ادویات کس طرح سے مہیا کئے جائیں گے۔ جب تک اجتماعی کوشش نہ کی گئی تو ہر آدمی علیحدہ علیحدہ فصل نہیں بوسکتا۔ اس کے لئے Source کو پول کر کے DCOs' زرعی ماہرین اور آبپاشی کے افسروں کی ٹیمیں بنانی چاہئیں جو ہر گاؤں میں جا کر زمین کو ٹھیک کرے اور اس میں بیج ڈال دے۔ سیلاب کا ایک فائدہ یہ ہوگا کہ پانی کے ساتھ بہت زرخیز مٹی کھیتوں میں آ جائے گی۔ اگر وقت پر کھاد وغیرہ دے دی جائے تو Yield میں اضافہ ہوسکتا ہے۔

نوائے وقت 24' 26 ستمبر 2010ء

Marfat.com

# کالاباغ ڈیم کی افادیت

شمس الدین قمر سلہریا

کالاباغ ڈیم کی موزونیت اور ناگزیریت کو تو 1947ء میں پاکستان بننے کے فوراً بعد اس وقت ہی محسوس کر لیا گیا تھا جب بھارت ہمارا نہری پانی بند کر دینے کے درپے ہو گیا تھا اور مبینہ طور پر میانوالی ہائیڈرو پاور کے نام سے اس کا ابتدائی منصوبہ مارچ 1948ء میں قائداعظم کی کابینہ میں پیش کر دیا گیا، 1953ء تک بغیر کسی مخالفانہ آراء اور اعتراضات کے اس کا جائزہ لیا جاتا رہا، سندھ طاس معاہدہ کے بعد ایوب خان بھی اوّلین طور پر اس کو تعمیر کرنا چاہتے تھا لیکن مبینہ طور پر نواب فرید خاں کی زمینوں کو فوری طور پر خریدنے کے ارادے سے تربیلا ڈیم شروع کر لیا گیا تھا۔ 1975ء تک اس پر ابتدائی کام شروع ہو چکا تھا اور یو این ڈی پی کے فنڈ سے ایک ارب 10 کروڑ روپے کے خرچ سے ملکی اور غیر ملکی ماہرین کی چھ سال کی لگاتار محنت سے 1982ء میں اس کی فزیبلٹی رپورٹ ہوئی جبکہ اس ڈیم کے ابتدائی اخراجات کے طور پر مبینہ طور پر چھ ارب روپے اب تک خرچ کئے جا چکے ہیں، اس کی ڈیزائننگ کی درستگی جانچنے کے لئے 1984ء میں اس کے ماڈل کو مطالعاتی طور پر نندی پور ہائیڈل پاور اسٹیشن پر بھی رکھا گیا تھا اور جولائی 1985ء میں وزیر واپڈا نے اسے ہر صورت تعمیر کرنے کا اعلان کر دیا تھا جس کی جون 1987ء میں تعمیر شروع ہونے کے تناظر میں اس کا تعمیری تخمینہ 3 ارب 46 کروڑ ڈالر بتایا گیا تھا جبکہ چھ سال بعد تعمیر کئے جانے اور 1993ء میں اس نے کام بھی شروع کر دینا تھا لیکن چارسدہ کے (لیکن کوہستان سے منتخب ہونے والے) جنرل فضل الحق نے اے این پی کی معاونت سے وزیر اعلیٰ بننے کے چاؤ میں محض پاور ہاؤس کے لایعنی تنازع کو بنیاد بناتے ہوئے اس ڈیم کی مخالفت کر دی تھی۔

24 جون 1989ء کو واپڈا کے ماہرین نے وزیر اعظم اور کابینہ کو بریفنگ دی۔ 31 اگست 1991ء کو واپڈا نے ٹیکنیکل کمیٹی اور وزیر اعلیٰ سرحد نے بریفنگ دی جس میں سرحد کے آبی ماہرین بھی شامل کئے گئے تھے۔ 14 ستمبر 1991ء کو چیئرمین واپڈا نے ممبر

Marfat.com

واپڈا کے ہمراہ وزیراعلیٰ سندھ اور صوبائی کابینہ کو بریفنگ دی، اس طرح ایک قومی اتفاق رائے پیدا ہوتی رہی، ستمبر 2010ء میں وقت ٹی وی کے ایک پروگرام میں سابق وزیرواپڈا غلام مصطفیٰ کھر نے تصدیق کی کہ انہوں نے بے نظیر بھٹو کو بھی اس ڈیم کی موزونیت پر قائل کرلیا تھا، اس ڈیم کی مخالفت ٹیکنیکل طور پر نہیں کی جاسکتی، بلکہ یہ کہنا زیادہ بہتر ہوگا کہ ارسا معاہدہ کی روح میں اس ڈیم کی تعمیر کو بھی پوری طرح سمودیا گیا تھا اور کالا باغ ڈیم کی مخالفت بنیادی طور پر ارسا معاہدہ کی شقوں سے بھی متصادم بنتی ہے جس میں واضح طور پر بیان کیا گیا تھا کہ تمام صوبے پاکستان کے تمام دریاؤں بشمول دریائے سندھ پر مزید ڈیم بنانے کی اہمیت پر اتفاق رکھتے ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر پنجاب میں کالا باغ ڈیم کی تعمیر پر کسی بھی طرح پابندی لگائی جاسکتی ہے؟ جبکہ 18ویں ترمیم کے بعد تو صوبوں پر ویسے ہی اس طرح کے منصوبے شروع کرنے پر کوئی آئینی پابندی بھی موجود نہیں ہے۔ اس اتفاق رائے کا دوسرا پہلو سردار ذوالفقار کھوسہ کا وہ بیان ہے کہ 1992ء میں تمام صوبوں نے اس پر اتفاق رائے کرلیا تھا اور سرحد موجودہ خیبر پی کے کی طرف سے ان کے ساتھ اے این پی کے سابق وزیر آبپاشی فرید طوفان نے دستخط کئے تھے جبکہ اسے ارسا معاہدہ کے بعد کالا باغ ڈیم کے ارتقائی تسلسل کے علاوہ کچھ اور کہا ہی نہیں جاسکتا۔

15 مئی 1994ء کو چاروں صوبوں کے ماہرین وفاقی وزیر واپڈا کی کارکردگی میں اعلیٰ سطح پر ٹیکنیکل کمیٹی بھی قائم کردی گئی تھی جس کے بعد 26 جون 1994ء کو چیئرمین واپڈا نے ارکان قومی اسمبلی کو بریفنگ دی جبکہ 31 اگست 1992ء، 11 جنوری 1998ء اور 7 مارچ 1998ء کو سینٹ کی سٹینڈنگ کمیٹی جس میں سندھ اور سرحد کے ارکان بھی شامل ہوئے تھے بھی اس منصوبے کا جائزہ لیتی رہی اور 9 مئی 1998ء میں اس کا نئے سرے سے جائزہ لیا تو خرچہ 5.7 ملین ڈالر ہوگیا تھا جو غیرضروری تاخیر کے باعث آج 8 بلین ڈالر تک بتایا جارہا ہے اور ہر گزرتا لمحہ اس کی لاگت میں مزید اضافہ کا باعث بن رہا ہے اور یہ کوشش وہی لوگ کررہے ہیں جو ایک خصوصی ایجنڈا کے تحت اس کو غیر مقبول ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

عالمی بنک کے مطابق کالا باغ ڈیم نہ بن سکنے کے باعث پاکستان کو پانچ کھرب روپے کا نقصان ہو رہا ہے جبکہ اس کی تعمیر سے ایک کھرب روپے کی آمدنی فوراً بڑھ سکتی ہے بلکہ اس سے 37 ہزار افراد کو روزگار دینے کے علاوہ 405 ارب روپے کی مزید آمدنی بھی ہو سکے گی۔ آبپاشی کے شعبہ میں 2.8 ارب روپے کی بچت ہو گی اور فصلوں کے لئے 6.5 ملین ایکڑ فٹ پانی با آسانی مہیا کیا جا سکے گا جس سے 24.3 ملین ایکڑ رقبہ سیراب ہو سکے گا۔ (اس لحاظ سے بلوچستان کی طرف سے اس ڈیم کی مخالفت بذات خود ایک پیچیدہ سوال بنتا ہے) اس ڈیم سے خیبر پی کے کا 4.4 لاکھ ایکڑ رقبہ سیراب ہو سکے گا جس میں کل 18 لاکھ ایکڑ رقبہ کے حامل ضلع ڈیرہ اسماعیل خاں کے اڑھائی لاکھ ایکڑ رقبے کے علاوہ کرک، لکی مروت اور بنوں کا رقبہ بھی شامل ہو گا اور اس ڈیم سے یہاں کپاس بھی اگائی جا سکے گی اور صوبہ سرحد 15 لاکھ ٹن گندم برآمد کر سکے گا۔

اس وقت دس بڑے ڈیموں سے 5023 میگا واٹ بجلی پیدا ہو رہی ہے جبکہ آج بجلی کی کمی کی وجہ سے ہمارے ایک لاکھ کے قریب گھریلو صنعتی یونٹ بھی بند ہو چکے ہیں اور تربیلا سے حاصل کردہ 45 پیسے فی یونٹ کے مقابلہ میں ہم 15 روپے فی یونٹ والی تھرمل اور 19 روپے فی یونٹ والی رینٹل پاور خریدنے پر مجبور کر دئے گئے ہیں لیکن ہم اکیلے کالا باغ ڈیم سے 90 پیسے فی یونٹ والی 11.4 ملین یونٹ بجلی حاصل کر سکیں گے جس سے توانائی کے شعبہ میں 14.1 بلین روپے کی بچت ہو گی اور 20 ملین بیرل تیل بھی بچایا جا سکے گا۔

یہ حقیقت ہے کہ کالا باغ ڈیم ہمارے لئے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے اور یہ بات نوائے وقت ریفرنڈم میں 99 فیصد لوگوں کی حمایت سے بھی ظاہر ہو چکی ہے لیکن ایک مخصوص عالمی ایجنڈا کے تحت کبھی نوشہرہ ڈوبنے اور کبھی سندھ کا پانی ختم ہو جانے کے نام نہاد اعتراضات کے تحت اس کی تعمیر میں تاخیری حربے اختیار کئے جا رہے ہیں۔ اس لئے اب یہ ہمارا قومی فریضہ بن جانا چاہئے کہ اگر پاکستان کو قائم و دائم رکھنا مقصود ہے تو کالا باغ ڈیم لازماً تعمیر کرنا ہو گا۔ (نوائے وقت میگزین 28 نومبر 2010)

نوائے وقت میگزین: 28 نومبر 2010ء

Marfat.com

# کالاباغ ڈیم......کیا جھوٹ کیا سچ؟

انجینئر محمد سلیم اللہ خان

وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی نے کہا ہے کہ کالا باغ ڈیم کے بارے میں ساٹھ سال سے جھوٹ بولا جا رہا تھا۔ ہم جھوٹ نہیں بول سکتے اس لئے اسے منسوخ کر دیا۔ اس سے قبل ان کے وزیر نے کالا باغ ڈیم منسوخ کرتے ہوئے کہا تھا کہ اس پر چاروں صوبوں میں اتفاق رائے نہیں ہے۔ یہ موجودہ حکومت کا جسٹس افتخار محمد چوہدری اور 60 ججوں کی بحالی کے بھوربن معاہدہ سے انحراف کے بعد قوم کو دوسرا بڑا دھچکا ہے۔ کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے حق میں تو شہید ذوالفقار علی بھٹو اور شہید بینظیر بھٹو نے فیصلے کئے تھے تو کیا انہوں نے بھی قوم سے جھوٹ کہا تھا۔ یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ کبھی کالاباغ ڈیم پر Concensus نہیں ہوا۔ یہ ڈیم انڈس بیسن ٹریٹی میں جس کا ورلڈ بنک ضامن تھا تربیلا ڈیم سے پہلے تعمیر کرنا شامل تھا۔ غلام اسحٰق خان نے تربیلا ڈیم کو صوبائی مفاد کے تحت ترجیح دی جس کے بعد کالا باغ ڈیم نے تعمیر ہونا تھا جس پر سب کا اتفاق رائے تھا کہیں کوئی اختلاف نہ تھا۔ تربیلا ڈیم کی تکمیل کے بعد واپڈا نے جس میں چاروں صوبوں کی نمائندگی ہوتی ہے' کالا باغ ڈیم کی تعمیر کیلئے ضروری سروے ڈیزائننگ' ٹینڈرز کی تیاری اور ورلڈ بنک سے منظوری بھی حاصل کر لی تھی اور تعمیری تیاری کیلئے سائٹ پر کالونیاں بھی تعمیر کر لیں۔ جس طرح سرحد میں وارسک' تربیلا اور آزاد کشمیر میں منگلا ڈیم اور پنجاب سندھ میں بڑے بڑے ہیڈ ورکس' سکھر جام شورو' گدو پنجاب میں جناح بیراج اور بڑی بڑی کینالز کسی سیاسی تنازعہ کے بغیر تعمیر ہوئیں ان سے فوری قومی زرعی پیداوار میں ترقی ہوئی اور سستی بجلی مہیا ہوئی۔ اسی طرح کالا باغ ڈیم کی تعمیر کی ضروری تیاریاں بھی بغیر کسی اختلاف کے تکمیل کو پہنچی تھیں اس مرحلہ تک مکمل اتفاق رائے چلا آ رہا تھا۔

قوم کی پانی اور بجلی کے سنگین بحران اور تیل کی بین الاقوامی قیمتوں میں بے پناہ اضافہ کی صورتحال میں کالا باغ ڈیم ملک کا وہ قدرتی واحد حاضر منصوبہ ہے جو ملک کو بجلی اور پانی

Marfat.com

کے بحران سے نکال سکتا ہے اور ماحول دوست بھی ہے۔ حساب کتاب کی تفصیل میں گئے بغیر کالا باغ ڈیم جو 6 بلین ڈالر میں تین سال میں مکمل ہوسکتا ہے اس سے قوم کی سالانہ 3 بلین ڈالر کی اضافی زرعی پیداوار اور 3 بلین ڈالر کی اضافی 3500 میگا واٹ بجلی مہیا کرے گا اور تیل کی آسمان کو چھونے والی قیمتوں کے تناظر میں مزید بچت کالا باغ ڈیم سے حاصل ہوگی۔ دنیا میں ایسے پراجیکٹ کم ہوتے ہیں جو صرف ایک سال میں پورا تعمیری سرمایہ پیداواری شکل میں سالانہ دیں اور جن کا تعمیر دورانیہ اتنا چھوٹا ہو۔ کہا جاتا ہے کہ ہم بھاشا ڈیم بنالیں گے یا اکھوڑی ڈیم بنالیں گے، تقابل کیلئے سرمائے اور مدت تعمیر یہ ہے کہ بھاشا 10 ارب ڈالر میں آج سے 10 سال میں مکمل ہوگا۔ اکھوڑی ڈیم 35 بلین ڈالر کے ساتھ تین سال میں مکمل ہوسکتا ہے۔ اسے نہ بنا کر ہمارے سیاستدان قوم کا 6 بلین ڈالر سالانہ نقصان اور اگلی نسل کی حیاتیاتی وسائل پر دشمن کے قبضہ کے ذمہ دار ہوں گے۔

کسی ملک کی ڈیمز کی سائٹس، اس کے قدرتی وسائل، تیل، گیس، معدنیات، کوئلہ، دریا، پہاڑ، موسم، زرخیز زمین، بارش جیسے عطیات خداوندی میں بڑی اہم شمار ہوتی ہیں اور ان پر ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل پر قومی معاشی بقاء اور ترقی کا دارومدار ہوتا ہے دریائے چناب پر پاکستانی علاقہ میں کوئی ڈیم سائٹ نہیں ہے لیکن مقبوضہ کشمیر میں بگلیہار ڈیم سائٹ ہے جہلم پر منگلا اور نیلم جہلم ڈیم سائٹس ہیں اور وولر (کشن گنگا) ڈیم سائٹ مقبوضہ کشمیر میں ہے۔ دریائے سندھ کی 1200 کلومیٹر سے زیادہ طویل مسافت میں کالا باغ، تربیلا، بھاشا اکھوڑی اور بڑی کارگل ڈیم سائٹ ہے جس پر بھارت قابض ہے۔ بھارت نے ہمارے ان تینوں دریاؤں پر مقبوضہ کشمیر میں بڑے ڈیم کی تعمیر اور چھوٹے 62 ڈیم بنالئے ہیں۔

جنرل ضیاء الحق کے دور میں کالا باغ ڈیم کے تعمیراتی اقدامات کیخلاف سب سے پہلے جنرل فضل حق گورنر سرحد نے ضیاء الحق سے اپنے ملازمتی اختلافات کا حساب برابر کرنے کیلئے کالا باغ ڈیم پر اعتراض کی آواز اخبارات میں اٹھائی جس کے بعد ولی خان نے اس تنازعہ کو اپنی سیاست کیلئے ایشو بنا کر اپنا لیا۔ جنرل فضل حق کا اعتراض حقیقت پر مبنی نہ تھا بلکہ یہ دراصل ایک ورلڈ بنک کنسلٹنٹ کے عملے کی سازش کا نتیجہ بھی تھی جس نے بغیر اختیار عمداً

Marfat.com

نوشہرہ جا کر لوگوں کے گھروں کی چھتوں کے نزدیک نشان لگا دیئے اور استفسار پر یہ جھوٹ کہا کہ جب کالاباغ ڈیم بن جائے تو ان نشانوں تک پانی ہوگا۔ جنرل فضل حق نے واپڈا سے جو اس منصوبہ کا ذمہ دار تھا کوئی رابطہ اور وضاحت لئے بغیر کالاباغ ڈیم کے خلاف بیان داغ دیا کہ کالاباغ ڈیم بنے گا تو نوشہرہ ڈوب جائے گا۔ پھر ولی خان نے جن کا پختونستان کا نعرہ اس وقت دم توڑ چکا تھا اپنی سیاست کیلئے کالاباغ ڈیم کو ایشو بنا لیا۔ حالانکہ سابق چیئرمین واپڈا ''پختون شمس الحق'' اور ''پختون شاہنواز خان'' اس کے زبردست حق میں رہے ہیں۔ کالاباغ ڈیم کی سائٹ نوشہرہ کے تقریباً 90 کلومیٹر جنوب میں ہے اور اس کی جھیل 60 کلومیٹر شمال تک ہوگی اس طرح نوشہرہ سے تیس کلومیٹر جنوب میں جھیل کا کنارہ ختم ہو جائیگا۔

جب انجینئروں نے یہ بات واضح کی تو ANP نے نکتہ اٹھایا کہ 1929ء میں دریائے سندھ کے سیلاب کا پانی نوشہرہ میں داخل ہوا تھا لہٰذا کالاباغ جھیل کا پانی بھی داخل ہوگا۔ اس جھوٹ کو سمجھنے کیلئے 1929ء کے سیلاب کی وجوہات کو سمجھنا ہوگا جس میں تاریخ میں صرف ایک مرتبہ دریائے سندھ اور دریائے کابل میں جس کے کنارے نوشہرہ واقع ہے' دونوں دریاؤں میں بیک وقت سیلاب آ گیا۔ دریائے کابل میں یہ سیلاب اس کے بڑے معاون دریائے سوات میں بھی اسی وقت سیلاب کی وجہ سے رونما ہوا۔ یہ ان دونوں دریاؤں کا سنگم اٹک پر ہے جس کے بعد دریائے اٹک (Gorge) کی تنگ کھائی میں سے گزر کر جوب میں کالاباغ کی طرف جاتا ہے۔ 1929ء میں ایک اور غیر معمولی واقعہ سے اس سیلابی ریلے میں بے پناہ اضافہ ہوا کہ دریائے سندھ میں منبع کے ساتھ ہی ایک دیوہیکل برفانی گلیشیئر (پہاڑ) دریائے سندھ میں کھسک کر آ گرا اس طرح دریائے سندھ کا سیلاب' دریائے کابل کا سیلاب' دریائے سوات کا سیلاب اور برفانی گلیشیئر کا ریلہ کے چار غیر معمولی واقعات اکٹھے ایک ہی وقت میں رونما ہوئے اور یہ ریلا اٹک گورج سے گزر نہ سکا اور تاریخ کے اس واحد واقعہ میں سیلابی پانی نوشہرہ میں آیا اب ایسا واقعہ جغرافیائی طور پر رونما نہیں ہو سکتا کیونکہ اٹک کے شمال میں دریائے سندھ پر بہت بڑا تربیلا ڈیم تعمیر ہے جو دریائے سندھ کے سیلابی پانی کو روک کر اپنی جھیل میں جمع کر لیتا ہے اور اس کی تعمیر کے بعد اٹک پہ دریائے

Marfat.com

سندھ کا سیلاب آ ہی نہیں سکتا۔ اس کے ساتھ دریائے سوات پر منڈا ڈیم کی تعمیر سے دریائے سوات کا سیلاب میں رک کر جمع ہوگا اور دریائے سوات اور کابل میں سیلاب نہیں آ سکتا۔ چوتھی وجہ گلیشیئر کا ٹوٹ کر دریا میں گرنا ہزار سال میں بھی امید نہیں کی جاسکتی اور اگر ایسا ہوگا تو اس کا سیلابی پانی تربیلا جھیل میں رک جائے گا' ان چاروں واقعات کا پھر سے ایک ہی وقت میں اکٹھا رونما ہونے کا امکان ایک لاکھ سال میں بھی ممکن نہیں۔ اس تفصیل سے ظاہر ہے کہ 1929ء کے سیلاب کی مثال بھی ناممکنات میں سے ہے اور اس پر اعتراض سراسر بے بنیاد اور بذریعہ بدنیتی پر مبنی ہے۔

اس وقت تک سندھ کی طرف سے کوئی اختلاف سامنے نہیں لایا گیا تھا اس کے ڈیڑھ سال بعد جنرل ضیاء الحق کے استبداد کے خلاف سندھ میں آواز اٹھانے کیلئے کالاباغ ڈیم کی مخالفت کو سیاسی نعرہ بنایا گیا پھر ٹیکنیکل وجوہات جو ڈھونڈھ کر نکالی گئیں وہ مچھلی اور جھینگوں کی فراہمی میں کمی اور Mangroves کی جھاڑیوں کے تلف ہونے کے احتمال کو اپنایا گیا۔
اس مخالفت میں سیاسی وڈیروں کا یہ مفاد بھی مضمر تھا کہ کالاباغ ڈیم کے بغیر سیلابوں کے ریلوں سے جنوبی پنجاب' سندھ میں زمینوں کی غرقابی اور سیلاب گزر جانے کے بعد دریا کے دونوں طرف سے تیس تیس میل چوڑی سیلابی زمینیں جو کہ دریا کے پاٹ میں نکل آتی ہیں' جس پر سیاسی وڈیرے سیلاب کے بعد قبضے کر کے ہر سال بڑی بڑی فصلیں بغیر ریونیو اور آبیانے کے اٹھاتے رہتے ہیں کالاباغ ڈیم کی تعمیر کے بعد سیلابی پانی ڈیم میں ذخیرہ ہو کے سندھ اور پنجاب کی زمینوں کو سیراب کرنے کے کام آئیگا اور پنجاب کی زمینوں کو سیراب کرنے کے کام آئیگا اور سیلاب کی زمین جمع بندی میں آجائیگی اور سیاسی وڈیروں کو مفت کی زمین ملنا بند ہو جائیگی۔

اس طرح دونوں صوبوں سے سیاسی مخالفت بدنیتی کی گئی اور جھوٹی وجوہات بعد میں گھڑی گئیں اور اس مخالفت کے باعث اس قومی معاشی مفاد کے بنیادی قدرتی پیداواری منصوبہ کی تعمیر نہ ہونے کے سیاستدان ذمہ دار چلے آرہے ہیں۔

اس کے باوجود 1991ء میں میاں نواز شریف کے دور میں چاروں کے اتفاق سے

Marfat.com

واٹرا کارڈ ہوا جس میں سندھ اور پنجاب کو پاکستان کے تمام دریاؤں کے پانی بہاؤ کے 135 ملین ایکڑ فیٹ سے 35 فیصد سندھ، 35 فیصد پنجاب، 18 فیصد سرحد اور 12 فیصد بلوچستان کے حصے ملے اور اس میں ہر صوبہ اپنے علاقوں میں ڈیم، براجز اور نہریں تعمیر کرنے میں آزاد تھا اس اکارڈ میں کالا باغ ڈیم بھی شامل تھا۔ ولی خان نے اس کے عوض میں تربیلا سے بجلی کی رائلٹی بھی منظور کرالی تھی جو 1991ء سے سرحد کو مل رہی ہے لیکن بعد میں پھر ولی خان اور ANP نے معاہدہ کی خلاف ورزی کر کے اپنی مقامی سیاست چمکانے کیلئے کالا باغ ڈیم کی مخالفت کی شروع کر دی جواب تک جاری ہے۔ کالا باغ ڈیم کی عدم اتفاق رائے کی بنیاد پر منسوخی کے ذمہ دار یہ خود سیاست دان ہیں اور اپنی پارٹی سیاست کے مفاد کی خاطر قومی معاشی مفاد کو ناقابل تلافی گزند پہنچا رہے ہیں۔ کالا باغ ڈیم کی افادیت اور اشد ضرورت کو سمجھنے کیلئے ہمیں زمینی، تکنیکی اور سیاسی حقائق کو پاکستان کے قیام کے تناظر میں دیکھنا ضروری ہے۔ برصغیر کی تقسیم ہندو پاک میں دریاؤں کی بنیاد پر تقسیم کی خاطر سیاسی تقسیم کے متفقہ فارمولوں کو بھی بالائے طاق رکھا گیا۔ ہندو مسلم آبادی کی اکثریت کی بنیاد پر صوبوں کو پاکستان میں آنا تھا لیکن نہرو ماؤنٹ بیٹن یاری میں دریائے برہماپترا والے آسام کو بھارت کے حوالے اور صوبہ بنگال کی تقسیم در تقسیم ہندو مسلم اکثریتی اضلاع پر اس طرح کی گئی کہ دریائے گنگا کے دہانے والا مغربی حصہ کلکتہ بھارت کے حوالے کر دیا اور پنجاب میں بھی اسی تقسیم کی سازش سے دریائے بیاس، ستلج اور راوی کے حوالے سے مشرقی پنجاب بھارت میں شامل کیا گیا اور اس پر مستزاد باؤنڈری کمیشن کے انگریز چیئرمین نے فیلڈ مارشل آکنلک جو اس وقت بھارت کا کمانڈر انچیف تھا اس کے حکم پر گورداس پور پٹھانکوٹ جو آبادی سے لحاظ سے پاکستانی پنجاب میں آنا تھا اسے بھارتی پنجاب میں شامل کر دیا جس کیلئے قادیانیوں کو غیر مسلموں میں ان کی خواہش کے مطابق شامل کر کے ہندو اکثریت ظاہر کی گئی جہاں سے بھارت کا کشمیر میں جانے کا واحد زمینی راستہ اس کے قبضہ میں دے دیا گیا جس کے ذریعہ آکنلک نے بھارتی فوجوں سے کشمیر پر چڑھائی کر کے جموں اور سری نگر پر قبضہ کرایا جس سے دریائے چناب، جہلم اور دریائے سندھ کے معتدبہ حصوں پر بھارت کو

Marfat.com

دسترس حاصل ہوگئی۔

بابائے قوم قائداعظم محمد علی جناحؒ نے کشمیر کو پاکستان کی شہ رگ اسی لئے فرمایا تھا کہ سارے دریاؤں' ستلج' بیاس' راوی' چناب' جہلم اور سندھ کا منبع کشمیر میں ہے اور وہاں کی آبادی کی بنیاد پر اس کا پاکستان میں شامل ہونا لازمی تھا لیکن انگریز اور ہندو کی سازش سے بھارت نے ان تمام دریاؤں کے منبعوں پر دسترس حاصل کر لی۔ قائداعظم نے بنگال اور پنجاب کی تقسیم اکثریتی فارمولے کے خلاف یوں قبول کر لی کہ کشمیر کے پاکستان میں فطری الحاق کے ساتھ چھ دریا کے منبع پاکستان کے قبضہ میں ہوں گے۔ جس سے اس کا زرعی مستقبل ہندو ریشہ دوانیوں سے محفوظ رہے گا۔ بھارت کے شہر میں فوجیں داخل کرنے پر بابائے قوم نے پاکستان کے پہلے انگریز کمانڈر انچیف جنرل گریسی کو کشمیر پر حملہ کا حکم دیا جس کی جنرل گریسی نے حکم عدولی کر کے غداری کی اور آنے والے پاکستانی فوج کے کمانڈر انچیفوں کو سویلین حکومت سے غداری کی راہ پر ڈال گیا۔ وہ تو ہمارے قبائل تھے جنہوں نے ہمیں آزاد کشمیر بھارت کے پنجہ سے بچا کر دیا جس کی سزا انہیں جنرل مشرف نے ان پر فوج کشی کر کے دے دی ہے۔ فیلڈ مارشل ایوب خان کے دور میں بھارت اور ورلڈ بنک کے ساتھ انڈس بیسن ٹریٹی میں بیاس کے علاوہ مفت تحفہ میں ستلج راوی بھارت کو دے دیئے گئے بین الاقوامی مشترکہ معاہدوں میں دریاؤں کے پانیوں کی تقسیم دریاؤں کی متعلقہ ممالک میں لمبائی کی بنیاد پر ہونا مسلمہ اصول ہے۔ اس طرح بیاس میں پاکستان کا ایک تہائی' ستلج اور راوی پر دو دو تہائی حق تھا' یعنی صرف بیاس پورا بھارت کو اور ستلج راوی دونوں پاکستان کے حصہ کے تھے لیکن ایوب خان کے انڈس کمیشن کے پاکستانی چیئرمین CSP جی معین الدین مرحوم نے جو مذاکرات کے لئے ڈیڑھ دو سال سوئٹزرلینڈ میں رہے انہوں نے عیش وعشرت میں دن رات گزارے ورلڈ بینک کی سہولیات کے ساتھ اپنی 62 برس کی عمر میں اور خود جنرل شیر علی خان مرحوم کے اس وقت سسر ہوتے ہوئے بھی ایک 22 سالہ امریکی لڑکی سے شادی رچا کر مست رہے اور پاکستان کے تمام ذمہ دار ماہر انجینئروں کی سخت مخالفت کے باوجود ان کی رائے کو ورلڈ بنک سے اربوں ڈالر کے قرضوں کی خوشی میں ایوب خان سے

Marfat.com

مسترد کروا کر راوی اور ستلج بھارت کے حوالے کر کے معاہدہ پر دستخط کر دیئے' ان قرضوں کی ادائیگی بھی قوم ابھی تک کر رہی ہے۔ اس معاہدہ میں چناب' جہلم اور سندھ پاکستان کے لئے مختص دریا تھے اور پرویز مشرف کے دور سے پہلے جب بھی بھارت نے مقبوضہ کشمیر میں ان پر ڈیم بنانے کی کوشش کی پاکستانی فورسز اور مجاہدین نے ان تعمیرات کو اڑا دیا۔ جنرل ضیاء الحق کے دور میں سیاچن جو ہمارے قبضہ میں تھا بھارت نے قبضہ کر لیا۔ جس پر بھارتی دریاؤں پر قبضہ کی سازش سے بے علم ضیاء الحق نے کہا کہ وہاں تو گھاس بھی نہیں اگتی لیکن کارگل اور سیاچن پر قبضہ کے ذریعہ اب بھارت دریائے سندھ کے پانی کو کارگل ڈیم ٹنلز کے ذریعہ چناب' جہلم پر تعمیر کردہ بگلیہار ڈیم وولر بیراج اور 62 ڈیموں کی تعمیر سے ہماری سارا پانی ہڑپ کرنے کی پوزیشن میں ہے۔ اس طرح اگر جنرل ایوب خان نے اپنے تین قرقی دریاؤں کو بھارت کے حوالے کر کے پاکستانی قوم کی نسلوں کو بے آب کر دیا تو جنرل پرویز مشرف نے باقی تینوں مغربی دریاؤں کا پانی اپنی CBM بازی میں بھارت کے حوالے کر دیا ہے جس کے بعد آئندہ نسلوں کی حیاتیاتی ضروریات تو در کنار اگلی نسل کا زندہ رہنا انتہائی مشکل ہو جائے گا۔ ان دونوں جنرلز پر قوم و ملک سے غداری کے مقدمات چلائے جانے چاہئیں۔ ہمارے دریاؤں کے پانیوں کی اس مخدوش صورتحال میں کالاباغ ڈیم ہی ایک تیار منصوبہ ہے جس سے دریائے سندھ کے پانی کی بھارت کی Diversion سے بچا ہوا سیلابی پانی ذخیرہ کر کے ہم اپنی زرعی آبپاشی اور حیاتیاتی ضروریات کا کچھ حصہ پورا کرنے کی امید کر سکتے ہیں اور قحط سالی میں اگر سیلاب نہ آئیں تو اللہ ہی ہمارا حافظ ہے۔

آج کی دنیا میں جمہوری حکومتیں انصاف' امن و امان' بقاء و سلامتی کے تحفظ کے ساتھ ساتھ عوام کی معاشی ترقی اور بہتری کی ذمہ دار بھی ہوتی ہیں ترقی یافتہ دنیا میں سیاسی جماعتیں اور حکومتیں پہلے معاشی وسائل کو Hamess کرنے کے منصوبے بناتی ہیں اور ان کی تکمیل کیلئے ضروری مالیاتی اور سیاسی پالیسیوں سے تعمیر کو ناممکن بناتی ہیں۔ اس کے مقابلے میں ہمارے سیاستدان زرعی ترقی اور سستی بجلی کے واحد بڑے منصوبے کو منسوخ

Marfat.com

کرنے کی پالیسیاں اپنا کر خوشیاں منا رہے ہیں۔ جبکہ بھارت چناب جہلم پر اپنے ڈیم تعمیر کرنے کے حق میں یہ دلیل دیتا ہے 135 ملین ایکڑ فیٹ دریائی بہاؤ سے پاکستان صرف 100 ملین ایکڑ فیٹ استعمال کر رہا ہے اور 35 ملین ایکڑ فیٹ سالانہ سمندر میں ضائع کرتا ہے۔ کالا باغ ڈیم جو ورلڈ بنک بھارت پاکستان کے معاہدہ میں شامل تھا اس کی ہماری طرف سے سرکاری طور پر منسوخی کے بعد سندھ کے پانی پر بھی بھارت اپنے حق کا بین الاقوامی طور پر دعویدار ہو جائے گا اور جو 62 ڈیم وہ دریاؤں پر بنا چکا اور بنا رہا ہے ان سے صرف اضافی 35 ملین ایکڑ فیٹ ہی نہیں بلکہ پورے 135 ملین ایکڑ فیٹ کے بڑے حصہ کو Divert کرنے کی پوزیشن حاصل کرلے گا اور بھارت کے ہنود ورلڈ بنک کے یہود اور برطانیہ کے نصرانیوں کا نظریاتی پاکستانی اور پاکستانیوں کو خاکم بدہن ریگستان میں تبدیل کر کے ختم کرنے کا مقصد حاصل ہو جائے گا۔

اپنی قومی بقاء کیلئے ضروری ہے کہ انڈس بیسن ٹریٹی کے روح کے مطابق بھارت کو ہمارے تینوں دریاؤں چناب' جہلم' سندھ کا پانی ہڑپ کرنے سے باز رکھا جائے اور کالا باغ ڈیم فوری تعمیر کیا جائے بابائے قوم کے فیصلہ کے مطابق کشمیر کے مسئلہ کو اقوام متحدہ کی قرارداد کے مطابق استصواب رائے سے حل کرنے کے لئے بھارت کو جنگ حتیٰ کہ ایٹمی جنگ کا الٹی میٹم دیا جائے پاکستانی قوم کے دو نسلوں کے اندر ہی بغیر پانی کے سسک سسک کر ختم ہونے سے بہتر ہے کہ جنگ کر کے اپنی آئندہ نسلوں کا مستقبل محفوظ کیا جائے۔ پاک ایٹم بم' قوم کے اس اہم مفاد کیلئے استعمال کیا جائے۔ مشرف کی CBM کی پالیسیاں اور آمریت کا قلع قمع کر دیا جائے۔ مشرف پر غداری کا مقدمہ چلایا جائے۔ اس دوران جتنے ڈیم بھارت نے ہمارے دریاؤں پر تعمیر کئے ہیں انہیں پہلے کی طرح توڑ دیا جائے اور تعمیر رکوا دی جائے اگر سیاسی قیادت اگلی نسلوں کی اس حیاتیاتی شہ رگ کو دشمن کے پنجہ سے نہیں چھڑا سکتی تو اقتدار سے استعفیٰ دے اور نئے انتخابات سے مخلص جرأت مند قیادت کو آگے آنے دے۔

نوائے وقت۔ 26-06-2008

Marfat.com

# سندھ طاس معاہدہ اور اپنے حقوق کا تحفظ

ڈاکٹر مظہر قیوم

پانی کا مسئلہ دنیا کے مختلف ممالک کو درپیش ہے۔
ہمارے لئے تو یہ زندگی اور موت کا مسئلہ بنتا جا رہا ہے۔ پاکستان کا شمار اب ان ملکوں میں ہوتا ہے جہاں پانی کی شدید کمی واقع ہونے کا خطرہ ہے۔ ہماری مشکل یہ ہے کہ ہمارے تمام دریا ہندوستان یا ہندوستانی مقبوضہ کشمیر سے گزر کر آتے ہیں۔ ہندوستان ان دریاؤں پر جو ڈیم بنا رہا ہے اور جو منصوبے رکھتا ہے ان سے وہ پاکستانی زراعت کو مکمل طور پر مفلوج کر سکتا ہے۔ یہ صورتحال اتنی گھمبیر ہوتی جا رہی ہے کہ میڈیا میں اس کے لئے بجا طور پر آبی جارحیت کی اصطلاح استعمال کی جا رہی ہے۔ مجید نظامی صاحب تو اس کو واٹر بم کا نام دے چکے ہیں۔ بعض بین الاقوامی ماہرین کا خیال ہے کہ ہندوستان اور پاکستان اب شاید کشمیر پر تو جنگ نہ کریں لیکن پانی کے معاملات پر جنگ ہو سکتی ہے۔

قیام پاکستان کے وقت پنجاب کی تقسیم میں سازش کے ذریعے غیر منصفانہ طور پر نہ صرف ہندوستان کو کشمیر کے لئے راستہ دیا گیا بلکہ پاکستان میں آنے والے دریاؤں کے ہیڈ ورکس بھی ہندوستانی علاقہ میں آ گئے۔ آزادی کے فوراً بعد ہندوستان نے پانی کے مسائل پیدا کرنے شروع کر دیئے اور اپریل 1948ء میں تو پانی مکمل طور پر بند کر دیا۔

کچھ عرصہ پاکستان کو ہندوستان سے پانی خریدنا پڑا لیکن ظاہر ہے کہ یہ معاملہ زیادہ عرصہ نہ چل سکتا تھا۔ ہندوستان کسی طرح بھی دریاؤں کے پانی کی تقسیم کے عالمی قوانین کو ماننے پر راضی نہ تھا۔ پاکستان نے ہیگ میں قائم عالمی عدالت میں معاملہ لے جانے کی کوشش کی لیکن ہندوستان اپنا کیس کمزور سمجھتے ہوئے وہاں جانے کے لئے راضی نہ ہوا۔ 1951ء میں امریکہ کے اٹیمی توانائی کمیشن کے سابق سربراہ ڈیوڈ للی ایتھال نے پاک و ہند کے دورہ کے ایک میگزین میں مضمون لکھا اور اس میں مشورہ دیا کہ نئے ڈیم اور نہری نظام کو اس طرح بنایا جائے کہ دونوں ممالک مناسب پانی حاصل کر سکیں اور اس کے لئے

Marfat.com

ورلڈ بنک معاونت کرے۔

دونوں ممالک نے اس تجویز کے تحت بات چیت کا آغاز کیا لیکن دونوں کے نقطۂ نظر میں اتنا اختلاف تھا کہ کوئی سمجھوتہ ہوتا نظر نہ آتا تھا بلکہ 1955ء میں وزیر اعظم سہروردی کے دور میں نوبت جنگ کی دھمکیوں تک آ پہنچی۔

آخر کار ورلڈ بنک نے خود ایک پلان بنا کر دیا جس پر کئی سال کی گفت وشنید کے بعد مارچ 1960ء میں کراچی میں دستخط کر دیئے گئے۔ اس کو سندھ طاس معاہدہ (Indus Water Treaty) کا نام دیا گیا۔ اس کے تحت تین مشرقی دریاؤں' راوی' بیاس اور ستلج پر ہندوستان کا مکمل حق ہے جبکہ تین مغربی دریاؤں' سندھ' جہلم اور چناب پر پاکستان کا حق ہے۔ پاکستان کے وہ علاقے جو مشرقی دریاؤں سے سیراب ہوا کرتے تھے اُن میں پانی کی کمی پوری کرنے کے لئے مغربی دریاؤں کے پانی کو مشرقی دریاؤں کی طرف موڑا گیا۔ اس کے لئے دو بڑے ڈیم تربیلا اور منگلا' پانچ بیراج اور سات لنک کنال بنائی گئیں۔ ان کے اخراجات کے لئے انڈین بیسن ڈویلپمنٹ فنڈ قائم کر دیا گیا جس میں امریکہ' آسٹریلیا' نیوزی لینڈ' برطانیہ' جرمنی' کینیڈا نے حصہ ڈالا۔ مغربی دریا جو پاکستان کے حصے میں آتے ہیں جب تک وہ ہندوستان سے بہہ رہے ہیں ہندوستان کو گھریلو استعمال زراعت اور ہائیڈرو الیکٹرک جنریشن کے لئے ان کے استعمال کی اجازت ہے۔

مندرجہ بالا معاملات میں پانی کو کس طرح اور کس حد تک ہندوستان استعمال کر سکتا ہے۔ اس کی مکمل تفصیلات موجود ہیں اور اس بات پر زور ہے کہ پلانٹ لگانے کے لئے پانی کو روکنا نہ پڑے اور اگر روکنا پڑے تو چند روز کے اندر اتنا ہی پانی واپس دریا میں چھوڑ دیا جائے۔ معاہدہ کرتے وقت ان دریاؤں پر چھ ڈیم موجود تھے اور ہندوستان آٹھ ڈیم مزید بنا رہا تھا۔

معاہدہ کے مطابق جو ڈیم موجود تھے ویسے ہی رہیں گے' جو بن رہے ہیں ان کے ڈیزائن میں پاکستان کی اجازت کے بغیر کوئی تبدیلی نہ ہوگی اور مزید بجلی بنانے کے منصوبے بنانے پر کوئی پابندی نہیں ہے' لیکن اس کا ڈیزائن معادہدہ میں بیان کی گئی تفصیل کے مطابق

Marfat.com

ہونا چاہئے جس سے پاکستان میں آنے والے پانی میں کمی نہ ہو۔

یہ معاہدہ تقریباً 30 سال تک بغیر کسی بڑے تنازعہ کے کامیابی کے ساتھ چلتا رہا، لیکن پھر ہندوستان نے اس شق سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہ وہ ہائیڈروالیکٹرک پراجیکٹ لگا سکتا ہے۔ مزید ڈیم بنانے شروع کیے اور ان کے ڈیزائن معاہدہ کے مطابق نہ ہیں اور وہ پاکستان کا پانی روک سکتا ہے۔ وولر بیراج، سلال ڈیم، بگلیہار ڈیم مکمل کر لئے گئے ہیں۔ کشن گنگا ڈیم پر کام جاری ہے اور تین نئے بڑے منصوبوں کا اعلان کیا جا چکا ہے۔ اس کے علاوہ متعدد چھوٹے منصوبے بھی ہیں۔

سندھ طاس معاہدہ میں، معاہدے پر عمل درآمد کیلئے اور کسی فریق کے انحراف کی صورت میں اس اختلاف کو دور کرنے کا بڑا تفصیلی طریقہ کار موجود ہے۔ ایک مستقل انڈس واٹر کمیشن بنایا گیا ہے جس کے تحت پاکستان اور ہندوستان میں دریائی معاملات میں مہارت رکھنے والے انجینئر کو کمشنر مقرر کیا جاتا ہے۔ ان کا کام معاہدہ پر عملدرآمد کو یقینی بنانا ہے اور وہ ایک دوسرے سے رابطہ میں رہتے ہیں۔ پانچ سال میں سارے سسٹم کا دورہ اور اس کے علاوہ جب ضرورت پڑے دوسرے کمشنر سے رابطہ کر کے دورہ کر سکتا ہے۔

کسی معاملہ پر اختلافات کی صورت میں بڑا واضح طریقہ کار ART-IX کے تحت بیان کیا گیا ہے۔

1۔ اگر کوئی ایسا سوال پیدا ہو جائے جہاں ایک پارٹی سمجھے کہ معاہدہ پر عمل درآمد صحیح نہیں ہو رہا تو دونوں کمشنر باہمی رضامندی سے اس کو حل کریں۔

2۔ اگر دونوں کمشنر اس کو حل نہیں کر سکتے تو ایک کمشنر دوسرے سے کہہ دے گا کہ اب یہ معاملہ Neutral Expert کے سامنے جانا چاہئے۔ Neutral Expert کا تقرر دونوں حکومتیں باہمی رضامندی سے کر سکتی ہیں۔ اگر وہ نہ کر سکیں تو World Bank اس کا تقرر کرے گا۔ Neutral Expert کا دائرہ اختیار میں جو معاملات آتے ہیں وہ بھی معاہدہ میں تفصیلاً لکھے گئے ہیں۔ Neutral Expert دونوں پارٹیوں کے نقطہ نظر کو سن کر جو فیصلہ کرے وہ دونوں پر لازم لاگو ہوگا۔

Marfat.com

اگر کمشنر یہ سمجھے کہ Neutral Expert کے دائرہ اختیار میں نہیں یا Neutral Expert فیصلہ دے کہ معاملہ اس کے دائرہ اختیار میں نہیں تو پھر اس کو Court of Arbitration میں لے جاسکتا ہے۔

ایسی صورت میں دونوں کمشنر اپنی حکومتوں کو اس معاملہ پر رپورٹ دیں گے اور حکومتیں اپنے نمائندے مقرر کر کے بات چیت کریں گی۔ اگر ایک حکومت بات چیت کے لئے کہتی ہے اور دوسری ایک ماہ تک بات چیت کا آغاز نہیں کرتی یا آغاز کے بعد ایسا رویہ اختیار کرتی ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ کوئی نتیجہ نہ نکل سکے گا تو پھر Court of Arbitration کا راستہ اختیار کرنا پڑے گا۔ معاہدہ کے طریقہ کار کے مطابق Court of Arbitration کا قیام 60 دن میں مکمل ہو جاتا ہے اور اس کے سامنے یہ درخواست بھی کی جاسکتی ہے کہ فیصلہ تک پراجیکٹ پر کام روک دیا جائے۔

اب ہم اب تک آنے والے دو بڑے معاملات پر اختلافات کو دیکھتے ہیں اور جائزہ لیتے ہیں کہ ہم اپنے حقوق کا تحفظ کس حد تک کرتے رہے ہیں۔

پہلا معاملہ بگلیہار ڈیم کا ہے جس کا فیصلہ Neutral Expert سے لیا گیا

دوسرا معاملہ کشن گنگا ڈیم کا ہے جس پر ابھی معاملات چل رہے ہیں۔

ہائیڈرو الیکٹرک پراجیکٹ کے سلسلہ میں معاہدہ میں موجود ہے کہ ہندوستان پر لازم ہے پراجیکٹ پر کام شروع کرنے سے چھ ماہ قبل اس کا مکمل ڈیزائن پاکستان کو فراہم کرے اور اگر پاکستان کو اعتراض ہو تو وہ تین ماہ کے اندر ہندوستان کو اس کا نوٹس بھجوا دے اور پھر طریقہ کار کے مطابق اس کو حل کیا جائے۔

بگلیہار ہائیڈرو الیکٹرک پاور پراجیکٹ یا بگلیہار ڈیم دریائے چناب پر مقبوضہ کشمیر میں ڈوڈہ کے مقام پر بنایا گیا۔

مئی 1992ء میں ہندوستان نے پاکستان کو تفصیلات مہیا کیں اور پاکستان نے اگست 1992ء میں اعتراضات سے آگاہ کر دیا۔ پاکستان کے مطابق ڈیزائن اس طرح سے ہے کہ پاکستان کو ملنے والے پانی میں کمی واقع ہوتی ہے اور ہندوستان کو اس پر کنٹرول

Marfat.com

حاصل ہوتا ہے جو کہ معاہدہ کی خلاف ورزی ہے۔

منصوبہ پر کام 1999ء میں شروع ہوا اور اکتوبر 2008ء میں مکمل ہو گیا ہے۔

1999ء سے 2004ء تک ہندوستان پاکستان کو بات چیت میں الجھا کر ڈیم بناتا رہا۔ جنوری 2005ء میں جبکہ ڈیم کا بڑا حصہ مکمل ہو چکا تھا' پاکستان نے ورلڈ بنک سے Neutral Expert مقرر کرنے کے لئے کہا۔ ورلڈ بنک نے ایک سوئس انجینئر (Prof. Rymond Lafitle) کو جنوری 2005ء میں Neutral Expert مقرر کر دیا اور اس نے 12 فروری 2007ء کو فیصلہ دیا۔ اس فیصلے میں پاکستان کے کچھ اعتراضات تسلیم کیے لیکن بڑی حد تک پاکستان کو مایوسی ہوئی۔

میں سمجھتا ہوں کہ مایوس کن فیصلے کی سب سے بڑی وجہ اعتراض کا Neutral Expert کے پاس بہت لیٹ لے کر جانا تھا اور یہ ہمیں توقع نہیں رکھنی چاہیے تھی کہ وہ ہندوستان کو ڈیم کے سٹرکچر کو توڑ کر دوبارہ بنانے کے لئے کہے گا۔

کشن گنگا کا منصوبہ: دریائے کشن گنگا بھی ہندوستان مقبوضہ کشمیر میں ہے اور پاکستان میں داخل ہونے پر اس کا نام دریائے نیلم ہو جاتا ہے اور یہ دریائے جہلم میں جا ملتا ہے۔ ہندوستان اس کا پانی ایک سرنگ کے ذریعے وولر جھیل کی طرف لے جا رہا ہے۔ جہاں پر ہائیڈرو الیکٹرک پاور پلانٹ کا منصوبہ ہے۔

پاکستان دریائے نیلم پر 969 میگا واٹ بجلی بنانے کا منصوبہ بنا چکا ہے۔ کشن گنگا ڈیم کے منصوبے سے پاکستان کے پانی میں بھی کمی ہوتی ہے اور بجلی بنانے کی صلاحیت بھی کم ہو جاتی ہے۔ یہ منصوبہ 2004ء سے شروع کیا جا چکا ہے۔ پاکستان نے اپنے اعتراضات سے ہندوستان کو آگاہ کر دیا اور ہندوستان اپنے طریقہ کار کے مطابق پاکستان کو بات چیت میں الجھائے رکھ کر ڈیم پر کام جاری رکھے ہوئے ہے۔

14 نومبر 2008ء کو دفتر خارجہ کے ترجمان باسط علی اور انڈس واٹر کمشنر جماعت علی کے حوالے سے ایک بڑی خبر اخبارات میں چھپی ہے کہ اس تنازعہ کو حل کرنے کیلئے پاکستان ورلڈ بنک سے کہے گا کہ Neutral Expert کا تقرر کیا جائے۔

Marfat.com

حیران کن بات ہے کہ بڑی تفصیل سے خبر میں کہا گیا ہے کہ "انڈس واٹر کمیشن میں بات چیت ناکام ہونے کے بعد اگلا قدم Court of Arbitration کا ہوتا ہے لیکن ہمیں خطرہ ہے کہ ہندوستان اس طریقہ سے بہت وقت ضائع کرے گا' اس لئے ہم براہِ راست Neutral Expert کے درخواست کریں گے جو کہ ان معاملات میں آخری آپشن ہے"۔

جبکہ حقیقت میں جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے انڈس کمیشن میں بات چیت ناکام ہونے کے بعد مسئلہ کو Neutral Expert کے پاس ہی جانا ہوتا ہے اور جو معاملات Neutral Expert کے دائرہ اختیار سے باہر ہوں وہ Court of Arbitration میں جاتے ہیں۔

یہ خبر پڑھ کر مجھے افسوس اور مایوسی اس بات سے ہوئی کہ ہمارے وہ حکام جوان بہت ہی اہم معاملات کے ذمہ دار ہیں ہمارے حقوق کے تحفظ کے طریقہ کار سے بھی واقف نہیں۔

حقیقتاً Neutral Expert کا تقرر تنازعہ شروع ہونے کے چند ماہ کے اندر ہی کیا جا سکتا ہے اور سالوں بات چیت میں ضائع کرنے کی ضرورت نہیں تا کہ پراجیکٹ کے ابتدائی مراحل میں فیصلہ ہو سکے اور اگر معاملہ Court of Arbitration کا ہو تو وہ بھی دو ماہ میں لازماً قائم ہو جاتی ہے اور وہاں پر پراجیکٹ کو رکوانے کی درخواست بھی کی جا سکتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان ہم کو بات چیت میں الجھا کر ڈیم بناتا رہا اور ہم معاہدہ کے مطابق بھی اپنے حقوق کا تحفظ نہ کر سکے۔

پاکستان میں پانی کی کمی کے مسئلہ کو بہتر طریقے سے حل کرنے کے لئے حکومت کو چند تجاویز پیش کر رہا ہوں۔

1۔ دریائی پانی کے معاملات ماہر وکلاء اور انجینئرز کی ایک ٹیم بنائی جائے جو ہندوستان کے ساتھ ان تنازعات کو پوری مہارت اور ذمہ داری کے ساتھ کم سے کم وقت میں نمٹائے۔

Marfat.com

2۔ سندھ طاس معاہدہ کا بغور جائزہ لے کہ کیا یہ ہمارے حقوق کا تحفظ کرنے کیلئے کافی ہے۔ یا اس میں کسی ترمیم کی ضرورت ہے۔

میرے خیال میں کم از کم یہ ترمیم ضرور ہونی چاہئے کہ Neutral Expert کے تقرر یا Court of Arbitration کے بننے کے بعد فیصلہ تک پراجیکٹ پر کام روک دیا جائے۔

3۔ پاکستان میں پانی کی کمی دور کرنے کے لئے مزید ڈیم بنانے کا جائزہ لیا جائے۔ ماہرین کی ٹیم اور سیاستدانوں کا کمیشن جائزہ لے کہ کہاں ڈیم بنانے ضروری ہیں۔

اس وقت پیپلز پارٹی کی حکومت ہے اور صوبہ سرحد اے این پی کے ساتھ اتحادی ہیں اور سندھ میں خود ان کی حکومت' اس لئے یہ بہترین موقع ہے کہ اس معاملہ میں کوئی پیش رفت کی جائے۔

..........................................

Marfat.com

# بھارتی آبی جارحیت اور ہماری مجرمانہ غفلت

## کالاباغ ڈیم کی تکمیل سے پاکستان خوشحالی کی جانب گامزن ہو جائے گا

محمد سلیمان خان

حکمران خوفزدہ عوام پریشان' پورے ملک میں خوف کا عالم طاری پھر تمام مکاتب' مساجد' خانقاہیں اور امام بارگاہیں اللہ کے نام لیواؤں سے بھر گئیں۔ دن رات گڑگڑا کر دعائیں مانگی جانے لگیں لیکن اب وقت نکل چکا تھا۔ بارگاہ ایزدی کے گھوڑے تیار رکھنے کے حکم کی عدم عدولی کی سزا ملنی تھی۔ تمام دعائیں رد کر دی گئیں۔ بغداد کو ہلاکو کی خون آشام فوجوں نے گھیر رکھا تھا۔ نکھے خوشامد پسند اور دنیا کی پرتعیش زندگی کے دلدادہ حکمران خلیفہ نے ہتھیار ڈالنے کو اپنی زندگی کی نوید جانا۔ شہر دشمن کے حوالے کر دیا گیا پھر بغداد کی گلی' کوچے' مساجد' خانقاہیں اور امام بارگاہیں لاشوں سے بھر گئیں۔ تین دن قتل عام جاری رہا' کھوپڑیوں کے تین مینار تعمیر ہوئے پچاس لاکھ مسلمان شہادت کی موت حاصل کرنے کے بجائے عذاب کا شکار ہوئے۔ یہ سب اس لئے کہ ہم نے احکامات الٰہیہ کو پس پشت ڈال کر عیش پرستی کی زندگی کو اپنایا۔ آج پاکستان میں بھی ایسا ہی وقت آیا ہوا ہے۔ قدرت کی تمام ترفیاضیوں نے ہمیں چاروں موسموں کی دولت سے نوازا۔ شمال میں پہاڑ جنوب میں سمندر اور درمیان میں دوآبوں سے گھری سرسبز وادیاں قدرت کے تمام تر وسائل سے پوری طرح مالا مال لیکن ہم میں ناشکری بھری ہوئی تھی۔ ٹیکنالوجی کے اس دور میں بڑھتی ہوئی آبادی کے ساتھ ساتھ صنعت و زراعت بلکہ ہر میدان میں نئے اسلوب ترقی کی زینت بن چکے ہیں لیکن ہم نے دانشوروں کے چیخنے چلانے کی پرواہ نہ کی۔ اپنے رنگ میں مست رہنے والے حکمرانوں نے خوشامد اور سہل پسندی کو اپنا جزو ایمان بنائے رکھا۔ اقتدار محل کی غلام گردشوں میں طاؤس و رباب کی محفلوں میں گم رہے۔ برسات کے موسم میں طغیانی سے انسانی جانی و مالی نقصان ہوتا تو دیگر موسموں میں پانی کے حصول کے لئے صوبے ایک دوسرے سے الجھتے۔ ڈیم بنا کر ہم اپنی ضروریات کے مطابق بہترین منصوبہ بندی کر سکتے تھے مگر "را" کے ایجنٹ چند تنخواہ داروں نے پاکستان میں بننے والے ہر بڑے ڈیم کے خلاف واویلا کیا۔ سادہ

Marfat.com

لوح عوام کو بیوقوف بنایا جبکہ حکمرانوں نے اپنی روایتی مجرمانہ غفلت کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہ تو عوام کو صحیح رخ دکھایا نہ ہی ملک دشمن عناصر کو لگام ڈالی چنانچہ کالا باغ ڈیم کو سیاست کی بھینٹ چڑھا کر وطن کے ساتھ غداری کے مرتکب ہوئے۔ موجودہ سیلاب میں انسانی اموات کی تعداد اڑھائی ہزار ہو چکی ہے۔ لاکھوں مویشی ہلاک ہوئے۔ اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق سونامی اور کشمیر کے زلزلے سے زیادہ تباہ کاری ہوئی۔ اب تڑپتے رہو، سسکتے رہو، دھاڑیں مارتے رہو، تمہیں فلاح نہیں ملے گی کیونکہ تم نے اب بھی سبق حاصل نہیں کیا۔

کالا باغ ڈیم محض بجلی و پانی کے حصول کا عظیم الشان منصوبہ نہ تھا۔ اس کے بننے سے پورے پاکستان میں خوشحالی کی لہر دوڑ جاتی۔ سب سے زیادہ فائدہ سندھ کو ہوتا کیونکہ پنجاب کی نسبت سندھ کے وسیع رقبے غیر آباد ہیں۔ سندھ کے دریائی کچے کے علاقے میں بھی لفٹ اریگیشن سکیم کے تحت آبیاری ہوتی۔ بلوچستان کے غیر آباد علاقوں کو سیراب کرنے کے لئے بھی پانی کی ضرورت ہے۔ کالا باغ ڈیم بننے سے یہ سارے کام بآسانی ہو سکتے تھے۔ کالا باغ ڈیم کے مقابلہ میں بھاشا ڈیم سمیت کوئی بھی ڈیم کم از کم دوگنی لاگت اور دوگنی مدت میں مکمل ہوگا جبکہ کالا باغ ڈیم صرف چھ سال میں مکمل ہوگا۔ اس کے مفید اثرات تین سالوں میں ظاہر ہونا شروع ہو جاتے، تعمیر کے بعد 6 ہزار میگاواٹ کی سستی ترین بجلی توانائی کے بحران کا مکمل خاتمہ کر دیتی۔ صنعت و حرفت کا پہیہ چلتا تو بے روزگاری ختم ہوتی۔ عوام میں خوشحالی کی لہر دوڑتی۔ پانی کے ذخائر سے زراعت میں مثبت تبدیلی آتی۔ نہ صرف زرعی پانی کی کمی دور ہوتی بلکہ چولستان اور تھر کے پیاس سے تڑپتے خطوں کی آبیاری سے وہاں قحط سالی اور خشک سالی کا بھی خاتمہ ہوتا بالخصوص سندھ اور بلوچستان میں خوشحالی کی ایسی لہر دوڑتی جس سے صوبائیت اور لسانیت کا زہر اپنی موت آپ مر جاتا۔

کالا باغ ڈیم کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ تربیلا ڈیم کی تکمیل کے فوراً بعد پاکستان کے وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے فی الفور کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے احکامات جاری کیئے۔ پاکستان کی سیاست سے بالاتر ہو کر دیکھا جائے تو ذوالفقار علی بھٹو نے سقوط ڈھاکہ کے بعد پاکستان اور امت مسلمہ کو نئے اسلوب کے ساتھ آراستہ کرنے کی پالیسی پر کام کیا۔ اسلامی ریاستوں کے معنوی اشتراک سے اتحاد بین المسلمین کے لئے کام

Marfat.com

کیا تو پاکستان کو عظیم طاقت بنانے کے لئے ایٹمی قوت کے حصول کے لئے عملی جدوجہد کا آغاز کیا۔ ان کی جرأت مندانہ صلاحیتوں سے خوفزدہ ہو کر ان کا تختہ الٹا گیا اور اس طرح ہنری کسنجر کا وہ دعوٰی جنرل ضیاء الحق نے پورا کیا کہ ہم تمہیں عبرت کا نشان بنا دیں گے۔ پاکستان کی تعمیر اور امت مسلمہ کے لئے شہید بھٹو کے اقدامات ایک تاریخ رقم کر چکے ہیں۔ ان کی نظریں ہندو بنئے کو اچھی طرح پہچانتی تھیں۔ پاکستانی دریاؤں پر نقب لگانے کی بھارتی کوششیں ان کے فہم سے بالا نہ تھیں چنانچہ کالا باغ ڈیم کو مکمل کرنے کے احکامات جاری کئے گئے تاکہ مستقبل میں پاکستان کسی توانائی کے بحران کا شکار نہ ہو۔ وہ صرف صنعتی پہیے کو ہی رواں رکھنا نہیں چاہتے تھے بلکہ پشاور سے کراچی تک ریلوے کو بجلی کے ذریعے چلانے کا منصوبہ رکھتے تھے تاکہ تجارت کا پہیہ پوری توانائی سے کام کرے اور اس طرح تیل کے مہنگے اخراجات سے چھٹکارا ملے۔ ان کی شہادت سے اس عظیم منصوبے کو ناقابل تلافی دھچکا لگا۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا بھٹو سندھ کو ویران اور بنجر بنانا چاہتے تھے ہرگز نہیں۔ کالا باغ ڈیم سے تو سندھ کی دھرتی کو سب سے زیادہ فائدہ ہوتا۔ سیلاب میں انسانی جانی ہلاکتوں کے بجائے سندھ میں خوشحالی کی لہر دوڑ جاتی۔ سندھ کے بنجر علاقے سیراب ہوتے۔ کچے کے علاقے کو مستقل بنیاد پر لفٹ اریگیشن سکیم کے تحت سارا سال پانی ملتا۔ جھینگے کی پیداوار کے لئے مسلسل پانی مل جاتا۔ یہ صرف چند کماؤ مال مفاد پرست عناصر کے نعرے ہیں جو غریب عوام کو مسائل کی بھٹی سے نکلتا نہیں دیکھ سکتے۔ سندھ کو بنجر بنانے کا خود ساختہ شوشہ چھوڑ کر سادہ لوح عوام کو بے وقوف بنایا جا رہا ہے۔ 1991ء کے معاہدہ کے مطابق دریائے سندھ پر ڈیم بننے کی صورت میں صوبہ سندھ کا پانی تقریباً 2.5 فیصد سے بڑھا کر 37.5 فیصد کر دیا گیا کیونکہ سندھ کو پانی کی کافی ضرورت ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ کالا باغ ڈیم بننے کی صورت میں سندھ کو پنجاب کی نسبت زیادہ فائدہ ہوتا۔ مزید ڈیم بنیں گے تو پنجاب کا کوٹہ تقریباً وہیں رک جائے گا۔ سندھ اور بلوچستان کے وسیع بے آباد رقبوں کی آباد کاری کے لئے منصوبہ بندی ہو گی۔ صوبہ سندھ کی وسیع زمینیں بے آباد ہیں۔ کشمور، جیکب آباد، شہداد کوٹ، گھوٹکی، سکھر کا صحرائی علاقہ، خیر پور میرس، سانگھڑ، تھرپارکر، میر پور خاص، دادو اور سہون شریف کے وسیع علاقے آباد کاری کے لئے پانی کی ضرورت رکھتے

Marfat.com

ہیں۔ سندھ کے کچے کے 25 لاکھ ایکڑ کے لئے مسلسل پانی کی ضرورت ہے۔ سمندری پٹی پر جھینگے کی بہتر افزائش کے لئے مسلسل پانی چاہیے۔ اس کے ساتھ ہی سمندری پٹی میں تعلقہ کھارو چھان ضلع ٹھٹھہ میں دھانداری کے مقام پر جھیل کا بھی منصوبہ ہے۔ اس سے جھینگے کی افزائش میں زبردست اضافہ ہوگا' یہ سب کچھ صرف ڈیم بنا کر ممکن ہے۔

جہاں تک صوبہ خیبر پی کے کا تعلق ہے۔ کالا باغ ڈیم بننے سے صوبہ خیبر پی کے کے 5 اضلاع کرک' لکی مروت' بنوں ٹانک اور ڈیرہ اسماعیل خان کو فائدہ ہوگا۔ اس کی لاکھوں ایکڑ اراضی سیراب ہوگی۔ جس سے ان علاقوں میں خوشحالی کی لہر دوڑے گی۔ عام آدمی کا معیار زندگی بہتر ہوگا جبکہ کالا باغ ڈیم بننے سے نوشہرہ شہر کی ایک اینٹ بھی خراب نہ ہوگی۔ اے این پی کے اسفندیار ولی نئے اسلوب کے انسان ہیں۔ انہیں جماعت اسلامی کی طرح پاکستان مخالفت کا چولا اتار دینا چاہیے۔ وہ حقیقت کا ادراک کریں۔ کالا باغ ڈیم سے جنوبی خیبر پی کے میں خوشحالی سے لاکھوں کی آبادی کو فائدہ ہوگا۔ عام آدمی کی زندگی میں خوشگوار تبدیلی آئے گی۔ وہ اپنے صوبہ میں چھوٹے بڑے ڈیموں کی طرف توجہ دیں۔ اگر انہوں نے دریائے کابل اور دریائے کونٹر پر واقع وارسک ڈیم اور دریائے سوات پر واقع درگئی ڈیم کی توسیع کی طرف توجہ دی ہوتی تو نوشہرہ کا حالیہ بارشوں میں نقصان نہ ہوتا۔ نوشہرہ کی تباہی انہی دریاؤں کے بپھرنے کا نتیجہ ہے۔ قدرت نے بہترین وسائل سے ہمیں نوازا ہے۔ خصوصاً صوبہ خیبر پی کے میں چھوٹے بڑے ڈیموں کے ذریعے ریکارڈ بجلی پیدا کی جا سکتی ہے۔ جس سے نہ صرف صوبہ کی آمدنی میں زبردست اضافہ ہوگا بلکہ پورے صوبہ کی عوام میں خوشحالی کی لہر دوڑ سکتی ہے۔ مینگورہ' رسالپور اور گدون انڈسٹریل اسٹیٹ کا صنعتی گراف کہیں اوپر جا سکتا ہے۔ جس سے صوبہ بھر سے بیروزگاری کو بالکل ختم کیا جا سکتا ہے اور صوبہ کے ہر گھر میں گھی کے چراغ جلیں گے۔ اس کے لئے اے این پی کے رہنماؤں کو اپنی سوچ میں مثبت تبدیلی لانا ہوگی۔ عوام کی خوشحالی کے منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچا کر آپ نا صرف اپنی فراخدلانہ سیاست کا حق ادا کریں گے بلکہ روز حساب بھی سرخرو ہوں گے' آپ سے پاکستان دشمنی کا لیبل بھی اتر جائے گا۔ کالا باغ ڈیم سے صوبہ بلوچستان میں بھی آبپاشی کے نظام میں بہتری آئے گی۔ اضافی پانی سے ان علاقوں میں جہاں پینے کا پانی نہیں ملتا'

Marfat.com

انسانی زندگی میں بھی بہتری آئے گی، کالا باغ ڈیم کے بننے سے بلوچستان کے پانی میں جو اضافہ ہوگا اس سے جیکب آباد سے سبی تک بہترین چکنی مٹی کے بے آباد علاقے کو سیراب کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح ڈیرہ بگٹی، ڈیرہ مراد جمالی، نصیر آباد، اوستہ محمد، جعفر آباد، ضلع کچھی، کرکھ اور خضدار کے علاقوں میں پانی کی کمی دور ہوسکتی ہے۔ آبپاشی بہتر طریقہ سے ہونے سے یہاں کی معیشت میں انتہائی بہتری آئے گی۔

پانی کے وسائل کو استعمال کر کے توانائی کا بحران مکمل طور پر حل کیا جاسکتا ہے۔ جس کی وجہ سے پاکستان میں درپیش تمام بحران ختم کیے جاسکتے ہیں۔ پاکستان بدترین بحران کا شکار ہے۔ ہم نے جئے فلاں جئے فلاں کے نعرے گھڑ کر انسانیت کو رد کیا ہے۔ انسان کی حرمت کا خیال نہیں رکھا۔ شیطان نے اللہ کی وحدانیت کا انکار نہیں کیا تھا۔ وہ انسان کی عظمت کا انکاری تھا۔ ہم انسانیت کو بھلا کے صوبائیت اور لسانیت کے پیچھے پڑے ہیں۔ انسان ذلیل و رسوا ہو رہا ہے۔ انسانیت کی تذلیل پر ہمیں قدرت کی طرف سے انعام نہیں سزا ہی ملے گی، ہمیں سنبھلنے کی ضرورت ہے۔ اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کرتے ہوئے انسان کی بھلائی کے لئے توجہ دی جائے تو خدائے بزرگ و برتر کے سامنے بھی سرخرو ہوں گے اور دنیا بھی ہمارا نام ہوگا۔ صوبائیت، لسانیت اور فرقہ واریت نے ہمیں تقسیم کر کے رکھ دیا ہے۔ دہشت گردی کی لہر نے ہماری کمر توڑ دی ہے۔ اگر ہم نے اب بھی ہوش کے ناخن نہ لئے تو تاریخ پر نظر ڈال لیں۔ آپس میں افراتفری کی شکار قومیں خانہ جنگی کی طرف بڑھتی ہیں اور پھر غیر قوموں کے تسلط میں صدیوں تڑپتی ہیں۔

نوائے وقت، سنڈے میگزین، 19 ستمبر 2010ء

Marfat.com

# پچاس سال سے تعمیر کے منتظر کالا باغ ڈیم کی فریاد

غلام مصطفیٰ

حکمرانوں نے دریاؤں پر ڈیم نہ بنا کر بہت بڑا کفران نعمت کیا۔ موجودہ سیلاب عذاب الٰہی ہے جو کہ اس کفران نعمت کی پاداش میں ہے ملک کے اٹھارہ کروڑ غریب عوام کو معلوم ہے کہ اگر کالا باغ ڈیم بروقت بنالیا جاتا تو پاکستان ایک خوشحال ترین ملک ہوتا اور اللہ کے فضل سے آج کوئی غریب بھوکا نہ سوتا اور ملک میں بجلی اور توانائی کا بحران نہ ہوتا اور قوم آئی ایم ایف کی مقروض اور غلام نہ ہوتی اور شدید ترین سیلاب کی تباہ کاریوں سے ملک محفوظ رہتا۔

کالا باغ ڈیم کی مخالفت کرنے والو! کیا تمہیں اس ملک کے غریب عوام پر کوئی رحم نہیں آتا؟ چاروں صوبوں کے غریب عوام اٹھیں اور بغیر کوئی مزید وقت ضائع کیے کالا باغ ڈیم کی تعمیر شروع کردیں۔ وزیراعظم سے اپیل ہے کہ کالا باغ ڈیم اور منڈا ڈیم کی تعمیر کا فوری اعلان کریں۔ ملک کی تاریخ میں اتنا بڑا سیلاب یا عذاب نہیں آیا۔ پانی کی مقدار کے لحاظ سے یہ سونامی سے بھی بڑا ہے۔ اس سے ہونے والی تباہی 2005ء کے زلزلے سے کئی گنا زیادہ ہے اور اس کے نتیجے میں ہونے والی نقل مکانی نے 1947ء کی یاد تازہ کردی ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم پر بلا وجہ عذاب نازل نہیں کرتا۔ ہمیں اپنے پروردگار کے سامنے سجدہ ریز ہو کر گڑگڑا کر اپنے گناہوں سے توبہ کرنی چاہئے۔ قوموں پر عذاب ان کی بداعمالیوں کے نتیجہ میں آتے ہیں۔ اگر ہم اپنے گریبان میں جھانکیں تو ایک قوم کی حیثیت ہماری بداعمالیوں کی ایک لمبی فہرست ہے۔ جس میں اتحاد کا فقدان، باہمی نفرت و تعصب اور کفران نعمت سرفہرست نظر آئیں گی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر کالا باغ ڈیم ہوتا تو ملک میں ایسا تباہ کن سیلاب نہ آتا۔ پچھلے پچاس سال کے دوران جب کبھی ہمارے ملک میں بڑے ڈیم بنانے کے لئے سوچا گیا تو تکنیکی لحاظ سے کالا باغ ڈیم اوّل نمبر پر رہا کیونکہ یہ ایک قدرتی سائٹ ہونے کی وجہ سے سب سے کم لاگت میں بن سکتا تھا اور یہ واحد سائٹ ہے جہاں سے صوبہ خیبر پی کے کی زرعی آبپاشی کے لئے نہریں نکالی جاسکتی ہیں۔ مگر شاید اس بنا پر کہ کالا باغ ڈیم تو کسی بھی وقت اپنے

Marfat.com

وسائل سے بھی بنایا جا سکتا تھا اس وقت ورلڈ بنک کی فنڈنگ کو منگلا اور تربیلا کے لئے استعمال کرنا مناسب سمجھا گیا یا شاید اس وجہ سے کہ تربیلا ہزارہ میں آتا ہے اور ایوب خان کا تعلق بھی ہزارہ سے تھا اس لئے تربیلا کو ترجیح دے دی گئی۔

تربیلا ڈیم کی تعمیر کے فوری بعد اربوں روپے کی لاگت سے کالا باغ ڈیم کا سروے، ڈیزائن، رابطہ سڑکیں اور رہائشی کالونی مکمل ہو چکی تھی اور جب ڈیم کی تعمیر کا مرحلہ شروع ہونے والا تھا تو اس وقت کے صوبہ خیبر پی کے گورنر فضل حق نے مطالبہ کر دیا کہ اس کا پاور ہاؤس صوبہ خیبر پی کے میں بنایا جائے تاکہ اس سے پیدا ہونے والی کی رائلٹی صوبہ خیبر پی کے کو ملے۔ جب تکنیکی طور پر پاور ہاؤس کی تعمیر صوبہ خیبر پی کے میں ہونا ناممکن قرار پائی تو فضل حق نے اس منصوبہ پر رضامندی سے انکار کر دیا۔ بعد ازاں اعتراض کیا گیا کہ اس سے نوشہرہ کو خطرہ ہے۔ اس اعتراض کو دور کرنے کے لئے ڈیم کی بلندی میں مناسب حد تک کمی کر دی گئی مگر صوبہ خیبر پی کے کچھ لوگوں نے اس کی مخالفت پھر بھی جاری رکھی۔ اس دوران پانی کی قلت بڑھتی گئی جس سے اس کی تقسیم پر سندھ اور پنجاب کے درمیان تنازعات شروع ہو گئے جو کہ بڑھتے بڑھتے سندھ کی طرف سے پنجاب پر پانی کی چوری کے الزامات میں بدل گئے اور اس کی بناء پر سندھ سے بھی کالا باغ ڈیم کی مخالفت شروع ہو گئی۔ چوری کے الزامات کو ختم کرنے کے لئے ٹیلی میٹری سسٹم نصب کیا گیا مگر منصوبے کی مخالفت پھر بھی جاری رہی جس کو اب سیاسی مسئلہ بنا دیا گیا ہے۔

پاکستان کے ساتھ دشمنی کی بناء پر بھارت چاہتا ہے کہ پاکستان میں کوئی بڑا ڈیم نہ بن سکے تاکہ پاکستان معاشی طور پر تباہ ہو جائے اور صوبائی جھگڑوں سے اس کے ٹکڑے ہو جائیں جبکہ اس سے بھارت کو یہ فائدہ بھی پہنچتا رہے کہ اس کے لئے اپنی حدود میں ہمارے دریاؤں پر ڈیم بنانے کا استحقاق پیدا ہو اور اس کی راہ ہموار ہوتی رہے۔ اب تک بھارت نے سندھ طاس معاہدے کی کھلی خلاف ورزی کرتے ہوئے اس بناء پر کہ پاکستان تو اپنا پانی ضائع کر دیتا ہے دریائے چناب پر پورا کنٹرول حاصل کر لیا ہے جبکہ نیلم، جہلم اور دریائے سندھ پر اس کی کوششیں جاری ہیں، لہٰذا پاکستان میں کالا باغ ڈیم کی مخالفت کرنے والے دانستہ اور نادانستہ طور پر بھارت کے عزائم پورے کر رہے ہیں۔ انتہائی دکھ کی بات ہے کہ مسئلہ کی سنگینی کے باوجود

Marfat.com

یہ جانتے ہوئے بھی کالا باغ ڈیم کے بغیر پنجاب اور سندھ اگلے دس سالوں میں صحرا بن جائیں گے، اس کی مخالفت جاری رکھی گئی۔ اس منصوبے کے بارے میں تمام خدشات بے بنیاد ہیں جنہیں آسانی سے دور کیا جاسکتا ہے۔ حب الوطنی کا تقاضا ہے کہ ملک کے وسیع تر مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے منصوبے کی مخالفت کو چھوڑ کر اس کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کیا جائے اور اس کی جلد از جلد تعمیر کو یقینی بنایا جائے۔ کالا باغ ڈیم کی تعمیر نہ کر کے قوم نے جو کفران نعمت کیا ہے اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اگرچہ اس منصوبے کو تیس سال پہلے مکمل ہونا چاہیے تھا مگر یہ محض سیاستدانوں کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے سرد خانے میں پڑا ہوا ہے۔ کالا باغ ڈیم نہ صرف ملک کے 80 فیصد حصے کو سیلاب سے بچا سکتا ہے بلکہ 3600 میگا واٹ بجلی بھی پیدا کر سکتا ہے اور زراعت کے لئے چاروں صوبوں کے لئے دستیاب سالانہ چھ ملین ایکڑ فٹ اضافی پانی بھی مہیا کر سکتا ہے جس سے صوبوں کے درمیان پانی کی کمی کی بناء پر ہونے والے مسئلے کو حل کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ اس سلسلے میں کچھ اعداد و شمار پیش خدمت ہیں:۔

ا...... تیس سال میں 180 ملین ایکڑ فٹ پانی کا ذخیرہ کیا جاسکتا تھا۔ ایک ایکڑ فٹ پانی سے ایک ایکڑ گندم کو بوائی سے کٹائی تک آبیاری کی جاسکتی ہے جس سے تیس سے چالیس من گندم حاصل ہو سکتی ہے۔ اس حساب سے تیس برسوں میں کالا باغ کے پانی کے ذخیرہ سے سات ارب بیس کروڑ من گندم پیدا کی جاسکتی تھی جس کی مالیت 85 ارب ڈالر بنتی ہے۔ یہاں گندم کی مثال سمجھانے کے لئے استعمال کی گئی ہے ورنہ اس پانی سے کوئی بھی فصل اگائی جاسکتی تھی۔ اگر کالا باغ ڈیم بروقت بنالیا جاتا تو اللہ کے فضل سے آج کوئی غریب بھوکا نہ سوتا۔

۲...... 3 6 0 0 میگا واٹ کی استعداد سے تیس سالوں میں (3600000x24x365x30) = 946 ارب یونٹ (KWH) بجلی پیدا ہو سکتی تھی جس کی مالیت تقریباً 60 ارب ڈالر بنتی ہے۔ دور حاضر میں انسان کے لئے بجلی کی اہمیت خوراک کے برابر شمار کی جاسکتی ہے اور اس کے بغیر زندگی کا تصور ناممکن ہو چکا ہے۔ اگر کالا باغ ڈیم بروقت بنالیا جاتا تو ملک میں بجلی اور توانائی کا کوئی بحران نہ ہوتا۔

۳...... کالا باغ ڈیم نہ ہونے کی وجہ سے IPPS کے ساتھ انتہائی نقصان پر 1600 میگا واٹ کے معاہدے کئے گئے جن کی وجہ سے واپڈا دیوالیہ ہو چکا ہے۔ پچھلے بیس سالوں میں

Marfat.com

واپڈا کے ذمے ان کو تقریباً (1600000x24x365x20) =280 ارب یونٹ (KWH) کی لاگت واجب الادا تھی جن پر اضافی طور پر واجب الادا رقم کا تخمینہ تقریباً 18 ارب ڈالر بنتا ہے۔ اب افراتفری اور سراسیمگی کی حالت میں اس سے بھی زیادہ نقصان پر رینٹل پاور پلانٹ لگائے جا رہے ہیں جن کی وجہ سے بجلی کی قیمت آسمان پر پہنچ چکی ہے اور اس کی وجہ سے غریب عوام مہنگائی کی چکی میں پس رہے ہیں۔

۴......کالا باغ ڈیم نہ ہونے کی وجہ سے پچھلے تیس سالوں میں آنے والے سیلابوں سے نقصان اربوں ڈالر بنتا ہے جبکہ موجودہ سیلاب سے نقصان کا اندازہ 43 ارب ڈالر لگایا گیا ہے۔ اس وقت ملک کے پہلے سے ہی غربت کے مارے ہوئے تقریباً دو کروڑ انسان انتہائی بے بسی اور بے کسی کی حالت میں اپنے گھر بار چھوڑ کر کھلے آسمان کے نیچے بے یار و مددگار پڑے ہوئے ہیں۔ یہ معلوم کرنے کے لئے کالا باغ ڈیم کی موجودگی میں سیلاب کی کیا صورت ہوتی محکمہ آبپاشی سے دلچسپ اعداد و شمار حاصل کئے گئے ہیں۔

یکم جولائی سے پندرہ ستمبر تک کالا باغ سے تقریباً 59 ملین ایکڑ فٹ پانی گزرا (اوسط 0.766 MAF روزانہ) جبکہ تیس جولائی سے سترہ اگست تک انیس روز میں تقریباً 25 ملین ایکڑ فٹ (اوسط 1.316 MAF روزانہ) تیس جولائی سے تین اگست تک پانچ روز میں 7.13 ملین ایکڑ فٹ (اوسط 1.426 MAF روزانہ) اور اکتیس جولائی سے دو اگست تک صرف تین دن میں 5.57 ملین ایکڑ فٹ (اوسط 1.857 MAF روزانہ) پانی گزرا۔ پانی کا اخراج یکم اور دو اگست کو ساڑھے نو لاکھ کیوسک سے تجاوز کر گیا جس نے سب سے زیادہ تباہی مچائی۔ کالا باغ ڈیم کی موجودگی میں سیلاب کو روکا جا سکتا تھا یا اس کی شدت کو بہت حد تک کم کیا جا سکتا تھا۔ اگر تیس جولائی سے سترہ اگست کے دوران جھیل کو بھرا جاتا اور روزانہ کالا باغ سے پانچ لاکھ کیوسک پانی تقریباً ایک MAF روزانہ) کا اخراج تسلسل کے ساتھ کیا جاتا تو ایک طرف ملک کو شدید سیلاب سے بچا لیا جاتا اور دوسری طرف جھیل میں چھ ملین ایکڑ فٹ (25-19) پانی ذخیرہ ہو جاتا جو موسم سرما میں ہماری زراعت کو جلا بخشتا اور پنجاب سندھ کے پانی کے تنازعہ کو ختم کرنے میں مددگار ثابت ہوتا۔

۵......بجلی نہ ملنے کی وجہ سے ملکی صنعت و زراعت و معیشت کو ہونے والے نقصان کا

Marfat.com

اندازہ لگانا مشکل ہے جو کہ کئی ارب ڈالر سالانہ ہے اور تیس سالوں میں ہونے والے نقصان کے بارے میں سوچ کر دماغ چکرا جاتا ہے۔

اوپر بتائے گئے دو سو ارب ڈالر سے زیادہ کے نقصان کے مقابلے میں کالا باغ ڈیم کی لاگت تیس سال پہلے تقریباً چار ارب ڈالر تھی جو اب بڑھ کر دو گنا ہو گئی ہے۔ کیا اس وقت دنیا میں پاکستان سے زیادہ کفران نعمت کرنے والا کوئی ملک ہے۔ اگر مناسب وقت پر کالا باغ ڈیم بن جاتا تو آج قوم آئی ایم ایف کی مقروض اور غلام نہ ہوتی اور ملک میں غربت کا نام ونشان نہ ہوتا اور ملک کے بیشتر حصے میں سیلاب سے تباہی نہ ہوتی اور حکومت مجبور ہو کر ملٹی نیشنلز کے ہاتھوں میں اپنے بنک، کھاد فیکٹریاں، پاور پراجیکٹ و دیگر قیمتی اثاثے کوڑیوں کے بھاؤ نہ بیچتی ۔عوامی نیشنل پارٹی کے رہنماء کالا باغ ڈیم کی مخالفت کر کے نوشہرہ کو تو ڈوبنے سے نہ بچا سکے مگر اس کے پنجاب، سندھ اور بلوچستان کو بھی ڈبو دیا۔ کالا باغ ڈیم کی مخالفت کرتے وقت سندھی اور بلوچی بھائی بھی یہ بھول گئے کہ اگر پنجاب پر خشک سالی یا سیلابوں کا عذاب آئے گا تو وہ انہیں بھی نہیں بخشے گا۔ دنیا نے ایک بار پھر دیکھ لیا کہ جب عذاب الٰہی آتا ہے تو انسان اس کے سامنے کتنا بے بس ہوتا ہے......'

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

ماضی میں کالا باغ ڈیم کی مخالفت کرنے والے خیبر پی کے کے کچھ رہنماء اب یہ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ اگر کالا باغ ڈیم ہوتا تو سیلاب کے پانی کو آگے جانے سے روک دیتا جس سے ان کے صوبے میں مزید تباہی ہوتی۔ مگر اس کے ساتھ وہ کہنا بھول گئے کہ اگر آج کالا باغ ڈیم ہوتا پنجاب، سندھ اور بلوچستان سیلاب میں نہ ڈوبتے۔ کیا یہ واضح دوہرا معیار اور انتہائی خودغرضانہ سوچ نہیں ہے۔ مگر کیا یہ ایک درست منطق ہے یا صرف کالا باغ ڈیم کی مخالفت کرنے کا ایک نیا اور کھوکھلا بہانہ۔ درحقیقت اس کی اس منطق میں کوئی جان نہیں کیونکہ ہر ایک ڈیم پر پانی کے بہاؤ کو ریگولیٹ کرنے اور پیچھے سے زیادہ پانی آنے کی خبر ملنے پر ہنگامی حالت میں جھیل سے زیادہ پانی نکال کر مناسب حد تک خالی کرنے کی سہولت موجود ہوتی ہے۔ ایک بڑے ڈیم کے سپل وے سے پندرہ لاکھ کیوسک سے زیادہ پانی نکالا جا سکتا ہے اور اس کے علاوہ ایک ایمرجنسی سپل وے بھی ہوتا ہے۔ اس سہولت کے سامنے خیبر پی کے میں سیلاب

Marfat.com

لانے والے دریائے سوات اور دریائے کابل کے ملا کر زیادہ سے زیادہ بہاؤ بھی ڈیم سے بآسانی گزر سکیں گے' لہٰذا اگر منڈا ڈیم نہ بھی بنا ہو تو کالا باغ ڈیم کے بننے سے پانی کے بہاؤ کے رکنے کا امکان نہیں جبکہ منڈا ڈیم کے بن جانے کے بعد تو اس کا کوئی سوال ہی باقی نہیں رہے گا۔

بھاشا ڈیم کا بارشوں کے سیلاب سے کوئی تعلق نہیں ہوگا کیونکہ اس میں صرف برف کا پانی ذخیرہ کیا جائے گا۔ بارش کا پانی اس سے گزر کر نہیں آئے گا۔ لہٰذا جب بھاشا ڈیم بن بھی گیا تو وہ کسی صوبے کو سیلاب کی تباہی سے نہیں بچا سکے گا۔ پنجاب' سندھ اور بلوچستان کو اگر سیلابوں سے بچانا ہے تو اس کے لئے کالا باغ ڈیم بنانا ہوگا جو کہ کم مدت میں بن سکتا ہے۔ جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے کالا باغ ڈیم کے علاوہ کوئی ڈیم ایسا نہیں جہاں سے صوبہ خیبر پی کے کیلئے نہریں نکالی جا سکیں۔ ان حقائق کے پیش نظر واپڈا کے سابق چیئرمین اور ملک کے نامور انجینئر شمس الملک جن کا تعلق خیبر پی کے سے ہے ان کو اس بات کا یقین ہے کہ ایک نہ ایک دن یہ ڈیم بن کر رہے گا۔

کالا باغ ڈیم پر عوام کی رائے:۔ روزنامہ نوائے وقت نے حال ہی میں کالا باغ ڈیم پر ریفرنڈم کرایا جس میں چند دنوں میں ڈیم بنانے کے حق میں تقریباً ستر ہزار آراء موصول ہوئی ہیں جو اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ ملک کے عوام فوری طور پر کالا باغ ڈیم کی تعمیر چاہتے ہیں۔ اس ریفرنڈم اور اس مضمون میں دیئے گئے حقائق اور اعداد و شمار کی روشنی میں اور ملک پر نازل ہونے والے اتنے بڑے عذاب کو دیکھنے کے بعد یہ بات وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ اب بھی اگر کوئی کالا باغ ڈیم کی تعمیر کی مخالفت کرتا ہے تو وہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے اور انسانی جذبات سے بالکل عاری ہوگا یا پاکستان اور اس کے غریب عوام کا بدترین دشمن ہوگا۔

اس وقت سیلاب کی تباہ کاری سے ہر صوبہ پریشان ہے۔ یہ وقت کسی کو موردِ الزام ٹھہرانے کا نہیں بلکہ اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کرنے کا ہے۔ اس کے ساتھ لازم ہے کہ ماضی کی غلطیوں سے سبق سیکھا جائے اور مزید کوئی وقت ضائع کئے بغیر درست فیصلے کئے جائیں تاکہ مزید کفران نعمت کے مرتکب ہونے سے اور اللہ تعالیٰ کے کے مزید عذاب سے بچ سکیں۔ اس وقت صوبوں کے درمیان جھگڑے کی سب

Marfat.com

سے بڑی وجہ کالا باغ ڈیم ہے اور جب تک یہ بن نہیں جاتا تعصب اور نفرت بڑھتی جائے گی۔ دوسری صورت میں اس کی تعمیر سے روائتی اتحاد اور محبت کی فضاء پھر سے قائم ہو جائے گی اور قوم اللہ تعالیٰ کے عذاب کے بجائے اس کی رحمتوں سے نوازی جائے گی۔ اس منصوبے سے نہ صرف ملک میں معاشی خوشحالی آئے گی بلکہ دس سے پندرہ سال کے اندر آئی ایم ایف کے تمام قرضے ادا کر دیئے جائیں گے اور ملک اس کی غلامی سے آزاد ہو جائے گا۔ ملک کے تمام سیاستدانوں سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ قوم کی قسمت سے کھیلنا چھوڑ دیں اور کالا باغ ڈیم کی مخالفت چھوڑ دیں اور بغیر کسی تاخیر کے اس کی اور منڈا ڈیم کی تعمیر شروع کرنے کا بندوبست کریں۔ اس وقت اگر ایسا نہ کیا گیا تو ملک کے غریب عوام سڑکوں پر نکلنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ وزیراعظم یوسف رضا گیلانی سے اپیل کی جاتی ہے کہ تاریخ کا اعلان کر کے ایک ہی دن میں کالا باغ ڈیم اور منڈا ڈیم کے سنگ بنیاد رکھنے کا بندوبست فرما دیں اور اس کے لئے مالی وسائل جمع کرنے کیلئے فنڈ کے قیام کا اعلان کریں۔ یقین ہے کہ اس اعلان کے بعد تھوڑے عرصہ میں اندرون ملک اور بیرون ملک سے محب وطن پاکستانی ان دونوں ڈیموں کی تعمیر کے لئے درکار سرمائے کا ڈھیر لگا دیں گے۔ وزیراعلیٰ پنجاب شہباز شریف این ایف سی ایوارڈ جیسی فراخدلی دکھاتے ہوئے کالا باغ ڈیم سے پیدا ہونے والی بجلی کی رائلٹی سے دستبرداری کا اعلان کر کے اسے وفاقی حکومت کو دینے کا اعلان کریں۔

نوائے وقت' 20' 21 ستمبر 2010ء

Marfat.com

# کالاباغ ڈیم پابند سلاسل کیوں؟

محمد حسین چوہدری

ایک ایسے ملک میں جس کی معیشت کا زیادہ تر دارومدار زراعت پر ہے اور جی ڈی پی سے لے کر برآمدات اور روزگار کی فراہمی تک ہر جگہ زراعت ہی کارفرما نظر آتی ہے۔ کالا باغ ڈیم جیسے اہم منصوبہ کو یہ کہہ کر نظرانداز کر دینا کہ تین صوبائی اسمبلیاں اس کی تعمیر کیخلاف فیصلہ دے چکی ہیں۔ کسی طور بھی درست، مناسب اور مستحسن فیصلہ نظر نہیں آتا کیونکہ یہ عوام کی آواز نہیں بلکہ صوبائی اسمبلیوں میں موجود اکثریتی پارٹیوں کی اعلیٰ قیادت کا فیصلہ ہے اگر ڈیم کی تعمیر کا ٹیکنیکل بنیادوں سے قطع نظر کوئی فیصلہ کرنا مقصود تھا تو اس پر 16 کروڑ عوام کی رائے لی جانی چاہیے تھی کہ وہ کیا چاہتے ہیں پھر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی سب سامنے آ جاتا چند مقتدر حضرات کے صوبائی تعصب پر مبنی فیصلہ کو بنیاد بنا کر 16 کروڑ عوام پر مسلط کرنا کسی طور پر درست نہیں۔ یہ سیاسی نہیں بلکہ مکمل طور پر ٹیکنیکل مسئلہ ہے اس سے چند افراد کا نہیں پوری قوم کا مفاد وابستہ ہے کالا باڈیم جیسے اہم معاملہ پر جس سے ملک کی بقاء سلامتی اور ارتقا وابستہ ہے۔ ریفرنڈم کے ذریعے عوام کی رائے لی جانی چاہیے ہم جناب وزیراعظم صاحب کی خدمت میں یہ اعادہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ اس غرض کیلئے قومی سطح پر تشکیل کردہ دو ٹیکنیکل کمیٹیاں پہلے ہی ڈیم کی تعمیر کے حق میں فیصلہ دے چکی ہیں۔ جن کی رپورٹ کو درخوراعتناء نہ سمجھنا کسی طور پر بھی مناسب نہ ہوگا بالخصوص ایسی صورت میں جب ملک شدید غذائی اور انرجی بحرانوں کی زد میں ہے۔ اگر ایک طرف چینی کا بحران ختم ہوتا ہے۔ تو دوسری طرف آٹے کا بحران جنم لے لیتا ہے۔ اگر اسے جان بخشی ہوتی ہے تو چاول، دال، خوردنی تیل اور دیگر غذائی اشیاء کی آسمان سے باتیں کرتی ہوئی قیمتیں صارفین کے گھریلو بجٹ کو ڈسٹرب کر کے ان کے ہوش اڑانے کیلئے کافی ہیں۔

کالاباغ ڈیم کی تعمیر اس لیے بھی ناگزیر ہے کہ ملک اس وقت بجلی اور آبپاشی کی شدید قلت کے مسئلے پر نبرد آزما ہے وسائل آبپاشی ہماری ناقص زرعی پالیسیوں کی بنا پر بڑھنے کی

Marfat.com

بجائے تنزلی کا شکار ہیں۔ تربیلا و منگلا جیسے اہم آبی ذخیروں کی مجموعی آبپاشی گنجائش وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان میں بھل' گار' مٹی اور ریت کے جمع ہو جانے پر بنا پر 30 فیصد تک کم ہو چکی ہیں۔ جس کی وجہ سے موجودہ زیر کاشت کو بھی مطلوبہ پانی دستیاب نہیں چہ جائیکہ نئے قابل کاشت رقبہ کی آباد کاری کا سوچا جائے حالانکہ ملک اس وقت دو کروڑ ایکڑ سے زائد قابل کاشت بنجر رقبہ آباد کاری کا منتظر ہے۔ لیکن وسائل آبپاشی کے فقدان اور بجلی کے بحران کی وجہ سے زیر کاشت آنے سے محروم ہے ایسے سنگین حالات میں کالا باغ ڈیم ہی ایک ایسا قابل عمل منصوبہ ہے۔ جسے فوری شروع کر کے آئندہ صرف 6 سالوں میں پایہ تکمیل سے ہمکنار کیا جا سکتا ہے۔ اس کی بجائے بھاشا' دیامیر یا کوئی اور ڈیم جس کی فیزیبلٹی رپورٹ ابھی درکار ہے دس سال سے پہلے کسی صورت بھی مکمل نہیں کیا جا سکتا۔ جناب وزیراعظم صاحب کے اس بیان پر کہ تین صوبائی اسمبلیاں کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے خلاف ہیں میں کوئی تبصرہ کرنے سے پہلے قیام پاکستان سے تا حال زرعی وسائل کی صورت حال کو زیر بحث لانا چاہوں گا تاکہ ڈیموں کی افادیت کا ادارک ہو سکے۔

14 اگست 1947ء کو جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو ہمارے اس خطہ میں جسے اس وقت مغربی پاکستان کہا جاتا تھا 29 ملین ایکڑ رقبہ فصلوں کے زیر کاشت تھا جس کی آبپاشی کیلئے دریاؤں میں سالانہ بہنے والے 176 ملین ایکڑ فٹ پانی میں سے صرف 67 ملین ایکڑ فٹ پانی کو فصلوں کیلئے بروئے کار لایا جا رہا تھا۔ یوں فی ایکڑ دو ایکڑ فٹ سے زائد پانی میسر تھا زیر استعمال وسائل آبپاشی میں سے سندھ، بلوچستان، (متحد) پنجاب اور سرحد کا حصہ بالترتیب 16، 27 ملین ایکڑ فٹ 36.48 ملین ایکڑ فٹ اور 3.72 ملین ایکڑ فٹ تک محدود تھا چار اہم فصلوں گندم' چاول' گنا اور کپاس کی پیداوار بالترتیب 3.3 ملین ٹن 0.7 ملین ٹین 5.4 ملین ٹن اور 1.1 ملین گانٹھوں پر مشتمل تھی۔ ملکی آبادی 31.5 ملین افراد جبکہ فی کس کاشتہ رقبہ لگ بھگ ایک ایکڑ اور فی کس پانی 5,500 کیوبک میٹرک رینج میں تھا جبکہ بجلی صرف 60 میگا واٹ تک محدود تھی۔ پھر رفتہ رفتہ وسائل آبپاشی کی ترقی سے بجلی کی مقدار 20 ہزار میگا واٹ آبپاشی وسائل 114 ملین ایکڑ فٹ اور قابل کاشت

Marfat.com

رقبہ 57 ملین ایکڑ سے تجاوز کر گیا۔ وسائل آبپاشی کی ترقی میں اہم حصہ اور کردار منگلا اور تربیلا کا تھا جس کی بنا پر سندھ، بلوچستان، پنجاب اور سرحد کا سالانہ نہری پانی کا حصہ بھی بڑھتا ہوا بالترتیب 48.76 ملین 3.87 ملین اور 5.78 ملین ایکڑ فٹ تک جا پہنچا جس کی بدولت اہم فصلوں گندم، گنا، چاول اور کپاس کی پیداوار بالترتیب 23 ملین ٹن 55 ملین ٹن، اور 14 ملین بیلز سے تجاوز کر گئی لیکن اسی اثناء میں آبادی میں وسائل کی نسبت زیادہ اضافہ ہوا اور ملکی آبادی کا گراف 16 کروڑ کے ہندسہ سے جا ٹکرایا۔ اس پر مستزاد یہ کہ 1974ء میں تربیلا کی تکمیل کے بعد سے کوئی نیا ڈیم معرض وجود میں نہ آسکا۔ جس کی وجہ سے قابل کاشت بنجر رقبہ کی آبادکاری مکمل رک گئی۔

ہمارے آبپاشی وسائل گزشتہ چند سالوں سے 100 ملین ایکڑ فٹ کے قرب وجوار میں گردش کر رہے ہیں جس سے فی ایکڑ پانی لگ بھگ ڈیڑھ ایکڑ فٹ اور فی کس رقبہ کم ہوتا ہوا آدھے ایکڑ سے بھی کم کی سطح پر آ گیا ہے۔ جبکہ فی کس پانی مارجن پر یعنی ایک ہزار ایک سو کیوبک میٹر کے لگ بھگ ہے قابل کاشت رقبہ اور مجموعی پیداوار میں اضافہ بلاشبہ ڈیموں کا مرہون منت ہوتا ہے اگر نئے ڈیموں کی تعمیر جاری رہتی اور ہر لگ بھگ دس سال بعد ایک مزید ڈیم نظام آبپاشی کا حصہ بنتا جاتا تو زیر کاشت رقبہ اور پیداوار دونوں میں اضافہ کا عمل جاری رہتا ہے۔ برآمدات کی بدولت زرمبادلہ کے ذخائر مزید بڑھتے فی کس آمدنی بھی بلندیوں کی طرف گامزن رہتی اور ملک 46 ملین (46 ارب) ڈالر کے بیرونی قرضے کا مقروض اور 17 بلین ڈالر کے تجارتی خسارہ کا شکار ہونے کی بجائے معاشی طور پر مستحکم پوزیشن میں ہوتا۔

زرعی شعبہ کی موجودہ غیر تسلی بخش صورت حال اس مہیب خطرے کا الارم ہے کہ اگر ہم نے ڈیموں کی تعمیر میں مزید تاخیر کی تو موجودہ غذائی اور معاشی صورت حال مزید بدتر ہوسکتی ہے۔ کالاباغ ڈیم کی فوری تعمیر اس لیے بھی ناگزیر ہے کہ اس سے نہ صرف آبپاشی کیلئے 6,1 ملین ایکڑ فٹ پانی مہیا ہوگا۔ بلکہ 3600 میگاواٹ انتہائی ارزاں بجلی کی فراہمی کے علاوہ لاکھوں افراد کو روزگار بھی ملے گا۔ صرف یہی نہیں بلکہ ڈیم سے متعلقہ کاروباری سرگرمیوں

Marfat.com

میں بھی تیزی آئے گی جبکہ ڈیم کی تعمیر کے نتیجہ میں ملک میں موجودہ کروڑ ایکڑ سے زائد قابل کاشت بنجر رقبے کی آبادی کاری کو عملی شکل دی جا سکے گی۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ سیلابوں پر کنٹرول کے نتیجہ میں قیمتی جانوں اور املاک کا نقصان روکا جا سکے گا اور دریاؤں میں سارا سال پانی کا یکساں بہاؤ برقرار رکھنا ممکن ہوگا۔ میں اپنے تیس سالہ ذاتی تجربہ اور مشاہدہ کی بنا پر ببانگ وہل پورے وثوق اور ذمہ داری سے یہ کہنے کو تیار ہوں کہ چاروں صوبوں کے کاشتکاروں کی اکثریت کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے حق میں ہے نہ صرف کالا باغ بلکہ وہ ڈیموں کی تعمیر کے عمل کو تسلسل سے جاری رکھنے کے بھی حامی ہیں کیونکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ 1947ء کے مقابلہ میں آج ان کو دوگنا پانی کی فراہمی ڈیموں کی ہی مرہون منت ہے اور یہ ڈیم ہی ہیں جن سے ان کو 33 پیسے فی یونٹ بجلی میسر آتی رہی ہے جو کہ اب ڈیموں کی تعمیر رک جانے کی وجہ سے بحران سے دوچار ہے کاشتکاروں سے متعلق میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ وہ بہت جلد صحیح بات کو قبول کر لیتے ہیں بشرطیکہ بات کرنے والا پورے دلائل سے انہیں قائل کرنے کی کوشش کرے مجھے ملک بھر کے کاشتکاروں سے ٹریولنگ سیمیناروں کی بدولت متعدد بار خطاب کا موقع ملا ہے ایسے ہی ایک خطاب میں جو میں نے جیکب آباد میں کیا تھا اور جس میں مجھے میرے میزبانوں نے کالا باغ ڈیم پر بولنے سے سختی سے منع کیا تھا لیکن میں نے اپنے میزبانوں کے مشوروں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ڈیموں کی افادیت بالخصوص کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے حق میں ایسے ٹھوس دلائل دیئے تھے کہ میرے خطاب کے بعد مجھے ہار پہنانے والوں میں سرفہرست میرے میزبان ہی تھے کچھ اس قسم کے حالات و واقعات دوسرے صوبوں میں بھی پیش آئے اب میں ان تحفظات کی طرف آتا ہوں جن کا حوالہ دے کر دو صوبوں بالخصوص سندھ اور سرحد کو خوفزدہ کیا جا رہا ہے۔

کالا باغ کے مخالفین کا پہلا اعتراض یہ ہے کہ ڈیم کہ تعمیر کے نتیجہ میں سندھ خشک ہو جائے گا۔ اور اسے بالخصوص کچے کا علاقہ بنجر بن جائے گا۔ کچے کا علاقہ ڈیم کی عدم تعمیر کی وجہ سے تو بنجر ہو سکتا ہے ڈیم بننے سے نہیں کیونکہ دریائے سندھ میں سال کے 9 ماہ میں لگ بھگ 20 فیصد پانی بہتا ہے جبکہ بقیہ 3 ماہ کے دوران 80 فیصد 3 ماہ میں دریا سیلابی رنگ

Marfat.com

دکھا رہا ہوگا اور کھڑی فصلوں، انسانوں اور مال مویشیوں کو کچلتا ہوا سمندر کی گود بھر رہا ہوگا جبکہ سال کے باقی نو ماہ میں یہ خشک سالی سے فصلوں، انسانوں، اور مال مویشیوں کی جان کے در پے ہوگا۔ گویا دونوں صورت میں صورت حال تباہ کن اور بربادی کا سبب ہوگی۔ اس کے برعکس کالاباغ ڈیم کی تعمیر سے دریا میں پانی کے بہاؤ کو پورا سال یکساں کنٹرول کیا جاسکے گا اور ضرورت کے مطابق پانی جب چاہا جیسے چاہا میسر ہوگا۔ دریائے سندھ کی گزرگاہ کا صحیح تعین کر کے سندھ کے قریباً 16 لاکھ ایکڑ سیلابہ کے رقبے کو دریا کی آماجگاہ سے باہر نکال کر شیلو ویلز کی بدولت میٹھے دریائی پانی سے نسبتاً آسان لاگت پر زیر کاشت لایا جاسکے گا۔ جس سے وہ سیلابوں کے رحم وکرم سے نجات حاصل کر کے پورا سال بھرپور حسب خواہش فصلیں زیر کاشت لاسکیں گے۔

ایک اور اعتراض صوبہ سندھ کی طرف سے یہ کیا جارہا ہے کہ دریائے سندھ میں پانی نہ بہنے سے تھور کا مسئلہ پیدا ہو جائے گا۔ تھور کے مسئلہ کا خوف ڈیم کی عدم موجودگی میں دریا کے کم وبیش بہاؤ کی وجہ سے ہمیشہ مسلط رہے گا جبکہ ڈیم کی تعمیر سے پانی کو ذخیرہ کر کے دریا میں مطلوبہ بہاؤ برقرار رکھا جاسکے گا جس سے تھور کا مستقل سدباب ممکن ہوسکے گا

صوبہ سندھ کا یہ اعتراض آیا کہ ڈیم سمندر کے پانی کو دریا کی طرف آنے میں کوئی رکاوٹ ڈال سکتا ہے انتہائی مضحکہ خیز اور حقیقت کے منافی ہے۔ اگر اس کو حقیقت بھی سمجھ لیا جائے تو پھر بھی ڈیم کی موجودگی سے ہی دریا کے مطلوبہ بہاؤ کو برقرار رکھ کر سمندر کو دریا کے ڈیلٹا کی طرف آنے سے روکا جاسکتا ہے۔

رہا سرحد کا اعتراض تو پختون بھائیوں نے بھی سن لیا ہوگا کہ ڈیم کی اونچائی 925 فٹ سے کم کر کے 915 فٹ کر دی گئی ہے۔ جس سے نوشہرہ، صوابی اور دوسرے متعلقہ شہروں کے نچلے ترین پوائنٹ بھی ڈیم کی بالائی سطح سے کم از کم 20 فٹ بلندی پر ہونگے۔ جہاں تک ڈیم کے نتیجہ میں سیم پیدا ہونے کا مسئلہ ہے تو اس کا آسان حل یہ ہے کہ دریا کے دونوں اطراف شیلو ویل (shallow wells) لگا کر پانی کو بہت ہی کم لاگت پر پمپ کر کے دوبارہ دریا میں ڈال دیا جائے جبکہ کاشتکاروں کو زیر زمین پانی کی سطح بلند ہونے پر نقصان

Marfat.com

نہیں بلکہ فائدہ ہوگا کیونکہ وہ اس شریں اور انمول دریائی پانی کو بڑی تھوڑی لاگت سے شیلو ویل کی بدولت جب چاہیں گے فصلوں کیلئے بروئے کار لاسکیں گے۔ جس سے ان کی پیداوار اور خالص منافع دونوں میں اضافہ ہوگا یعنی ایک پنتھ دو کالج۔ اس بات کا تذکرہ بھی بے جا نہ ہوگا کہ کالاباغ ڈیم کی موجودہ سائٹ کا انتخاب بھی 1960 کی دہائی میں اس وقت کے صوبہ سرحد سے تعلق رکھنے والے چیئرمین واپڈا شاہ نواز خان نے کیا جس کی تعمیر کے حامی صوبہ سرحد کے دسرے سبھی چیئرمین واپڈا بھی رہے ہیں جن میں سے جناب شمس الملک کے کالاباغ ڈیم کی تعمیر کے حق میں دلائل اظہر من الشمس ہیں۔

ہمیں کالاباغ ڈیم کو ایک محب وطن پاکستانی کے طور پر لینا چاہیے نہ کہ اسے ذاتی اور سیاسی رنگ دے کر ملک کی بگڑتی ہوئی زرعی صورتحال کو اور خراب کرنا چاہیے حب الوطنی کی بات چلتی ہے تو مجھے عظیم چینی قوم یاد آگئی ہے جو ہماری ہی طرح پانی اور بجلی کی کمی کے مسئلے سے دوچار تھی۔ اس کے مداوا کیلئے انہوں نے ملک کے مشہور دریا ین ژی کا انتخاب کیا کیونکہ یہ وہ دریا تھا جو گذشتہ سو سالوں میں دوران طغیانی لگ بھگ دس لاکھ افراد کی جان لے چکا تھا اس دریا پر ڈیم کی تعمیر سے جہاں بجلی اور پانی کے بحران پر قابو پایا جاسکتا تھا وہاں عوام کو اس کی سیلابی تباہ کاریوں سے بھی نجات مل سکتی تھی۔ یعنی ہم خرما و ہم ثواب۔ لیکن ڈیم کی تعمیر ہر مکتبہ خیال سے قربانی چاہتی تھی۔ نہ صرف کاشتکار بلکہ صنعتکار اور عام شہری بھی اسے متاثر ہو رہے تھے۔ مسئلہ کے حل کیلئے حکومت نے عوام سے رجوع کرنے کا فیصلہ کیا۔ عوام کو بتایا گیا کہ ڈیم کی تعمیر کے نتیجہ میں 13 تا 19 لاکھ افراد کو نقل مکانی کرنا پڑیگی۔ 640 چھوٹے اور 13 بڑے شہروں کے علاوہ 1350 گاؤں اور 650 فیکٹریاں بھی اس کی زد میں آئینگی۔ اس کی تکمیل پر 16 سال کا عرصہ لگے گا اور 29 بلین (29 ارب) ڈالر لاگت آئیگی جبکہ اس قربانی کے صلہ میں ان کو 18,200 میگاواٹ سستی ترین پن بجلی کے علاوہ 82 لاکھ ایکڑ فٹ زرعی پانی کی دولت بھی میسر آئیگی اور ڈیم کی 400 میل لمبی جھیل میں اس کے دونوں اطراف سیاحوں کیلئے خوبصورت اور قابل دید سیر گاہیں بنا کر بحری جہازوں کے ذریعے ہر سال ایک کروڑ تا 5 کروڑ میٹرک ٹن سامان حسب خواہش منتقل کیا جا

Marfat.com

سکے گا۔ جو بجلی اور زرعی پانی کے علاوہ زرمبادلہ کمانے کا ایک مؤثر ذریعہ ہوگا۔ قربان جاؤں چینی قوم کے جس نے بیک زبان کہا کہ ملکی مفاد کیلئے وہ ہر قربانی دینے کو تیار ہے خواہ اس کیلئے اسے گھر بار چھوڑ کر خانہ بدوش ہی کیوں نہ ہونا پڑے۔ یہ ہوتا ہے قوموں کا کردار' مثالیں تو اور بھی بہت سی ہیں لیکن مضمون کی طوالت کے پیش نظر صرف برادر ملک ترکی کی مثال دے کر مضمون کو سمیٹنا چاہوں گا کہ جب ترکی نے پانی کی قلت کے مسئلہ کا حل تلاش کرنے کیلئے اتاترک ڈیم کی تعمیر کا فیصلہ کیا اور بین الاقوامی مالیاتی ادارے سے ڈالر کے حصول کیلئے درخواست کی تو بڑی طاقتوں کے زیر اثر مالیاتی اداروں نے قرض دینے سے انکار کر دیا لیکن حکومت نے ڈیم کی تعمیر ترک کرنے کی بجائے عوام سے رجوع کیا اور انہیں ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔ عوام نے قومی یکجہتی کا ثبوت دیتے ہوئے ڈیم کی تعمیر کی خاطر ہر قربانی دینے کے عزم کا اعلان کیا۔ نتیجتاً حکومت نے اوپن مارکیٹ سے نقد ڈالر خرید کر ڈیم کو پایہ تکمیل سے ہمکنار کر لیا۔ اب اسی ڈیم کے پانی کو ترکی بذریعہ ڈرپ اور سپرنکلر طریقہ کار آبپاشی کیلئے بروئے کار لا رہا ہے اور سبزیاں اور پھول اگا کر سالانہ تین ارب ڈالر سے زائد کما رہا ہے۔ اس طرح ترکی نے یورپ کی مارکیٹ میں ہالینڈ کی برسوں کی اجارہ داری کو ختم کر کے رکھ دیا ہے۔ جو اس سے ماقبل دو ارب ڈالر سالانہ کی برآمدات کے ساتھ نمبرون پر تھا۔

مجھے جناب وزیراعظم پاکستان سے یہی کہنا ہے کہ کالا باغ ڈیم کو سزا دینے اور پابند سلاسل کرنے کا فیصلہ قوم کے مفاد کو سامنے رکھ کر کیا جانا چاہیے تھا اور اس کیلئے پورے ملک کے عوام سے مینڈیٹ نہیں لینا تھا تو کم از کم یہ تو ممکن تھا کہ ہر صوبہ سے ان کی آبادی کے پیش نظر ٹیکنیکل افراد پر مشتمل ماہرین کی ایک کمیٹی تشکیل دے دی جاتی جو مقررہ مدت میں اپنی رپورٹ جناب وزیراعظم صاحب کو بھیجنے کی پابند ہوتی اس کو مدنظر رکھ کر وزیراعظم صاحب جو بھی فیصلہ کرتے وہ عوام کیلئے قابل قبول ہوتا اور اس پر کسی کو بھی کسی اعتراض یا تنقید کی گنجائش نہ ہوتی۔

کالاباغ ڈیم کسی ایک صوبہ کا نہیں بلکہ پورے ملک کا ڈیم ہے۔ اس کی تعمیر سے سب

Marfat.com

صوبوں کو یکساں فائدہ ملنا تھا اور اس کی لگ بھگ سو میل لمبی جھیل میں ذخیرہ کردہ 61 لاکھ ایکڑ فٹ پانی میں سے سندھ اور پنجاب میں سے ہر ایک کو 37 فیصد اور بلوچستان اور سرحد کو بالترتیب بارہ اور چودہ فیصد اضافی پانی دیا جانا تھا۔ جس سے لاکھوں ایکڑ مزید رقبہ زیر کاشت آ کر نہ صرف ہمیں اندرون ملک غذائی اور دیگر ضروریات میں خودکفیل بنا دیتا بلکہ اضافی پیداوار سے ہم اربوں ڈالر کما بھی رہے ہوتے جبکہ 3600 میگا واٹ بجلی کی فراہمی سے اس کی موجودہ کمی پر کنٹرول پا کر گھریلو اور صنعتی ضروریات کی تکمیل کر رہے ہوتے جناب وزیر اعظم صاحب سے میری یہ بھی ادنیٰ سی التجا ہے کہ 314 چھوٹے ڈیموں کی تعمیر سے صرف سوا چار لاکھ ایکڑ رقبہ زیر کاشت لانے کی بجائے کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ ایک ہی کالا باغ ڈیم مکمل کر کے بیس لاکھ ایکڑ رقبہ کی آبادکاری کر لی جائے جس سے کروڑوں کاشتکاروں کا بھلا ہوگا اور ملک بھی موجودہ غذائی قحط کے خطرات سے باہر نکل آئیگا۔ تاریخ گواہ ہے کہ ایک غلط فیصلہ قوموں کو تباہی کے سمندر میں دھکیل کر سینکڑوں سال پیچھے اور بسا اوقات نیست و نابود بھی کر دیتا ہے۔ جبکہ ایک درست اور بر موقع فیصلہ قوموں کی تقدیر بدل کر انہیں بام عروج پر پہنچا دیتا ہے۔ چلتے چلتے جناب وزیر اعظم کی خدمت میں ایک شعر

کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی     کس بے کمال ہیچ نیرزد عزیز من

نوائے وقت 'میگزین' 12 اکتوبر 2008ء

Marfat.com

# کالاباغ ڈیم کی تعمیر کیوں ضروری......؟

نجیب اللہ زبیر خان

صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف کے کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے اعلان اور بیان پر پورے ملک میں کالاباغ ڈیم کے بیانات نے زور پکڑلیا ہےاورکئی سالوں سے خاموش کالا باغ ڈیم ایک مرتبہ پھر جاگ اٹھا ہےاور سرحد ایک مرتبہ پھر کالا باغ ڈیم کی تحریک کے خلاف سرگرم ہوگیا ہے۔

سابق وزیر اعظم محمد نواز شریف دور حکومت میں بھی ایک مرتبہ کالا باغ ڈیم کا اعلان ہوا مگر وہ اعلان صرف اعلان تک محدود رہا جبکہ عملی طور پر کچھ نہیں ہوا۔ ہر دور میں کالا باغ ڈیم کے بیانات میں ہر لیڈر کہتا ہے کہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر کیلئے چاروں صوبوں کو راضی کیا جائیگا اور مشترکہ فیصلے کے بعد کالا باغ ڈیم کی تعمیر کا آغاز ہوگا جبکہ کڑوی حقیقت یہ ہے کہ کالا باغ ڈیم کا تعمیراتی کام بند ہوئے تقریباً 20 سال کا عرصہ ہو چکا ہے ہر دور میں ہر حکومت چاروں صوبوں کی رضامندی کی باتیں کرتی ہےلیکن ابھی تک کسی بھی حکومت سے یہ فیصلہ نہیں ہوا کہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر کی راہ کون ہموار کرے گا؟ چاروں صوبوں کو کون راضی کرے گا؟ کالا باغ ڈیم کی تعمیر تو دور کی بات ہے کالا باغ ڈیم کے خلاف لوگ ذرا یہ تو دیکھیں کہ ملک پاکستان نے اس پر اربوں روپے خرچ کیئے کالا باغ ڈیم کا اربوں روپے کا منصوبہ آج تک سیاست کی نذر ہوتا چلا آ رہا ہے جبکہ حکومت پاکستان کے اربوں روپے اس منصوبے پر خرچ ہو چکے ہیں اور آج یہ اربوں روپے پہاڑی ٹیلوں میں دب کر رہ گئے ہیں۔ کالا باغ ڈیم کی تعمیر میں کام آنے والی کروڑوں روپے کی قیمتی مشینری کھلے آسمان تلے ملکی سیاست کی بھینٹ چڑھ چکی ہے اربوں روپے کی مشینری' وی آئی پی اور عام کوارٹرز' بنگلے' کالونیاں ان سب پر آج جن بھوتوں کا راج ہے۔ ملک میں تھرمل پاور سے خود محکمہ واپڈا بجلی خرید کر عام لوگوں کو مناسب ریٹ پر فراہم کر رہا ہے حالانکہ تھرمل پاور کی بجلی تقریباً 7 روپے فی یونٹ کے حساب سے مل رہی ہے۔

Marfat.com

ڈیم کا ابتدائی کام سروے، دریائے سندھ کا سینہ چیر کر دریا میں سینکڑوں فٹ نیچے بورنگ کا کام مکمل کیا گیا۔ پہاڑوں کی سخت ترین چٹانوں کا سینہ چاک کر کے سینکڑوں فٹ گہرائی میں زمین کی سرنگوں کا کام مکمل کیا گیا اور پہاڑوں میں ڈیم کیلئے سرنگیں بنائی گئیں۔ ملازمین کے لئے خوبصورت رہائشی کالونیاں، آفیسرز کے لئے علیحدہ کالونی، ماہرین کیلئے بنگلے، ریسٹ ہاؤس، پرویرانیوں کے ڈیرے ہیں۔ بنگلے، ریسٹ ہاؤس، بھوت بنگلے بن چکے ہیں ملک کا درد رکھنے والا کوئی بھی شخص اگر اس میں ملک کی ذرا بھی ہمدردی ہے اس کا دل اس صورتحال پر کڑھتا ہے آج کالا باغ ڈیم کے اربوں روپے کے یہ اثاثے کھنڈرات میں بدل چکے ہیں ان کو دیکھنے سے دکھ ہوتا ہے کالا باغ ڈیم کی تعمیر کیلئے ملکی اور غیر ملکی ماہرین نے مطالعاتی رپورٹیں تیار کیں اور آج یہ رپورٹیں ڈیم کے دفتر میں مٹی اور چوہوں کی خوراک بن چکی ہیں حالانکہ اگر ان رپورٹوں کو دریائے سندھ ڈال دیا جاتا تو ان کاغذات، فائلوں اور کتابوں سے ایک بند بن جائے گا۔ کالا باغ ڈیم کا ڈیزائن غیر ملکی ماہرین نے تیار کیا اور اس میں کئی مرتبہ مناسب تبدیلی بھی کی گئی کالا باغ ڈیم کی تعمیر کا باقاعدہ کام 1983ء کے عرصہ میں شروع ہوا۔ چار سال تک کام زور و شور سے جاری رہا پھر سیاسی دباؤ پر اچانک 89-1988ء میں تمام تعمیراتی کام بند کر دیا گیا جو آج تک بند پڑا ہے۔ کالا باغ ڈیم نے 1992ء میں باقاعدہ کام شروع کر دینا تھا۔ کالا باغ ڈیم سے تقریباً تین ہزار ایکڑ اراضی متاثر ہونی تھی جس میں تقریباً ایک ہزار سے بھی کم ایکڑ اراضی سرحد کی جبکہ باقی صوبہ پنجاب کی تھی، پنجاب کے کئی گاؤں صفحہ ہستی سے مٹ جاتے، کالا باغ ڈیم کی تعمیر سے پنجاب کے ہزاروں کی آبادیوں کے گاؤں بنی افغان، پیر پہائی، ڈھوک بھرتھال، ڈھوک نور شاہ، ڈھوک محمد خان، ڈھوک زمان، کیکی اور دیگر گاؤں ڈیم کی جھیل کی نذر ہوتے تھے۔ لیکن ان تمام علاقوں کے لوگوں نے ڈیم کے لئے اپنے گھر بار چھوڑنے کا فیصلہ کیا تھا ڈیم کی تعمیر کیلئے ہر قسم کی قربانی دینے کا اعلان کیا۔ کالا باغ ڈیم کی تعمیر میں تیس ہزار سے زائد لوگوں کو مستقل روزگار ملتا جبکہ اس کے علاوہ ہزاروں لوگوں کو عارضی طور پر ملازمت مہیا ہوتی مگر ایسا صرف ڈیم بننے سے ہی ہو سکتا تھا جو آج تک نہیں ہو سکا۔

Marfat.com

کالاباغ ڈیم کی جھیل سے سرحد کے کسی بھی گاؤں کو متاثر ہونے کا کوئی خطرہ نہیں ہے اور سرحد کی جو بھی اراضی متاثر ہوگی وہ ساری غیر آباد ہے۔ جہاں آبادی کا کوئی نام ونشان تک نہیں ہے۔ صرف پہاڑی اور جنگلی زمین ہے۔ ماہرین کے مطابق سرحد کے کسی بھی علاقہ کو ڈیم متاثر نہیں کرتا۔

کالاباغ ڈیم کا سب سے پہلے رسمی ابتدائی کام 1953ء میں شروع ہوا' 1965ء میں امریکہ کے ڈیموں کے ماہر نے 10 میل کا پیدل سفر کیا اور کالاباغ ڈیم کی مکمل رپورٹ تیار کی جس میں اس نے کہا کہ کالاباغ ڈیم کے مقام پر ایک سے زیادہ ڈیم بن سکتے ہیں اور یہ مکمل تیار ڈیم ہے۔ 1967ء کے عرصہ میں ورلڈ بینک کے ماہرین کی ٹیم نے اس ڈیم کو قدرتی طور پر تیار ڈیم قرار دیتے ہوئے دنیا کا بہترین ڈیم قرار دیا۔ 1985ء اور پھر 1988ء میں اس ڈیم کا ڈیزائن تبدیل ہوتا رہا اور 1988ء کے آخری ڈیزائن میں نوشہرہ' اکوڑہ وغیرہ کسی قسم کے متاثر ہونے کا خطرہ نہیں ہے۔

اس وقت دنیا میں تقریباً 541 ڈیموں پر کام جاری ہے۔ چین میں تقریباً 250 بھارت میں 28' ایران میں 19 اور جاپان میں کافی تعداد میں ڈیم بن رہے ہیں مگر حیرت اور افسوس کی بات ہے کہ 1974ء کے بعد آج تک ملک میں کوئی بڑا ڈیم نہیں بنایا گیا۔ کالاباغ ڈیم کا ڈیزائن منگلا ڈیم سے ملتا جلتا ہے اور 1988ء کے عرصہ میں دنیا کے ڈیموں کے ماہرین کی ٹیم نے کالاباغ ڈیم کا دورہ کیا اور انہوں نے کالاباغ ڈیم کو دنیا کا بہترین ڈیم قرار دیا اور اس کی عمر 100 سال سے زائد بتائی۔ 1983ء میں ترکی کے ماہرین کی ٹیم نے کالاباغ ڈیم کا دورہ کیا اور انہوں نے اپنی رپورٹ میں کالاباغ ڈیم کو پاکستان کی بقاء اور سلامتی کیلئے ضروری قرار دیا۔

سابقہ دور حکومت میں اور سابق وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کے دور حکومت میں سابق وفاقی وزیر پیر صابر حسین شاہ کی قیادت میں سرحد' سندھ' پنجاب' بلوچستان کے وفاقی وزراء اعلیٰ افسران کے ہمراہ کالاباغ ڈیم کا دورہ کیا اور وہاں ڈیم کے مقام پر تمام لوگوں کے خدشات کو دور کیا گیا اس کے بعد نواز شریف دور حکومت میں وفاقی وزیر محمد مقبول احمد خان مرحوم کی قیادت میں چاروں صوبوں پر مشتمل کالاباغ ڈیم کمیٹی نے ڈیم کی سائیٹ کا دورہ کیا

Marfat.com

اس موقع پر کالا باغ ڈیم کے اعلیٰ افسران نے نقشوں' چارٹ اور دیگر امور پر بریفنگ دی۔ کمیٹی نے کالا باغ ڈیم کے تمام علاقہ کا مکمل دورہ بھی کیا مگر تمام دورے ضائع ہوئے کسی نے بھی کالا باغ ڈیم کیلئے ٹھوس اقدام نہ کئے اور بات صرف دوروں تک ہی محدود رہی کسی نے بھی کالا باغ ڈیم کے اعلان کی جرأت نہ کی' اور آج تک کالا باغ ڈیم کی تعمیر کیلئے ضلع میانوالی سے منتخب ہونے والے قومی اسمبلی کے ممبران نے کئی بار اسمبلی کے فلور پر کالا باغ ڈیم کی تعمیر کیلئے ہر قسم کی قربانی دینے کا اعلان کیا اور میانوالی کو صوبہ سرحد میں شامل کرنے پر رضامندی کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ کالا باغ ڈیم بناؤ میانوالی کو بے شک سرحد میں شامل کرلو کیونکہ ضلع میانوالی کا ضلع بننے سے پہلے کچھ علاقہ صوبہ سرحد میں شامل تھا اور آج بھی میانوالی میں صوبہ سرحد کے علاقوں کے لوگ پنجاب کے علاقوں میں تجارت کر رہے ہیں۔ خاص طور پر لکی' بنوں' میرانشاہ' کوہاٹ کے اکثر تاجر میانوالی کے علاقوں میں باقاعدہ روزانہ سیل پر آتے ہیں جبکہ میانوالی کے لوگ بھی اپنی خریداری کیلئے ان علاقوں میں آتے جاتے رہتے ہیں۔ دریائے سندھ ملک کا واحد دریا ہے جو سال بھر پانی سے بھرا رہتا ہے اور پانی بھاری مقدار میں رواں دواں رہتا ہے۔ دریائے سندھ میں سالانہ تقریباً 89 ملین ایکڑ فٹ پانی چلتا ہے۔ اپریل سے 10 جون کے درمیان کوٹری بیراج سے تقریباً ساڑھے 10 لاکھ ملین ایکڑ فٹ پانی گزر کر سمندر کی نذر ہو جاتا ہے اور سال میں تقریباً 38.5 ملین ایکڑ فٹ پانی کوٹری سے خارج ہو کر سمندر میں جمع ہو رہا ہے۔ کالا باغ ڈیم کی جھیل کو مکمل طور پر پانی سے بھرنے کیلئے دریائے سندھ سے صرف 6.1 ملین ایکڑ فٹ پانی درکار ہوگا یعنی پورے ڈیم کو صرف پہلی مرتبہ بھرنے کیلئے دریا سے 7 فیصد پانی ضروری ہوگا۔ بارشوں کے موسم میں دریائے سندھ پانی کے بہاؤ میں زبردست اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہ بات بالکل غلط ہے کہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر سے دریائے سندھ میں پانی کی کمی آ جائے گی۔ ماہرین کے مطابق دریائے سندھ پر کالا باغ ڈیم جیسے اگر سات ڈیم بھی تعمیر کئے جائیں تو دریائے سندھ کے پانی میں کمی نہیں آئے گی کالا باغ ڈیم کی تعمیر سے وسیع پیمانے پر نہری نظام سامنے آئے گا اور صوبہ سندھ کو سال بھر پانی کی فراہمی جاری رہے گی کیونکہ 10 جون سے 30 جون تک کوٹری بیراج سے پانی کا اخراج نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے ڈیم کی تعمیر سے سال بھر

Marfat.com

میں سندھ کو اپنی خواہش اور ضرورت کے مطابق پانی فراہم ہوگا۔ کالاباغ ڈیم سے کئی نہریں نکالی جائیں گی جو نہری نظام کیلئے بہت مفید ثابت ہوں گی اور انکا پانی سرحد کے کئی علاقوں کو فراہم کیا جائیگا۔

کالاباغ ڈیم سائیٹ پر ڈیم کی تعمیر کیلئے دنیا کی جدید ترین لیبارٹری قائم کی گئی جس میں جدید ترین مشینری اور قیمتی ساز و سامان موجود تھا۔ آج دنیا کی جدید ترین لیبارٹری میں بچھو، سانپوں اور جن بھوتوں کا قبضہ ہے۔

..............................

Marfat.com

# کالا باغ ڈیم کا مقدمہ!...........

ساجد حسین ملک

2005ء کے دوران تو انہوں (جنرل مشرف) نے نئے آبی ذخائر کی تعمیر کے حوالے سے باقاعدہ مہم جاری رکھی۔ صرف جولائی 2005ء میں کم و بیش نصف درجن مواقع پر انہوں نے بڑے ڈیموں خاص طور پر کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے عزم کا اظہار کیا۔

21 جولائی کو اپنے نشری خطاب میں انہوں نے کہا کہ بڑے ڈیم ہمارے لئے انتہائی ضروری ہیں قوم بڑے ڈیم تعمیر کرنے میں میرا ساتھ دے میں سندھ اور سرحد کے عوام کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کے حقوق کا بھرپور تحفظ کیا جائے گا۔ اس کے بعد بھی انہوں نے سرحد، سندھ اور پنجاب میں مختلف مقامات نوشہرہ، بدین، ٹھٹھہ، راجن پور اور منڈی بہاؤالدین وغیرہ میں عام جلسوں سے خطاب کے دوران کالا باغ ڈیم کی تعمیر کی وکالت کی اور کہا کہ ڈیمز نہ بنانا ملک سے غداری ہوگی یہ ملکی بقاء کیلئے ناگزیر ہیں کالا باغ ڈیم سمیت دو تین ذخائر کی تعمیر کا جلد اعلان کروں گا۔

لیکن افسوس صد افسوس! صدر پرویز مشرف کے یہ اعلانات صدا بصحرا ثابت ہوئے اور وہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر شروع نہ کرا سکے صرف بھاشا ڈیم کی تعمیر کا ہی اعلان کر سکے یہ الگ بات ہے کہ بھاشا ڈیم کی تعمیر کے اعلان کو کم و بیش دو سال کا عرصہ گزر چکا ہے اسے بھاشا، دیا میر کا نام دے کر اسلام آباد میں ایک تقریب میں اس کا سنگ بنیاد بھی رکھ دیا گیا لیکن شاید ابھی تک اس کی فزیبلٹی رپورٹ بھی تیار نہیں ہو سکی۔

صدر پرویز مشرف کے اقتدار پر غاصبانہ قبضے اور ان کے غیر جمہوری اور ماورائے آئین اقدامات پر کڑی تنقید ہوتی رہی ہے ان دنوں ان کی ذات بری طرح مخالفین کا نشانہ بنی ہوئی ہے میرے نزدیک ان کا یہ قصور بھی کوئی کم نہیں ہے کہ وہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر کا پرجوش حامی ہونے کے باوجود اس کی تعمیر کا کام شروع نہ کروا سکے۔ قومی اتفاق رائے کا حصول اپنی جگہ لیکن انہوں نے جہاں اور بہت سارے فیصلے اپنی مرضی سے کیئے وہاں قومی مفاد کے اس انتہائی اہم

Marfat.com

منصوبے کا فیصلہ بھی کر سکتے تھے۔ مان لیا کہ سندھ اور سرحد کے قوم پرست حلقے کالا باغ ڈیم کی تعمیر کی مخالفت میں پیش پیش ہیں۔ سرحد میں اے این پی اسکی اعلانیہ مخالف ہے۔ سندھ میں جئے سندھ اور سندھ قومی محاذ اس کی مخالفت میں سرگرم ہیں پھر ایم کیو ایم نے بھی کالا باغ ڈیم کے مخالف پلڑے میں اپنی وزن ڈال رکھا ہے لیکن صدر پرویز مشرف کے لئے ان میں سے کچھ کو رام کرنا مشکل ضرور تھا لیکن ناممکن نہیں تھا۔ ان حالات میں جبکہ پچھلے دور میں مرکز میں مسلم لیگ (ق) اور اتحادیوں کی حکومت قائم تھی۔ مسلم لیگ (ق) تو پرویز مشرف کے گھر کی لونڈی ٹھہری۔ اس کے ساتھ حکومت میں شامل آفتاب شیر پاؤ سے پرویز مشرف کی گاڑھی چھن رہی تھی اور آفتاب شیر پاؤ اور سرحد سے کالا باغ ڈیم مخالف کچھ دیگر حلقوں نے کالا باغ ڈیم کی مخالفت میں کسی حد تک خاموشی اختیار کر رکھی تھی پھر مرکز اور سندھ میں حکومت میں شامل ایم کیو ایم کو بھی رام کیا جا سکتا تھا۔

ایم کیو ایم اگر چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری کے خلاف صدر پرویز مشرف کے اقدامات' ایمرجنسی پلس کے نفاذ اور پی سی او کے تحت ججوں کے تقرر جیسے معاملات پر صدر پرویز مشرف کا ساتھ دے سکتی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے حوالے سے صدر پرویز مشرف اگر کوئی بات کہہ دیتے تو اسے رد کرتی۔ صدر نے سندھ کے وزیراعلیٰ ارباب غلام رحیم اور وفاقی وزیر بجلی و پانی لیاقت علی جتوئی کو بھی کسی حد تک کالا باغ ڈیم کی تعمیر پر آمادہ کر لیا تھا اور سندھ کے کچھ قوم پرست حلقوں کے خیالات میں بھی کچھ کچھ تبدیلی آ گئی تھی۔ اسی طرح پنجاب میں چوہدری پرویز الٰہی حکمران تھے جو پہلے سے ہی کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے حامی تھے' سرحد میں متحدہ مجلس عمل کی حکومت قائم تھی۔

متحدہ مجلس عمل میں شامل جماعتیں جمعیت علمائے اسلام اور جماعت اسلامی ایسی جماعتیں نہیں ہیں جو کالا باغ ڈیم کی مخالفت میں بہت دور جانے والی ہوں انہیں بھی کالا باغ ڈیم کے حق میں قائل کیا جا سکتا تھا۔ رہا بلوچستان وہاں قوم پرست حلقے ضرور کالا باغ ڈیم کی مخالفت کرتے آ رہے ہیں لیکن پچھلے دور میں قائم وہاں مسلم لیگ (ق) اور جمعیت علمائے اسلام کی مخلوط حکومت کو کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے حوالے سے کوئی زیادہ فکر مندی نہیں تھی اس طرح صدر پرویز مشرف اگر

Marfat.com

خلوص دل سے چاہتے تو ان کیلئے کالا باغ ڈیم کی تعمیر شروع کروانا کوئی ایسی ناممکن بات نہیں تھی لیکن ایک تو ایم کیوایم آڑے آئی ڈاکٹر فاروق ستار اور الطاف حسین کے کالا باغ ڈیم کی مخالفت میں بیانات سامنے آئے اور اس کے ساتھ ساتھ قومی اتفاق رائے کے حصول کا پرانا اور آزمودہ عذر بھی سامنے آ گیا اور پرویز مشرف کالا باغ ڈیم کی تعمیر کا اعلان کرتے کرتے رہ گئے۔

دکھ اس بات کا ہے کہ صدر پرویز مشرف کے پاس جیسے جائزہ لیا گیا ہے اس بات کی گنجائش موجود تھی کہ وہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر کا اعلان کر سکتے تھے لیکن پتہ نہیں کن مصلحتوں کا یا دباؤ کا شکار ہو کر انہوں نے اس سے گریز کیا لیکن کالا باغ ڈیم کے مخالفین کو موقع ملا تو انہوں نے اس سے گریز نہیں کیا ہے اور انہوں نے پیپلز پارٹی کے وفاقی وزیر بجلی و پانی راجہ پرویز اشرف سے کالا باغ ڈیم کے ختم کرنے کا اعلان کروا دیا ہے۔

کالا باغ ڈیم کا مقدمہ کچھ طویل ہو گیا ہے لیکن چند باتوں کا تذکرہ ضروری ہے دیکھتے ہیں کہ مخالفین کی طرف سے کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے حوالے سے کن شکوک وشبہات اور خدشات کا اظہار کیا جاتا ہے۔

سرحد کے قوم پرست حلقوں بالخصوص اے این پی کی طرف سے کالا باغ ڈیم کی تعمیر پر سب سے بڑا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اس کی تعمیر سے کالا باغ کے مقام سے 125 میل (تقریباً 2 سو کلومیٹر) دور نوشہرہ ڈوب جائے گا۔ صوابی، مردان، نوشہرہ اور چارسدہ کی زمینیں زیر آب آ جائیں گی اس کے ساتھ ساتھ یہ اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ کالا باغ ڈیم کی جھیل میں زیر آب آنے کی وجہ سے سرحد کا زیادہ رقبہ اور لوگ متاثر ہوں گے۔

سندھ کی طرف سے کالا باغ ڈیم کی تعمیر پر سب سے بڑا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اس سے پنجاب سندھ کے حصے کا پانی ہتھیا لے گا کالا باغ ڈیم سے نہریں نکالنے کی وجہ سے سندھ اپنے پانی سے محروم ہو جائے گا اس کے کچا کی زمینیں خشک اور غیر آباد ہو جائیں گی اور کوٹری سے ڈاؤن سٹریم دریائے سندھ کے بہاؤ میں کمی آنے کی وجہ سے دریائے سندھ کے ڈیلٹا کے علاقے میں سمندر کا پانی داخل ہو جائے گا جس سے جھینگوں، مچھلیوں اور دریائی افزائش کی پیداوار پر اثر پڑے گا اور آس پاس کی زمینیں بھی متاثر ہوں گی۔

Marfat.com

جہاں تک ان اعتراضات، خدشات اور شکوک وشبہات کا تعلق ہے ان کو ملکی اور غیر ملکی آبی ماہرین، انجینئر بالخصوص صوبہ سرحد سے تعلق رکھنے والے واپڈا کے سابق چیئرمین اور چیف انجینئر حضرات بے بنیاد قرار دے کر پہلے ہی رد کر چکے ہیں، پھر کالاباغ ڈیم کے بنیادی ڈیزائن میں بعض تبدیلیاں کر کے ان خدشات اور شکوک وشبہات کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کی اصل بلندی جو پہلے 275 فٹ تھی اسے 15 فٹ کم کر کے 260 فٹ کر دیا گیا ہے جھیل میں پانی کی سطح کی زیادہ سے زیادہ بلندی کو بھی کم کر کے سطح سمندر سے 915 فٹ کے بلندی تک رکھا گیا ہے اسی طرح ڈیم کے بائیں طرف یعنی پنجاب کے علاقے میں کوئی نہر نہ نکالنا اور اسے آبی ذخیرہ اور بجلی پیدا کرنے کے منصوبے کے علاوہ کسی اور طور پر استعمال نہ کرنا بھی اس کے بنیادی ڈیزائن کا حصہ بنا ہوا ہے۔

جہاں تک سندھ کے اس خدشے کا تعلق ہے کہ کالاباغ ڈیم میں ذخیرہ کرنے کیلئے پانی کہاں سے آئے گا۔ کالاباغ ڈیم کی پانی ذخیرہ کرنے کی زیادہ سے زیادہ گنجائش 6.1 (چھ اعشاریہ ایک) ملین ایکڑ فٹ رکھی گئی ہے گزشتہ سال میں دیکھا گیا ہے کہ مون سون بارشوں کے سیزن (جولائی اگست) میں اس سے کہیں زیادہ مقدار میں پانی بغیر استعمال ہوئے سمندر برد ہو کر ضائع ہو جاتا ہے 2005ء میں اپریل سے جولائی تک چار ماہ کے دوران 6.5 ملین ایکڑ فٹ پانی سمندر کی نذر رہا۔ اس تفصیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ کالاباغ ڈیم کے بارے میں سندھ اور سرحد میں پائے جانے والے خدشات اور شکوک وشبہات بڑی حد تک غیر حقیقی ہیں۔ پھر کالاباغ ڈیم کے بارے میں کچھ اور حقائق اور بنیادی عوامل ایسے ہیں جو اس بات کے متقاضی ہیں کہ اس کی تعمیر کو باقی ڈیموں بھاشا، سکردو یا اکھوڑی پر ترجیح ملنی چاہیے تھی۔

بھاشا دیامیر کا اگرچہ سنگ بنیاد رکھا جا چکا ہے لیکن اس سمیت دوسرے مجوزہ ڈیموں سکردو، واسوا اور اکھوڑی وغیرہ میں سے کسی کی بھی فزیبلٹی رپورٹ ابھی تک تیار نہیں ہے ان کیلئے ابتدائی تیاریاں شروع بھی کر دی جائیں تب بھی اگلے دس بارہ سالوں تک ان میں سے کوئی ڈیم نہیں بن سکتا۔

ان کے مقابلے میں کالاباغ ڈیم ایسا منصوبہ ہے کہ اس پر اگر آج کام شروع کر دیا جائے تو

Marfat.com

اگلے چھ سالوں میں زیادہ سے زیادہ 2014ء تک مکمل ہوسکتا ہے۔ 6.1 (چھ اعشاریہ ایک) ملین ایکڑ فٹ پانی ذخیرہ کرنے اور 3600 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت۔ باقی مجوزہ ڈیموں بالخصوص بھاشا دیامیر ڈیم کے مقابلے میں انتہائی کم لاگت اور سالانہ فائدہ ایک ارب ڈالر، لوڈشیڈنگ کے عذاب سے نجات اور ریت، گارے اور سلٹ سے بھرنے کے خطرے سے محفوظ یہ سارے حقائق کالا باغ ڈیم سے ہی تعلق رکھتے ہیں لیکن بُرا ہو صوبائی تعصب، ضد، ہٹ دھرمی، پنجاب دشمنی اور میں نہ مانوں کے رویے کا کہ اب تو پنجاب کے ہی ایک سپوت وفاقی وزیر بجلی و پانی راجہ پرویز اشرف نے بھی اعلان کر دیا ہے کہ کالا باغ ڈیم کا منصوبہ ہمیشہ کیلئے ختم کر دیا گیا ہے۔

پاکستان ہم سب کا وطن ہے۔ سرحد، سندھ، بلوچستان اور پنجاب کے عوام سبھی آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ پنجاب کو قطعاً یہ حق نہیں پہنچتا کہ سندھ اور سرحد کے مفادات کو زک پہنچائے یا ان کا حق چھینے اسی طرح سندھ اور سرحد کے لوگوں بالخصوص وہاں کی سیاسی جماعتوں، عوامی حلقوں، قومی نمائندوں اور رہنماؤں کا بھی یہ فرض بنتا ہے کہ وہ بے بنیاد خدشات، شکوک وشبہات اور پروپیگنڈے کا شکار ہو کر پنجاب دشمنی کا مظاہرہ نہ کریں۔ کالا باغ ڈیم اس لئے انہیں ناقابل قبول نہیں ہونا چاہئے کہ یہ پنجاب میں بن رہا ہے یا اس سے پنجاب کو زیادہ فائدہ پہنچے گا یا اس کی زیادہ زمینیں سیراب ہوں گی۔

پنجاب بھی پاکستان کا حصہ ہے اس کا مفاد سب کو اپنا مفاد سمجھنا چاہئے۔ پھر شکوک وشبہات اور تحفظات کے خاتمے اور بعض ضروری یقین دہانیوں اور امور کو طے کرنے کیلئے پارلیمنٹ سے قانون سازی بھی کروائی جاسکتی ہے۔ اس ضمن میں ''نوائے وقت'' کے عاجلانہ فیصلہ'' کے تحت ادارتی نوٹ میں پیش کئے جانے والی یہ تجویز بڑی صائب اور مناسب ہے کہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر کو مجوزہ آئینی پیکج کا حصہ بنا دیا جائے۔ ''نوائے وقت'' نے بجا طور پر لکھا ہے کہ حکومتی اتحاد میں شامل مسلم لیگ (ن) کے قائد میاں نواز شریف کو اپنے حکومتی حلیف آصف علی زرداری پر کالا باغ ڈیم کی تعمیر کیلئے دباؤ ڈالنا چاہئے۔

اے این پی اگر دباؤ ڈال کر صوبہ سرحد کا نام پختونخواہ رکھنے کے مطالبے کو آئینی پیکج کا حصہ

Marfat.com

بنوا سکتی ہے تو میاں نواز شریف کو قومی ضرورت کالا باغ ڈیم کو بھی اس پیکج کا حصہ بنوانا چاہیے جس کی تعمیر کا اعلان انہوں نے اپنی وزارت عظمیٰ کے دوران ایٹمی دھماکوں کے بعد جون 1998ء میں اپنی نشری تقریر کے دوران کیا تھا۔

میاں نواز شریف اور ان کی جماعت مسلم لیگ (ن) کا یقیناً یہ فرض بنتا ہے کہ وہ قومی مفاد کے اہم ترین منصوبے کالا باغ ڈیم کو اس طرح پس پشت نہ ڈالنے دیں لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ پیپلز پارٹی سے تعلق رکھنے والے بجلی اور پانی کے وفاقی وزیر راجہ پرویز اشرف نے بہ صراحت کالا باغ ڈیم کے منصوبے کو ختم کرنے کا اعلان کیا ہے لیکن میاں نواز شریف، میاں شہباز شریف، مسلم لیگ (ن) کے کسی رہنما کو اس پر اعتراض کرنے کی توفیق نہیں ہوئی اس سے بھی زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ وہ قلمکار، کالم نگار اور تجزیہ نگار جو ہر طرح کے ملکی اور بین الاقوامی امور کے بارے میں لکھتے رہتے ہیں اور ان میں سے بعض محترم دوست میاں نواز شریف کی اصولی سیاست اور عدلیہ اور پارلیمنٹ کی بالادستی اور ججوں کی بحالی کے بارے میں ان کے اصولی موقف کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے رہتے ہیں' ان میں سے شاذ و نادر ہی کسی کو کالا باغ ڈیم یاد آیا ہو یا انہوں نے اپنے ممدوح میاں نواز شریف کی توجہ قومی مفاد کے اہم ترین منصوبے کالا باغ ڈیم کی طرف مبذول کرائی ہو یہ بات جان لینی چاہیے کہ کالا باغ ڈیم ایسا منصوبہ نہیں ہے' جسے آسانی کے ساتھ ترک یا ختم کیا جا سکے یہ بہت سارے پاکستانیوں کے دلوں میں رچا بسا ہے۔

''نوائے وقت'' کا بہر کیف یہ اعزاز ہے کہ وہ نظریہ پاکستان، پاکستان کی نظریاتی اساس اور پاکستان کے قومی مفاد کے اہم امور کی ہمیشہ سے ترجمانی کر رہا ہے اور پھر ہماری طرح کے چھوٹے لوگوں کو بھی رب کریم کی طرف سے کالا باغ ڈیم جیسے اہم قومی منصوبے کا مقدمہ پیش کرنے کی توفیق حاصل ہوئی ہے۔

Marfat.com

# کالاباغ ڈیم اور قومی اتفاق رائے

ساجد حسین ملک

پارلیمنٹ کے ایوانوں میں یادش بخیر کالاباغ ڈیم کی بازگشت ایک بار پھر سنائی دی ہے قومی اسمبلی میں بھارت کی طرف سے پاکستان کا پانی روکنے کے معاملے پر بحث کے دوران مسلم لیگ (ق) کی رکن اسمبلی محترمہ بشریٰ رحمان نے کالاباغ ڈیم کی تعمیر پر زور دیا اور کہا کہ پاکستان میں بھارت نواز لابی کالاباغ ڈیم کی مخالفت کر رہی ہے اور وہ اس بارے میں ثبوت ایوان میں پیش کر سکتی ہیں۔ جواب میں پیپلز پارٹی کے سندھ سے رکن اسمبلی جناب گل محمد جاکھرانی نے کہا کہ کالاباغ ڈیم کی تعمیر کی بات کرنے والے وفاق پاکستان کے دشمن ہیں۔ کالاباغ ڈیم سندھیوں' پٹھانوں اور بلوچ قوم کی لاشوں پر تعمیر ہوگا۔

قبل ازیں سینٹ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے شہنشاہ برق و آب' فخر پوٹھوہار' سپوت گوجر خان' سیکرٹری جنرل پاکستان پیپلز پارٹی پارلیمنٹرین اور وفاقی وزیر بجلی و پانی عزت مآب راجہ پرویز اشرف نے بھی ایک بار پھر کالاباغ ڈیم کی مخالفت میں لب کشائی کی ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ ایوان میں متنازعہ امور کو زیر بحث نہ لایا جائے۔ کالاباغ ڈیم بننا ہوتا تو 25 سال قبل بن جاتا۔ تین صوبائی اسمبلیاں اس کے خلاف قراردادیں منظور کر چکی ہیں ڈاؤن سٹریم (دریائے سندھ پر کوٹری سے نیچے) 3.6 ملین ایکڑ فٹ پانی جانا ضروری ہے جبکہ 6 سال میں 25 ملین ایکڑ فٹ پانی کا ڈاؤن سٹریم بہاؤ ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ گومل زم ڈیم کا 76 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور اکتوبر 2010ء تک اس کے مکمل ہونے کا امکان ہے۔

فاٹا علاقوں میں 6 ڈیم بنانے کا منصوبہ ہے جن میں منڈا ڈیم' تارہ ڈیم' چوکاس ڈیم اور توشگان ڈیم کی انجینئرنگ سٹڈی شروع ہے۔ منڈا ڈیم کی تعمیر کا کام واپڈا کو دے دیا گیا ہے اور بونجی ڈیم کی تعمیر کے لئے چینی حکومت کے ساتھ ایم او یو پر دستخط ہو گئے ہیں ملک بھر میں 32 نئے چھوٹے ڈیم بنائے جائیں گے۔ انہوں نے مزید ارشاد فرمایا کہ دسمبر 2009ء میں بجلی کی پیداوار 9920 میگاواٹ اور طلب 12915 میگاواٹ تھی اس طرح طلب میں

Marfat.com

تقریباً تین ہزار میگاواٹ کمی کا سامنا تھا۔

بجلی کی کمی کی اس صورت حال کے ساتھ ساتھ پانی کی کمی اور فصلوں کے لئے اس کی عدم دستیابی کا سیاپا بھی جاری ہے ایک شور مچا ہوا ہے صوبے ایک دوسرے کے خلاف بیان بازی کر رہے ہیں اور پانی کی تقسیم کے 1991ء کے معاہدے کو غیر منصفانہ قرار دے کر رد کیا جا رہا ہے۔ سندھ اور پنجاب کے درمیان پانی کا جو تنازعہ سر اٹھائے کھڑا ہے سندھ کے اعتراض پر چشمہ اٹک لنک کینال کو بند کرنا پڑا ہے جس سے جنوبی پنجاب کی پچاس ملین ایکڑ اراضی متاثر ہو رہی ہے۔ ارسا بھی صوبوں کے درمیان پانی کی منصفانہ تقسیم میں ناکام رہا ہے اور وقتاً فوقتاً مختلف صوبوں کی طرف سے اس پر عدم اعتماد کا اظہار کیا جاتا رہتا ہے۔ دوسری طرف بھارت دریائے سندھ، جہلم، چناب اور نیلم پر 62 ڈیم بنا رہا ہے اور ہمارے حصے کا لاکھوں کیوسک پانی روک کر اپنے استعمال میں لا رہا ہے۔

بھارت نے فرخا بیراج، بگلیہار ڈیم، نیلم بیراج، وولر بیراج، سلال ڈیم اور کشن گنگا ڈیم جیسے منصوبوں پر کافی حد تک کام مکمل کر لیا ہے اور وسیع مقدار میں پانی ذخیرہ کرنے اور بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت حاصل کر لی ہے۔ یہ سب سندھ طاس معاہدے کی خلاف ورزی ہے لیکن ہم بھارت کو روکنے کے لئے تیار نہیں ہیں، لے دے کے ایک کالا باغ ڈیم ہے جس کی مخالفت پر ہم نے کمر کس رکھی ہے، ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں کہ اگر ہم نے کالا باغ ڈیم منصوبے کو مکمل کر لیا ہوتا تو ہمیں بجلی اور پانی کی کمی اور عدم دستیابی کا اس طرح سامنا نہ کرنا پڑتا۔ کالا باغ ڈیم کی تعمیر سے ہمیں 6.1 ملین ایکڑ فٹ پانی ذخیرہ کرنے اور کم و بیش 3600 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی استعداد حاصل ہو جاتی لیکن برا ہو ضد، ہٹ دھرمی، تعصب، تنگ نظری اور پنجاب سے نفرت کا کہ ہم نے کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے خالصتاً تکنیکی اور فنی معاملے کو سیاسی ایشو بنا دیا ہے اور چاروں صوبوں میں نمائندگی اور سب سے بڑی قومی جماعت ہونے کا دعویٰ کرنے والی پاکستان پیپلز پارٹی کے اہم رہنماء اور وفاقی وزیر سپوت گوجر خان راجہ پرویز اشرف کئی بار اعلان فرما چکے ہیں کہ کالا باغ ڈیم متنازعہ منصوبہ ہے جسے ہم نے ترک کر دیا ہے۔ بلاشبہ کالا باغ ڈیم متنازعہ منصوبہ ہے اور سندھ اور سرحد میں اس کی

Marfat.com

مخالفت موجود ہے لیکن کیا سب سے بڑی قومی جماعت ہونے کی دعویدار پاکستان پیپلز پارٹی نے جسے پنجاب کے عوام کی بھی حمایت حاصل ہے اس متنازعہ منصوبے کے لئے قومی اتفاق رائے کے حصول کی کبھی کوئی سنجیدہ کوشش کی ہے قطعاً نہیں الٹا سندھ میں قوم پرست تنظیمیں جھوٹے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر کالا باغ ڈیم کی مخالفت میں ریلیاں نکالتی رہی ہیں یا احتجاجی جلسے جلوس منعقد کرتی رہی ہیں اور پیپلز پارٹی کے سندھ سے تعلق رکھنے والے رہنماء ان میں پر جوش انداز سے شرکت کرتے رہے ہیں اور پنجاب سے تعلق رکھنے والے پیپلز پارٹی کے سینئر وائس چیئرمین سید یوسف رضا گیلانی' سیکرٹری جنرل جہانگیر بدر' پاکستان پیپلز پارٹی پارلیمنٹرین کے سیکرٹری جنرل راجہ پرویز اشرف' اہم رہنماء مخدوم شاہ محمود قریشی' رانا آفتاب احمد' قمر الزمان کائرہ' راجہ ریاض اور دوسری کئی خواتین اور کئی حضرات اپنے منہ میں گھنگھنیاں ڈالے خاموش تماشائی کا کردار ادا کرتے رہے ہیں۔

کیا ملک کے مسائل کو حل کرنا' قومی وسائل سے بھرپور استفادہ کرنا' غلط فہمیوں کو دور کرنا' جھوٹے اور منفی پروپیگنڈے کو زائل کرنا' علاقائی اور صوبائی تعصب کو رفع کرنا' بلا تخصیص علاقہ' صوبہ و زبان قومی مفاد کو ترجیح دینا اور قومی اتفاق رائے کے حصول کے لئے کوشاں رہنا پاکستان کی قومی سیاسی جماعتوں کی ذمہ داری نہیں بنتی' یقیناً بنتی ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ قومی سیاسی جماعتیں بالخصوص پاکستان پیپلز پارٹی جسے ملک کی سب سے بڑی اور وفاق کی چاروں اکائیوں کی نمائندہ جماعت ہونے کا دعویٰ ہے اس طرح کی ذمہ داریوں سے پہلو تہی کرتی رہی ہے اور کالا باغ ڈیم جیسے قومی اہمیت اور قومی مفاد کے منصوبے کو ترک کرنے میں اسے کوئی عار محسوس نہیں ہوئی۔

یہی حال ملک کی دوسری بڑی قومی سیاسی جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) کا ہے کہ اس نے بھی کالا باغ ڈیم کے منصوبے پر چپ سادھ رکھی ہے۔ میاں نواز شریف کی وزارت عظمیٰ کے دوسرے دور میں مئی 1998ء میں جب پاکستان نے ایٹمی دھماکے کئے تو اس کے فوراً بعد میاں نواز شریف نے کالا باغ ڈیم کی تعمیر شروع کرنے کا اعلان کیا لیکن اعلان کی سیاہی ابھی خشک نہیں ہوئی تھی کہ میاں صاحب کالا باغ ڈیم کے منصوبے سے دستبردار ہو

Marfat.com

گئے عذر یہ پیش کیا گیا کہ پہلے قومی اتفاق رائے کا حصول ضروری ہے اس کے بعد میاں نواز شریف نے کبھی کالا باغ ڈیم کا نام تک نہیں لیا۔ اب میاں صاحب جنہیں ملک کے مقبول ترین لیڈر ہونے کا زعم ہے اور فی الواقع وہ اس وقت مقبولیت کی انتہائی بلندیوں پر فائز ہیں رات دن میثاق جمہوریت کا ورد کرتے رہتے ہیں اور اس کے لئے آئینی پیکیج کی تیاری میں ان کی جماعت سرگرمی سے شریک ہی نہیں بلکہ اپنی مرضی کی شرائط منوانے کے لئے کوشاں ہے لیکن انہیں اس بات کی توفیق نہیں کہ وہ کالا باغ ڈیم جیسے قومی مفاد کے اہم ترین منصوبے کے بارے میں کبھی کوئی ذکر کریں کیا ان کا یہ فرض نہیں بنتا کہ وہ اپنی ذاتی مقبولیت اور اپنی جماعت کی قابل قدر حیثیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کالا باغ ڈیم کی تعمیر کی حمایت میں چاروں صوبوں میں فضا کو سازگار بنائیں ۔ جماعت اسلامی کی تنظیم اور جڑیں چاروں صوبوں میں موجود ہیں محترم قاضی حسین احمد امیر جماعت تھے تو چاروں صوبوں میں سرگرم گفتار رہتے تھے لیکن کبھی ان کی زبان پر کالا باغ ڈیم کا نام نہیں آیا انہیں شاید اس بات کا ڈر رہتا تھا کہ ان کے اپنے صوبے سرحد یا اپنے شہر نوشہرہ کے لوگ کالا باغ ڈیم کا نام لینے سے کہیں ان کے مخالف نہ ہو جائیں حالانکہ اسی نوشہرہ شہر اور اسی صوبہ سرحد سے تعلق رکھنے والا ایک مرد درویش شمس الملک جو واپڈا کا چیئرمین بھی رہا' کالا باغ ڈیم کی حمایت میں ہمیشہ سے رطب اللسان رہا ہے اور اے این پی جیسی قوم پرست جماعتوں کی طرف سے کالا باغ ڈیم کے خلاف کئے جانے والے منفی پروپیگنڈے کو حقائق کی روشنی میں رد کرتا رہا ہے۔

اب سید منور حسن جماعت اسلامی کے امیر ہیں وہ ''گو امریکہ گو'' ریلیاں منعقد کرنے کرانے میں جماعت کے وسائل اور توانائیاں تو صرف کرتے رہتے ہیں لیکن کاش ایک آدھ ریلی کالا باغ ڈیم کی حمایت میں منعقد کروا ڈالتے۔

عمران خان کی تحریک انصاف ہو یا مولانا فضل الرحمٰن کی جمعیت علمائے اسلام یا مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم کی یادگار جماعت جمعیت علمائے پاکستان ان جماعتوں کی جڑیں کچھ نہ کچھ چاروں صوبوں میں موجود ہیں یہ بھی ذرا صوبائی سطح سے بلند ہو کر سوچیں اور دیکھیں کہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر ملک کے لئے کتنی ضروری ہے اور پھر اس کی حمایت میں رائے عامہ کو

Marfat.com

ہموار کرنے کے لئے اپنی ذمہ داریاں ادا کریں۔

یہ عجیب منطق ہے کہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر سے وفاق کو خطرہ ہے کیا وفاق کو خطرہ صرف انہی معاملات سے ہو سکتا ہے جن کا تعلق پنجاب سے بنتا ہو یا جن سے پنجاب کو فائدہ پہنچنے کا امکان ہو۔ این ایف سی ایوارڈ میں پنجاب اگر اپنے حصے کے مالی وسائل کا تقاضا کرے تو وفاق کو خطرہ ہے۔ ارسا میں پنجاب اگر اپنے حصے کے پانی کی بات کرے تو وفاق کو خطرہ ہے۔ پنجاب اگر اپنے حصے کے پانی کو اپنی اشد ضرورت کے وقت کے لئے بچا کر رکھنے کا فیصلہ کرے تو وفاق کو خطرہ ہے لیکن ان کے مقابلے میں سندھ کے وزیر داخلہ ذوالفقار مرزا اس بات کا برملا اعلان کریں کہ ہم نے محترمہ بینظیر بھٹو کی شہادت کے موقع پر پاکستان سے علیحدگی کا فیصلہ کر لیا تھا یا پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت سندھ کارڈ کو استعمال کرنے کی دھمکیاں دے تو اس سے وفاق کو کوئی خطرہ نہیں۔ اسی طرح اے این پی صوبہ سرحد کا نام اپنی مرضی سے رکھنے پر تلی ہوئی ہو یا اس کی لیڈر شپ پاکستان اور افغانستان کے درمیان سرحد ڈیونڈر لائن کو ماننے سے انکاری ہو یا اردو کو پاکستان کی قومی زبان تسلیم کرنے کی بجائے اسے رابطے کی زبان قرار دے تو ان باتوں سے وفاق پاکستان کو کوئی خطرہ نہیں کہ ان کا تعلق پنجاب سے نہیں بنتا ہے۔

ایم کیو ایم کی طرف سے کراچی کی پاکستان سے علیحدگی، جناح پور کے منصوبے اور اس کے لئے تیار کئے جانیوالے نقشوں سے بھی وفاق پاکستان کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہو سکتا کہ پنجاب کا ان سے کوئی تعلق نہیں بنتا۔ بلوچستان کی قوم پرست جماعتوں اور تنظیموں کی طرف سے پاکستان سے علیحدگی اور آزاد اور عظیم تر بلوچستان کے قیام کے نعروں سے بھی یقیناً وفاق پاکستان خطرے سے دوچار نہیں ہوتا کہ پنجاب کا ان معاملات میں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔

پنجاب آخر کب تک قربانیاں دیتا رہے گا پنجاب کی آبادی اگر زیادہ ہے اس کے وسائل اگر زیادہ ہیں یا وہ اپنی حیثیت کے مطابق قومی وسائل میں اپنا حصہ لینے کی بات کرتا ہے تو اس میں کون سی زیادتی کی بات ہے پنجاب نے این ایف سی (قومی مالیاتی کمیشن) ایوارڈ کے تحت اپنے حصے سے کم وسائل کو قبول کیا۔ سندھ نے اعتراض کیا تو اس نے چشمہ جہلم لنک کینال پر پاور پراجیکٹ تعمیر کرنے کے منصوبے کو ترک کر دیا یہاں تک کہ اس نے سندھ کی زمینوں تک پانی

Marfat.com

پہنچانے کے لئے چشمہ جہلم لنک کینال کی بندش تک کو قبول کر لیا تو کیا پنجاب پھر بھی قابل گردن زدنی ہے کیا پھر بھی پنجاب یا پنجابیوں کا یہ حق نہیں بنتا کہ وہ کالاباغ ڈیم کی بات کریں۔

جہاں تک کالاباغ ڈیم بننے سے سندھ کے پانی کے کم ہونے کی بات ہے انجینئر ممتاز احمد خان نے اپنے مضمون میں اس کا بڑا شافی جواب دیا وہ لکھتے ہیں کہ جب دریائے سندھ پر کوئی ڈیم نہیں بنا تھا یعنی تربیلا ڈیم کے بننے سے پہلے 1960ء سے 1977ء کے درمیان صوبہ سندھ کو ہر سال اوسطاً 35.6 ملین ایکڑ فٹ پانی ملا۔ تربیلا ڈیم بننے کے بعد 1977ء سے 1995ء کے دوران صوبہ سندھ کو ہر سال اوسطاً 44.5 ملین ایکڑ فٹ پانی ملتا رہا ہے جو تربیلا ڈیم کے بننے سے پہلے ملنے والے پانی کے مقابلہ میں تقریباً 25 فیصد (ایک چوتھائی) زیادہ ہے۔ کالاباغ ڈیم کے بننے سے تو چاروں صوبوں کو مزید 40 سے 50 لاکھ ایکڑ تک رقبہ زیر کاشت لانے کے لئے پانی دستیاب ہوگا۔ اسی طرح پنجاب کی طرف سے سندھ کے حصے کے پانی پر غاصبانہ قبضہ جمانے یا پانی چوری کرنے کے الزامات کی بات ہے۔ انجینئر ممتاز احمد خان اعداد و شمار سے ثابت کرتے ہیں کہ یہ انتہائی لغو اور اخلاقیات سے گرے ہوئے الزامات ہیں' وہ بتاتے ہیں کہ پنجاب نے بڑا بھائی بن کر اپنے حصے کے پانی کی قربانی دی ہے۔ تاریخی اعتبار اور رقبہ کے لحاظ سے اس کے پانی کا حصہ 47.67 فیصد بنتا تھا لیکن اس نے صوبوں کے درمیان دریائی پانی کی تقسیم کے 1995ء کے معاہدے کے تحت اپنا حصہ 37 فیصد قبول کر رکھا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ کالاباغ ڈیم کی تعمیر کے حوالے سے صوبہ سرحد اور صوبہ سندھ کے حلقوں کے جو خدشات اور اعتراضات ہیں وہ زیادہ تر محض منفی پروپیگنڈے کی پیداوار اور الزامات کی حیثیت رکھتے ہیں لیکن پھر بھی ان حلقوں کی تسلی و تشفی کے لئے ان کے بارے میں انجینئرز اور فنی اور تکنیکی ماہرین کی رائے حاصل کی جا سکتی ہے انجینئر ممتاز احمد خان کی اس بارے میں یہ رائے بڑی صائب ہے کہ میڈیا پر کالاباغ ڈیم پراجیکٹ کے حامیوں اور مخالفین کے درمیان ایک مباحثہ کرایا جائے اور پھر الیکشن کمیشن کے ذریعے پاکستان انجینئرنگ کونسل سے رجسٹرڈ تمام انجینئرز سے خفیہ رائے شماری کے ذریعے اس پراجیکٹ

Marfat.com

کے بارے میں ان کی رائے لی جائے اگر ہر صوبہ سے تعلق رکھنے والے انجینئرز کی اکثریت کالا باغ ڈیم پراجیکٹ کے حق میں اپنا فیصلہ دے دے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ عام رائے عامہ اس فیصلہ کو قبول نہ کرے۔

کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے حوالے سے خدشات اعتراضات اور مخالفت کو ختم کرنے کے لئے سب سے زیادہ ذمہ داری جیسے پہلے لکھا گیا ہے پاکستان کی دونوں بڑی قومی جماعتوں کی اعلیٰ ترین قیادت پر عائد ہوتی ہے پاکستان پیپلز پارٹی کے شریک چیئرمین اور صدر مملکت جناب آصف علی زرداری ہوں' وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی ہوں یا پاکستان مسلم لیگ (ن) کے قائد میاں نواز شریف ہوں ان کا فرض بنتا ہے کہ وہ ہر طرح کی مصلحت اندیشی' ذاتی مقبولیت اور اقتدار پرستی کی سیاست اور سوچ سے بالاتر ہو کر قومی مفاد میں فیصلے کریں اور کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے بارے میں خاموشی اختیار کرنے یا اس کی مخالفت کرنے یا اس منصوبے کو ترک کرنے کی روش اپنانے کی بجائے اس کے بارے میں واضح اور دوٹوک مؤقف اختیار کریں۔

1998ء میں میاں نواز شریف کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے پرجوش حامی تھے تو اب کونسی ایسی وجہ سامنے آ گئی ہے کہ وہ اس منصوبے کا نام لینا بھی گوارہ نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہو سکتی ہے کہ اس منصوبے کا نام لینے سے انہیں سرحد اور سندھ میں اپنی مقبولیت کے کم ہونے کا خدشہ ہے جس سے وہ سمجھتے ہیں کہ آئندہ ان کے اقتدار میں آنے کے راستے بند ہو سکتے ہیں لیکن قومی قائد ہونے کی دعویدار شخصیت کی سوچ ایسی نہیں ہونی چاہئے ان کا فرض بنتا ہے کہ وہ آگے بڑھیں عوام کو ساتھ لے کر چلیں اور کالا باغ ڈیم منصوبے کی قومی حیثیت' اہمیت اور افادیت سے قائل کریں۔ وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی ججوں کی بحالی اور دوسرے کئی معاملات میں فیصلہ کن کردار ادا کرنے کا دعویدار بن کر کریڈٹ لینے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے حوالے سے جاندار اور فیصلہ کن کردار ادا کرنے سے کیوں گریز پا ہیں۔؟

Marfat.com

# پنڈت نہرو کا "واٹر بم" پی پی پی کے وفاقی وزیر نے چلا دیا

ڈاکٹر انور سدید

پاکستان پیپلز پارٹی کے وفاقی وزیر راجہ پرویز اشرف نے بجلی اور اور پانی کے کثیر المقاصد منصوبہ "کالاباغ ڈیم" کو ایک متنازع منصوبہ قرار دے کر ختم کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ نوائے وقت کے قارئین کو یاد ہو گا کہ قائداعظم محمد علی جناح ہندوستان کے مسلمانوں کی تائید اور جمہوری عمل سے پاکستان کو معرض وجود میں لا رہے تھے تو اس نظریاتی ریاست کی تشکیل کی سب سے زیادہ مخالفت آل انڈیا کانگرس کے لیڈر پنڈت نہرو نے کی تھی اور پھر پاکستان کی تشکیل کو قبول کیا تھا تو پنجاب کو اس طرح تقسیم کرایا کہ دریائی پانی کے تمام منابع ہندوستانی علاقے میں واقع تھے اور پنڈت نہرو کو یقین تھا کہ وہ "بم" جسے جناب مجید نظامی "واٹر بم" سے موسوم کرتے ہیں' کسی وقت بھی چلایا جا سکتا تھا اور پاکستان کو جس کی معیشت کا تمام تر انحصار زراعت پر تھا کسی وقت بھی (خدانخواستہ) ناقابل عمل بنایا جا سکتا تھا۔ پاکستان کو زرعی پانی سے محروم کرنے کی سازش 11 / اگست 1947ء کو تیار کی گئی تھی۔ پنڈت جواہر لعل نہرو اور وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن اس کے دو اہم فعال کردار تھے لیکن اس پر عملدرآمد باؤنڈری کمیشن کے صدر ریڈکلف سے کرایا گیا جس نے "اور جنل پنجاب ایوارڈ" کے خطِ تقسیم کو تبدیل کر دیا اور پنجاب کو تقسیم کرنے والی لکیر نقشے پر اس طرح کھینچی کہ دریائی پانی کا تمام تر کنٹرول ہندوستان کے ہاتھ میں چلا گیا۔ ریڈکلف ایوارڈ کے تحت پاکستان پر "واٹر بم" کا وار کرنے کا اختیار ہندوستان کو حاصل ہو گیا اور اس کا پہلا مظاہرہ 10 اپریل 1948ء کو ہوا جب ہندوستان نے اپنے علاقے سے پاکستان کی طرف آنے والی نہروں کا پانی بند کر دیا اور پانی کے اس بہاؤ پر پاکستان کا حق تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ حتیٰ کہ دریائی پانی کو تقسیم کرنے کی تجویز کو بھی مسترد کر دیا۔ اس مرحلہ پر وزیر خزانہ غلام محمد نے لارڈ ماؤنٹ

Marfat.com

بیٹن سے اپیل کی جس نے پنڈت نہرو سے مشورے کے بعد ایک ایسی دستاویز پر پاکستانی سیاستدانوں سے دستخط کرا لئے جس میں ایک نقطے کی تبدیلی کا حق بھی پاکستان کو نہیں دیا گیا تھا۔ معنوی اور عملی طور پر پنڈت نہرو نے اپنی زندگی میں ہی پاکستان پر "واٹر بم" پھینک دیا تھا کیوں کہ مئی 1948ء کی اس دستاویز کے مطابق چند پاکستانی نہروں کو عارضی طور پر ہندوستان میں واقع ہیڈ ورکس سے پانی کی سپلائی بحال کر دی لیکن بعد میں دباؤ اتنا بڑھا دیا کہ دریائے ستلج کے پورے پانی پر ہندوستان نے تسلط حاصل کر لیا۔ اس مرحلے پر جب پنجاب اور سندھ کی زمینوں کے بنجر ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا تو ورلڈ بینک کی مداخلت سے 1960ء میں "انڈس واٹر ٹریٹی" پر پنڈت نہرو اور پاکستان کے فوجی صدر ایوب خان نے دستخط کیے۔ اس معاہدے کے تحت مشرقی پنجاب کے تین دریاؤں ستلج، بیاس اور راوی کے پانی کو استعمال کرنے کے حقوق ہندوستان کو دیئے گئے اور جہلم، چناب اور سندھ کے آبی حقوق پاکستان کو تفویض کیے گئے۔ رابطہ نہروں کا ایک وسیع تر نظام پاکستان میں تعمیر کرنے کے علاوہ تین منگلا، کالا باغ اور تربیلہ کے مقام پر بنانے کا منصوبہ بھی بنایا گیا۔ گویا منگلا ڈیم کی تعمیر کے بعد کالا باغ ڈیم کی تعمیر عمل میں لائی جانی تھی جس کا ابتدائی سروے 1948ء میں ہی شروع کر دیا گیا تھا اور ورلڈ بنک کی منظوری کے بعد اسی کی فزیبلٹی رپورٹ بھی تیار کر لی گئی اور اسے ہر لحاظ سے قابل عمل قرار دیا گیا۔ اس منصوبے کی وسیع المقاصد افادیت سے بھی انکار نہیں کیا گیا اور اگر اس کی تعمیر منگلا ڈیم کی تکمیل کے بعد شروع کر دی جاتی تو اب تک اس کی تکمیل سے فوائد کے حصول کا سلسلہ بھی جاری رہتا۔ لیکن بوجوہ اس وقت کے حکمرانوں نے متذکرہ تین ڈیموں کی تعمیر میں کالا باغ ڈیم پر تربیلا ڈیم کو فوقیت دے دی اور جب تربیلا کی تکمیل کے بعد کالا باغ کی تعمیر کا مرحلہ آیا تو صوبائی سیاست نے اس کی تعمیر پر حملہ کر دیا۔ اس کی تعمیر کو جنرل فضل حق نے صوبہ سرحد کے لئے خطرہ قرار دے دیا۔ اس خطرے کی وسعت کو غوث علی شاہ کی وزارت اعلیٰ کے زمانے میں سندھ تک پھیلا دیا گیا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ واپڈا کے چیئر مین جنرل (ر) فضل رزاق جو جنرل (ر) فضل حق کے بھائی تھے، واپڈا کے دو سابق چیئر مین شاہ نواز خان اور شمس الملک جن کا تعلق صوبہ سرحد سے

Marfat.com

ہے اس منصوبے کو نہ صرف قابل عمل قرار دے چکے ہیں بلکہ جناب شمس الملک نے جو صوبہ سرحد کے نگران وزیر اعلیٰ بھی رہ چکے ہیں یہ بیان ریکارڈ کرا چکے ہیں کہ اگر کالا باغ ڈیم تعمیر نہ ہوا تو صوبہ سرحد کی آٹھ لاکھ ایکڑ اراضی زرعی پانی سے محروم رہے گی۔

اس تجزیے سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ بھارت کے سابق وزیر اعظم پنڈت نہرو نے پاکستان کو بنجر کرنے کیلئے ''واٹر بم'' جزوی طور پر چلایا تھا اسے پاکستان پیپلز پارٹی کے وفاقی وزیر راجہ پرویز اشرف نے کلی طور پر چلا دیا ہے۔ پیپلز پارٹی کی حکومت اندھیروں میں ڈوبے ہوئے اور لوڈ شیڈنگ کے عذاب میں مبتلا خلق خدا کی مصیبت کو دیکھ کر جنرل مشرف کی آٹھ سالہ حکومت پر یہ الزام تو درست عائد کرتی ہے کہ اکتوبر 1999ء کے بعد بجلی کی فراہمی میں ایک میگا واٹ کا اضافہ بھی نہیں کیا گیا لیکن خود انہوں نے وفاق کی واٹر اینڈ پاور کی وزارت سنبھالتے ہی کالا باغ ڈیم کو ہمیشہ کیلئے ختم کرنے کا اعلان کر دیا جس پر اب نظر ثانی کے آثار دکھائی دیتے ہیں اور صاف نظر آتا ہے کہ ''قومی رائے عامہ'' کے نام پر کالا باغ ڈیم کی تعمیر حسب سابق التواء کا شکار ہوتی رہے گی۔

نوائے وقت کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے قومی مفاد کے اس کثیر المقاصد منصوبے کی تعمیر کی ہمیشہ حمایت کی اور اپنے صفحات پر نہ صرف ماہرین کے مضامین شائع کئے بلکہ صوبہ سرحد اور صوبہ سندھ کے سیاستدانوں کے خدشات رفع کرنے میں بھی کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ میاں نواز شریف نے چاغی کے دھماکے کے فوراً بعد کالا باغ ڈیم تعمیر کرنے کا اعلان بھی کیا لیکن پھر ان کی حکومت کا تختہ ان کے نامزد آرمی چیف نے الٹ دیا۔ جنرل (ر) مشرف اپنے آٹھ سال کے دور حکومت میں دوسرے بڑے ڈیموں کی تعمیر کے ساتھ کالا باغ ڈیم کی تعمیر کا وعدہ بھی کرتے رہے لیکن انہوں نے اپنی مقبولیت کے زمانے میں رائے عامہ ہموار نہیں کی اور کالا باغ ڈیم پر اختلاف کو گھمبیر ہونے دیا گیا۔ ''نوائے وقت'' نے حسب سابق کالا باغ کے مقدمے کی مثبت زاویے ابھارنے شروع کر دیئے ہیں اور راجہ اشرف پرویز (وفاقی وزیر) کے بیان کی نہ صرف تردید کی ہے بلکہ اس ڈیم کے مثبت نکات ابھارنے شروع کر دیئے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ کالا باغ ڈیم کی بلندی 275 فٹ سے کم کر

Marfat.com

کے 260 کردی گئی ہے۔ صوبہ سرحد کا شہر نوشہرہ نہ پہلے زیرِ آب آتا تھا اور نہ اب اسے سیلاب کی زد میں آنے کا خطرہ ہے۔ دوسری طرف وہ 38 ملین ایکڑ فٹ زرعی پانی جس سے 3600 میگاواٹ بجلی پیدا کی جاسکتی ہے سمندر بُرد کیا جارہا ہے۔ ہندوستان نے اس پانی کو اپنے استعمال میں لانے کیلئے ''انڈس واٹر ٹریٹی'' کو خاطر میں لائے بغیر جہلم اور چناب پر ڈیم بنانے کا سلسلہ شروع کررکھا ہے۔ تلبل، سلال کے بعد اب کشن گنگا کی تعمیر کی جارہی ہے۔ لیکن پاکستان کے سیاستدان اپنے تنازعات میں الجھے ہوئے ہیں۔ اس وقت سیاست کا محور آصف علی زرداری، میاں نواز شریف اور اسفند یار لی ہیں۔ ان سے یہ درخواست مناسب ہے کہ وہ ڈیمز کے ماہرین کی ایک گول میز کانفرنس بلائیں جس میں کالاباغ ڈیم کے مثبت نکات ذہن نشین کرائے جائیں اور اسکی فوری تعمیر عمل میں لائی جائے۔ اگر یہ ڈیم تعمیر نہ کیا گیا تو یہ قدرت کے مفت عطیے سے انکار کے مترادف ہوگا۔ بجلی کی لوڈ شیڈنگ کا دس بارہ گھنٹے روزانہ کا دورانیہ سیاشدانوں کی آنکھیں کھولنے کیلئے کافی ہونا چاہیے۔

(نوائے وقت لاہور 08-07-12)

Marfat.com

# کالاباغ ڈیم کی تعمیر ناگزیر ہے

## ڈاکٹر انور سدید

کیا بڑے شہروں میں آٹھ سے بارہ گھنٹے اور قصبوں اور دیہات میں بارہ سے اٹھارہ گھنٹے بجلی سے محروم رہ کر حبس آلود اندھیروں میں گھٹن کی زندگی بسر کرنا پاکستانی عوام کا مقدر ہے یا حکمرانوں نے سستی پن بجلی کے وسائل کو روبہ عمل نہ لا کر پاکستان کے سولہ کروڑ بے بس عوام کو سزا دینے کا تہیہ کر رکھا ہے اور اب اس اعلان سے بھی گریز اختیار کیا جا رہا ہے کہ دسمبر 2009ء کے اواخر تک بجلی کی لوڈ شیڈنگ ختم ہو جائے گی؟ اس وقت صورتحال یہ نظر آتی ہے کہ ہم نے دریائی پانی سے سستی بجلی پیدا کرنے کی بجائے اپنی تمام تر توجہ مہنگے درآمدی تیل سے بجلی پیدا کرنے کی طرف لگا رکھی ہے۔ چنانچہ اس وقت منگلا اور تربیلا جیسا کوئی بڑا ڈیم زیر تعمیر نہیں جبکہ ملک کو 3500 میگاواٹ بجلی کی کمی کا سامنا ہے جسے پورا کرنے کیلئے مسلسل لوڈ شیڈنگ کی جا رہی ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ ملک کے عام شہری اور دیہاتی گرم موسم کی شدت اور بے پناہ حبس کے عذاب سے گزر رہے ہیں اور صنعت کا پہیہ رکا ہوا ہے۔ ایک خبر کے مطابق عوام کو عارضی ریلیف دینے کیلئے کرایہ پر بجلی گھر حاصل کرنے کا منصوبہ بنالیا گیا جس کی فی یونٹ شرح بارہ روپے سے زیادہ ہوگی جبکہ ملک کے دریاؤں کے بالائی علاقوں میں مناسب مقامات پر پن بجلی گھر بروقت تعمیر کر لئے جاتے تو آج قوم کو لوڈ شیڈنگ کے عذاب اور صنعتی بحران کے علاوہ زراعت کے لئے پانی کی کمی کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔

اسے قومی کوتاہ اندیشی کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ جس بڑے ڈیم کے قابل عمل ہونے کی تحقیقات 1956ء میں شروع کر دی گئی تھی اور جسے قریباً 3600 میگاواٹ سستی بجلی کیلئے موزوں قرار دیا گیا تھا اسے سیاست کی بھینٹ چڑھا دیا گیا جبکہ اس کی فزیبلٹی رپورٹ پر دو بلین کے لگ بھگ سرمایہ خرچ ہو چکا تھا اور تعمیر کے ابتدائی انتظامات بھی مکمل ہو چکے تھے۔ میری مراد کالاباغ ڈیم سے ہے جس کا آغاز 1950ء میں ''میانوالی ہائیڈل پراجیکٹ'' کے طور پر ہوا تھا لیکن ابتدائی سروے (جس میں راقم انور سدید کو سب انجینئر کی حیثیت میں شامل ہونے کا

Marfat.com

موقع ملا) کے بعد جب بھارت کے ساتھ نہری پانی کا تنازع شروع ہو گیا تو اسے کالا باغ کثیر المقاصد پراجیکٹ کی صورت دے دی گئی یعنی اس ڈیم پر ذخیرہ شدہ پانی کو نہ صرف بجلی پیدا کرنے کے لئے استعمال میں لانا تھا بلکہ اس پانی کو زراعت کے لئے بھی کام میں لانا مقصود تھا۔ خود ساختہ فیلڈ مارشل ایوب خان کے زمانے میں جب عالمی بنک کی نگرانی میں بھارت کے ساتھ ''سندھ طاس معاہدہ'' طے پا گیا تو جہلم، چناب اور سندھ کو رابطہ نہروں کے ذریعے ایک دوسرے کے ساتھ منسلک کر دیا گیا اور زرعی ضرورت کے لئے پانی ذخیرہ کرنے کیلئے منگلا، کالا باغ اور تربیلا ڈیم بنانے منظور کئے گئے۔ کہا جاتا ہے کہ ڈیموں کے تعمیری پروگرام کے مطابق منگلا کے بعد کالا باغ ڈیم تعمیر ہونا تھا لیکن تربیلا ڈیم کو کالا باغ ڈیم پر فوقیت دلوادی۔ دوسری طرف جب کالا باغ کی تعمیر کا مرحلہ آیا تو شور مچا دیا کہ اس ڈیم کی تعمیر سے صوبہ سرحد کا مشہور شہر نوشہرہ ڈوب جائے گا۔ اس اعتراض کو رفع کرنے کیلئے کالا باغ ڈیم کی جھیل کا لیول 9 فٹ کم کر دیا گیا اولاً نوشہرہ بالکل محفوظ ہو گیا لیکن اب اس ڈیم کی مخالفت میں سندھ کا قوم پرست طبقہ بھی شامل ہو گیا کہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر سے کوٹری بیراج سے نیچے کا تمام علاقہ بنجر ہو جائے گا۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ ایک سندھی لیڈر رسول بخش پلیجو نے حال ہی میں منگلا اور تربیلا ڈیم کی تعمیر پر بھی اعتراض اٹھایا ہے کہ انکی تعمیر کے بعد سندھ کی متعدد فصلیں پیداواری صلاحیت سے پانی کی کمی کی وجہ سے محروم ہو گئیں اور اس صوبے کی معیشت پر منفی اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ اگر منگلا اور تربیلا ڈیم کی تعمیر کے وقت بھی سیاست کا کھیلا جاتا تو شاید یہ ڈیم بھی تعمیر نہ ہوتے۔ پلیجو صاحب نے دریائے سندھ کے بالائی حصوں میں ڈیم بنانے کی حمایت کی اور بھاشا ڈیم کے حق میں بھی رائے دی۔

بلاشبہ بھاشا ڈیم کی تعمیر ملک کی اہم ترین ضرورت ہے لیکن یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ بھاشا دیامیر کے مقام پر دریائے سندھ میں 45 ملین ایکڑ فٹ پانی دستیاب ہوگا جبکہ کالا باغ ڈیم کے مقام پر پانی کی مقدار کابل اور سوان دریاؤں کے مل جانے کی وجہ سے 90 ملین ایکڑ فٹ ہو جاتی ہے اور کوٹری بیراج سے نیچے 20 ملین ایکڑ فٹ پانی فراہم کیا جا سکے گا جبکہ فی الوقت 10 ملین ایکڑ فٹ پانی کی روانی سندھ کی ضرورتوں کے لئے کافی سمجھی جا رہی ہے۔ بھاشا ڈیم کی تعمیر سے پہلے کم از کم 135 کلومیٹر شاہراہ قراقرم کی تعمیر نو ضروری ہوگی جس کا تخمینہ اربوں روپے ہے۔

Marfat.com

دوسری طرف بھاشا ڈیم کا مقام قدرتی زلزلوں کی حدود میں ہونے کے علاوہ اب طالبان کے نوزائیدہ خطرات کی زد میں بھی ہے لیکن کالا باغ ڈیم کا مقام تعمیر اس قسم کے تمام خطرات سے محفوظ ہے اور اسے صرف 5 سال کے عرصے میں مکمل کیا جا سکتا ہے۔ سابق فوجی صدر جنرل پرویز مشرف نے ایک مرحلے پر کالاباغ ڈیم کی تعمیر کا اعلان کیا تھا لیکن اقتدار کے سب شعبوں پر قابض ہونے کے باوجود انہوں نے بھی گریز اختیار کیا اور ملک کو اندھیروں کی نذر کر دیا اور یہ کہنا بھی مناسب ہے کہ صوبہ سندھ اور سرحد کے سیاستدانوں نے سستی بجلی سے روشنی حاصل کرنے کیلئے کالاباغ ڈیم کی تعمیر قبول نہیں کی اور اندھیرے کی سزا قبول کر رکھی ہے اور مخالفت کا سلسلہ جاری ہے۔ اسے ہٹ دھرمی کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ دکھ کی بات یہ ہے کہ وفاقی وزیر برائے پانی و بجلی راجہ پرویز مشرف نے بلاسوچ سمجھے یہ بیان جاری کر دیا کہ کالا باغ ڈیم کا منصوبہ ہمیشہ کیلئے ختم کر دیا گیا ہے۔ دوسری طرف جب نواز شریف 28 مئی 1998ء کو ایٹمی دھماکہ کیا تھا تو کالاباغ ڈیم بنانے کا اعلان بھی کیا تھا لیکن پھر انہوں نے بھی پسپائی اختیار کر لی۔ اب اطلاعات آ رہی ہیں کہ مسلم لیگ ن نے ججوں اور سترھویں ترمیم کے مسئلے کی طرح ''کالا باغ ڈیم مہم'' کو ملک گیر سطح پر چلانے اور عوام اور لیڈروں کو ڈیم کی تعمیر پر راضی کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ خوش آئند بات یہ ہے کہ نظریاتی اخبار 'نوائے وقت' نے قوم کے وسیع تر مفاد میں کالا باغ ڈیم کی تعمیر کو ہمیشہ ناگزیر قرار دیا ہے اور رائے عامہ ہموار کرنے کیلئے یہ اخبار اب بھی پیش پیش ہے۔ ''نوائے وقت'' کے صفحات پر یہ تجویز بھی پیش کی جا چکی ہے کہ ڈیم کی سطح مزید کم کر کے صرف پنجاب کے لئے ڈیم تعمیر کر لیا جائے تاہم اس میں اتنی گنجائش رکھ لی جائے کہ اگر دوسرے صوبے شامل ہونا چاہیں تو کالا باغ ڈیم کی سطح اونچی کی جا سکے۔ وزیراعلیٰ شہباز شریف کو اس تجویز پر فوری طور پر غور کرنا چاہئے۔ اس اقدام سے اندھیرے روشنیوں میں تبدیل ہو سکتے ہیں' صنعت کا جامد پہیہ چالو ہو سکتا ہے۔

روزنامہ 'نوائے وقت' لاہور......26 اگست 2009ء

Marfat.com

# کالا باغ ڈیم کی تعمیر ناگزیر ہے

## غلام مہدی

کہا یہ جاتا ہے کہ بجلی کی پیداوار بڑھانے کے لئے بشمول کالا باغ ڈیم کئی چھوٹے بڑے ڈیموں کی تعمیر ضروری ہے۔ اب چھوٹے چھوٹے ڈیم تو اٹھارہ کروڑ عوام کی توانائی کی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتے۔ بدیہی طور پر کالا باغ ڈیم جیسے بڑے ڈیم کی تعمیر ناگزیر ہے مگر سوال یہ ہے کہ ایسا عظیم الشان منصوبہ جو گزشتہ پچاس سال سے معرض التواء میں چلا آ رہا ہے آخر اس کی تعمیر میں کون سی رکاوٹیں حائل ہیں۔

کالا باغ ڈیم کی تعمیر صرف توانائی کے ذرائع میں اضافہ کرنے کے لئے ہی ضروری نہیں بلکہ پاکستان کو خوراک و زرعی پیداوار میں خود کفالت کی منزل تک پہنچانے کے لئے بھی انتہائی ضروری ہے۔ اعداد و شمار کے مطابق کالا باغ ڈیم کی عدم تعمیر کے باعث 26.1 ملین ایکڑ فٹ بارش کا پانی ہر سال سمندر میں بہہ کر ضائع ہو جاتا ہے جبکہ پہاڑوں پر پڑنے والی برف کے پگھلنے سے جو دس سے پندرہ ملین ایکڑ فٹ پانی اس پانی کے علاوہ ہے۔ اگر کالا باغ ڈیم تعمیر ہو جائے تو پھر بھی صرف 6.1 ملین ایکڑ فٹ پانی ہی ذخیرہ کیا جا سکے گا۔ اس ڈیم کی تعمیر سے صوبہ سندھ کی آٹھ لاکھ ایکڑ، سرحد کی چار لاکھ چالیس ہزار ایکڑ، بلوچستان کی پانچ لاکھ دس ہزار ایکڑ اور صوبہ پنجاب کی چھ لاکھ اسی ہزار ایکڑ اضافی زمین زیر کاشت آئے گی۔ اس میں کوئی ابہام باقی نہیں رہ جاتا کہ کالا باغ ڈیم جیسے فقید المثال منصوبہ سے ملک میں زرعی انقلاب آ جائے گا۔ زرعی مفادات کے علاوہ اس منصوبے سے 3600 میگا واٹ سستی اضافی بجلی حاصل ہو گی۔ ایک اہم بات کا تذکرہ کرنا ضروری ہے کہ تربیلا ڈیم سے اگر ایک لاکھ بیس ہزار کیوسک پانی چھوڑا جائے تو مکمل صلاحیت کے مطابق یہ ڈیم 3700 میگا واٹ بجلی پیدا کر سکتا ہے جبکہ اس سے صرف 1500 میگا واٹ بجلی حاصل کی جا رہی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ اس بات کا ہمیشہ خدشہ موجود رہا ہے کہیں اس سے چھوڑا جانے والا اضافی پانی سمندر میں بہہ کر ضائع نہ ہو جائے۔ اگر کالا باغ ڈیم تعمیر کیا جائے تو تربیلا

Marfat.com

ڈیم اور کالاباغ ڈیم کے مشترکہ عمل سے 5800 میگاواٹ سستی اضافی بجلی حاصل ہوگی جو ملک میں صنعتی انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔

کالاباغ ڈیم کی تعمیر میں التواء کی سب سے بڑی وجہ وہ سیاست دان ہیں جو غیر ملکی پاکستان دشمن اداروں کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں۔ منصوبے کی مخالفت میں صوبہ سرحد اور سندھ کے لوگوں کے اعتراضات کسی حد تک وزن دار ہیں جن کو دور کرنے کے لئے وفاق اور عدالت عظمیٰ کو ثالث بنایا جا سکتا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ صوبہ سرحد کے لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ کالاباغ ڈیم کے بننے سے ضلع نوشہرہ ڈوب جائے گا جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ کالاباغ ڈیم کے ڈیزائن کے مطابق اس کی پانی ذخیرہ کرنے کی حد سطح سمندر سے 915 فٹ کی بلندی تک رکھی گئی جبکہ نوشہرہ کی سطح سمندر سے کم از کم بلندی 940 فٹ ہے۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ کالاباغ ڈیم کا پانی اکوڑہ خٹک کی حد تک ہی محدود رہے گا یوں نوشہرہ کالاباغ ڈیم کے پانی سے 25 فٹ بلند ہونے کے باعث محفوظ رہے گا۔ صوبہ سندھ والوں کا اعتراض یہ ہے کہ اس ڈیم کی تعمیر سے سندھ ریگستان میں تبدیل ہو جائے گا۔ البتہ اس خدشے کو آئینی ضمانتوں کے ذریعے ختم کیا جا سکتا ہے سندھ کے لوگوں کو شاید یہ معلوم ہی نہیں کہ کالاباغ ڈیم کی تعمیر سے انہیں پہلے کی نسبت زیادہ پانی میسر آئے گا جو ان کی زمینوں کی ہریالی کا باعث ہوگا کالاباغ ڈیم کی تعمیر سے سب سے زیادہ پانی سندھ ہی کو میسر آئے گا کیونکہ 5.7 ملین ایکڑ فٹ پانی ملنے سے ان کی نہریں بھر جائیں گی۔

بہت کم لوگوں کو یہ بات معلوم ہے کہ کالاباغ ڈیم کی تعمیر کے حوالے سے ایک معاہدہ پندرہ سال قبل وجود میں آچکا ہے جو چاروں صوبوں کے درمیان پانی کے ذخیرہ کرنے کے حوالے سے پائے جانے والے اتفاق رائے کی شاندار مثال ہے۔ 21 مارچ 1991ء کو چاروں صوبوں اور مرکز کے درمیان معاہدہ آب طے پایا تھا جس کے پیراگراف نمبر 6 میں مشترکہ مفادات کونسل نے مستقبل کی زرعی ضروریات اور توانائی کے مسائل کے حل کے مرکزی حکومت کو غیر مشروط طور پر یہ اختیار تفویض کر دیا تھا کہ وہ دریائے سندھ اور دوسرے

Marfat.com

دریاؤں پر جب اور جہاں چاہے پانی ذخیرہ کرنے کے لئے ڈیم بنا سکتی ہے بشرطیکہ وہ جگہ ڈیم بنانے کے لئے موزوں ہو۔ اس طرح مشترکہ مفادات کی کونسل نے معاہدے کی وسعت کو برقرار رکھتے ہوئے آنے والے ادوار میں پانی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اسے انتہائی جامع شق بنا دیا۔ اس معاہدے کو قومی اتفاق رائے کا شاہکار اس لئے قرار دیا ہے کہ یہ مشترکہ مفادات کونسل کے پلیٹ فارم سے وجود میں آیا ہے۔ CCI آئین کی شق 153 کے تحت قائم کردہ ادارہ ہے جس کے فیصلے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے فیصلے کو سپریم کورٹ میں بھی چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ اتنے معتبر اور مستند ادارے کے ذریعے وجود میں آنے والا معاہدہ آب جس میں وفاق کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ جس دریا پر جب اور جہاں چاہے موزوں جگہ کی موجودگی میں ڈیم بنا سکتا ہے تو اس سے بڑھ کر قومی اتفاق رائے کا موقع کب میسر آ سکتا ہے۔

کہنے والے یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ کالاباغ ڈیم کی تعمیر کے خلاف تین صوبوں کی اسمبلیوں نے قرار دادیں پاس کر رکھی ہیں تو اس حقیقت سے کون آگاہ نہیں کہ صوبائی اسمبلیوں کے ممبران نے یہ قرار دادیں انفرادی حیثیت میں پاس کی تھیں کیونکہ جس منشور کی بنیاد پر ان حضرات نے انتخابات میں حصہ لیا تھا اس میں کالاباغ ڈیم کی مخالفت کا کہیں تذکرہ نہیں ملتا۔ اس ضمن میں صوبہ سرحد کی اسمبلی نے 20 اپریل 1988ء کو پہلی قرارداد پاس کی تھی جس میں وفاقی حکومت کو کالاباغ ڈیم کی تعمیر کے مضمرات سے آگاہ کیا گیا تھا۔ 1991ء کے معاہدہ آب سے تین سال قبل پاس ہونے والی قرارداد CCI کے پلیٹ فارم سے قومی اتفاق رائے کے حامل معاہدے کو وجود میں آنے سے نہ روک سکی۔ چہ جائیکہ سندھ اسمبلی کی 14 جون 1994ء اور بلوچستان اسمبلی کی 6 اکتوبر 1994ء کی قراردادیں جو معاہدہ آب کے وجود میں آنے کے تین سال بعد منظور کی گئی تھیں یہ مشترکہ مفادات کونسل (جس میں تمام صوبوں کے وزرائے اعلیٰ شامل ہوئے ہیں) کو مذکورہ معاہدہ آب کے منظور کرنے سے روک سکتیں۔ اس طرح تینوں صوبوں کی قرارداد کی بدیہی طور پر کوئی اہمیت باقی نہیں رہ جاتی کہ CCI میں چاروں صوبوں کی نمائندگی معاہدہ آب کو پورے ملک کے لئے

Marfat.com

قابل قبول بناتی ہے اس پر مستزاد یہ کہ یہ کونسل پارلیمنٹ کو جوابدہ ہے جس میں صوبوں بشمول قبائلی علاقہ جات تمام قومی وملی جماعتوں کی نمائندگی ہے۔ اگر وفاق اس حوالے سے مصلحتوں کا شکار ہے تو عدالت عظمیٰ از خود کارروائی کر کے تمام صوبوں کو اپنے اعتراضات داخل کرنے کے لئے کہہ سکتی ہے تاکہ جائز اعتراضات سامنے آنے کے بعد ان کے خاتمے کے لئے ضروری کارروائی عمل میں لائی جا سکے۔ دنیا تیزی سے ترقی کی شاہراہ پر دوڑ رہی ہے مگر ہم ہیں کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اعتراض بنا کر قومی ترقی کی راہیں مسدود کرتے چلے جا رہے ہیں۔ ہمارے سیاستدان ذاتی مفادات کو اوّلین حیثیت اور قومی مفاد کو ثانوی درجہ دیتے ہیں جو ایک باوقار اور باعظمت قوم کی ملی غیرت اور قومی حمیت کے منافی ہے۔

روزنامہ جنگ۔ 16/مارچ 2010ء

Marfat.com

# کالاباغ ڈیم مخالف سیاستدان اور میڈیا کا کردار

خواجہ ثاقب غفور

پاکستان میں عذاب الٰہی کی صورت میں آنے والے تاریخی سیلاب کی تباہ کاریوں نے سرکاری ونجی املاک اور انسانی جانوں کو تہس نہس کر کے رکھ دیا ہے آج کل پہلے سیلاب کی تباہ کاریوں سے نجات کی کوشش کی جارہی تھیں کہ ڈوبی ہوئی قوم پر دوسرا سیلابی ریلا مزید آفت بن کر آرہا ہے اور قوم کے امیر، غریب اب تک اپنا سب کچھ گنوا چکے ہیں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس سیلابی عذاب کا ذمہ دار کون ہے؟ غریب کسان، مزدور، دکاندار، تاجر، مویشی چرانے والوں کو تباہ و برباد کرانے میں کس کس کا حصہ ہے؟ محتاط اندازے کے مطابق ملک بھر میں کشمیر، وادیٔ نیلم، گلگت بلتستان، خیبر پی کے، پنجاب اور سندھ کے نقصانات کا تخمینہ 800 ارب سے زیادہ ہے۔ ان میں اربوں روپے کی ذاتی زمینیں، مکانات، کاروبار، کھیت فصلیں، بازار، ہوٹل، پلازے، مال تجارت، مویشی اور گودام شامل ہیں!!

آج یہ سوال بہت زیادہ سنجیدگی سے سوچنے کا ہے کہ کالاباغ ڈیم کی تعمیر میں رکاوٹیں ڈالنے والے سیاستدان غریب پٹھانوں، سرائیکی، سندھی افراد کو بھوک، پیاس، بے گھر، موت کے منہ میں دھکیلنے، مال مویشی ہلاک کرانے، فصلوں سے محروم کرنے، گھر اجاڑنے میں کتنے حصہ دار ہیں؟ قوم کے غریب بے کس و بے بس عوام کو اے این پی کے اسفندیار ولی خان، غلام احمد بلور، اعظم ہوتی اور دیگر رہنماؤں اور پیپلز پارٹی کے بڑے لیڈروں سے پوچھنا چاہئے کہ ہمیں تباہ و برباد کرانے کے لئے کالاباغ ڈیم کی مخالفت کی تھی؟ اب یہ تمام "لیڈر" تباہ حال غریبوں کو جواب دیں کہ انہوں نے سیاست سیاست کھیلتے ہوئے ووٹروں کیلئے دشمن ملک بھارت کے ایجنڈے کی تکمیل کیوں کی؟ بعض سیاستدانوں کے بھارت کے دوروں اور دہلی، کابل میں سرکاری مہمانداری اور خفیہ سرگرمیوں سے عوام واقف ہیں۔ بھارت نے

Marfat.com

کالاباغ ڈیم کی تعمیر رکوانے کے لئے سندھ اور سرحد میں گذشتہ 20 سال سے اربوں روپے کی تقسیم سے اپنے ایجنٹ تیار کئے اور کالاباغ ڈیم کی مخالفت کی تحریکیں' مظاہرے' سیاسی جلسے' ریلیاں' اخباری بیانات' سیمیناروں کا انعقاد کرایا! آج اگر کالاباغ ڈیم ہوتا تو ملک میں بجلی کا بحران نہ ہوتا نہ مہنگی بجلی 6 سے 12 روپے یونٹ ہوتی نہ مہنگائی کا طوفان اٹھتا' نہ مزدور بجلی نہ آنے سے فیکٹریوں سے نکالے جاتے نہ کاروبار دکانیں 8 بجے بند کرنا پڑتیں' نہ امپورٹ' ایکسپورٹ کا کاروبار متاثر ہوتا نہ قومی ترقی رکتی نہ غریب اتنے بڑے پیمانے پر پانی کے ریلوں سے تباہ ہوتے!! چھوٹے ڈیم بھی کشمیر' خیبر پی کے' بلوچستان کی رودکوہیوں پر تعمیر نہ کرنا قومی جرم ہے۔

50 تا 100 میگاواٹ کے ڈیم ہر جگہ بنانے چاہئیں کالاباغ ڈیم کی تعمیر سے نوشہرہ' مردان نہیں ڈوبتا' یہ سارا پانی کالاباغ ڈیم کی بڑی جھیلوں میں سما جاتا اور کم تباہی ہوتی اب نوشہرہ شہر کا سب کچھ برباد ہوگیا اور دیگر قریبی اضلاع بھی ملیا میٹ ہوگئے۔ اب پٹھان' ہزارے' سرائیک کالاباغ ڈیم بناؤ تحریک شروع کرائیں یہاں پر موجود سیاسی قائدین عوام کو بتائیں کہ مخالفت سیاستدان ہیں ان کے سبز باغوں میں آئندہ نہ آنا اور عوامی ردعمل اور یکجہتی سے کالاباغ ڈیم کی تعمیر کا اعلان کرانے کی منصوبہ بندی کی جائے۔

کالاباغ ڈیم کی تعمیر کے مشن کو چلانے کیلئے قومی برقی میڈیا یعنی ٹی وی چینل بھی آگے بڑھیں وہ پشتو زبان اور سندھی زبان میں غریب تباہ حال عوام کی رائے حکمرانوں تک پہنچائیں کہ ہمیں کالاباغ ڈیم بنا کر دو' یہ وقت ہے کہ کالاباغ ڈیم کی تعمیر کے مشن میں 5 بڑے ٹی وی چینل 3 سے 5 منٹ کی چھوٹی فلمیں بنائیں جو یہ ضرورت اجاگر کریں کہ ہمیں کھیت' مال مویشی' فصلوں' زمینوں' مکانوں سے محروم کرنے والے کالاباغ ڈیم مخالف سیاستدان ہیں۔

پروپیگنڈہ تکنیک کو استعمال کر کے ملک کے طول وعرض میں یہ 3 منٹ کی فلم ہر مقبول ترین پروگرام سے پہلے' خبروں کے درمیان اور پروگراموں کے درمیان ایک ماہ تک لگاتار چلائی جائے۔ رائے عامہ کی تبدیلی کا یہ نادر موقع ہے اسے ٹی وی چینل مالکان اور میڈیا مینیجرز

Marfat.com

فوراً شروع کرانے کا اہتمام کریں۔ یہ قومی خدمت ہے قوم کی تقدیر بدلنے اور آئی ایم ایف، ورلڈ بنک سے نجات کے لئے کالا باغ ڈیم ضروری ہے سستی بجلی سے پیداواری لاگت کم ہو کر عالمی منڈی میں بڑے بر آمدات کے آرڈر مل سکیں گے اور قوم آئندہ اندھیروں اور سیلابی ریلوں سے تھوڑا بچ جائے گی۔ ٹی وی چینل مالکان کا یہ فرض ہے کہ وہ قومی رہنمائی اور قومی منصوبوں کی تعمیر میں اپنا کردار ادا کریں۔ ٹی وی پر کالا باغ ڈیم کی حمایت میں ایک یا دو ماہ کی مہم کالا باغ ڈیم کے مخالفوں کی ''سیاست'' ختم کر کے ''کالا باغ ڈیم بناؤ'' اتفاق رائے پیدا کرنے میں مرکزی کردار ادا کر سکتی ہے۔

روزنامہ 'نوائے وقت'..........20/اگست 2010ء

Marfat.com

# کالاباغ ڈیم.......اہم سنگ میل

فرخ شاہ

پاکستان میں ان دنوں کالاباغ ڈیم کے مسئلہ پر جو ہنگامہ برپا ہے یہ کوئی نہیں بات نہیں، دنیا کے بیشتر ممالک میں ایسا ہوتا چلا آرہا ہے لیکن جب بھی کسی ملک میں کسی ڈیم کی تعمیر کے بارے میں سنگین خدشات کا اظہار ہوا۔ دور حاضر میں انجینئرنگ نے اس قدر ترقی کرلی ہے۔ کہ کسی بھی رکاوٹ اور فنی مشکلات کا بخوبی حل نکالا جاسکتا ہے۔ پاکستان جہاں دن بدن پانی کی قلت بڑھتی چلی جارہی ہے۔ یہاں یہ مسئلہ بہت پہلے حل کرلینا چاہیے تھا۔ ایٹمی دھماکہ کے بعد پاکستان کیخلاف اقتصادی پابندیاں عائد ہوگئی ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے آئندہ چند مالی سال نہایت کٹھن ہوں گے۔ پاکستان اس مشکل میں صرف اپنی زراعت کو ہی ترقی دے کر نکل سکے گا۔ کالاباغ ڈیم سندھ، سرحد اور پنجاب کے مفاد میں ہے جبکہ بلوچستان بھی اس سے بھرپور مستفید ہوگا کیونکہ صوبہ سندھ کی آٹھ لاکھ ایکڑ پنجاب کی ۷ لاکھ ایکڑ سرحدوں کی ساڑھے چار لاکھ ایکڑ اور صوبہ بلوچستان کی ساڑھے چار لاکھ ایکڑ زائد اراضی زائد پانی سے سیراب ہوگی اسی طرح سستی بجلی بھی مہیا ہوگی۔ سندھ کا یہ خدشہ درست نہیں کہ اس کی زمین بنجر ہو جائے گا حقیقت یہ ہے کہ اس کو "زیادہ پانی میسر آسکے گا سندھ کی زمینوں میں ایک کی بجائے دو فصلیں ہوسکیں گی۔ خریف کی فصلوں کے لیے بھی پانی دستیاب ہوگا جبکہ یہ خدشہ بھی درست نہیں ہے کہ سیم وتھور بڑھے گا۔ سمندری نمک کو زمین سے دور رکھنے کے لیے جتنے پانی کی ضرورت ہے اس کا بھی تین گنا پانی کالاباغ ڈیم کے بننے کے بعد سمندر میں گرتا رہے گا۔ کالاباغ ڈیم بننے کے بعد سمندر میں گرتا رہے گا کالا باغ کے علاوہ کوئی اور جگہ نہیں ہے۔ جہاں پانی کا ذخیرہ کیا جاسکے۔ سندھ میں دو ایسے مقامات ہیں جہاں پانی کا ذخیرہ کیا۔ جو چھوٹے ڈیموں کے لیے مناسب ہوسکتے ہیں وہ ڈیم بنائے جارہے ہیں اس کے بعد بھاشا ڈیم بنانے کے لے موزوں ہے اس طرح عوامی نیشنل پارٹی کے یہ خدشات بھی درست نہیں ہیں کہ کالاباغ ڈیم کے بننے سے ان کے شہر ڈوب

Marfat.com

جائیں گے۔ کیونکہ کالاباغ ڈیم کے پہلے منصوبے کے بعد اس میں جو ترمیم کی گئی ہے۔ اس نے ان خدشات کا دور کر دیا ہے۔

قیام پاکستان سے اب تک وارسک، تربیلا اور منگلا ڈیم کی تعمیر کئے گئے ہیں لیکن تقریبا ۲۰ سال سے کوئی بڑا ڈیم تعمیر نہیں کیا گیا جبکہ اس کی افادیت اور ضرورت روز روشن کی طرح عیاں ہے پاکستان میں پانی تیزی سے ختم ہو رہا ہے۔ اور آئندہ ۱۰، ۱۵ سالوں میں وہ اس مقام پر پہنچ جائے جہاں اس کا شمار پانی کی قلت کے شمار ملکوں میں ہونے لگے گا۔ جس کے نتیجہ میں قحط سالی ہو سکتی ہے۔ پاکستان اب بھی اپنی گندم اور دیگر خوردنی اشیاء کا کچھ حصہ ۳۰ ارب روپے کے خطیر زرمبادلہ خرچ کر کے پورا کر رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیراعظم نے یہ درست فیصلہ کیا ہے کہ انہوں نے قومی ایجنڈے میں اپنی حکومت پالیسی کا اعلان کیا اور کالاباغ کے ایشو کو جرات مندی سے اٹھایا جبکہ وزیر اعلیٰ پنجاب محمد شہباز شریف نے کالا باغ ڈیم کے حوالے سے پنجاب کا موقف واضح طور پر بیان کر دیا ہے کہ پنجاب حکومت کالا باغ ڈیم بنانے میں وفاقی حکومت کے شانہ بشانہ کام کریگی۔ کیونکہ کالاباغ ڈیم وقت کی اہم ضرورت ہے اور پاکستان کی تعمیر و ترقی میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ کالاباغ ڈیم کی تعمیر کے لیے ۱۹۸۷ء سے تمام انتظامات مکمل ہیں۔

Marfat.com

# مصلحت یا مجرمانہ غفلت

## امجد بخاری

وہ جو کبھی پنجاب کا حسن تھا گہنا دیا گیا ہے بھارت کے راستے پاکستان میں داخل ہو کر پنجند پر دریائے سندھ میں جا کر گرنے والا چناب جس کے دونوں کنارے نہ صرف کئی شہر آباد ہیں بلکہ لاکھوں ایکڑ سیراب کرنے والے اس دریا سے پانی حاصل کر کے مٹی سے سونا نکالنے والے کروڑوں افراد نے اس کا وہ عروج بھی دیکھا ہے جب اس کا پاٹ پھیل کر 8 کلومیٹر تک ہو جاتا اور درمیان میں ٹھاٹھیں مارتا پانی ہی پانی ہوتا ہے۔ پنجاب کی دھرتی پر اس نے کئی داستانیں رقم کیں، محبت کے قصوں کا عنوان بنا اور آج بھی پنجاب اس کے بغیر زندہ رہنے کا تصور نہیں کر سکتا لیکن کیا ہوا کس کی نظر لگ گئی یا ہمارے اپنے کرتوت اسے کھا گئے۔ بھارت جس سے ہم نے اپنے ہی اس دریا کے حقوق بدلے میں دریا دے کر حاصل کئے اب اس پر بھی قابض ہو گیا ہے، کبھی نہ خشک نہ ہونے والا چناب اب بنجر ہے۔ بیابانیاں ہیں اور اس پر قائم 4 بیراجوں کے پار پانی کا ایک قطرہ نہیں ٹپکتا۔ ہمارے ہمیشہ کے دشمن نے ہماری لاپرواہیوں کا فائدہ اٹھاتے ہوئے نہ صرف اوچھا بلکہ انتہائی خطرناک وار کیا ہے اور بند باندھ کر اس دریا کا پانی بند کر دیا ہے اور ہم ہیں کہ اس دریا پر اپنے مکمل حقوق حاصل کرنے کی دستاویز سنبھالے بھی خاموش تماشائی ہیں۔ ہم بھارت سے اپنا ہی پانی مانگنے اور ڈٹ کر مانگنے سے خوفزدہ ہیں یا پھر مصلحتوں کا شکار۔ وہ جن کو ہم نے ووٹ دے کر اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے حکمران بنایا اپنے مفادات کو محفوظ کرنے کے چکروں میں ہیں اور ہم سے سب کچھ چھنتا جا رہا ہے۔ تین دریا پہلے ہی ہاتھ سے بھارت کے حوالے کر چکے اب چناب بھی ہم سے چھین لیا گیا لیکن ہم منتظر فردا بات کرنے سے بھی گھبراتے ہیں۔ 1960ء میں بھارت سے سندھ طاس معاہدہ کر کے ہم اہم دریاؤں راوی اور ستلج سے محروم ہو گئے۔ یہ دریا ہم نے بھارت کی جھولی میں ڈال دیئے اور اس کے بدلے میں دریائے سندھ، جہلم اور چناب پر مکمل اختیار حاصل کر لیا۔ عالمی بنک اس معاہدے کا ضامن تھا اور یہ

Marfat.com

دریا بھارت کو دینے کے بدلے میں جو مدد دی گئی اس کے تحت ملک میں ڈیمز' بیراج اور ایسی رابطہ نہریں تعمیر کی گئیں جن کے ذریعے مشرقی سمت میں پانی سے محروم ہو جانے والے علاقوں میں دریائی پانی پہنچانا تھا۔ اس صورتحال میں ملک کی زراعت کا سارا انحصار باقی بچ جانے والے تین دریاؤں پر منتقل ہو گیا جس میں سب سے اہم دریائے سندھ تھا۔ منگلا اور تربیلا ڈیمز کی تعمیر کے وقت فیصلہ ہوا کہ پاکستان میں ہر دس سے پندرہ برس کے درمیان ایک بڑا ڈیم تعمیر کیا جائے گا تا کہ پانی اور سستی بجلی کی ضروریات پوری کی جا سکیں۔ منگلا اور تربیلا ڈیمز کی منظوری سندھ طاس بورڈ نے دی اور اسی معاہدے کے تحت انہیں تعمیر کیا گیا۔ مزید ڈیموں کی ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے فوری طور پر دریائے سندھ پر ڈیمز بنانے کے لئے تیاریاں شروع کی گئیں اور کالاباغ ڈیم کی ابتدائی سمری پر 60 کی دہائی میں سنجیدہ منصوبہ بندی کا آغاز کر دیا گیا۔ اکتوبر 1984ء میں کالاباغ ڈیم کی سمری وفاقی کابینہ میں رکھی گئی تا کہ ڈیم پر کام شروع کرنے کی منظوری لی جا سکے۔ اس وقت صوبوں کی طرف سے اس ڈیم پر اعتراضات کا سنجیدہ آغاز ہوا لیکن اٹھائے جانے والے تمام اعتراضات سطحی تھے اور ڈیم کی تعمیر میں رکاوٹ نہیں بن سکتے تھے۔ وفاقی کابینہ نے ایک کمیٹی تشکیل دی جسے ڈیم کے ڈیزائن' معاشی ضروریات اور منصوبے کے سماجی پہلوؤں کا جائزہ لینے کا کام سونپا گیا اور یہ بھی فیصلہ ہوا کہ صوبوں کی طرف سے اٹھائے جانے والے تمام تکنیکی اعتراضات بھی دور کئے جائیں گے۔ بعد میں وزارت پانی و بجلی کی طرف سیا یک بھرپور دستاویز میں ان تمام اعتراضات کی وضاحت کی گئی۔ 1985ء میں کالاباغ کی کنسلٹنٹ کمپنی نے ڈیم کا تفصیلی ڈیزائن تیار کر لیا اور ماہرین کی طرف سے اس منصوبے کو قابل عمل اور انتہائی کارآمد قرار دیا گیا لیکن یہ ایسا دور تھا جب مختلف سیاسی عناصر اپنے مفادات کو سامنے رکھ کر بے جا اعتراضات کی گٹھڑیاں اٹھائے تنقید اور احتجاج کے سمندر میں چھلانگیں لگا چکے تھے اور پھر اس کے بعد اس موضوع کو تختہ مشق بناتے ہوئے ہر سمجھ نا سمجھ نے اس ڈیم کی مخالفت میں اپنا حصہ ڈالا اور ان میں بیشتر وہ لوگ تھے جو صرف تنقید برائے تنقید کر رہے تھے۔ اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے حکومتوں نے بھی مفاہمتی راستہ اپنایا لیکن مصلحتوں کا شکار مقتدر طبقہ

Marfat.com

مفاہمتوں میں کہیں آگے نکل گیا۔ جنرل پرویز مشرف کے دور میں ایک مرتبہ پھر کالا باغ ڈیم کے ایشو کو گرمایا گیا اور جون 2003ء میں ڈیم کی فزیبلٹی کا از سر نو جائزہ لیا گیا لیکن اس دور میں بھی مصلحتیں اور سیاسی مشکلات آڑے آئیں۔ پرویز مشرف چلتے بنے اور پھر اس ڈیم کی تعمیر کے منصوبے کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا گیا اور بھاشا ڈیم کے نام پر ایسا منصوبہ شروع کیا جو نہ صرف تکنیکی اعتبار سے مشکل ہے بلکہ اس کی تعمیر میں کم از کم 10 برس لگ سکتے ہیں۔ ڈیم کی تعمیر سے قبل 140 کلومیٹر شاہراہ قراقرم دیامیر بھاشا کے علاقے سے ہٹا کر نئی جگہ تعمیر کرنا ہوگی اور پھر ڈیم بن سکے گا۔ ان حالات میں ملک میں آب پاشی کا بڑا بوجھ تربیلا ڈیم اٹھا رہا ہے لیکن دن بدن پانی کی خراب صورتحال پنجاب اور سندھ کے مابین تناؤ کا سبب بن رہی ہے۔ صوبہ سندھ میں گندم کی کاشت نومبر کے مہینے میں مکمل کر لی گئی اس عرصہ کے دوران تربیلا ڈیم سے 70 ہزار کیوسک پانی سندھ کو فراہم کیا جاتا رہا۔ دسمبر میں پنجاب اور خصوصاً زیریں پنجاب میں گندم کی کاشت کا عروج ہے لیکن دریائے سندھ سے پانی کی فراہمی مکمل طور پر روک دی گئی ہے جبکہ جنوبی پنجاب کے متعدد علاقے ایسے ہیں جہاں دریائے سندھ سے نکلنے والے پانی کے سوا کسی اور ذریعے سے پانی نہیں پہنچایا جا سکتا۔ پنجاب نے اس صورتحال پر آبی تنازعات پر کنٹرول کرنے والے ادارے ارسا سے درخواست کی ہے کہ پنجاب کو گندم کی کاشت کے لئے 2.5 ملین ایکڑ فٹ پانی فراہم کیا جائے لیکن ارسا نے انکار کر دیا ہے اور پنجاب سے کہا گیا ہے کہ وہ اپنے حصے کا پانی پہلے ہی لے چکا ہے اب اسے سندھ سے مزید پانی نہیں دیا جا سکتا۔ ایسے میں جب پنجاب کا کاشتکار پانی کا متلاشی ہے ارسا کے رویے نے تناؤ کی کیفیت پیدا کر دی ہے۔ حالات جیسے ہے کی بنیاد پر رکھے گئے تو مستقبل میں تلخیاں بڑھ کر سیاسی رنگ اختیار کر سکتی ہیں۔ نان ایشوز میں پھنسی حکومت کو آخر ایشوز کیوں نظر نہیں آتے اور اگر نظر آتے ہیں تو ان سے آنکھیں کیوں چرائی جا رہی ہیں۔ حکمران غلط اور صحیح کا فیصلہ سننے کے لئے عدالتوں کی طرف ہی کیوں کان لگائے بیٹھے ہیں، کیا یہ فیصلہ وہ خود اپنے دل سے کر کے ایسے مستقبل کے لئے نئے عزم سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ حکومت دہشت گردی میں بھارت کے ملوث ہونے کے ثبوت ملنے

Marfat.com

کے باوجود بھارت کا نام لینے سے گھبراتی اور کتراتی ہے تو کم از کم پانی کے مسئلے پر ہی مؤثر آواز اٹھالی جائے۔ سندھ طاس معاہدے کو تہس نہس کرنے کے باوجود بھارت ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کر رہا ہے تو ہم کس مصلحت کے تحت خاموش ہیں۔ ہمارے دریاؤں کو نالوں میں بدلنے کے باوجود بھارت کو شرمندگی ہے نہ ندامت، الٹا ہم پریشان ہیں کہ بھارت سے کس طرح ڈٹ کر بات کریں کہیں عالمی طاقتیں اور بھارت ناراض نہ ہو جائے۔ کمپوزٹ ڈائیلاگ شروع کرنے کی رٹ لگاتے لگاتے ہم اپنا سب کچھ کھوتے جا رہے ہیں اور اگر حالات یہی رہے تو پھر شاید آواز اٹھانے کو بھی کچھ باقی نہ بچے۔ مصلحتیں اب مجرمانہ خاموشی میں بدل رہی ہیں اور وہ بھی ایسا جرم جس کی کوئی معافی ہوگی نہ مداوا۔

Marfat.com

# حکومت خاموش کیوں ہے؟

## سندھ طاس واٹر کونسل کو "را" کی طرف سے رشوت کی پیشکش

## کالاباغ ڈیم کی تعمیر کے بغیر زرعی، صنعتی اور انرجی بحران حل نہیں کیے جا سکتے

احمد جمال نظامی

بھارت کی آبی جارحیت کے باعث دریاؤں میں پانی کی کمی اور نہری نظام متاثر ہونے پر مختلف حلقوں کی طرف سے احتجاج اور تشویش کا سلسلہ جاری ہے۔ اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان پانی کے حوالے سے متاثرہ ترین ملک ہے اور آنے والے دنوں میں یہ مسئلہ ایک خوفناک شکل اختیار کر سکتا ہے۔ فیصل آباد کے زرعی حلقوں کی طرف سے بالخصوص پانی کی کمی کے خلاف آواز بلند کی جا رہی ہے تاہم سندھ طاس واٹر کونسل پاکستان کے چیئرمین اور عالمی پانی اسمبلی کے چیف کوارڈی نیٹر حافظ ظہور الحسن نے ایک مرتبہ پھر آواز بلند کر کے سب کو چونکا دیا ہے۔ اس مرتبہ ان کا کہنا ہے کہ بھارت کی خفیہ ایجنسی را نے سندھ طاس واٹر کونسل کو غیر فعال کرنے کے بعد بھاری رشوت کی پیش کش کی جسے ٹھکرا دیا گیا ہے۔ انہوں نے انکشاف کیا کہ بھارت کی خفیہ ایجنسی را کی ایک ذیلی تنظیم نے سندھ طاس واٹر کونسل کو غیر فعال کرنے کے لئے دو لاکھ روپے ماہانہ تنخواہ، دو ارب روپے سالانہ ترقیاتی فنڈز، اسلام آباد میں دفتر، گھر اور گاڑی کی پیش کش ہے جبکہ سندھ اور سرحد میں کالاباغ ڈیم کے خلاف اس تنظیم نے اربوں روپے خرچ کئے۔ ان کا کہنا ہے کہ موجودہ حالات میں پانی کی زبردست قلت کے باعث صوبے آپس میں دست و گریباں ہیں۔ دریائے سندھ ایک نالے کی شکل اختیار کر چکا ہے اور جو بھارت سے بچا کھچا پانی آ رہا ہے وہ صرف سندھ کو دیا جا رہا ہے۔ پنجاب کے علاقے مظفر گڑھ اور ڈی جی خان کو صرف تین ہزار کیوسک پانی میسر ہے۔ پنجاب کی 21 بڑی اور 2709 چھوٹی نہریں بند کر دی گئی ہیں جن سے دو کروڑ پچاس لاکھ ایکڑ رقبہ سیراب ہوتا ہے اگر یہی سلسلہ جاری رہا تو زیر زمین پانی کی سطح ری چارجنگ نہ ہونے کے باعث 180 فٹ سے 230 فٹ تک پہنچ گئی ہے اور مزید

Marfat.com

مسائل پیدا ہو سکتے ہیں جس کے باعث اب ٹیوب ویل سسٹم بھی ناکارہ ہو جائے گا۔ اس وقت پانی کی قلت کے باعث مختلف شعبہ جات بری طرح متاثر ہو رہے ہیں اور زرعی میدان کے علاوہ بجلی کی لوڈ شیڈنگ کا سلسلہ موسم سرما میں ایک مرتبہ پھر شروع ہو چکا ہے۔ مختلف مقامات پر چار سے چھ گھنٹوں کے لئے غیر اعلانیہ لوڈ شیڈنگ کا سلسلہ جاری ہے اور ایسے لگتا ہے کہ حکومت کے ذمہ داران رینٹل پاور پلانٹس کے منصوبوں کو عملی شکل دینے کے لئے آخری حد تک بے تاب ہو چکے ہیں حالانکہ مسئلہ وہیں کا وہیں کھڑا ہے کہ پہلے سے موجود انڈیپنڈنٹ پاور پلانٹس کی پوری پیداواری سکت سے استفادہ کیوں نہیں حاصل کیا جا رہا اور مختلف الیکٹرک سپلائی کمپنیز کے سٹیم پاورز کو مکمل طور پر ان کی پیداواری صلاحیت کے مطابق چالو کیوں نہیں کیا گیا۔ اس وقت بجلی کی لوڈ شیڈنگ کے حوالے سے ترجمان پاکستان الیکٹرک پاور کمپنی کا کہنا ہے کہ پیپکو کو 661 میگاواٹ شارٹ فال کا سامنا ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ تاحال مس مینجمنٹ کی وجہ سے بجلیکی لوڈ شیڈنگ کا مسئلہ بحرانی کشمکش سے باہر نہیں نکل سکا۔ لہٰذا جب بجلی کی لوڈ شیڈنگ اور نہری پانی کی کمی کا دریاؤں کی نسبت سے مسئلہ ابھرتا ہے اور اس پر مختلف حلقوں کی طرف سے آواز بلند کی جاتی ہے تو بات وہیں جا کر شروع ہو جاتی ہے جہاں سے حکومت نے اس کے خاتمے کی ابتدا کی تھی یعنی مختلف طبقہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے احباب یہی مطالبہ اور سوال کرتے ہیں کہ حکومت کالا باغ ڈیم کے منصوبے کو پایہ تکمیل تک کیوں نہیں پہنچاتی اور حکومت کی طرف سے کالا باغ ڈیم کے منصوبے کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کا کیوں اعلان کیا گیا ہے کہ پیپلز پارٹی اپنے آپ کو وفاق کی جماعت قرار دیتے ہوئے چاروں صوبوں کی زنجیر قرار دیتے نہیں تھکتی۔ کالا باغ ڈیم اس وقت تمام تر مسائل کا واحد اور آسان حل ہے لیکن حکومتی روش اس سوال کو ابھار رہی ہے کہ کیا واقعی را' موساد اور امریکہ نے پاکستان کی حکومت سے یہ معاہدہ کر رکھا ہے کہ کالا باغ ڈیم تعمیر نہیں کیا جائے گا اور بھارت کی آبی جارحیت پر محض روایتی طور پر احتجاج کیا جاتا رہے گا۔ بھارت کی آبی جارحیت پر اقوام متحدہ کا کردار بھی انتہائی مایوس کن ہے اور بلاشبہ ایسی ہی شرمناک کرداروں اور اقدامات کی وجہ سے مبصرین اقوام متحدہ کو بھی لیگ آف نیشنز سے زیادہ موثر ادارہ قرار نہیں دیتے۔ شعبہ زراعت وطن عزیز کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے جبکہ اس وقت دنیا کی آبادی میں تیزی سے اضافہ جاری ہے اور یہ

Marfat.com

سروے رپورٹس سامنے آرہی ہیں کہ زرعی پیداوار میں اضافہ دنیا کی اہم ترین ضرورت ہے اگر اس ضمن میں کچھ نہ کیا گیا تو پھر پاکستان کو 1997ء کے ایک سروے کے مطابق ہر سال 25 فیصد خوراک کی قلت کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے اور اس قلت کے باعث پاکستان دنیا کے ان چند ممالک میں شامل ہوگا جنہیں گندم کے بحران جو کہ مختلف عوامل کی وجہ سے جنم لیں گے خوراک کی قلت پر قابو پانے کے لئے گندم کی ایکسپورٹ اور بعد ازاں امپورٹ کی صورت میں آٹے کے بحران نے جنم لیا تھا۔ پاکستان میں اس وقت لاکھوں ایکڑ ایسی زمین موجود ہے جسے زراعت کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے اور دریائی پانی اور نہری نظام کی بدولت ان زمینوں کو ہری بھری فصلوں سے مالا مال کر کے ہم اپنے حال اور مستقبل کو محفوظ کر سکتے ہیں مگر چونکہ بھارتی آبی جارحیت پر خاموشی کا سلسلہ جاری ہے اور کالا باغ ڈیم کا منصوبہ مکمل طور پر ترک کیا جا چکا ہے اس لئے وطن عزیز اپنے پاس موجود ان زمینوں سے استفادہ کرنے میں ناکام ہے جبکہ گذشتہ چند سال قبل بھی ایک سروے کے مطابق وطن عزیز میں نئے ڈیمز تعمیر نہ ہونے کی وجہ سے تربیلا ڈیم میں پانی کی سطح کم سے کم تر ہوتی جارہی ہے اور آئندہ سال یہ سطح مزید کم ہوگی ان عوامل کو مدنظر رکھتے ہوئے بظاہر مسائل کے حل کے لئے نیشنل واٹر ریسورس ڈویلپمنٹ پروگرام کا ماضی میں اعلان کیا گیا تھا تاکہ آبپاشی کے لئے پانی کی قلت اور موسمی ضروریات کے مطابق ان مسائل کو حل کیا جاسکے۔ مون سون کے موسم میں بارشوں کے پانی سے سیلابی صورت حال پر قابو پانے کے لئے اقدامات اٹھائے جا سکیں لیکن عملی طور پر تا حال کچھ نہیں کیا گیا اور دوسری طرف گذشتہ برس یہ دیکھنے میں آیا کہ آبی جارحیت کا خطرناک کھیل کھیلنے والے بھارت نے دریاؤں میں پانی زیادہ ہونے پر پانی کا رخ پاکستان کی طرف کر دیا جس سے زرعی فصلوں کو شدید نقصانات اٹھانے پڑے۔ وطن عزیز میں اس وقت انرجی ریسورسز کی ڈیمانڈ میں اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے جس پر حکومت نے پرائیویٹ شعبہ میں قدم بڑھاتے ہوئے انڈیپنڈنٹ پاور پلانٹس لگائے اور وقت نے ان اقدامات کو ناکام ثابت کیا جبکہ اب حکومت رینٹل پاور پلانٹس پر بضد نظر آتی ہے اور اس کے کیا ثمرات منفی اور مثبت انداز میں ہوں گے اس کا اندازہ اس منصوبے پر مختلف ماہرین کی آراء اور پوری تنقید سے لگایا جاسکتا ہے۔ لوڈشیڈنگ کا مسئلہ آبی ذخائر کی زیادہ سے زیادہ اور کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے بغیر ممکن نہیں کیونکہ مختلف ریسرچز یہ ثابت کر چکی ہیں کہ انرجی

Marfat.com

کرائسسز کے حل کا واحد اور سستا ترین ذریعہ آبی ذخائر کی تعمیر ہے مگر حکومت کی طرف سے تا حال غفلت اور لا پرواہی کا سلسلہ جاری ہے اور اگر حکومت نے ان مسائل پر توجہ نہ دی تو آئندہ سالوں میں ہمیں شدید Socio اکنامک مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس وقت نیشنل واٹر ریسورسز ڈویلپمنٹ پروگرام کو متعارف کروانے کی انتہائی اشد ضرورت ہے اور اس کے ساتھ کالا باغ ڈیم سمیت دیگر آبی ذخائر کی تعمیر ہنگامی بنیادوں پر شروع کر کے موجود منصوبوں کی ری ماڈلنگ کرنے اور نئی آبپاشی سکیمز ملک کے پسماندہ علاقوں اور صوبوں میں شروع کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ 2000ء میں اس وقت کے آمرانہ صدر جنرل (ر) پرویز مشرف کی طرف سے 25-2005ء نیشنل واٹر ریسورسز ڈویلپمنٹ پروگرام کا اعلان کیا گیا تھا جس میں متعدد منصوبہ جات شامل تھے۔ اس پیکیج میں کالا باغ ڈیم کا منصوبہ بھی شامل تھا اور اس وقت یہ اعلان کیا گیا تھا کہ پانی کی قلت پر قابو پانے کے لئے اور بجلی کی قیمتوں میں اضافے کے عمل کو روکنے کے لئے تھرمل پاور کے منصوبوں کا اجراء کیا جائے گا لیکن بدقسمتی سے اس سکیم پر بھی محض سیاست کی گئی اور عملی طور پر کچھ سامنے نہ آ سکا۔ کالا باغ ڈیم جو کہ اسلام آباد سے سو میل دور ساؤتھ ویسٹ پر واقع ہے۔ یہ ملٹی پرپز منصوبہ 6.1 ملین ایکڑ فٹ پانی محفوظ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے جس کی بدولت پانی کے ضیاع کا مسئلہ ختم ہو جائے گا اور اس عظیم منصوبے کی تکمیل کے نتیجہ میں آبپاشی کا نظام اور نظام آبپاشی کے لئے پانی کی سپلائی مزید موثر ہو گی اور 1991ء کے واٹر Apportionment Accord منصوبوں کے درمیان معاہدے کو عملی تقویت حاصل ہو گی اور جس طرح حافظ ظہور الحسن نے کہا ہے کہ پانی کی قلت کی وجہ سے صوبے آپس میں دست و گریباں ہیں یہ مسائل مستقل بنیادوں پر حل پذیر ہو سکیں گے۔ کالا باغ ڈیم کی بدولت سستی ہائیڈرو پاور نیشنل گرڈ سٹیشن کو فراہم کی جا سکے گی جس سے اس کی صلاحیت میں 2400 میگا واٹ بجلی اوسطاً سالانہ 11413 ملین کلو واٹ گھنٹہ بجلی پیدا کرے گا جس کے نتیجے میں تربیلا سے 336 ملین سے 600 میگا واٹ اضافی بجلی حاصل کی جا سکے گی۔ اگر ہم موجودہ اعداد و شمار کو سامنے رکھیں تو شاید اس وقت وطن عزیز میں کالا باغ ڈیم تعمیر ہوتا تو کوئی لوڈشیڈنگ کا بحران ہمیں ڈس نہ سکتا۔ کالا باغ ڈیم کی صلاحیت 20 ملین تیل سالانہ کے برابر ہو گی۔ کالا باغ ڈیم کی معاشی زندگی 50 سال پر محیط ہے اور اس

Marfat.com

دوران اس کی مشینری اور دیگر ساز و سامان میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی اور سرمایہ کاری کرنے کی 10 سال سے پہلے قطعی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہو سکتی۔ 2005ء کے ایک سروے رپورٹ کے مطابق 1998ء کی کرنسی ریٹ کے مطابق ہے۔ بجلی کی لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے زرعی میدان بھی شدید بری طرح متاثر ہوتا ہے اور ان دنوں تیل کی قیمتوں میں اضافے نے شعبہ زراعت کو شدید بحران سے دوچار کر رکھا ہے۔ زرعی حلقوں کی طرف سے متواتر یہی مطالبہ سامنے آ رہا ہے کہ حکومت کالا باغ ڈیم کی تعمیر مکمل کرے کہ اس منصوبے کی تعمیر مکمل کرے کہ اس منصوبے کی تعمیری لاگت میں مسلسل اضافہ جاری ہے اور اس اضافے میں مزید خطرناک حد تک اضافہ ہونے سے پہلے کو حکومت چاہئے کہ اس منصوبے کی تعمیر شروع کر دے کہ مختلف سٹڈی رپورٹس کے مطابق یہ منصوبہ مکمل ہونے میں 6 سال لگیں گے۔ جس کے بعد یہ مکمل طور پر آپریشنل ہو کر لامحدود فوائد فراہم کرے گا۔ 2005ء جولائی کے ایک سروے کے مطابق کالا باغ ڈیم جس کی تعمیر انتہائی ضروری ہے اس کی صورت میں شعبہ زراعت کو سالانہ 65.67 بلین روپے کا آبپاشی نظام، پاور جنریشن اور فصلوں کی پیداوار کی صورت میں فائدہ فراہم کرے گا جبکہ بالواسطہ طور پر اس کے صنعتی اور خوراک کی پیداوار کے علاوہ زرعی پیداوار میں اضافہ اور روزگار بڑھانے کی مد میں فوائد لامحدود ہیں۔ حکومت کو چاہئے کہ فوری طور پر کالا باغ ڈیم کے موخر کئے گئے منصوبے پر ایک محب وطن کے طور پر نظر ثانی کرے اور 'را' کی تمام سازشوں کو ناکام بناتے ہوئے اپنا بطور پاکستانی حکومت کردار ادا کرے وگرنہ مستقبل کے حوالے سے خدشات نظر انداز نہیں کئے جا سکتے۔ انہیں نظر انداز کرنے والوں کو تاریخ اور قوم کبھی معاف نہیں کرے گی۔ بھارت جیسے دشمن کے آگے بھیگی بلی بننا مسلمان حکمرانوں کا شیوہ نہیں ہو سکتا۔

27-12-2009 نوائے وقت۔ لاہور

Marfat.com

# عوامی حکومت کالا باغ ڈیم کو زندہ درگور نہ کرے!

ڈاکٹر راشدہ قریشی

صدر آصف علی زرداری نے اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کا صدارتی قلمدان سنبھالتے ہی ''پاکستان کھپے'' کی صدا بلند کی۔ امید تھی کہ صدر صاحب ''پاکستان کھپے'' کے حقیقی معنوں اور پاکستان کی ترقی وخوشحالی کے پیرہن سے واقف ہوں گے لیکن موجودہ جمہوری حکومت کے قیام کے صرف ایک برس بعد ہی پی پی نے ملکی معاشی استحکام کے میگا پراجیکٹ ''کالا باغ ڈیم'' کے باب کو ''قومی داستان ترقی جلد اوّل'' سے کچھ اس طرح حذف کیا کہ پوری قوم کو 2005ء والے زلزلے کا سا شدید جھٹکا محسوس ہوا۔ یہی نہیں بلکہ مسلم لیگ (ن) کی اعلیٰ قیادت نے بھی کالا باغ ڈیم منصوبے کو نا قابل عمل کہہ کر قوم کو مایوس کیا۔ مسلم لیگ (ق) کی ایم این اے محترمہ بشریٰ رحمٰن نے قومی اسمبلی میں جب کالا باغ ڈیم بن کر رہے گا کا زور وشور سے نعرہ بلند کیا تو ایوان نے مچھلی بازار کا نظارہ پیش کیا اور ملک گیر سیاسی جماعتوں کا دوغلہ پن بھی آشکار ہو گیا۔ یہ بات 07-2006 کی ہے۔ مشرف دور میں جب پنجاب میں مسلم لیگ ق کی حکومت تھی اس وقت سنٹرل کمیٹی فار ڈویلپمنٹ نے وطن عزیز کو پیداواری بحران سے بچانے کے لئے 35 چھوٹے بڑے ڈیمز کی تعمیر کا منصوبہ دیا جس میں کالا باغ ڈیم کی تعمیر سر فہرست تھی۔ منصوبے کے مطابق تعمیر کے لئے زیر غور ڈیمز کے لئے باقاعدہ اربوں روپیہ مختص کیا گیا اور واپڈا کے سابق چیئرمین طارق حمید سمیت چاروں صوبوں کے محکمہ آبپاشی وانہار کے اعلیٰ افسران وتکنیکی ماہرین کو ان ڈیمز کی تعمیر کے منصوبے کی تکمیل کا ٹاسک دیا گیا۔ اگر سابق صدر مشرف اور ان کے حکومتی شراکت دار ڈیمز کی تعمیر کے منصوبے کی تکمیل سے مخلص ہوتے اور کچھ عملی پیشرفت کرنا چاہتے تو آج 2010ء تک ہماری صورتحال مختلف ہوتی۔ کالا باغ ڈیم کی تعمیر 2016ء تک مکمل ہونے کا جو ٹارگٹ بنایا گیا تھا وہ اپنے جلو میں آج جب 2011ء کا سورج طلوع ہونے کو ہے' خوش آئند ہوتا!

حقیقت یہ ہے کہ ایوب دور میں ہم نے کوئی نیا ڈیم تعمیر ہی نہیں کیا۔ دوسری جانب ہم

Marfat.com

بچشم خود دیکھ رہے ہیں کہ پاکستان کے معاشی قتل کے لئے ہمارے نام نہاد ہمسائے بھارت نے ایک گھناؤنی سازش کے تحت سندھ طاس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کشمیر کے راستے ہماری جانب آنے والے دریاؤں پر 62 سے زائد ڈیمز تعمیر کر کے ہمارے حصے کا پانی روک لیا ہے' پھر ہماری نا اہلیاں کہ ہم اپنے حد اختیار کے ڈیمز کی تعمیر میں بھی لیت ولعل سے کام لیتے چلے جا رہے ہیں۔ ان تمام باتوں کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ دریائے ستلج' راوی و چناب کا پانی بالکل غائب ہے' ہماری نہریں خشک ہو چکی ہیں۔ وطن عزیز کی کروڑوں ایکڑ زرخیز زمین پانی کی بوند بوند کو ترس رہی ہے۔ دھرتی ماں کی کوکھ ہے کہ بانجھ ہوتی چلی جا رہی ہے۔ ہمارے کھیت کھلیان و صنعتیں ہی نہیں بلکہ گھریلو صارفین تک بھی ملک میں پاور پروڈکشن کے عملاً ختم ہو جانے کے سبب تلملا رہے ہیں۔ ہماری معیشت تباہی کے دہانے پر ہے۔ زرعی ملک ہونے کے باوجود ہم دوسری اجناس تو ایک طرف روٹی کے لئے گندم تک برآمد کرنے پر مجبور ہیں اور گیس' بجلی' پٹرول و ڈیزل ایسے بحرانوں کا شکار ہیں۔

صد افسوس! کہ قوم کے جسم و روح کا رشتہ منقطع ہونے کو ہے اور ہماری قیادتیں قومی افادیت کے حامل خالص پراجیکٹس کو سیاسی مصلحتوں کی بھینٹ چڑھا رہے ہیں۔ معاشی نہج پہ دفاع پاکستان کا سوچنے کی بجائے صوبائی تعصب کو ہوا دے رہے ہیں۔ قائداعظمؒ و اقبالؒ کے خوابوں کو چکنا چور کر کے سندھی' پنجابی' سرحدی و بلوچی بن کے خود کو خود ہی سے کاٹ رہے ہیں۔ دشمن کی سرحد پار سازشوں کو تسلیم کرنے والے اندروں حالات دشمنوں کی چالوں سے دیدہ و دانستہ آنکھیں بھینچ رہے ہیں۔ میں پوری ذمہ داری سے کہتی ہوں کہ کالا باغ ڈیم پنجاب کی نہیں پاکستان کی ضرورت ہے۔ کالا باغ ڈیم صوبائی نہیں قومی پراجیکٹ ہے۔ کالا باغ ڈیم وطن عزیز کے کسی بھی صوبے کا نقصان نہیں بلکہ من حیث المجموعی تمام صوبوں کی ترقی و خوشحالی کا نشان ہے اور یہ کہ کالا باغ ڈیم ملکی معاشی بقاء ہی کے لئے نہیں بلکہ بھارتی آبی دہشت گردی کے توڑ کے لئے بھی ناگزیر ہے' پھر اصل مسئلہ کیا ہے؟ ذرا سیاسی چپقلشوں و مصلحتوں سے ہٹ کر ہم غیر جانبدارانہ غور کریں تو دل گواہی دیتا ہے کہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے لئے تمام صوبوں کے مابین اتفاق رائے پیدا کیا جا سکتا ہے۔ غیر جذباتی

Marfat.com

ہو کر منطقی انداز میں ہمیں یہ بات سمجھنا ہے کہ اس میگا پراجیکٹ کی تکمیل نہ تو سیاسی مسئلہ ہے اور نہ ہی کسی صوبے و طبقے کو خصوصی فائدہ پہنچانے کا مسئلہ ہے۔ جس عہد حکومت میں تمام صوبوں کی اعلیٰ قیادتوں کی مشاورت سے جب کالا باغ ڈیم کی تعمیر کا منصوبہ بنایا گیا اور بڑے بڑے انجینئرز و تکنیکی ماہرین نے اس ڈیم کی فزیبلٹی تیار کی تو کیسے ممکن ہے اس وقت کسی ایک صوبے کے فائدے کے لئے باقی صوبوں کو نقصان دینے کا سوچا گیا ہو ورنہ یہ تو اپنے اعضاء کاٹنے کے مترادف ہوتا! سرحد و سندھ کے تحفظات بجا، نیک نیتی سے حقیقت شناسی کے عمل سے گزرا جائے تو سندھ اور سرحد کے ہمارے بھائیوں کے خدشات و تحفظات (Fears) ہو سکتے ہیں۔ یہاں کچھ بڑے علاقوں کے ڈوب جانے کا خدشہ سرفہرست ہے۔ اصل میں کسی بھی صوبے کے علاقوں کے ڈوبنے کا خوف گمان محض ہے بلکہ غلط فہمی ہے کیونکہ کالا باغ ڈیم آناً فاناً نہیں بلکہ پورے منصوبے سے متاثرہ علاقوں کے باسیوں کی سہولت کے پورے خیال و اہتمام کے بعد تعمیر کیا جائے گا۔ تاریخ بتا رہی ہے کہ جب تربیلا ڈیم بن رہا تھا تب بھی شدید مخالفت آڑے آئی اور شور مچا کہ صوابی ڈوب جائے گا لیکن تربیلا ڈیم بن گیا اور صوابی بھی آج قائم و دائم ہے کالا باغ ڈیم کی فزیبلٹی تیار ہے اور ماہرین کے مطابق مردان، نوشہرہ اور اٹک کے اضلاع کو کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں کیونکہ کالا باغ ڈیم کے اپنے ڈیزائن میں ان اضلاع کا تحفظ بھی موجود ہے۔ ان علاقوں و اضلاع کے خطرے کی حیثیت سیاسی غلغلے سے زیادہ نہیں۔ ایک سوشیالوجیکل سروے کے مطابق کالا باغ ڈیم کے سپاٹ پر صرف ایک لاکھ لوگوں کی بے دخلی کا مسئلہ درپیش ہو گا جنہیں متبادل مقامات پر بسنے کی سہولت فراہم کر کے اس مسئلے کو حل کیا جا سکتا ہے۔ اسی سروے کے مطابق سرحد میں صرف 34,500 لوگ متاثر ہوں گے تاہم اس قومی مفاد کے منصوبے کی تکمیل کے راستے کی اس رکاوٹ کو دور کرنے کے لئے ان لوگوں کو بھی نہ صرف متبادل رہائش فراہم کی جا سکتی ہے بلکہ ڈیم کی تعمیر کے بعد انہیں ترجیحی بنیادوں پر مناسب روزگار بھی فراہم کیا جا سکتا ہے۔

پوری دنیا میں کسی بھی ملک میں جب قومی افادیت کے حامل ترقیاتی پراجیکٹس شروع کئے جاتے ہیں یعنی ڈیمز بنائے جاتے ہیں تو کم و بیش جتنے بھی لوگ متاثر ہوتے ہیں ان کی

Marfat.com

Resettelment کی ذمہ داری حکومت خود لیتی ہے اور حکومت کے لئے قومی مفاد کے لئے ڈیمز بناتے وقت متاثرہ خاندانوں کو Resettle کرنا کوئی سنگین مسئلہ نہیں ہوتا۔ یاد کیجئے 1947ء کا وہ وقت جب قائداعظم محمد علی جناحؒ کی قیادت میں پاکستان بنا اور اپنے نوزائیدہ وطن کی طرف ہجرت کا وقت آیا۔ برصغیر پاک و ہند کے مسلمان اپنی جائیدادیں تو کیا اپنی قیمتی جانیں نذرانے کے طور پر اس لئے پیش کر رہے تھے کہ وہ جان چکے تھے کہ عزت وحمیت کا تقاضا ہے کہ ہم اپنی آزادی کے ساتھ ایسے وطن میں زندگی بسر کریں کہ جس کی ترقی ہماری اپنی ترقی ہو، جس کی خوشحالی ہماری اپنی خوشحالی ہو اور جس کا نام ہماری پہچان ہو۔ ایسے پیارے وطن کے آئیڈیل کے آگے تمام قربانیاں ہیچ ہو گئیں تو پھر اسی پاکستان کی معاشی خوشحالی کے نشان کالاباغ ڈیم کی تعمیر کے لئے صرف چند ہزار یا لاکھ لوگوں کی Resettlement کی قربانی چہ معنی دارد؟

علاوہ ازیں ایک اور نکتہ ذرا ٹھنڈے دل سے سوچئے کہ 2005ء کے سرحدی زلزلے اور حالیہ سیلاب نے کتنے خاندانوں کو بے گھر نہیں کیا۔ صرف حالیہ سیلاب سے 2 کروڑ لوگ متاثر ہوئے۔ ان قدرتی آفات کہ جن کا کوئی Output ہی نہیں، سے بھی تو ہمارے جیسے لوگ ہی متاثر ہوئے۔ ان متاثرہ لوگوں کا بھی تو اللہ اور اس کے مخیر بندے پرسان حال رہے ہیں، پھر غیر ضروری وسوسے کس بات کے؟ مندرجہ بالا دلائل کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ سندھی، سرحدی یا کسی بھی بھائی کے خدشات ووسوسے اتنے سنگین وکڑے نہیں کہ جس کے پیش نظر کوئی یہ کہے کہ کالاباغ ڈیم لاہور یا کراچی کی قیمت پر تعمیر کیا جائے گا اور جو اپنی زبان سے ایسے خرافات اگل رہے ہیں وہ محض جہالت وجذبات میں بہک رہے ہیں۔ کالاباغ ڈیم کی تعمیر کے حوالے سے ایسے زہر فشانی کرنے والوں کا تعقل (Rationality) سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ مسلم لیگ ق کی ایم این اے محترمہ بشریٰ رحمان کے خطابات بڑے پرمغز ہوتے ہیں اپنے ایک خطاب میں انہوں نے دعویٰ کیا تھا کہ ان کے پاس ایسے ثبوت موجود ہیں کہ جن کی بنیاد پر وہ ثابت کر سکتی ہیں کہ ملک پاکستان میں بھارتی لابیاں کالاباغ ڈیم ڈیم کی تعمیر کے خلاف سرگرم عمل ہیں۔ وکی لیکس نے بھی حال ہی میں یہ بات

Marfat.com

منکشف کی ہے پاکستان کے لاتعداد نجی معاملات میں غیر مرئی طور پر بھارتی مداخلتیں کارفرما ہیں ان نجی معاملات میں کالا باغ ڈیم جیسے معاملات کی طرف بھی اشارہ مل رہا ہے۔ ویسے بھی خارجی حالات کے مطابق وطن عزیز کے معاشی ترقیاتی منصوبوں میں عالمی مالیاتی اداروں کی ہدایات اور بھارت و امریکہ کی ظاہر و باطن مداخلتیں ہماری معیشت کے پہیئے کو جام کر رہی ہیں کہ انہیں اپنی طاقت و چودھراہٹ کی صورت ہماری اقتصادی غلامی نظر آتی ہے۔ ایک کالا باغ ڈیم کی تعمیر کا پروگرام تو کیا کالا باغ ڈیم جیسا معاشی استحکام و خود انحصاری کا کوئی بھی منصوبہ امریکی و امریکی حواریوں کو کیسے بھا سکتا ہے۔ ہماری اطلاع کے مطابق آج تک کالا باغ ڈیم کی تعمیر کی فزیبلٹی تیار کرنے پر جتنی رقم خرچ کی گئی ہے اس پروجیکٹ کو درگور کرنے کے لئے عالمی مالیاتی ادارے و امریکی و بھارتی لابیاں مختلف این جی اوز کی وساطت سے یا پھر براہِ راست اس سے دوگنا زیادہ رقم خرچ کر رہی ہیں یہاں تک کہ اب پاکستانی ہائی کمانڈ کی توجہ صرف چند ایک چھوٹے چھوٹے ڈیمز کی تعمیر و مرمت یا پھر بیراجز کی تعمیر تک محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ یہ صورتحال ہمارے ارباب بست و کشاد کے علم میں بھی ہے بہر حال ان حالات کی درستگی کے لئے فوری سخت اقدامات کی ضرورت ہے کہ اپنے وطن کے ساتھ مخلص و نیک نیت سلجھی کمانڈ عوامی بہبود کے پہلے ایسے ڈویلپمنٹل میگا پروجیکٹس کی تکمیل کرنی ہے جس کے فوائد میکرو لیول تک ہوتے ہیں پھر درجہ بدرجہ مائیکرو لیول کے دیگر اقتصادی ترقیاتی منصوبوں کو مکمل کرتی ہے لیکن سوال پھر ہائی کمانڈ کے مخلص و نیک نیت ہونے کا ہے۔

محکمہ آبپاشی کے ذرائع نے بتایا ہے کہ اس وقت پاکستان کے دو بڑے آپریشنل ڈیمز ورسک اور تربیلا کا لائف ٹائم کم رہ گیا ہے اور زیر زمین پانی کی سطح 30 سے 35 فیصد فٹ کے خطرے تک نیچے پہنچ چکی ہے جس کے خصوصاً پنجاب کے مختلف اضلاع خشک سالی وقحط سالی میں مزید گھر گئے ہیں۔ تربیلا ڈیم کی جھیل میں ہر روز کئی ٹن مٹی اور ریت جمع ہو رہی ہے اس ٹنوں مٹی کو نکالنے کے متعلقہ محکموں کے پاس کوئی طریق کار موجود نہیں۔ یہ سلٹ آئندہ دس بارہ سال میں ڈیمز کی سرنگوں کو بند کر سکتی ہے اور یہ ڈیمز کی استعداد (Capacity)

Marfat.com

کا خاتمہ ہوگا۔ تربیلا ور سک ڈیمز کی اس صورتحال و استعداد (Capacity) سے پیدا ہونے والی آئندہ حالات کی سنگینی حکمرانوں کی غفلت کا منہ چڑا رہی ہے۔ سیکرٹری اریگیشن و پاور ڈیپارٹمنٹ رب نواز نے اپنی گفتگو میں بتایا کہ پاکستان اس وقت جس آبی و پیداواری بحران سے گزر رہا ہے اس کا تقاضا ہے کہ فوری طور پر نئے ڈیمز تعمیر کئے جائیں اور فوری تعمیر کے لئے دستیاب منصوبہ کالا باغ ڈیم ہی ہے۔ ہمارے پاس مون سون کے موسم میں 70 فیصد پانی دستیاب ہوتا ہے اور باقی 9 ماہ میں صرف 30 فیصد پانی دستیاب ہوتا ہے۔ گزشتہ 63 برسوں میں سیاسی حالات کے زیر اثر ہم اس دستیاب پانی کے سٹوریج سسٹم کو ہی منظم نہ کر سکے اور اگر ہم اپنے Reservoir سسٹم کو آسٹریلیا و چائینہ کے ماڈل پر منظم کر لیں تو مون سون میں ہمارے پاس دستیاب پانی ہی سے ہم اپنی سال کی ضروریات کو پورا کر سکتے ہیں۔ ہمارے پاس پانی ذخیرہ کرنے کی مناسب سہولت نہ ہونے کے سبب دریاؤں کا 40 فیصد پانی سمندر میں گر کر ضائع ہو رہا ہے۔ جبکہ دوسری طرف عالمی معاشی ترقی کی سابقت و ملکی آبادی میں اضافے کے باعث پانی کی ڈیمانڈ روز بروز بڑھ رہی ہے۔ ڈیمانڈ کے بڑھنے اور ترسیل کم ہونے کے باعث صوبوں کے مابین غلط فہمیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ پانی کی کمی کے سبب زرعی شعبہ بری طرح متاثر ہو رہا ہے اور مستقبل میں مزید غذائی قلت کے سبب مہنگائی بڑھے گی، جس سے ملک میں مختلف نوعیت کے جرائم کی تعداد میں بھی اضافہ ہو گا۔ لہٰذا ان تمام مسائل کا حل کالا باغ ڈیم کی تعمیر ہے جس کے بعد بھاشا، کرم تنگی اور اکھوڑی وغیرہ کی تعمیر بھی لازمی ہے۔ پنجاب ایریگیشن و ڈرینج اتھارٹی کے سربراہ جناب رب نواز ہی نہیں بلکہ پاکستان کے عالمی شہرت یافتہ ماہر اقتصادیات ڈاکٹر محبوب الحق مرحوم نے 1984ء میں یہ بات واضح کر دی تھی کہ پاکستانی زراعت وصنعت کی زندگی کالا باغ ڈیم سے مشروط ہے۔ یہ ہی نہیں بلکہ جس صوبہ سے کالا باغ ڈیم کے خلاف آواز اٹھنے کا ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے وہاں کے تکنیکی ماہرین شاہ نواز خان، شمس الملک اور حسام الدین خان جو خالص پٹھان ہیں اور اپنے صوبے خیبر پی کے کے عملاً خیر خواہ تھے نے بھی کالا باغ ڈیم کی تعمیر پر زور دیا اور کالا باغ ڈیم کی تکمیل کی حمایت کی۔ وطن عزیز کی پوری قوم نے کالا باغ

Marfat.com

ڈیم کی تعمیر کی حمایت میں اس وقت ایک مضبوط اور زوردار آواز بلند کی جب نوائے وقت نے کالاباغ ڈیم کی فی الفور تعمیر کے آغاز کیلئے 99 فیصد عوام نے ووٹ دیا۔ ادارہ نواء وقت کے سربراہ جناب مجید نظامی کی سرپرستی میں اس قومی ریفرنڈم کے نتائج ملک کی موجودہ ہائی کمانڈر کو پہنچا دیئے گئے گورنر پنجاب تاثیر نے کالاباغ ڈیم ایشو پر اپنے موقف کا اظہار کیا اور کہا کہ اگر ہم کالاباغ ڈیم کی تعمیر میں ابھی بھی تاخیر کا راستہ اختیار کریں گے تو یہ راستہ ہماری خودکشی کی جانب ہوگا وفاقی وزیر قانون جناب بابر اعوان نے بھی کالاباغ ڈیم کے حوالے سے دوسرے صوبوں کو ساتھ لے کر چلنے کا عندیہ ظاہر کیا وفاقی وزیر مخدوم امین فہیم نے کالاباغ ڈیم کے حوالے سے جلد خوشخبری سنانے کی بات کی تھی اور پھر آج تک عوام اس خوشخبری کے منتظر ہیں۔

نوائے وقت.....12-14-19, دسمبر 2010ء

Marfat.com

کالاباغ ڈیم

# ریٹائرڈ جرنیلوں اور صنعتکاروں کی نظر میں

Marfat.com

# کالا باغ ڈیم......حمید گل

آئی ایس آئی کے سابق سربراہ جنرل (ر) حمید گل نے کہا ہے کہ توانائی پانی کا بحران پر قابو پانے کیلئے کالا باغ ڈیم کا منصوبہ ختم کرنے سے جہاں ملک کے کھربوں ڈالر کا نقصان ہوا ہے۔ وہاں اب توانائی کے بدترین بحران کا سامنا ہے جبکہ دوسری جانب بھارت اپنے آبی ذخائر کو مزید وسعت دے رہا ہے اور اب سازش کے تحت پاکستان کا پانی کم کر رہا ہے۔ ہمارے 13 بیراجوں میں سے 10 بیراجوں میں ناکافی ذخیرہ ہے اب وقت آ گیا ہے کہ ملک میں کونسل آف ایلڈرز قائم کی جائے۔ جو قوم کو مسائل کا حل اور رہنمائی فراہم کرے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے ایک تقریب سے خطاب میں کیا۔ جس کی صدارت پاک بحریہ کے سربراہ ایڈمرل افتخار احمد سروہی نے کی۔ حمید گل نے کہا جن لوگوں نے کالا باغ ڈیم کی مخالفت کی آج وہ اسمبلیوں میں ہیں۔ ان کا محاسبہ کیا جائے۔ بھارت کے بگلیہار ڈیم سے ہماری کئی نہریں خشک ہو گئی ہیں۔

راولپنڈی (آن لائن) 5 نومبر 2008ء

.................

# کالا باغ ڈیم......پاکستان کی بقاء کیلئے اہم ترین منصوبہ

جنرل (ر) عبدالقیوم

کراچی سٹیل مل فیم لیفٹیننٹ جنرل (ر) عبدالقیوم روزنامہ نوائے وقت میں 2 اکتوبر 2009ء کو اپنے کالم فکر و خیال میں "کیری لوگر بل" پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "...... یہ کیسا پارلیمانی نظام جمہوریت ہے جس میں اسمبلیاں بے اختیار ہیں۔ ہم امریکہ' روس' چین' فرانس یا ایران کی طرح ایک ایسے شخص کو اپنا صدر کیوں نہیں چن سکتے جو اہل ترین اور ملک کا مقبول ترین شخص

Marfat.com

ہو اور جس کا کردار بے داغ ہو اور اس طرح اس کو دوسری چھوٹی سیاسی جماعتیں بلیک میل بھی نہیں کر سکیں گی اور وہ 15 یا 20 وزراء پر مشتمل ایک چھوٹی کابینہ بنا کر ملک کیلئے کالاباغ ڈیم کی تعمیر جیسے مشکل ترین فیصلے کر سکے گا۔ ایوب خان کے دور میں بڑے پیمانے پر نقل مکانی کی بدولت سخت ترین مخالفت کے باوجود تربیلا اور منگلا ڈیمز بنے اور اس کے علاوہ بہت ساری معاشی ترقی بھی ہوئی تھی۔'' مزید لکھتے ہیں۔

''بدقسمتی سے سیاسی لوگوں کی سوچ صرف اپنی سیاسی جماعتوں تک محدود ہے۔ جن شہری جماعتوں کو سیاسی لحاظ سے بلدیاتی نظام سوٹ کرتا ہے وہ بلدیاتی نظام کی حمایت کر رہی ہیں اور جن جماعتوں کو یہ نظام سیاسی لحاظ سے سوٹ نہیں کرتا وہ اس کی مخالفت کر رہی ہیں۔ اسی طرح کالاباغ ڈیم جیسا' پاکستان کی بقاء کیلئے نہایت ہی اہم منصوبہ 100 فیصدی تعصب اور محدود سیاسی سوچ کی نذر ہو رہا ہے۔ اللہ کرے کہ ہم صوبائی سوچ سے بالاتر ہو کر ملک کا سوچنا شروع کریں۔''

..................

# کالاباغ ڈیم ملکی سلامتی کا منصوبہ

## جنرل (ر) ذوالفقار علی خاں

واپڈا کے سابق چیئرمین جنرل (ر) ذوالفقار علی خان نے کہا ہے کہ ملکی ترقی وخوشحالی اور بقاء وسلامتی کے لئے ڈیمز خصوصاً کالاباغ ڈیم اور منڈا ڈیم موجود ہوتے تو اتنی بڑی تباہی نہ ہوتی۔ کالاباغ ڈیم کی تعمیر کو اس وقت سیلاب کی تباہ کاریوں نے وقت کی ضرورت قرار دلا دیا ہے۔ ہر ذی عقل انسان اب اس کی تعمیر پر زور دے رہا ہے لیکن وطن دشمن قوتیں اس کو انا کا مسئلہ بنا کر سیاست کی بھینٹ چڑھا رہی ہیں۔ ذوالفقار علی خاں نے انکشاف کیا ہے کہ کالاباغ ڈیم کی تعمیر پر مذاکرات میں خان عبدالولی خاں' ان کی اہلیہ اور اسفندیار ولی نے تسلیم کیا تھا کہ یہ سیاسی مسئلہ ہے لہٰذا سرحد اسمبلی سے قرارداد پاس کروالیں ہمیں اعتراض نہیں ہوگا۔ اسی طرح مشرف نے کالاباغ ڈیم کی تعمیر کی کوشش کی تو ایم کیو ایم اپنی مزاحمت

Marfat.com

سے دستبردار ہوگئی۔

سیاستدان انفرادی طور پر تو کالا باغ ڈیم کے بارے میں اب باتیں کر رہے ہیں لیکن اجتماعی طور پر وہ تعمیر مہم کیوں نہیں چلاتے؟ سندھ اور سرحد کے اعتراضات دور کرنے کے لئے پہلے کی طرح اب بھی ان کو مذاکرات کی طرف لایا جاسکتا ہے۔ یہ کام سیاستدان کر سکتے ہیں لیکن نہ جانے وہ کس مصلحت کا شکار ہیں۔ سابق چیئرمین واپڈا شمس الملک نے ایک دفعہ پھر ان تمام بیانات کو مسترد کر دیا ہے، جن میں کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے باعث نوشہرہ کے ڈوبنے کا واویلا موجود ہے۔ ذوالفقار علی خان نے کہا ہے کہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے حوالے سے میڈیا اپنا کردار ادا کرے۔ اس سلسلے میں نوائے وقت کالا باغ ڈیم پر قومی ریفرنڈم کروا رہا ہے جس میں عوام بڑی تعداد میں حصہ لے رہے ہیں اسی طرح دیگر محب وطن میڈیا کو بھی اس کی افادیت عوام کے سامنے بیان کرنی چاہئے تاکہ ملکی مفاد کا یہ بہترین منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچے۔

.........................

# پانی کی قلت مستقبل قریب میں ملکی سلامتی کیلئے خطر بن سکتی ہے

## امریکی مصنف کی تحقیق

پاکستان میں پانی کی قلت ملکی سلامتی کیلئے مستقبل قریب میں سب سے بڑا خطرہ بن سکتی ہے۔ امریکی مصنف مائیکل کوگل مین کے مطابق پاکستان میں پانی کے ذخائر تیزی سے کم ہو رہے ہیں اور زیر زمین پانی کی سطح بھی تشویشناک حد تک کم ہو گئی ہے۔ مائیکل کوگل مین نے اپنی کتاب میں انکشاف کیا ہے کہ پاکستان میں آنے والے کچھ سالوں میں پانی کا شدید بحران پیدا ہونے والا ہے۔ پاکستان میں پانی کی فی کس استعمال کی شرح 5000 کیوبک میٹر تھی جو کہ اب صرف 1500 کیوبک میٹر کی سطح پر آ چکی ہے جبکہ آنے والے 10 سالوں میں 2020ء تک یہ سطح کم ہو کر 1000 کیوبک میٹر یا اس سے بھی کم ہو جائے

Marfat.com

گی۔ ایسا ہونے کے بعد پاکستان ایشیا کے 26 ممالک میں پانی کی قلت کے حوالے سے بد ترین حالات سے دوچار ممالک کی فہرست میں نمبر ایک پر آ جائے گا۔

روزنامہ نوائے وقت 28/ اگست 2009ء

..........................

# بجلی کا موجودہ بحران منصوبہ سازوں کی بد نیتی اور بدانتظامی کا شاخسانہ ہے

ظفر اقبال چودھری (صدر لاہور چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری)

لاہور (سٹاف رپورٹر) لاہور چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کے صدر ظفر اقبال چودھری نے کہا ہے کہ ملک بھر میں ایک جیسی لوڈ شیڈنگ کی جائے۔ بجلی کا موجودہ بحران منصوبہ ساز اداروں کی بدنیتی اور بدانتظامی کا شاخسانہ ہے۔ کالا باغ ڈیم کی فوری تعمیر کا اعلان کیا جائے۔ اگر بجلی کی زبردستی اور اعلانیہ و غیر اعلانیہ لوڈ شیڈنگ ختم نہ ہوئی تو امن وامان کی صورت حال خراب ہونے کے بعد کرغیزستان جیسے حالات پیدا ہو سکتے ہیں۔ گذشتہ روز میاں انجم نثار' شیخ سلیم علی' میاں مظفر کے ساتھ پریس کانفرنس میں انہوں نے کہا ۔کالا باغ ڈیم بنانے کے لئے اتفاق رائے پیدا کیا جائے' کالا باغ ڈیم 15 ارب ڈالر سے تیار ہو کر تین سال میں اپنی لاگت پوری کر لے گا۔ اگر این ایف سی ایوارڈ اور 18ویں ترمیم پر اتفاق رائے ہو سکتا ہے۔ تو پھر کالا باغ ڈیم پر کیوں نہیں؟

روزنامہ ایکسپریس۔ مورخہ 22/ اپریل 2010ء

**این ایف سی ایوارڈ کا مسئلہ حل**

# اتفاق میں برکت ہے

ظفر اقبال چوہدری' صدر لاہور ایوان تجارت وصنعت

تیرہ سال کے طویل توقف کے بعد بالآخر ساتویں این ایف سی ایوارڈ پر اتفاق کر لیا گیا

Marfat.com

جو ایک بہت بڑی پیش رفت اور ملک کے مستقبل کے حوالے سے بہت اچھا شگون ہے کیونکہ اس سے چاروں صوبوں کے مابین مفاہمت، ہم آہنگی اور اعتماد سازی کو فروغ حاصل ہوگا اور سب متحد ہو کر ملک کے دشمنوں کی سازشوں کو ناکام بنانے کے لئے اپنا کردار ادا کر سکیں گے۔ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ وفاقی حکومت، وزیر خزانہ شوکت ترین، وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر اعلیٰ سندھ قائم علی شاہ، وزیر اعلیٰ بلوچستان اسلم رئیسانی اور وزیر اعلیٰ سرحد امیر حیدر ہوتی کی دانشمندی اور تدبر کی بدولت پاکستان کے دشمنوں کے ہاں صف ماتم بچھ گئی ہوگی جو پاکستان میں ہمیشہ انتشار اور چپقلش کی فضا دیکھنے کے خواہشمند ہیں۔ این ایف سی ایوارڈ کے مطابق صوبوں کو جو وسائل دیئے جائیں گے ان میں سے پنجاب کو 51.74 فیصد، سندھ کو 24.55 فیصد، سرحد کو 14.62 فیصد اور بلوچستان کو 9 فیصد حصہ ملے گا۔ وفاق صوبوں کو کل وسائل کا 56 فیصد حصہ دے گا جن میں سے 82 فیصد وسائل آبادی کو مدنظر رکھتے ہوئے، 10.3 فیصد وسائل غربت، 5 فیصد وسائل ریونیو اور 2.7 فیصد وسائل رقبہ کی بنیاد پر تقسیم ہوں گے۔ گو کہ دہشت گردی کی لہر نے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے لیکن چونکہ صوبہ سرحد زیادہ دہشت گردی کی زد میں ہے لہٰذا تینوں صوبے اپنے چوتھے بھائی سرحد کو ایک فیصد اضافی دیں گے۔ مزید یہ کہ خدمات پر سیلز ٹیکس صوبے وصول کریں گے، صوبوں کے محصولات میں کٹوتی کی شرح کم ہوگی جب کہ بلوچستان کو تیس ارب روپے زائد ملیں گے اور اس کے علاوہ اور بھی بہت مثبت اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔ ملک میں دہشت گردی نے سکون تہہ بالا تو کر ہی رکھا ہے لیکن اگر سیاسی معاملات دیکھے جائیں تو گزشتہ کچھ عرصہ سے وہ بھی کوئی زیادہ حوصلہ افزاء نہیں ہیں جب کہ کئی معاملات پر صوبوں کے مابین بھی تھوڑی بہت کشیدگی جیسا ماحول محسوس ہوتا رہا لیکن اختلافات کی موجودگی اور مفادات پر تحفظات کے باوجود چاروں صوبوں نے ایک نکتے پر اتفاق رائے کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اختلافات تو ہو سکتے ہیں لیکن نفرت اور نفاق کا وجود ہرگز نہیں۔ چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ کو خصوصی الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں، جنہوں نے اپنے مطالبات پر نظر ثانی کی اور جہاں بھی ضرورت پڑی اپنے دوسرے بھائیوں کی خاطر قربانی سے بالکل دریغ نہیں کیا۔ گو کہ این ایف سی ایوارڈ کا ہر پہلو قابل ستائش ہے لیکن مجھے جو چیز سب سے زیادہ

Marfat.com

اچھی لگی وہ پنجاب، سندھ اور سرحد کی جانب سے بلوچستان کی محرومیوں کا ازالہ کرنے کا جذبہ ہے۔ ماضی میں بلوچستان کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھا گیا جس کی وجہ سے ایک طرف رقبے کے لحاظ سے ملک کے سب سے بڑے صوبے کے عوام کی بدحالی بڑھی اور دوسرا احساس محرومی کے احساس نے انتہائی شدت سے جنم لیا لیکن ماضی قریب میں بجائے اس کے کہ اس احساس محرومی کے خاتمے کے لئے اقدامات اٹھائے جاتے اس وقت کی حکومت نے الٹا جارحانہ رویہ اپنایا اور بلوچستان میں کارروائیاں کیں جس کی وجہ سے وہاں کے لوگوں کے احساس محرومی نے انتقام اور بغاوت کی سی صورت اختیار کر لی یہاں تک کہ بلوچستان کے کچھ حلقے پاکستان سے علیحدگی کی باتیں کرتے نظر آئے۔ اس آگ کو ملک دشمن عناصر نے مزید ہوا دی لیکن چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ کی عقل و فہم کی بدولت اس آگ پر ٹھنڈے پانی کا چھینٹا پڑ گیا ہے۔ قوی امید ہے کہ ہمارے بلوچی بھائی بھی پنجاب، سندھ اور سرحد کے جذبات کی قدر کریں گے اور ماضی کو بھلا کر ایک نئے دور کا آغاز کریں گے۔ وفاقی حکومت نے این ایف سی ایوارڈ کے کامیاب اجراء کے لئے جو کردار ادا کیا ہے اسے خراج تحسین پیش نہ کرنا زیادتی ہوگی۔ وفاقی حکومت نے اپنے محاصل کا ایک بڑا حصہ صوبوں کو دے دیا ہے لہٰذا مالی دشواریوں سے بچنے کے لئے یقیناً غیر ضروری اخراجات میں کمی لانا ضروری ہے۔ وفاقی کابینہ نے صورتحال کا ادراک کرتے ہوئے خود ہی مستحسن قدم اٹھائے ہیں اور ایک اجلاس کے دوران سرکاری خرچے پر حج ختم، صدر و وزیراعظم کے دوروں میں چالیس فیصد کٹوتی، وزارتوں اور ڈویژنوں میں کمی، صدر و وزیراعظم کے یوٹیلٹی بجٹ میں پچیس فیصد کمی، موٹر کیڈ گاڑیوں کو محدود کرنے، وی آئی پی لاؤنج اور اسپتال میں وی آئی پی وارڈز ختم کرنے اور سرکاری تقریبات میں صرف ون ڈش کے فیصلے کیے ہیں جس پر وفاقی کابینہ کی جتنی بھی تعریف کی جائے وہ کم ہے۔ ان اقدامات سے یقیناً ملکی خزانے پر بوجھ کم ہوگا۔

چاروں صوبوں کو اب کچھ دوسرے نکات پر بھی متفق ہو جانا چاہئے جو ملک کے مستقبل کے حوالے سے بہت ہی خاص اہمیت کے حامل ہیں اور ان میں سرفہرست ہے کالا باغ ڈیم جو شروع سے آج تک شدید ترین تنازعات کا شکار رہا ہے۔ باوجود اس کے کہ یہ ڈیم نہ صرف زرعی شعبے میں ایک نئی روح پھونکنے کی صلاحیت رکھتا ہے بلکہ لوڈشیڈنگ کا مسئلہ بھی ہمیشہ

Marfat.com

ہمیشہ کے لئے حل ہوسکتا ہے۔ کالاباغ ڈیم میں پچھتر (75) لاکھ ایکڑ فٹ سے زائد پانی ذخیرہ کرنے کی گنجائش ہوگی جس سے وہ کئی ملین ایکڑز زرخیز زرعی اراضی زیر کاشت لائی جاسکتی ہے جو فی الحال پانی نہ ہونے کی وجہ سے بیکار پڑی ہے جب کہ اس ڈیم سے تقریباً ساڑھے تین ہزار میگاواٹ بجلی بھی پیدا ہوگی جس سے پاکستان میں بجلی کا بحران ختم ہوسکتا ہے۔

پاکستان میں پانی کی قلت کا مسئلہ شدت اختیار کررہا ہے جب کہ بھارت پاکستان کا پانی روک کر اسے صحرا بنانے کے منصوبوں پر عمل پیرا ہے لہٰذا قومی مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے تمام صوبوں کو مل بیٹھ کر کالاباغ ڈیم کی تعمیر پر اتفاق کر لینا چاہئے اور صوبہ پنجاب کو بڑے بھائی کا کردار ادا کرتے ہوئے اپنے دوسرے بھائیوں کے لئے مزید قربانی دے دینی چاہئے۔

پنجاب کو اعلان کر دینا چاہئے کہ وہ کالاباغ ڈیم کی ساری رائلٹی صوبہ سرحد کو دے گا' کالاباغ ڈیم میں صرف سیلاب کے دنوں میں آنے والا اضافی پانی ذخیرہ کیا جائے گا' سندھ کو نہ صرف پورا پانی مہیا کیا جائے گا بلکہ جہاں تک ممکن ہوا اضافی پانی کی فراہمی یقینی بنائے جائے گی وغیرہ وغیرہ۔ چاروں صوبوں نے جس طرح افہام و تفہیم' دانشمندی اور خلوص نیت سے این ایف سی ایوارڈ کا مسئلہ حل کیا ہے اس سے امید پیدا ہوئی ہے کہ اگر مل بیٹھے تو کالاباغ ڈیم کی تعمیر کا بھی کوئی نہ کوئی راستہ نکل ہی آئے گا لہٰذا وفاقی حکومت کو چاہئے کہ اس سلسلے میں بھی اپنا بہترین کردار ادا کرے۔ (مضمون نگار لاہور چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کے صدر ہیں)۔

----------

Marfat.com

# کالم نگاروں کے کالموں سے

Marfat.com

# کالا باغ ڈیم اور عالمی طاقتوں کے ایجنٹ

ڈاکٹر محمد اجمل نیازی

وزیر دفاع احمد مختار نے کہا کہ عالمی طاقتیں کالا باغ ڈیم کی راہ میں رکاوٹ ہیں ورنہ اس سے توانائی کے بحران پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ اسکا مطلب ہے کہ توانائی کا بحران لانے والے بھی عالمی طاقتوں کے ایجنٹ حکمران ہیں۔ حیرت ہے کہ یہ بیان احمد مختار نے کیسے دیدیا ہے۔ انہوں نے شائد اپنے ساتھی وزیر بجلی و پانی راجہ پرویز اشرف کا یہ بیان نہیں سنا۔ انہوں نے لوڈ شیڈنگ کا وزیر بنتے ہی بڑے فخر سے کہا تھا کہ ہم کالا باغ ڈیم نہیں بنائیں گے کسی حکومت نے کالا باغ ڈیم نہیں بنایا مگر کسی کو یہ جرأت نہیں ہوئی کہ وہ کالا باغ ڈیم نہ بنانے کا اعلان کرتا اور اسے کریڈٹ بنا کے پیش کرتا۔ احمد مختار بتائے کہ کون عالمی طاقتوں کا ایجنٹ پاکستان میں ہے سارے حکمران عالمی طاقتوں کے ایجنٹ ہوتے ہیں مگر وہ مانتے نہیں اور یہ بھی نہیں مانتے کہ وہ عالمی طاقتوں کے ایجنٹ نہیں ہیں۔ اب تو اپوزیشن بھی اس معاملے میں حکومت کے ساتھ ہوتی ہے عالمی ایجنڈے پر صدر زرداری 'مخدوم گیلانی' نواز شریف' اسفند یار ولی وغیرہ وغیرہ سب ایک دوسرے کے ساتھ ہیں وہ ایک دوسرے کے ساتھ دست و گریبان بھی عالمی طاقتوں کی اجازت سے ہوتے ہیں اور پھر انہی کے اشارے پر دست بستہ ایک قطار میں مودب کھڑے بھی ہو جاتے ہیں عالمی طاقتوں نے فرینڈلی اپوزیشن سے بھی وہی کام لیا۔ اب اسے سرکاری اپوزیشن بنا لیا ہے پہلے مولانا فضل الرحمٰن کو سرحد حکومت دی ہوئی تھی اب نواز شریف کو پنجاب حکومت دی ہوئی ہے۔ یہ سارے سیاستدان اس بات پر کیوں اکٹھے نہیں ہو جاتے کہ کالا باغ ڈیم بنایا جائے فوراً اٹھارویں ترمیم پر اکٹھے ہوئے اپنے فائدے کے لئے سب ایک ہوں گے مگر قوم اور عوام کے فائدے کے لئے یہ اپنے اپنے موقف پر ڈٹ جائیں گے۔ صوبہ سرحد کے نام پر ایک ہو گئے جبکہ نواز شریف اس کے خلاف تھے۔ انہوں نے اپنے محسن شہر ہزارہ کو اپنے تحت ہزارہ بنا دیا ہے رانجھے نے اپنی ہیر خود اپنی غلطی سے گنوا دی تھی سیاستدانوں کی ہیر تو حکومت ہوتی ہے۔ اسفند یار ولی پر اتنی مہربانی کا یک لخت بلکہ یکا یک خیال کیسے آ گیا

Marfat.com

اسے سیاسی کرنٹ کہا جاتا ہے اور اس کی تاریخ بیرون ملک سے جڑی ہوئی ہے۔

ع...... پتیم بیٹھا دور سے سب کی تار ہلائے

وہ جب چاہتے ہیں پوزیشن والے اور اپوزیشن والے جپھی ڈال لیتے ہیں جب چاہتے ہیں مخالفانہ تقریریں شروع کر دی جاتی ہیں پوزیشن اور اپوزیشن میں ایک الف کا فرق ہے اور سیاستدان الف کا مطب سمجھ نہیں سکتے یہ کسی اور کے لئے کہا گیا ہے۔ ع تینوں اکو الف درکار

سیاستدانوں اور حکمرانوں کو کچھ اور درکار ہوتا ہے سیاست بھی ان کا کاروبار ہے کہا گیا کہ حکومت کبھی کاروباری لوگوں کو نہ دو۔ بیرون ملک کاروبار کرنے والے پاکستان میں حکومت کرنے کیلئے بھجوائے جاتے ہیں ۔صدر ایوب نے تربیلا اور منگلا ڈیم بنوائے جس سے پاکستان کے لئے پانی اور توانائی کا کچھ سامان تو ہے۔اس کا ارادہ کالاباغ ڈیم بنانے کا بھی تھا پھر کس نے نہیں بننے دیا یہ وہی ہیں جن کی طرف صدر ایوب ''فرینڈز ناٹ ماسٹرز'' لکھنے پر اندر سے مجبور کیا تھا یہی عالمی طاقتیں ہیں جو پہلے دن سے ہی پاکستان کی دشمن ہیں اور پاکستان کے حکام ان کے غلام ہیں حکومت لیتے ہوئے انہیں پتہ نہیں لگتا۔حکومت جانے لگتی ہے تو پھر چیختے ہیں بھٹو صاحب ان طاقتوں کے خلاف بات کرتے ہوئے آئے یہ بھی عالمی طاقتوں کی پالیسی تھی لوگوں نے سچ سمجھ لیا پھر جب بھٹو کو عالمی غنڈوں کے جھوٹ کا پتہ چلا تو وقت ان کے ہاتھ سے نکل چکا تھا وہ پھانسی چڑھ گیا مگر امریکہ کے آگے جھکا نہیں مگر اس کے آنے والے حکام اس حشر کو دیکھ کر بھی اقتدار کیلئے سب کچھ برداشت کر لیتے ہیں۔ یہ نہیں جانتے ہیں دار تو اقتدار کا حصہ ہے بھٹو کی بیٹی بھی اپنے عظیم والد کے راستے پر ماری گئی یہ دھمکی صدر زرداری کے لئے بھی ہے اور نواز شریف کے لئے بھی ہے۔بھٹو کو انہوں نے کالاباغ ڈیم نہ بنانے دیا جنہوں نے اسے دار پر لٹکا دیا ایٹم بم کے پہلے معمار سے توقع تھی کہ وہ کالاباغ ڈیم بنائے گا نواز شریف سے کوئی پوچھے کہ وہ تو کالاباغ ڈیم کے لئے کھل کر بیان بھی نہیں سے سکتے۔تم یہ پیسے جو رینٹل پاور پلانٹس پر لگا رہے ہو یہ کالاباغ ڈیم پر لگاؤ تمہیں اس سے زیادہ کمیشن ملے گا سوچو تو سہی راجہ پرویز اشرف مہاراجہ تو بن گیا ہے بے نظیر

Marfat.com

انکم سپورٹ سکیم سے فرزانہ راجہ بھی مہاراجہ بن گئی ہے اس کا کیا فائدہ ہے؟ لوگوں کو بھکاری نہ بناؤ' کالا باغ ڈیم بناؤ اس سے عوام خوشحال ہوں گے بدحال لوگوں کو بے حال بھی بنا رہے ہو خدا کا خوف کرو خیبر پی کے والے وزیر ریلوے غلام احمد بلور کہتے ہیں کہ پنجاب کے پختونوں کی قبروں پر کالا باغ ڈیم بنے گا پنجاب کے پختونوں کا اتنا درد بلور صاحب کے اندر ہڑ بڑا کر جاگ پڑا ہے پنجاب میں ہنسی خوشی رہنے والے پختونوں کیلئے کوئی نئی مصیبت بلور صاحب لانا چاہتے ہیں میں بھی پٹھان ہوں اور پنجابیوں سے زیادہ پنجابی ہوں اور ہمیں زیادہ وقار اور اعتبار حاصل ہے سرحد کے پختونوں کے نام پر کالا باغ ڈیم کی تعمیر کی مخالفت کا کام ہو گیا اب سندھ بلوچستان اور پنجاب کے پختونوں کے نام پر سیاست چمکانے کا وقت آ گیا ہے اس کا مطلب ہے کہ اب سندھ بلوچستان اور پنجاب میں بھی ''پی کے'' بنیں گے میں سے کہہ رہا ہوں کہ سندھ والے کالا باغ ڈیم کے اتنے خلاف نہ تھے عالمی طاقتوں کے چند ایجنٹ صرف بیان بازی کرتے ہیں۔ سرحد میں بڑھک بازی ہوتی ہے ورنہ اگر حکمران یہ ہمت کر لے تو یہ یوں نہیں کریں گے مگر ان کے پیچھے عالمی طاقتیں ہیں سنا ہے اربوں روپے عالمی طاقتوں نے لٹائے ہیں بھارت نے بہت زور لگایا ہے پھر کہتے ہیں کہ کسی پر شک نہ کرو کسی کو غدار نہ کہو۔ باچا خان اور اسفند یار خان پختون خواہ نام نہ رکھوا سکے یہ کام اسفند یار ولی نے کر دکھایا ہے یعنی پسر تمام کرد۔ اسفند نے تو کام تمام کر دیا ہے۔ یہ اس لئے ممکن ہوا کہ اس کے پیچھے عالمی طاقتیں ہیں اسفند کی امریکہ سے واپسی پر یہ کام ہوا ہے امریکی سفارت خانے کی ہدایات نواز شریف کو پہنچ گئی تھیں ورنہ اسفند یار نے پٹھانوں کی روایات کو ہی بھلا دیا ہے۔ ایک بم چلنے پر وہ چند منٹوں میں بھاگ کر ایوان صدر اسلام آباد پہنچ گیا تب ''پی کے'' کے اس کے لئے پناہ نہ بن سکا۔ عالمی طاقتوں نے کالا باغ ڈیم نہ بننے دینے کیلئے پختونوں کے خود ساختہ لیڈر اسفند یار والی کو استعمال کیا۔ پٹھان بزدل بے وفا اور بے حمیت نہیں ہوتا۔ صوبہ سرحد کے نگران وزیر اعلیٰ واپڈا کے دردمند انجینئر چیئرمین شمس الملک نے خان ولی خان کو کالا باغ ڈیم کے لئے راضی کر لیا تھا یہ بات مجھے نامور شاعر صفدر سلیم سیال نے بتائی تھی کالا باغ ڈیم سے نواب کالا باغ ملک امیر خان یاد آتے

Marfat.com

ہیں وہی گورنر تھے عبدالرب نشتر اور امیر محمد خان، اس زمانے میں بہادر چیف جسٹس مغربی پاکستان جسٹس رستم کیانی نے کہا تھا۔ پہلے ہمیں انگریز سبز باغ دکھاتے تھے، ان ہمیں پاکستانی حکمران کالاباغ دیکھاتے ہیں لگتا ہے سبز باغ اور کالاباغ میں فرق مٹ گیا ہے 'دھوکہ اور دھمکی۔

(بے نیازیاں) نوائے وقت 21 مئی 2010ء

.................................................................

# یہ دنیا کا واحد بیوقوف ملک ہے جو اپنا پانی سمندر میں ضائع کر رہا ہے، ڈیم نہیں بناتا۔ جرمن ڈپلومیٹ

شریف فاروق

پاکستان میں اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے اس پر پاکستان کا سنجیدہ اور محب وطن طبقہ تو پریشان ہے ہی لیکن ان حالات میں عالم اسلام جن میں ترکی اور سعودی عرب سمیت عرب ممالک، چین اور اب وسطی ایشیائی ریاستیں بھی شامل ہیں، کے ارباب بست وکشاد سے لے کر عوام تک پاکستان کے متحارب حالات پر نجی ملاقاتوں میں اپنی مایوسی ہی نہیں انتہاء شدت جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔ مغربی ممالک بھی پاکستان کے خلاف اپنے تحفظات (Reservations) کے ساتھ ساتھ پاکستان پر خصوصی نظر رکھے ہوئے ہیں وہ از راہِ مذاق، طنز یہ ہمدردی سے کہتے ہیں...... ''یہ عجیب ملک ہے جسے خدا تعالیٰ نے لاتعداد قدرتی وسائل سے مالا مال کر رکھا ہے۔ جس کی سرزمین پر سر بفلک پہاڑوں کے سلسلوں سے لے کر سمندروں، دریاؤں اور ندی نالوں تک ایسے گوشے بھی موجود ہیں جو باعث صدر شک فردوس ہیں۔ آج اپنے لئے انرجی بھی پیدا نہیں کر سکتا، لیکن آپس میں لڑنے مرنے میں ایک دوسرے پر بازی لے جانے میں بھی ان کا کوئی ثانی نہیں۔ اس طرح پاکستان کی ہمدردی میں انرجی بحران کے حوالے سے جرمن سفارتخانے نے ایک انتہائی شاندار پمفلٹ بھی شائع کیا ہے جس میں جامع طور پر پاکستان میں موجود انرجی وسائل کا ذکر کیا ہے۔ اسی

Marfat.com

جرمن سفارتخانے کے ایک ڈپلومیٹ کہنے لگے یہ دنیا کا واحد یعنی (بیوقوف) ملک ہے جو اپنا پانی سمندر کی نذر کر کے ضائع کر رہا ہے، لیکن انرجی کے حصول کے لئے ڈیم نہیں بناتا۔

..........................................

# چھوٹے ڈیم بیکار

''پانی کا بحران اور ویژن 2025'' (نذیر ناجی)

''ویژن 2025ء میں آبی ذخیروں کی تعمیر کے علاوہ بجلی کی پیداوار میں اضافے پر بھی خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ ویسے پانی کے ذخیروں اور بجلی کی پیداوار کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ کاش کالاباغ ڈیم کی تعمیر پر کام شروع کیا جا سکتا کیونکہ یہ پانی اور بجلی دونوں کی ضروریات پوری کرتا ہے اور ایک اہم بات یہ ہے کہ چھوٹے ڈیم میں پانی ذخیرہ کرنے پر 600 سے لے کر 900 روپے فی ایکڑ فٹ تک خرچ آتا ہے جبکہ بڑے ڈیم میں یہ لاگت (گھٹتے گھٹتے صرف) 20 سے 30 روپے فی ایکڑ فٹ رہ جاتی ہے بعض لوگوں نے کالاباغ ڈیم کو سیاسی مسئلہ بنا کر الجھا دیا ہے۔ روزنامہ جنگ لاہور..... 21-3-2001

..........................................

# عوامی دباؤ کی ضرورت ہے

حمید احمد سیٹھی

''میرے ایک دوست جو ہائیڈرو الیکٹرک پاور پراجیکٹس کے سروے اور ڈیزائننگ میں ملک کے اندر اور بیرون ملک ہائیڈل پراجیکٹس سے منسلک رہے ہیں۔ سناتے ہیں۔ کہ وہ وارسک ڈیم کی تکمیل پر وہاں کا تجربہ کار سٹاف منگلا ڈیم کی تعمیر میں مددگار رہا تھا۔ اور اس کے بعد یہ ماہرین تربیلا ڈیم میں کام آئے۔ یہی تجربہ کار ورکر اور ماہرین اگر کالاباغ ڈیم اور دیگر ہائیڈل پروجیکٹ کی تعمیر و تکمیل کرتے تو آج ملک بدترین انرجی بحران میں مبتلا نہ ہوتا۔

میرے دریافت کرنے پر کہ کیا کالاباغ ڈیم منصوبہ ہمیشہ کے لئے ختم سمجھا جائے؟ اس

Marfat.com

دوست نے کہا کہ وہ افراد اور دشمن ملکوں کے مقامی ایجنٹ جنہوں نے کالا باغ ڈیم کی مخالفت کی۔ ایک دن عوامی دباؤ پر مجبور ہو جائیں گے۔ کہ وہ اس ڈیم کی حمایت کریں اس کی منطق یہ تھی۔ کہ جب لوگوں کو پانی اور بجلی کی مزید قلت اور قحط کا سامنا ہوگا تو بھوک پیاسے عوام خود اس ڈیم کے لئے جلسوں اور جلوسوں کے ساتھ غداروں کے خلاف نکلیں گے۔

ایکسپریس۔ 21 اپریل 2010ء

............................................

## کتنا بڑا المیہ............؟ (عرفان صدیقی)

کتنا بڑا المیہ ہے کہ بھارت نے مقبوضہ کشمیر سے پھوٹتے اور پاکستان کا رخ کرتے دریاؤں پر چھوٹے بڑے ڈیموں کا ایک جال بچھا لیا ہے۔ اور ہم کوئی بڑا آبی ذخیرہ صرف اس لئے نہیں بنا پا رہے ہے کہ اتفاق رائے کی اڑتی چڑیا زیر دام نہیں آ رہی۔ کالا باغ ڈیم اسی آسیب کا شکار ہو گیا۔ اربوں روپے خرچ کر دینے کے بعد سارا منصوبہ سیاسی الائشوں میں لتھڑے اوھام کی نذر ہو گیا۔ ملک پانی کی بوند بوند کو ترس رہا ہے۔ کھیت بانجھ ہو رہے ہیں۔ توانائی کا شدید بحران صنعتی اور کاروباری سرگرمیوں کو چاٹ رہا ہے۔ بستیاں بے چراغ ہو گئی ہیں۔ بے روزگاری کا عفریت بے قابو ہو رہا ہے لیکن ڈیم نہیں بن سکتا۔ تعصب سے پاک تمام ماہرین کالا باغ ڈیم کے بارے میں پھیلائے جانے والے خدشات کو لایعنی مفروضے قرار دے چکے ہیں۔ ان میں چاروں صوبوں کے علاوہ عالمی ماہرین بھی شامل ہیں لیکن اس قدر زہر پھیلا دیا گیا ہے کہ ڈیم کی پہلی اینٹ رکھتے ہی ملکی سلامتی کی بنیادیں لرزنے لگیں گی۔

روزنامہ جنگ لاہور......25 مارچ 2010ء

............................................

Marfat.com

## تاریخ گواہ ہے......آفتاب اقبال

تاریخ گواہ ہے کہ کالا باغ ڈیم کا سب سے بڑا مخالف بھارت ہے۔ جس نے اپنی بندوق کبھی ولی خان کے کندھے پر رکھی تو کبھی سندھی قوم پرستوں کے۔ یہ واحد موضوع ہے جس پر متحدہ والے بھی اندرون سندھ کے ساتھ یکجہتی کرتے نہیں دکھتے۔ ضیاء الحق اور مشرف نے ذاتی کھال بچانے کیلئے اس پروجیکٹ کو پس پشت ڈالے رکھا۔ مگر زرداری صاحب نے یہاں بھی چار قدم آگے بڑھنا اپنے لئے اعزاز سمجھا اور کالا باغ پروجیکٹ کو ہمیشہ کیلئے داخل دفتر کر دیا۔

نوائے وقت'......2-12-2008

..............................................

## بھارت کا ہاتھ

آفتاب اقبال نے اپنے کالم میں 'حسب حال' نوائے وقت مورخہ 12 جولائی 2008ء کو یہ تحریر کیا ہے۔

"پہلے پہل جب ہمیں ہمارے بزرگ بتایا کرتے تھے کہ کالا باغ ڈیم پروجیکٹ کی ناکامی کے پیچھے صرف اور صرف بھارت کا ہاتھ ہے کیونکہ اس ڈیم سے پاکستان کی آبی اور انرجی ضروریات بدرجہ اتم پوری ہوتی ہیں تو ہم اس مفروضے پر کان نہیں دھرتے تھے مگر جب معاملات کی تھوڑی بہت سمجھ آنے لگی۔ تو ہم نے ایک ایک کر کے تمام ڈیم مخالف حلقوں اور قوتوں کا انفرادی تجزیہ شروع کر دیا۔ تاریخی پس منظر میں ہمیں خان عبدالولی خان دکھائی دیئے۔ مزید دیکھا تو جسقم اور پونم وغیرہ نظر آئے اور تو اور متحدہ قومی موومنٹ بھی کالا باغ ڈیم مخالف راگ الاپتی سنائی دی چنانچہ ہمیں بزرگوں کی بتائی بہت ساری باتیں یکا یک سمجھ آنے لگیں۔

نوائے وقت......12-8-2008

..............................................

Marfat.com

# قوم کو مبارک ہو

آج قوم کو سنانے والی سب سے اہم خوشخبری یہ ہے کہ بھارت نے ہمارا نیم گرم اور خصی سا احتجاج دیکھ کر بالآخر دریائے سندھ پر تین ڈیم بنانے کا باقاعدہ آغاز شروع کر دیا ہے۔ آصف علی زرداری صاحب نے اقتدار سنبھالتے ہی ہمیں بنفس نفیس یقین دہانی کرائی تھی کہ موصوف بہت جلد یہ مسئلہ بین الاقوامی سطح پر اٹھائیں گے اور بھارت کو مجبور کر دیں گے کہ وہ ہمارے مغربی دریاؤں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ سے باز رہے گا۔ چنانچہ آج انہیں مبارک ہو کہ جہلم اور چناب تو خیر نصیب دشمناں ہوئے سو ہوئے اب سندھ بھی جاتا نظر آتا ہے۔ اور مذکورہ پراجیکٹ کو فوری طور پر نہ روکا گیا تو 2020ء تک پاکستان کے پاس فقط 800 کیوبک میٹر فی کس پانی رہ جائیگا جو تقریباً اتنا ہی ہے جتنا کہ اسرائیل کے پاس ہے۔ تاہم فی الحال یہ مقدار 1200 فی کس ہے۔

ارشد ایچ ہاشمی نامی ریسرچ سکالر نے وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی کو چند روز پہلے ایک خط ارسال کیا ہے جس میں انتباہ کیا گیا ہے کہ دریائے سندھ کا وہ چار سو کلومیٹر طویل حصہ جو لداخ کے بیچ میں سے گزر کر کرگل کے پاس سے ہماری طرف داخل ہوتا ہے، اب نیا تختہ مشق بن چکا ہے یہاں تین مختلف مقامات نمبر باز گو، ڈمکھار اور چٹک پر بھارت نے تین پراجیکٹ شروع کر رکھے تھے جن میں سے دو تقریباً پایہ تکمیل کو پہنچ چکے ہیں۔ یہ تمام پراجیکٹ لداخ، لیہ، بٹالک اور کرگل کے آس پاس ہیں جن کی وجہ سے دیگر بہت سی خرابیوں کے ساتھ ساتھ سیاچن گلیشیئر کے تیزی سے پگھلنے اور ماحولیاتی طوفان برپا ہونے کا امکان بھی نظر آنے لگا ہے۔

اصل بدنصیبی یہ ہے کہ بگلیہار ڈیم پراجیکٹ ہو، کشن گنگا ہو یا وولر بیراج، ہمارا کیس اس وقت بے حد کمزور پڑ جاتا ہے جب بھارتی مندوب نہایت اطمینان کے ساتھ یہ نقطہ اٹھاتے ہے کہ کیا ہر سال 30 سے 40 ملین ایکڑ فٹ پانی بحیرہ عرب میں نہیں گر رہا؟ حقیقت یہی

Marfat.com

ہے کہ گر رہا ہے مگر اسے صرف تب ہی روکا جا سکتا تھا جب ہمارے پاس کالا باغ ڈیم کا ذخیرہ موجود ہوتا۔ مگر اب نہ تو ہمارے پاس ذخیرہ ہے اور نہ ہی ہم بھارت کو ذخیرہ کرنے سے روک سکتے ہیں۔ حتیٰ کہ اگر آج ہم کالا باغ ڈیم بنا بھی لیں تو تب بھی ہم بھارت کو ان پراجیکٹس سے باز نہیں رکھ سکتے کیونکہ پہل کرنے کا حق ہم کھو کر یہ موقع بھارت کو پلیٹ میں رکھ کر پیش کر چکے ہیں۔ اور تو اور ہمارا واٹر کمشنر (جسکی ہمیں آج تک سمجھ نہیں آسکی کہ یہ اپنے عہدے پر بدستور کیوں موجود ہیں) نے بگلیہار اور کشن گنگا پر صدائے احتجاج اس وقت بلند کی جب مذکورہ پراجیکٹس پر نصف سے زیادہ سول ورک مکمل ہو چکا تھا چنانچہ ہمارے اس پھسپھسے احتجاج کو بین الاقوامی ثالث نے اٹھا کر کھڑکی سے باہر پھینک دیا۔

ویسے تو آج کے دن کا اگر اسی ایک خوشخبری پر ہی گزارا کیا جاتا تو بہتر تھا کہ آج کے کالم میں اب مزید صدمات سمیٹنے کی سکت نہیں ہے مگر چلتے چلتے ہم آپ کی خدمت میں چند سطری تذکرہ واشنگٹن میں پکنے والی ایک نئی کھچڑی کا بھی پیش کرتے چلیں، ملک کے سیاسی اور عسکری اکابرین کو نوید ہو کہ امریکہ کے مختلف اہم تھنک ٹینکس نے صدر اوباما کے نام اپنی مشترکہ رپورٹ میں بیشمار دلائل کے ساتھ واضح کر دیا ہے کہ پاکستان ایک بری طرح ناکام ریاست ہے چنانچہ اس بدنصیب سے کسی بھی قسم کی توقعات لگائے رکھنا عبث ہے۔ بہتر یہی ہے کہ اب خطے کے معاملات کا از سر نو جائزہ لے کر نئی اور قابل عمل پالیسی وضع کی جائے۔ ہمارا دفتر خارجہ تو خیر روز اول سے ہی کسی جوگا نہیں تھا کہ اس بیچارے کو رنگ بازی اور فوں فاں سے ہی فرصت نہیں مگر حیرت ہے کہ حسین حقانی واشنگٹن بیٹھے کیا ''آم'' کھا رہے ہیں کہ پچھلے ایک سال سے ہر وہ بات ہوتی چلی جا رہی ہے جو ہرگز ہرگز نہیں ہونی چاہئے تھی۔

آخری خوشخبری یہ ہے کہ بعض حکومتی بزرجمہر آج بھی اپنی تمام توانائی شریف برادران کو نا اہل قرار دلوانے اور پنجاب کی کٹی پتنگ لوٹنے کے درپے ہیں۔

قوم کو مبارک ہو!!

..............................

Marfat.com

# ”ورنہ پاکستان صومالیہ کا منظر پیش کرے گا“

رحمت علی رازی

آج جنگ میں رحمت علی رازی نے اپنے ہفتہ وار کالم میں کالا باغ ڈیم کی حمایت میں زبردست آرٹیکل لکھا ہے۔اس سے پہلے بھی وہ اس موضوع پر لکھتے رہتے ہیں۔انہوں نے انتباہ کیا ہے کہ اگر کالا باغ ڈیم کی تعمیر میں تاخیر کی گئی تو یہ ملک صومالیہ اور ایتھوپیا کا نمونہ پیش کرے گا۔

19 جون 2010

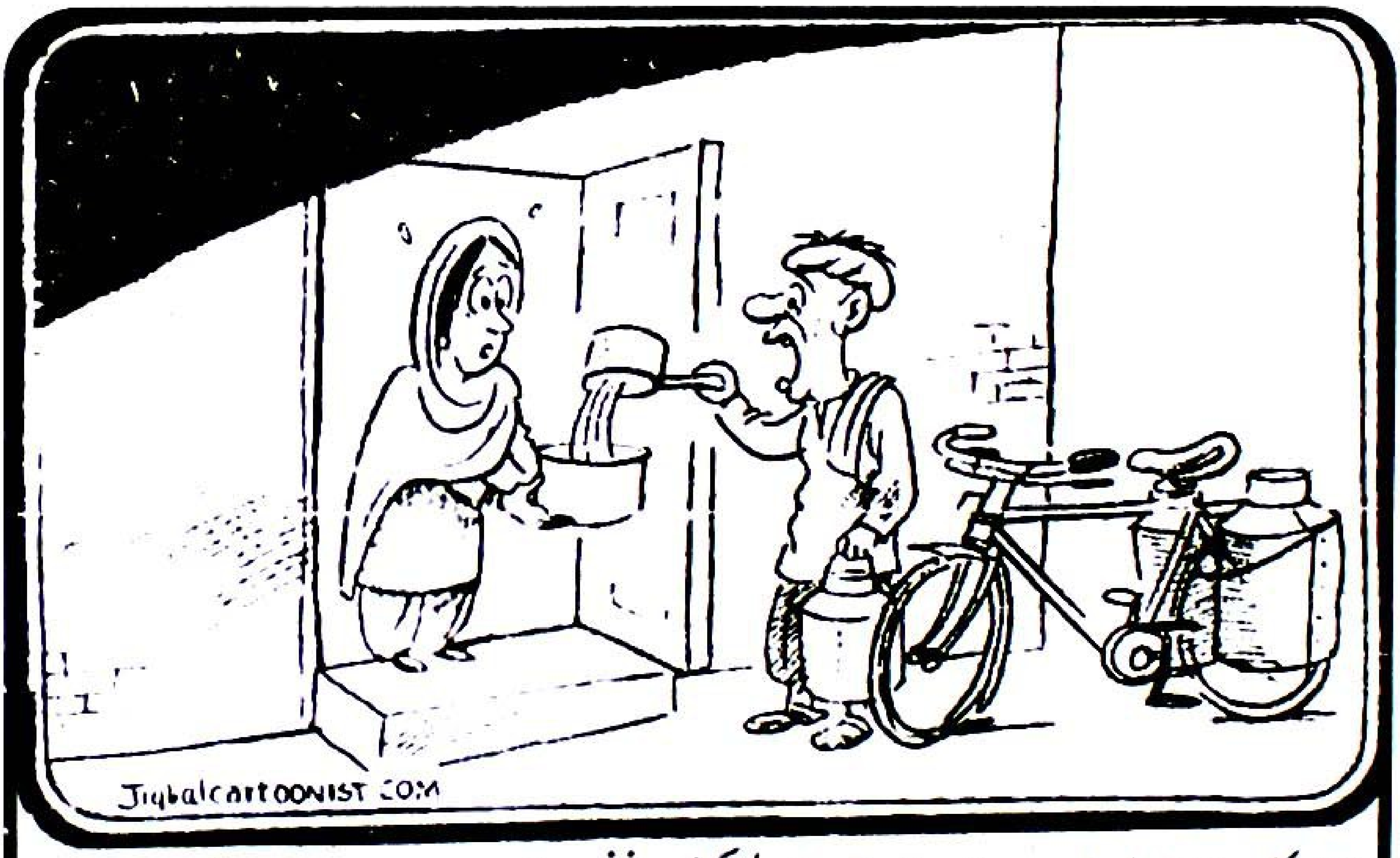


دودھ کا ریٹ بڑھا دیا ہے.....اب اس میں ڈالنے کیلئے پانی نہیں ملتا..... دریا، نہریں چھپڑ سوکھ رہے ہیں

Marfat.com

# زرداری صاحب! کالاباغ ڈیم پر ریفرنڈم کرائیں

# کالاباغ ڈیم نہ بننے دینا ''را'' کے ایجنٹوں کی کارستانی ہے

خوشنود علی خان

قارئین محترم! بجلی ملک کا سب سے بڑا مسئلہ بن گئی ہے لیکن اس مسئلے کی شدت نے پاکستان کے عوام میں مختلف سوچ کو جنم دیا ہے...... بلکہ یوں لگتا ہے کہ اس پر اتفاق رائے قائم ہو رہا ہے کہ قوم انہیں ملک کا غدار قرار دے جو کالاباغ ڈیم کے مخالف تھے جنہوں نے کالاباغ ڈیم نہیں بننے دیا......لوگ Messages کے ذریعے اور ٹیلیفون کر کے مطالبہ کر رہے ہیں کہ اس بات کا تعین کیا جائے کہ وہ کون سی قوتیں تھیں جنہوں نے کالاباغ ڈیم ''را'' کے اشارے پر نہیں بننے دیا۔

میں کل صبح ابھی جاگا ہی تھا کہ مجھے میانوالی سے ایک ٹیلیفون موصول ہوا...... جن صاحب نے فون کیا انہوں نے مجھے کہا کہ آپ نے کبھی غور کیا کہ کالاباغ ڈیم۔ کے خلاف ساری تحریک ''را اسپانسرڈ'' تھی...... میں حیران ہوا لیکن بالآخر مجھے ان صاحب سے اتفاق کرنا پڑا۔ وہ کہہ رہے تھے کہ جو نقصان کالاباغ ڈیم کے مخالفین نے پاکستان کا کیا وہی نقصان دوسری طرف بھارت چناب پر بند باندھ کر کر رہا ہے...... وہ بھی پاکستان کو بنجر اور بجلی کے بغیر دیکھنا چاہتے ہیں۔ کالاباغ ڈیم کے مخالفین نے بھی یہی کیا۔

قارئین! اس میں کوئی شک نہیں کہ سیاسی جماعتوں کی اپنی مجبوریاں ہوتی ہیں۔ پیپلز پارٹی کو سندھ سے ووٹ لینا اور الیکشن جیتنا ہوتا ہے۔ مجھے ان کی مشکلات کا بھی اندازہ ہے لیکن میں جناب صدر یعنی جناب آصف علی زرداری کو تجویز کروں گا کہ وہ کالاباغ ڈیم پر ملک میں ریفرنڈم کرائیں کہ کیا کالاباغ ڈیم بننا چاہئے یا نہیں۔ اس سے لوگوں کی سوچ کا بھی انہیں اندازہ ہو جائے گا کہ لوگ سیاسی جماعتوں کی قیادت کی طرح سوچ رہے ہیں یا اس سے مختلف سوچ رہے ہیں۔

روزنامہ 'جناح' لاہور...... 25 مارچ 2010ء

Marfat.com

# کالا باغ ڈیم

## طارق اسماعیل ساگر

""افسوس تو اس بات کا ہے کہ صرف پنجاب دشمنی میں ملکی سالمیت داؤ پر لگائی جا رہی ہے۔ پانی کی تقسیم کو کچھ سیاسی جماعتوں "را" کے لٹریچر سے متاثر ہو کر سیاسی رنگ دے دیا ہے۔ سندھ سرحد اور بلوچستان کے لوگوں کو احساس کمتری میں مبتلا کر دیا ہے۔ کچھ لیڈروں نے اس کی مخالفت کو انا کا مسئلہ بنا رکھا ہے۔ بدقسمتی سے اس وطن میں ایسے بھی لیڈر ہیں جو بگلیہار ڈیم کی تعمیر کو بھارت کا اندرونی مسئلہ قرار دیتے ہیں اور کالا باغ ڈیم کی بے جا مخالفت کر رہے ہیں۔ 1985ء میں ایک لیڈر کا بیان سارے اخبارات میں شہ سرخیوں سے شائع ہوا کہ کالا باغ ڈیم بنا تو اسے بارود سے اڑا دیا جائیگا۔

کالا باغ ڈیم تقریباً 15 کروڑ ایکڑ فٹ پانی ذخیرہ کر سکے گا اور اس سے روزانہ 4200 میگاواٹ بجلی پیدا ہوگی۔ صوبہ سرحد کے جنوبی اضلاع سیراب ہوسکیں گے اور کرک و بنوں کے زیر زمین پانی کے ذخائر میں اضافہ ہوگا۔ بجلی کی فی یونٹ پیداواری لاگت 80 پیسے سے زائد نہیں ہوگی۔ گریٹر تھل کینال چالو ہو کر لاکھوں ایکڑ رقبہ سیراب کر سکے گا جبکہ لاکھوں افراد کو بھکر، لیہ، مظفر گڑھ، خوشاب اور جھنگ کے اضلاع میں پینے کا میٹھا پانی دستیاب ہوگا۔
سائیٹ پر کام مکمل ہے بھاری مشینری کے لئے ریلوے ٹریک اور روڈ کی سہولت مہیا ہے۔
سائٹ قدرتی جھیل کا منظر پیش کرتی ہے۔ اس کی تعمیر میں صرف 3 سال کا عرصہ درکار ہے۔
آج ہمیں پانی کی شدید قلت کا سامنا ہے۔ زیر زمین پانی کی سطح مزید گہرائی میں چلی گئی ہے۔ بھارت اس مسئلے پر ہمیں 1948ء سے ہی تنگ کر رہا ہے۔

نوائے وقت، سنڈے میگزین 16 نومبر 2008ء

Marfat.com

# راجہ بجلی کے احسانات

تنویر قیصر شاہد

آج کل گوجر خان تین حوالوں سے جانا پہچانا جاتا ہے: اوّل، پروفیسر احمد رفیق اختر صاحب جن کی صوفیانہ دعاؤں اور دواؤں کا دائرہ روز بروز پھیل رہا ہے۔ دوم، وفاقی وزیر بجلی و پانی راجہ پرویز اشرف۔ سوم، ایک ماسٹر ہے جو مبینہ طور پر دوسرا ''ڈبل شاہ'' ثابت ہوا ہے، چند دنوں کے اندر اندر لوگوں کی رقوم دگنا کرنے کا جادوگر۔ چند ہفتے قبل ہمارے ایک نہایت محترم اخبار نویس نے اپنے ایک قریبی عزیز کے حوالے سے پروفیسر رفیق صاحب کے بارے میں ایک ایسی کرامت کا ذکر کیا کہ دل نے کہا گوجر خان میں آنجناب کی خدمت میں حاضری دی جائے۔ گوجر خان شہر کے اندر قبلہ پروفیسر صاحب کا دولت خانہ ہے۔ بہت سے لوگ ان کے گھر کی چھت اور گھر کے سامنے میدان میں منتظر کھڑے تھے۔ ہم بھی انتظار میں کھڑے ہو گئے لیکن پروفیسر صاحب کے دیدار اور دست بوسی سے محروم ہی رہے مگر وہاں کئی دوستوں سے ملاقات ہو گئی جن میں بعض ادیب ہیں اور بعض قلم کار۔ ہر کسی کو راجہ پرویز اشرف کے رویوں کے بارے میں نالاں اور شاکی ہی پایا۔ راجہ بجلی کی لوڈ شیڈنگ کی ستم کاریاں تو رہیں ایک طرف، وزارت ملنے کے بعد راجہ صاحب اپنے شہر اور اپنے ووٹروں سے جو سلوک فرما رہے ہیں، وہ کہانیاں ہمارا تو دل دہلا گئیں۔

اس شدید گرمی میں وطن عزیز کے بڑے شہروں میں آٹھ دس گھنٹے اور دیہاتوں میں بارہ سے اٹھارہ گھنٹے لوڈ شیڈنگ کی جا رہی ہے۔ دن کو دفاتر اور کارخانوں میں کام ہو رہا ہے نہ راتوں کو چین کی نیند میسر ہے۔ کراچی، سیالکوٹ، فیصل آباد اور گوجرانوالہ ایسے شہروں میں کہرام مچا ہے۔ پاکستان کو زرمبادلہ کما کر دینے والی ٹیکسٹائل ملیں ویران ہو رہی ہیں۔ بجلی کی آمد و رفت سے چڑ کر عجیب و غریب تجویزیں دی جا رہی ہیں۔ کسی کا کہنا ہے کہ صدر اور وزیر اعظم کے گھروں میں بھی اتنی ہی دیر کے لئے لوڈ شیڈنگ کی جائے جتنی عوام کا مقدر بنا دی

Marfat.com

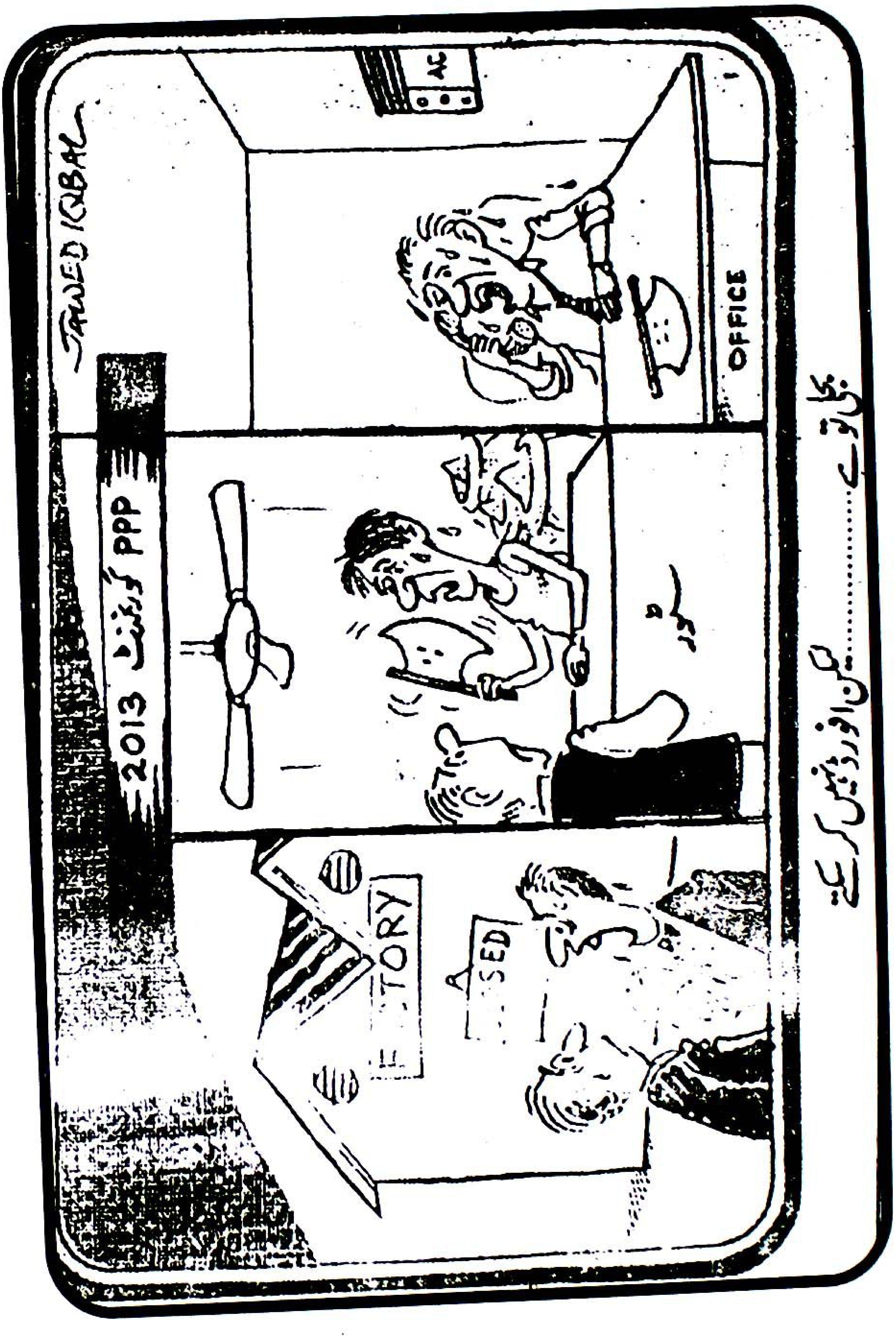
JAWED IQBAL
2013 گورنمنٹ PPP
FACTORY
CLOSED
سٹور
AC
OFFICE
بجلی تو ہے............لیکن افورڈ نہیں کر سکتے

Marfat.com

گئی ہے۔ کیسے بھولے لوگ ہیں!! راجہ بجلی کی مہربانیوں سے ہمیں جن نئی نعمتوں سے استفادہ کرنے کا موقع مل رہا ہے، ان کا تو شکرگزار ہونا چاہئے۔ بجلی کی لوڈشیڈنگ کے کئی روشن پہلو بھی ہیں جو غصے میں ابلتے عوام کی نظروں سے اوجھل ہیں۔ یاد کیجئے جب آپ اپنے نصف بہتر کے ساتھ کسی ریستوران میں کینڈل لائٹ ڈنر کرنے جاتے تھے۔ تیاری پر آپ اور اہلیہ محترمہ کو کتنی محنت کرنا پڑتی تھی۔ کپڑے استری کرو، میک اپ کا جھنجھٹ، گاڑی کی صفائی وغیرہ لیکن اب راجہ بجلی کی مہربانیوں سے ہم سب اپنے گھروں کے اندر ہی ناشتہ، برنچ، لنچ اور ڈنر کینڈل لائٹ کی رومانوی روشنی میں کر رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ پسینہ جتنا کثرت سے اور مسلسل بہے، جسم کی اندرونی آلائشوں سے اتنی ہی زیادہ نجات ملتی ہے۔ اس کے لئے امراء ''سوانا باتھ'' لیتے ہیں اور جم بھی جاتے ہیں، مشینوں پر سخت ورزش کرتے ہیں تا کہ زیادہ سے زیادہ پسینہ بہہ سکے اور آلائشیں خارج ہو سکیں۔ اب واپڈا اور بجلی کے راجہ صاحب کی کرم فرمائیوں اور مہربانیوں سے 24 گھنٹوں میں تقریباً 12 گھنٹے مسلسل پسینہ بہتا رہتا ہے۔ اب سوانا باتھ لینے کی ضرورت ہے نہ جم جانے کا تکلف کرنا پڑتا ہے۔ آلائشیں دور ہو رہی ہیں اور بجلی کے راجہ صاحب کے لئے دلی دعائیں کی جا رہی ہیں۔ راجہ پرویز اشرف کے توسط سے لوڈشیڈنگ تو پاکستان کے 17 کروڑ عوام کے لئے Blessing in Disguise ثابت ہو رہی ہے لیکن یہ عوام؟

ہمارے وفاقی وزیر برائے بجلی و پانی جناب راجہ پرویز اشرف پیپلز پارٹی کے بہادر لیڈروں میں شمار ہوتے ہیں۔ بہادری میں وہ میاں نواز شریف سے برابری کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ جس طرح میاں صاحب اپنے خلاف قائم کئے گئے بعض مقدمات کے حوالے سے کسی بھی نتیجے کی پرواہ کئے بغیر پی سی او ججوں کی عدالت میں پیش ہونے سے مسلسل انکار کر کے اپنے چاہنے والوں سے دادِ شجاعت سمیٹتے رہے ہیں، کچھ اسی طرح راجہ پرویز اشرف بھی اپنے خلاف قائم کئے گئے بعض مقدمات کے حوالے سے عدالت میں پیش ہونے سے انکار کر رہے ہیں۔ تقریباً گیارہ برس قبل 1998ء میں، جب میاں نواز شریف وزیراعظم تھے، راجہ پرویز اشرف اور پیپلز پارٹی کے چند دیگر سیاستدانوں کے خلاف مقدمات قائم کئے گئے

Marfat.com

تھے۔ ان پر الزام عائد کیا گیا تھا کہ انہوں نے لاہور ہائی کورٹ کے راولپنڈی بنچ میں قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کی جسارت کی تھی۔ یہ مقدمہ اب راولپنڈی کی انسداد دہشت گردی کی عدالت میں زیر سماعت ہے۔ راجہ پرویز اشرف کو 13 جون 2009ء بروز ہفتہ اس عدالت میں پیش ہونا تھا لیکن وہ عدالت کے روبرو پیش ہونے سے قاصر رہے۔ چنانچہ عدالت مذکور نے وفاقی وزیر راجہ پرویز اشرف کے خلاف وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے۔ راجہ صاحب عظیم لیڈر ہیں، چنانچہ وہ ان وارنٹوں سے گھبرائے نہ پریشان ہوئے کیونکہ جانتے ہیں کہ بہادر سیاستدانوں کا بال بیکا بھی نہیں کیا جا سکتا۔

راجہ پرویز اشرف نے جب یہ اعلان کیا تھا کہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر کا منصوبہ ترک کر دیا گیا ہے، کیا انہیں معلوم تھا کہ اس بیان سے پاکستان اور پاکستانی عوام کو کس قدر عذابوں سے گزرنا پڑے گا؟ بجلی کے دم بہ دم بڑھتے ہوئے نرخوں سے غریب سے غریب تر ہونے والے عوام کی کمر مسلسل ٹوٹتی رہے گی؟ راجہ پرویز اشرف صاحب ایک ایسی سیاسی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں جس کا دعویٰ ہے کہ وہ عوام کے دردوں اور دکھوں کو سمجھتی ہے اور انہیں دور کرنے کی کوشش بھی کرتی رہتی ہے۔ راجہ صاحب کالا باغ ڈیم نہ بنا کر عوام کو کیسے مہنگی بجلی کے مہلک شکنجے سے نجات دلا سکتے ہیں، اس کا اعلان سننے کو ہم سب منتظر ہیں۔ ایک اردو معاصر نے 15 جون 2009ء کو اپنے اداریے میں یہ الزام عائد کیا ہے کہ ''کالا باغ ڈیم کی تعمیر روکنے کے لئے بھارت کی تین واٹر ایجنسیاں گزشتہ پندرہ برسوں کے دوران سندھ کی مختلف قوم پرست تنظیموں کو دس ارب روپے کی گرانٹ فراہم کر چکی ہیں تا کہ وہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے خلاف احتجاج جاری رکھیں اور حکومت پاکستان اس دباؤ کے تحت تعمیر کا فیصلہ نہ کر سکے۔'' خدا نہ کرے کہ یہ الزام درست ہو اور اگر یہ کسی بھی شکل میں درست ہے تو یہ سوال بجا طور پر کیا جا سکتا ہے کہ راجہ پرویز اشرف کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے خلاف کیوں ہیں؟ وہ یقیناً ان حقائق سے باخبر ہوں گے کہ پاکستان اب تک گزشتہ تین عشروں کے دوران کالا باغ ڈیم کی فزیبلٹی، واپڈا ملازمین کی تنخواہوں، سڑکوں اور ماڈلز کی تعمیر پر 80 ارب روپے سے زائد کی خطیر رقم خرچ کر چکا ہے۔ کیا اس رقم کو محض کھوہ کھاتے میں ڈال دیا جائے؟ میرے

Marfat.com

سامنے امریکہ کا مشہور جریدہ ''نیوز ویک'' (اشاعت 15 رجون 2009ء) پڑا ہے۔ اس کے صفحہ 40 پر لکھا گیا ہے کہ بھارت اگست 2009ء کے آخر تک مزید 5600 میگا واٹ بجلی بھارتی عوام کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔ اس جریدے نے یہ بھی بتایا ہے کہ دوسری بار وزیر اعظم بننے والے ڈاکٹر منموہن سنگھ اپنے نئے دور حکومت کے اوّلین 100 دنوں کے اندر اندر بجلی کے مزید تین میگا پراجیکٹ تکمیل شدہ حالت میں اپنے عوام کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں جو تامل ناڈو، گجرات اور اڑیسہ میں بروئے کار آئیں گے اور یہ مجموعی طور پر 4 ہزار میگا واٹ بجلی پیدا کریں گے۔ (اور ایک ہم ہیں کہ ملک بھر میں 4 ہزار میگا واٹ بجلی کی کمی دور کرنا حکمرانوں کے لئے عظیم امتحان بنا ہوا ہے) بھارت کے حکمران تو اپنے ملک و عوام کی ترقی و خوشحالی کے لئے ضرورت سے بھی زائد بجلی پیدا کرنے کے معرکے انجام دے رہے ہیں اور اللہ میاں ہماری قسمت میں راجہ پرویز اشرف ایسے وزیر لکھ دیئے ہیں۔ دو روز قبل کراچی میں بجلی کی ترسیل میں مکمل انقطاع کے حوالے سے راجہ بجلی نے عوام سے معافی تو مانگ لی ہے لیکن ''نری'' معافیوں سے کیا ہوتا ہے؟

روزنامہ ایکسپریس

Marfat.com

# کالاباغ ڈیم' علاقائی سیاست کی نذر

بشارت لودھی

کالاباغ ڈیم ہمارے ملک کی حکمران اشرافیہ کی چیختی چنگھاڑتی نااہلیت کا ایک ثبوت ہے۔اسی نااہل حکمران اشرافیہ کی 'اعلیٰ صلاحیتوں' کی بدولت ملک آج معاشی اور سیاسی بحرانوں کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔اور اس طبقہ کی قوم کے ساتھ کوئی کمٹ منٹ کیسے ہوسکتی ہے' ملک کے مستقبل سے دلچسپی کیسے ہوسکتی جب اس کا سرمایہ بیرون ملک' اثاثے بیرون ملک' کاروبار بیرون ملک' بچے اور فیملی بیرون ملک مقیم ہیں' ملک کے اندر ان کی صرف سیاست ہے۔اسی لئے وہ اپنی سیاست کو بچانے کے لئے ملک اور قوم کو داؤ پر لگا دیتے ہیں اور عوام کی خوشحالی کے منصوبے ترک کر دیتے ہیں۔ کالاباغ ڈیم قوم کی ترقی اور خوشحالی کا ایسا ہی پراجیکٹ ہے جو گزشتہ کئی دہائیوں سے علاقائی سیاست کے بونے سیاست دانوں کے مفاد کی نذر ہوتا چلا آرہا ہے مگر قومی سیاست کے دعویدار خاموشی ہی میں اپنی سیاست کی عافیت سمجھتے ہیں۔سیاست اختلافات کو باہمی بات چیت سے سلجھانے کا نام ہے' دلائل سے قائل کرنے' قابل قبول حل اور درمیانی راہیں تلاش کرنے کا نام ہے۔ جو سیاست دان مذاکرات نہیں کرسکتے اور مسائل کو افہام و تفہیم سے حل نہیں کرسکتے' اختلافات میں سے اتفاقات برآمد نہیں کرسکتے' انہیں سیاست کرنے اور لیڈر کہلانے کا کوئی حق نہیں۔

اس وقت وطن عزیز کو پانی اور توانائی کے بحرانوں کا سامنا ہے۔ بدقسمتی سے یہ دونوں بحران صرف حکمرانوں کی نااہلی' کم ہمتی اور کوتاہ نظری کے پیدا کردہ ہیں۔ان دونوں بحرانوں کو بڑے ڈیم بنا کر باآسانی حل کیا جاسکتا تھا۔سب سے سستی بجلی پانی سے حاصل ہوتی ہے۔ملک کی تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کی غذائی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہمیں پانی کے تیزی سے کم ہوتے ذخائر کو بہتر سے بہتر طور پر استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔ بڑے ڈیم بنا کر ہم نہ صرف پانی کو ضرورت کے مطابق بہتر طور پر سارا سال استعمال کرتے بلکہ سستی ترین بجلی بھی بناتے۔ اگر دوسرے ڈیموں پر کام شروع ہوچکے ہوتے تو

Marfat.com

شائد کالاباغ ڈیم کا رہ کر خیال نہ تڑپاتا۔

کالاباغ اسلام آباد سے سو کلومیٹر جنوب مغرب میں دریائے سندھ پر بنایا جائے گا۔اس میں 6 سے 9 ملین ایکڑ فٹ تک پانی ذخیرہ کرنے کی گنجائش ہوگی جبکہ یہاں سے دریا کا سالانہ بہاؤ 91.4 ملین ایکڑ فٹ ہے۔اس میں 2400 سے 3600 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت ہوگی۔ملک کی لاکھوں ایکڑ اراضی سیراب ہوگی اور سب سے زیادہ سندھ کو پانی ملے گا۔حالیہ تباہ کن سیلاب سے پہلے تک کے اعداد و شمار کے مطابق اوسطاً 30 سے 40 ملین ایکڑ فٹ پانی سمندر میں گر کر ضائع ہو جاتا ہے۔اس ضائع ہونے والے پانی سے کالاباغ ڈیم کو صرف چھ ملین ایکڑ فٹ چاہیئے اور وہ بھی پورے ملک کی زمینوں کو سیراب کرنے اور پورے ملک کو بجلی فراہم کرنے کے لئے۔

کالاباغ ڈیم پر ابتدائی مطالعہ کا کام 1953ء میں شروع ہوا۔ 1987ء میں جنرل ضیاءالحق کے دور میں اس پر کام کا آغاز ہونے لگا تو جنرل ضیاء کے چہیتے گورنر سرحد فضل حق کو صوبائی نعرہ لگا کر لیڈر کی کھال پہننے کی شوق چرایا اور اس نے ڈیم کی مخالفت کی۔گورنر فضل حق کی مخالفت کے بعد قوم پرست جماعتوں کے پاس علاقائی تعصب ابھارنے کا ایشو ہاتھ آ گیا اور انہوں نے اسے خوب استعمال کیا۔ویسے بھی مارشل لاء دور میں علاقائیت پسند قوتوں کے لئے بڑا سازگار ماحول ہوتا ہے کیونکہ قومی سیاسی جماعتیں فوجی حکومت کا تختہ مشق بنی ہوتی ہیں۔ 1987ء میں ڈیم کی تعمیر پر دو ارب 67 کروڑ روپے لاگت آتی جو اب بارہ ارب ڈالر سے بھی تجاوز کر گئی ہے۔اس دوران بجلی کی قلت سے جو صنعتی، زرعی اور تجارتی نقصان ہوا اور مسلسل ہو رہا ہے، وہ اس لاگت کے فرق سے کئی گنا بڑھ کر ہے۔

لیکن اب صورتحال بدل گئی ہے۔اب اپنے سیاسی مفادات پر قوم پرستی اور علاقائی مفاد کا غلاف چڑھا کر تا دیر عوام کو بیوقوف نہیں بنایا جا سکتا۔اب نہ مارشل لاء ہے اور نہ سرکاری پابندیوں میں جکڑا ہوا میڈیا۔اس لئے کالاباغ ڈیم پر ایک گرینڈ بحث کا آغاز ہونا چاہیئے، جو ٹی وی چینلز پر براہ راست دکھائی جائے۔اس میں تمام فنی ماہرین اور مختلف الخیال سیاسی رائے رکھنے والوں کو آزادانہ بات کرنے کا موقعہ دیا جائے۔اس پراجیکٹ کے

Marfat.com

سارے فنی پہلوؤں کا بے لاگ جائزہ لیا جائے، ہر سیاسی جماعت کے موقف کو سنا جائے، ہر نقطہ نظر واضح ہو۔ اس سے قومی سیاسی جماعتوں کی دوغلی پالیسی بھی بے نقاب ہوگی اور علاقائی جماعتوں کے موقف کے پیچھے کارفرما مقاصد بھی عیاں ہوں گے۔ ہر مسئلہ کا کوئی نہ کوئی حل ضرور ہوتا ہے، اعتراضات دور کئے جاسکتے ہیں، مفادات اور فوائد کی تقسیم کا فارمولا تیار کیا جاسکتا ہے۔ بدگمانیوں کی دھند سے نکل سنہرے مستقبل کی راہیں مل بیٹھ کر، باہم صلاح مشورے سے ہی تلاش کی جاسکتی ہیں۔ اگر کسی علاقے کے چند بااثر افراد کو معاشی نقصان پہنچتا ہے اور وہ اسے عوام کا، کسی صوبے کا نقصان بنا کر پیش کرتے ہیں تو اسے بے نقاب کرنا چاہیے۔ ہمارے بااثر لوگوں کی عوام پر گرفت اتنی مضبوط ہے کہ وہ عوام کو ان ایشوز پر بھی اکٹھے اور متحرک کر لیتے ہیں جن میں عوام کا صریحاً نقصان ہوتا ہے۔ عوامی مفاد اور وڈیروں کے ذاتی مفاد میں لکیر واضح ہونی چاہیے۔ عوام کو فائدہ پہنچانے والے پراجیکٹس کو علاقائی مفادات کی دھول اڑا کر، قوم پرستی کا شور مچا کر، صوبے کے نقصان کا نام دے کر پس پشت نہیں ڈالنا چاہیے۔ اس طرح تو خوشحالی کا ہر پراجیکٹ اور عوام کی بہتری کا ہر منصوبہ وڈیروں کے ہاتھوں غارت ہو جائے گا۔ عوام معاشی بدحالی کی چکی میں پستے رہیں گے، انہیں کبھی آسودگی اور زور آور وڈیروں سے آزادی میسر نہیں ہوگی۔ سیاسی جماعتیں عوام میں آگہی پیدا کر کے، انہیں جرأت اظہار دے کر انہیں طاقتور بنانے کی بجائے، بااثر افراد کے ہاتھوں میں کھیلتی ہیں۔ اس لئے عوام میں شعور صرف میڈیا کے ذریعے ہی پیدا کیا جاسکتا ہے۔

تاریخ نے پیپلز پارٹی کی قیادت پر بہت بڑی ذمہ داری ڈال دی ہے۔ اس وقت صرف وہی اس پوزیشن میں ہے کہ کالا باغ ڈیم پر بحث کا آغاز کرے اور چاروں صوبوں میں اتفاق رائے پیدا کر کے ایک اور تاریخ ساز کام کر دے۔ اس کی چاروں صوبوں میں نمائندگی ہے اور مرکزی حکومت بھی اس کے پاس ہے، اندرون سندھ وہ مقبول ترین جماعت ہے۔ وزیراعظم یوسف رضا گیلانی اور گورنر پنجاب سلیمان تاثیر نے کئی بار کالا باغ ڈیم کے حق میں بیانات دیے ہیں۔

Marfat.com

پانی کو' بلیو گولڈ' یعنی نیلا سونا بھی کہا جاتا ہے۔ حالیہ سیلاب میں اربوں ڈالر کا یہ بلیو گولڈ سمندر میں بہہ گیا اور اربوں روپے کا نقصان کر کے آبادیوں' انسانوں اور اثاثوں کو اپنے ساتھ بہالے گیا۔ دنیا میں پانی کے ذخائر تیزی سے کم ہو رہے ہیں' سمجھدار قومیں اس سلسلہ میں مستقبل کے لئے منصوبہ بندی کر رہی ہیں۔ ہر سال ہمارا لاکھوں ایکڑ فٹ پانی سمندر میں گر کر ضائع ہو رہا ہے لیکن ہم آپس کے اختلافات نہیں سلجھا پا رہے۔ ان حالات میں جب ہم اپنے پانیوں پر بھارتی قبضہ کی بات کرتے ہیں تو دنیا ہماری باتوں کو کھوکھلا سمجھتی ہے' ہمیں سنجیدگی سے نہیں لیتی۔ وہ یہ کہہ کر لا جواب کر دیتے ہیں کہ پہلے آپ موجودہ ملنے والے پانی کو تو استعمال میں لائیں۔

بھارت پاکستان کی طرف آنے دریاؤں پر ڈیم پر ڈیم بناتا چلا جا رہا ہے اور ہم چند نااہل سیاستدانوں کے رحم وکرم پر اپنی زمینوں میں دھول اڑتی دیکھ کر غربت کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ قوم پانی کی بوند بوند کو ترس رہی ہے' بجلی کی قلت نے صنعتوں اور معاشی سرگرمیوں کو ٹھنڈا کر کے رکھ دیا ہے' بے روزگاری کا عفریت خاندانوں کو نگل رہا ہے' خودکشیاں اگل رہا ہے۔

کالا باغ ڈیم پر چاروں وفاقی اکائیوں کا اتفاق قومی یکجہتی کے نئے سفر کا آغاز ہوگا جس سے ملک میں معاشی سرگرمیوں کے بے پناہ مواقع پیدا ہوں گے اور خوشحالی کے نئے دور کا آغاز ہوگا لیکن اگر ہم نے کالا باغ سمیت معاشی ترقی کے بڑے منصوبوں پر توجہ نہیں دی تو خاکم بدہن ہر آنے والا دن ملک میں پانی' غذائی پیداوار اور توانائی کا بحران شدید تر بحرانوں کو جنم دے گا۔

.................................................................

Marfat.com

# کتابوں کا تعارف

Marfat.com

حکومت مغربی پاکستان کی طرف سے سکولوں اور کالجوں کی لائبریریوں کیلئے منظور شدہ
پاکستان رائٹرز گلڈ کی طرف سے اوّل انعام یافتہ

# عزیز بھٹی شہیدؒ

اصغر علی گھرال

Marfat.com

ادارۂ مصنفین پاکستان

# پاکستان رائٹرز گلڈ

## ۶ ستمبر ادبی انعام

۱۹۶۷ء

تصدیق کی جاتی ہے کہ اس سال کا انعام بدست جناب محبوب الرشید گورنر بنک دولت پاکستان
جناب اصغر علی گھرال کی خدمت میں ان کی تصنیف عزیز بھٹی شہید کے انتخاب پر پیش کیا گیا۔

۱۶ جون ۱۹۶۸ء
لاہور

جمیل الدین عالی
معتمد اعلیٰ
ادارہ مصنفین پاکستان

Marfat.com

اس کتاب کو پڑھنے کے بعد آپ چند لمحوں کے لئے یہ سوچیں گے کہ کیا کسی زبان میں اس سے زیادہ مکمل سوانح عمری لکھی گئی ہے۔ ہوسکتا ہے دو چار نام یاد آئیں اور بہت ممکن ہے، باسویل کا نام سرفہرست ہو لیکن باسویل سوانح نگار نہ تھا' روزنامچہ نویس تھا جو اپنے ہیرو کے ساتھ رہا اور روزانہ کے واقعات قلم بند کرتا رہا۔ اصغر علی گھرال اپنے ہیرو کے ساتھ نہیں رہے۔

اردو ادب انہیں مولانا حالی کے بعد دوسرے بہت بڑے سوانح نگار کی حیثیت سے قبول کرلے گا۔''

احسان بی اے......روزنامہ ''کوہستان'' لاہور

مورخہ 4/جون 1967ء

.................................................

آپ نے بہت ہی اچھا کیا جو ''عزیز بھٹی شہید'' کا ایک نسخہ مجھے عطا فرمایا۔ میں نے اس دلچسپ اور محبوب کتاب کے پچپن صفحے ایک سٹال پر کھڑے ہو کر پڑھے اور جب اسے خریدنے کا ارادہ باندھا تو دکان دار نے یہ کہہ کر معذرت چاہی کہ ایک ہی نسخہ ہے اور کوئی صاحب اس کی قیمت ادا کر کے ذرا آگے تک گئے ہیں۔ واپسی پر یہ کتاب اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ آپ کے لئے کل منگوادوں گا۔ لیکن پھر وہ کل نہ آئی۔

آپ نے یہ کتاب مجھے بھجوا کر مجھ پر واقعی احسان کیا ہے۔ میں جذباتی انسان ہوں۔ اور ایسی کتابیں آنکھوں کے راستے میرے دل میں اتر جاتی ہیں۔

''آپ نے عزیز بھٹی شہید پر کتاب لکھ کر ہم سب پر بڑا احسان کیا ہے۔ پتہ نہیں آپ نے اتنی معلومات کس کس طریق سے اور کیسی کیسی لگن کے ساتھ حاصل کی ہوں گی۔ یورپ میں تو آپ سے کئی لوگ بستے ہیں لیکن یہاں پاکستان میں کسی سے میرا سابقہ نہیں پڑا۔ بہت ممکن ہے میرا حلقہ شناسائی اس قدر وسیع نہیں ہے۔''

میں ابھی تک گھر نہیں گیا۔ قدسیہ اس کتاب کو پا کر یقیناً بہت خوش ہوگی۔ کیونکہ میں نے اس سے اس تصنیف کا تذکرہ کیا تھا۔

Marfat.com

اگر آپ برا نہ مانیں اور مجھ سے ناراض ہونے کی کوشش نہ کریں تو کیا میں آپ کو اس کتاب کی قیمت بھجوا سکتا ہوں؟ آپ نے اس پر بہت بھاری رقم لگائی ہوگی اور میں آپ پر مزید بوجھ ڈالنا نہیں چاہتا۔ امید ہے آپ بہمہ وجوہ خیریت سے ہوں گے۔

والسلام

اشفاق احمد

ڈائریکٹر' مرکزی اردو بورڈ لاہور

13/جولائی 1967ء

..............................................................

☆......مجھے افسوس ہے میں آپ کو جلد تر شکریہ کا خط نہیں لکھ سکا۔ "عزیز بھٹی شہید" کا ایک نسخہ بھیج کر آپ نے بڑی نوازش کی ہے۔

میں تبصرہ نگاری کے فن سے بے بہرہ ہوں لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ:

آپ پہلے پاکستانی ہیں جنہوں نے اس موضوع پر کام کی کتاب لکھی ہے۔ میری طرف سے اس کامیاب کتاب کی اشاعت پر مبارکباد قبول فرمائیں۔

ہم نے اپنے تمام یونٹوں سے سفارش کر دی ہے کہ یہ کتاب خریدیں۔ علاوہ ازیں اس کی پچیس جلدیں خرید کر بڑی بڑی لائبریریوں میں رکھ دی ہیں۔

محمد خاں (کرنل)

ایجوکیشن ڈائریکٹوریٹ۔ جی ایچ کیو۔ راولپنڈی

..............................................................

☆......اب یہ کتاب پڑھتے وقت ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہم سینما کے پردے پر عزیز بھٹی شہید کو چلتا پھرتا' باتیں کرتا' دوستوں سے ملتا جلتا اور میدان جنگ میں عزم و ہمت کا ایک بدیع پیکر بنا ہوا دیکھتے ہیں۔ جسے موت زندگی سے بدرجہا زیادہ پیاری ہے۔

مولانا غلام رسول مہر

..............................................................

Marfat.com

''گھرال صاحب نے یہ کتاب لکھ کر ہمارے ادب میں اضافہ تو کیا ہی ہے۔ان کی کتاب' پاکستان کی احساساتی تاریخ میں وقیع مقام کی مستحق ہے۔

ترجمان القرآن

مدیر مولانا ابوالاعلیٰ مودودی

..............................................

☆......جناب اصغر علی گھرال نے ''عزیز بھٹی شہید'' پر ایک مستند کتاب تصنیف کر کے اہل پاکستان کو یہ مژدہ دیا ہے کہ ابھی ہماری قوم میں ایسے افراد موجود ہیں جو تحقیق وکاوش کے کانٹوں پر چلنا جانتے ہیں۔ان کی ریاضت پر بے محابا رشک آتا ہے اور ان کا قلم چوم لینے کو جی چاہتا ہے۔

اردو ڈائجسٹ۔لاہور

..............................................

☆......''عزیز بھٹی شہید'' پر انعام کی دلی مبارکباد قبول فرمایئے۔ مجھے خدشہ تھا کہ رائٹرز گلڈ کے دوسرے انعاموں کی طرح چھ ستمبر کے ادبی میں بھی بے انصافی ہوگی لیکن'' ریڈیو پر آپ کا نام سنا تو بے حد خوشی ہوئی۔جنگی تصانیف میں آپ کی کتاب واقعی انعام کی مستحق تھی۔''

سلمٰی خاص طور پر مبارک باد کہتی ہے۔اس نے کتاب کا ایک ایک لفظ پڑھا تھا اور نہ صرف کتاب کی بلکہ آپ کی دوسالہ محنت کی داد دیتی رہتی تھی۔وہ جانتی ہے کہ جنگی وقائع نگاری کس قدر دشوار کام ہے۔''

عنایت اللہ۔سیارہ ڈائجسٹ۔لاہور

2رفروری 1968ء

..............................................

☆......جب قاری کتاب پڑھ کر رکھتا ہے۔تو وہ یوں محسوس کرتا ہے کہ وہ تو ''عزیز بھٹی شہید'' کو مدت سے جانتا ہے۔

Marfat.com

''اسٹار'' کراچی

..........................................

☆...... جناب انتظار حسین نے روزنامہ مشرق میں اپنے مشہور کالم ''لاہور نامہ'' میں پاکستان رائٹرز گلڈ کی اس تقریب (16 رجون 1968ء) کا حال قلم بند کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

''انعام پانے والوں میں چند ایک ادیب تشریف لائے تھے چند ایک تشریف نہیں لائے تھے۔ بہرحال اصل آدمی وہاں موجود تھا۔ یہ اصغر علی گھرال تھے جنہوں نے عزیز بھٹی شہید کی سیرت وشخصیت پر کتاب لکھی اور اس کتاب پر بجا طور پر جنگ ستمبر کے نام پر جاری ہونے والا انعام پیش کیا گیا باقی رنگ رنگ کی کتابیں اور رنگ رنگ کے انعام......''۔

انتظار حسین۔ روزنامہ ''مشرق'' لاہور

..........................................

☆...... پیرایہ بیان سلیس، دل نشین اور براہ راست واقعات کی ترتیب میں ایسی خوبی پیدا کی ہے جو ایک طرف ادبی نگارش کے تقاضوں کو بہ احسنہ پورا کرتی ہے اور دوسری طرف قاری کو ملکی وملی تقاضوں کا احساس بھی دلاتی رہتی ہے اور اس طرح اسے ایک باشعور محب وطن فرد بنانے میں اہم کردار سرانجام دیتی ہے۔

اصغر علی گھرال کی اس تالیف کو دیکھنے کے بعد یہ کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے عزیز بھٹی شہید کی سوانح اتنے جامع، شاندار وسیع، ہمہ گیر اور مؤثر انداز سے مرتب کی۔ جس کی وہ صحیح معنوں میں مستحق ہے۔ شہید کی پیدائش سے لے کر شہادت تک کوئی بھی گوشہ تشنۂ تکمیل نہیں رہنے دیا۔ یوں قاری کو اس قابل بنا دیا کہ وہ عزیز بھٹی شہید کی سوانح کے مطالعہ سے نہ صرف زندگی کے مقصد سے واقف ہو سکے۔ بلکہ اپنے آپ کو اس مقصد پر پورا اتارنے کی کوشش کا جذبہ بھی اس کے اندر پیدا ہو۔

ابوطاہر فارانی۔ لاہور

..........................................

Marfat.com

☆......اس کتاب کو دیکھنے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ وہ محاذ جو جنگ کے بعد لکھنے والوں کے لئے کھلا تھا اس پر کون کون اور کس کس طرح دادِ شجاعت دیتا رہا ہے۔

شفقت تنویر مرزا

.................................................

☆......جناب اصغر علی گھرال نے بڑے اخلاص وعقیدت اور محنت وکاوش کے ساتھ یہ کتاب لکھی ہے۔ جس کے لئے وہ تبریک وتحسین کے مستحق ہیں۔

ماہنامہ ’فاران‘ کراچی

.................................................

☆......”آپ نے یقیناً اردو ادب میں سوانح نگاری کی صنف کو ایک نیا وقار بخشا ہے۔ یہ کتاب نہ صرف ہماری آنے والی نسلوں کے دلوں کو گرمائے گی اور تڑپائے گی بلکہ ادب اردو کی تاریخ میں بھی ایک نمایاں مقام حاصل کرے گی“۔

میں دل کی گہرائیوں سے اس تحقیقی اور ادبی کارنامے پر آپ کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اردو ادب اور ملت کی خدمت کے بیش از بیش مواقع فراہم کرے۔

عبدالسلام خورشید۔ لاہور......5/اگست 1967ء

.................................................

☆......آپ کا خط ملا۔ سخت نادم ہوں کہ ابھی تک آپ کی بے حد قیمتی تصنیف پر تبصرہ شائع نہ ہو سکا۔ میں چاہتا تھا کہ کوئی ڈھنگ کا تبصرہ حاصل ہو تو شائع کرا دوں۔ ایک دو تبصرے کرائے لیکن وہ مجھے پسند نہ تھے۔ اب قیوم نظر صاحب نے اس پر مفصل تبصرہ کیا ہے جو زیر ترتیب شمارے میں شامل ہے۔ امید ہے آپ پسند کریں گے۔

وزیر آغا۔ 58 سول لائنز سرگودھا

☆......عملی زندگی میں گھرال صاحب ایک وکیل ہیں۔ اپنے مقدمے کو مضبوط بنانے کے لئے انہوں نے ہر قسم کی شہادتوں کا انبار لگا دیا ہے اور اسے ایسے پیشہ ورانہ انداز میں پیش

Marfat.com

کیا ہے کہ ان کے مؤقف سے اختلاف کی گنجائش کم ہی رہ جاتی ہے۔

قیوم نظر۔ ریڈیو پاکستان...... 12/فروری 1968ء

..................................

☆......راجہ عزیز بھٹیؒ کے حالات نے خالد بن ولیدؓ۔ طارق بن زیادؒ اور محمد بن قاسمؒ کی یاد تازہ کر دی ہے۔ اور آپ کے حالات جمع کرنے'' نے وہ دور سامنے لا کھڑا کیا ہے' جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے حکم سے بزرگ احادیث نبویؐ پوچھنے کے لئے مدینہ منورہ کے ہر گھر کی کنڈی کھٹکھٹا رہے تھے۔

ملا واحدی۔ کراچی...... 23/جولائی 1967ء

..................................

☆......عید الاضحیٰ پر گاؤں آیا تو واپسی پر ضلع کچہری (گجرات) میں حاضر ہوا تا کہ آپ کی تصنیف ''عزیز بھٹی شہید'' پر انعام ملنے پر آپ کو روبرو مبارکباد دے سکوں لیکن آپ لاہور گئے ہوئے تھے۔ آپ کے ایک ساتھی وکیل کو پیغام دے آیا تھا۔ پتہ نہیں آپ کو ملا ہے یا نہیں۔

کیپٹن محمد صدیق سالک...... 8/اپریل 1967ء

..................................

☆......مؤلف کی اس محنت و کاوش سے علمائے متقدین کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جو آمد و رفت کی سہولتوں کی کمیابی کے باوجود کسی روایت اور واقعہ کی تحقیق و تفتیش میں سینکڑوں اور ہزاروں میلوں کا دشوار گزار سفر کر گزرتے تھے۔

سادہ اور دل نشین اسلوب' اس کتاب کی دو ایسی خوبیاں ہیں جو اسے پاکستان کی ہر زبان کے سوانحی ادب میں ممتاز ترین مقام دلواتی ہیں۔ یہی نہیں' اس کتاب کو دنیا کی دوسری زبانوں کے سوانحی ادب کے مقابلے پر بھی پیش کیا جا سکتا ہے۔

ہفت روزہ ''ہلال'' ترجمان افواج پاکستان۔ راولپنڈی

..................................

Marfat.com

گلڈ کئی کاروباراداروں سے انعامی رقم لیتا ہے جو اب ایک لاکھ 25 ہزار سالانہ تک پہنچ چکی ہے۔ مگر چھ تمبرادبی انعام اس نے خود قائم کیا۔ چند بڑے امراء نے اس بار خاصی شدت سے پیش کش بھی کی کہ یار یہ انعام ہمیں دے دو اور یقین کیجئے کہ اس سال گلڈ کے مالی حالات خاصے ناگفتہ بہ تھے مگر ہم نے کہا کہ یہ اعزاز تو ہم اپنے پاس ہی رکھیں گے۔ چنانچہ نہ جانے کس طرح ہم نے اپنے محدود وسائل میں سے یہ دس ہزار کی رقم نکالی اور اسے اپنے وطن کی انفرادیت' سالمیت اور حفاظت کے حضور اپنے نہایت حقیر نذرانے کے طور پر پیش کیا۔

اگر اس خاک سے ایک اصغر علی گھرال اٹھ سکتا ہے تو کیا چند اور لگن والے پیدا نہیں ہو سکتے جو اپنے شہیدوں پر کام کرنے کے لئے کمر باندھ لیں۔

جمیل الدین عالی

روزنامہ جنگ راولپنڈی۔ 30/جون 1968ء

..............................................

☆...... حال ہی میں اردو ادب نے ایک نیا ادیب دریافت کیا ہے یہ ہیں جناب اصغر علی گھرال صاحب۔ جنہوں نے عزیز بھٹی شہید پر کتاب لکھ کر اپنے نامور ہیرو کی طرح اپنی بقا کا بھی سامان کر لیا ہے نہ صرف یہ کہ کتاب اس موضوع پر لکھی جانے والی دوسری سطحی کتابوں سے یکسر مختلف ہے بلکہ یہ پورے ادب میں اپنا منفرد مقام رکھتی ہے۔

مولانا کوثر نیازی ہفت روزہ 'شہاب' لاہور...... 20/اگست 1967ء

..............................................

☆...... بعض آفیسر قسم کے حضرات کے لئے کتاب کا مطالعہ اس لحاظ سے بھی ضروری ہے کہ اسے پڑھ کر ان کا یہ تاثر ختم ہو جائے گا کہ ہیرو صرف انگلستان یا امریکہ میں پیدا ہوتے ہیں۔

اس شاہکار میں عزیز بھٹی شہید کی شخصیت کو اس طرح سے پیش کیا گیا ہے کہ مستقبل میں اس سے کوئی بھی غلط مواد منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ اس لحاظ سے اگر یہ کہا جائے کہ مصنف

Marfat.com

نے قوم پر ایک بہت بڑا احسان کیا ہے تو بے جا نہ ہوگا۔

اس کتاب کے مصنف جناب اصغر علی گھرال کسی صاحب طرز ادیب کے طور پر معروف نہیں تھے۔ لیکن انہوں نے ''ادبی دنیا'' کا ایک یادگار کارنامہ کر کے دکھا دیا ہے۔

کتاب میں بے شمار ایسے مقامات ہیں جہاں قاری بہت کچھ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور بے اختیار آنسو آتے ہیں۔''

جہاں تذکرہ وہاں جذبات ارادت کہیں آڑے نہیں آئے اور جہاں جذبات و محسوسات کی محفل آرائی ہے۔ وہاں حقائق کی روشنی اوجھل نہیں ہونے پائی۔ اوّل سے آخر تک فکر و وجدان کا ایک ولولہ انگیز امتزاج............''۔

پروفیسر غلام مرتضیٰ ترک ''آئین''۔ لاہور

.........................................

☆...... بلاشبہ ''عزیز بھٹی شہید'' کی زندگی اور کردار کے مطالعہ سے فیضان روحانی حاصل ہوتا ہے۔

روزنامہ ''ڈان'' کراچی

.........................................

☆...... ''مصنف نے عزیز بھٹی شہید کی ایسی قلمی تصویر پیش کی ہے کہ ہمیشہ لازوال رہے گی۔''

''مارننگ نیوز'' کراچی

.........................................

☆...... اپنی تاریخی اور قومی حیثیت کے علاوہ فنی لحاظ سے بھی ایک لازوال کتاب ہے۔ میری رائے میں اردو کے سوانحی ادب میں یہ پہلا موقع ہے کہ مصنف نے ممدوح کی زندگی کے ہر پہلو کو انتہائی حقیقت پسندانہ انداز میں بے نقاب کیا ہے۔

روزنامہ 'حریت' کراچی

.........................................

Marfat.com

☆...... مغرب میں اس نوع کی کتاب کے لئے معلومات وحقائق بلاشبہ ایسی ہی کاوش سے جمع کئے جاتے ہیں لیکن اردو ادب ایسی کاوشوں سے ناآشنا ہو چکا تھا۔

روزنامہ پاکستان ٹائمز لاہور

..................................................

جناب اشفاق احمد (تلقین شاہ) نے بتایا تھا کہ پاکستان رائٹرز گلڈ کے سلسلے میں ڈھاکہ میں ایک اجلاس منعقد ہوا۔ رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ نماز تراویح کے بعد سونے لگے تو دیکھا کہ شہاب صاحب کوئی کتاب پڑھ رہے ہیں۔ میں اٹھا اور بڑے ادب سے وہ کتاب ان سے لے کر یہ کتاب ''عزیز بھٹی شہید'' ان کے ہاتھ میں تھما دی!

جب ہم سحری کے لئے بیدار ہوئے، تو دیکھا کہ شہاب صاحب بدستور محو مطالعہ ہیں اور ان کی آنکھوں سے آنسو برس رہے ہیں!!

..................................................

16/ جون 1968ء کو پاکستان رائٹرز گلڈ کے تحت تقسیم انعامات کی تقریب میں جناب قدرت اللہ شہاب مرحوم کو زندگی میں پہلی اور آخری بار قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ اوّل انعام کے لئے میرا نام پکارا گیا تو تالیوں کی گونج میں انہوں نے میری طرف بڑے غور سے دیکھا۔ جونہی تقریب ختم ہوئی۔ وہ سٹیج سے اتر کر میرے قریب تشریف لائے۔

بڑی شفقت سے میرے شانے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ''بیٹا! یہ کتاب لکھ کر آپ نے دنیا بھی سنوار لی ہے اور عاقبت بھی!''

قدرت اللہ شہاب

..................................................

جناب احمد ندیم قاسمی...... پیش لفظ میں فرماتے ہیں۔ اصغر صاحب کی اس تصنیف کی ملی اور تاریخی اہمیت تو مسلمہ ہے ہی مگر میری رائے میں یہ اردو کے سوانحی ادب میں بھی ایک اضافے کی حیثیت رکھتی ہے۔ اردو کی بہت کم سوانح عمریوں کو اس حد تک مکمل کہا جاسکتا ہے کہ ان کا موضوع ایک ایسے جیتے جاگتے سانس لیتے کردار کی صورت میں ہمارے قریب آ

Marfat.com

جائے کہ ہم اس کے دل کی دھڑکن بھی سن سکیں۔ اور اس کے جذبے کی گرمی بھی محسوس کر سکیں۔

احمد ندیم قاسمی...... 6 ستمبر 1966ء...... 47 انارکلی۔ لاہور

........................................

''ایسی سیرت ساز کتابیں ہمارے نصاب تعلیم میں ہونی چاہئیں''!

فرہادی محنت سے مرتب کردہ' محبت کے آنسوؤں سے تحریر نمودہ اور حسن ذوق کی پاکیزگی کے ساتھ پیش کردہ اصغر علی گھرال کی یہ تالیف درحقیقت اس قرضہ کو چکانے کی کوشش ہے۔ جو شہدائے پاکستان کے مقدس لہو کی صورت میں قوم کے سر پر ہے۔

شہید عزیز بھٹی کی پوری زندگی کے متعلق جس قدر معلومات فراہم اور یکجا کر دی گئی ہیں۔ انہیں تلاش کرنے میں جس قدر کوہ کنی کرنا پڑی ہوگی۔ اس کا اندازہ کتاب دیکھنے کے بعد ہی کیا جاسکتا ہے۔ بالخصوص برکی کے محاذ یعنی شہید کی زندگی کے آخری سات دنوں کے جزئیاتی کوائف کے متعلق تو ذہن میں نہیں آتا۔ کہ انہوں نے کہاں سے اور کس طرح حاصل کی ہیں۔ پھر انہیں پیش کرنے کا انداز اس قدر دلکش اور جاذب ہے۔ کہ قاری اپنے آپ کو عزیز بھٹی شہید کے ہم رکاب چلتا پھرتا محسوس کرتا ہے۔

خدا کرے کہ ہمارے ارباب حل وعقد کی سمجھ میں یہ بات آ جائے۔ کہ اس نوع کی سیرت ساز کتابیں ہمارے نصاب تعلیم میں ہونی چاہئیں۔

غلام احمد پرویز...... طلوع اسلام۔ جولائی 1967ء

Marfat.com

## اسی مصنف کے قلم سے دوسری مایہ ناز نگارش

# اسلام یا ملّا ازم

☆......ورلڈ کلاسیک ہونے کے ساتھ ساتھ۔ یہ کتاب۔ قاری کو ذہنی خوراک بھی مہیا کرتی ہے اور قاری کی خوابیدہ حس ادراک کے لئے مہمیز کا کام بھی کرتی ہے نفس مضمون کے لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو ایسی سنجیدہ موضوع کی کتابیں، بالعموم خشک اور ''دیر ہضم'' ہوتی ہیں لیکن اصغر علی گھرال کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ کرخت بات بھی انتہائی دلچسپ پیرائے میں بیان کرتے ہیں۔''

نوائے وقت۔ لاہور

..............................

☆......اصغر علی گھرال ایک روشن خیال اور انسان دوست فرد ہیں اور اسی حوالے سے انہوں نے سماج میں عورت، اقلیت، انسانی حقوق اور اسلام میں اجتہاد جیسے نازک موضوعات کو اٹھایا ہے اور ان پر لکھنے کا حق ادا کر دیا ہے۔ وہ قابل مبارکباد ہیں کہ انہوں نے یہ مضامین اس وقت لکھے اور چھپوائے، جب ایسی باتیں لکھنے والے معتوب اور مغضوب ٹھہرتے تھے۔

زاہدہ حنا۔ روزنامہ جنگ لندن۔ 16 اگست 1989ء

..............................

☆......طعن وتکفیر کے فتوؤں سے بے نیاز اصغر علی گھرال کو سچ کی راہ پر بڑھتے ہی رہنا چاہئے کہ یہی ہماری تاریخ ہے کہ جنہیں ماضی میں سچ کے جرم پر ''ملائیت وملوکیت'' کے ہاتھوں ذلیل ورسوا کیا گیا۔ مستقبل نے انہیں ''مجتہدین'' کہہ کر ان کے نام اور کام کے آگے سر عقیدت خم کیا۔

امن۔ کراچی

..............................

☆......اسلام یا مُلّا ازم'' ایسی فکر انگیز کتاب کے مطالعہ سے مجھے اس بات کی خوشی ہوئی کہ وطن عزیز میں آج بھی سچ بولنے والے موجود ہیں۔

Marfat.com

سید علی عباس جلالپوری

..............................................

☆......شریعت کا فریم ورک جس کی وکالت گھرال صاحب کے خیال میں وہ طبقہ کر رہا ہے، جسے "ملاّ" کہا گیا۔ بقول ان کے موجودہ تقاضوں کا ساتھ نہیں دے سکتا اور اگر اس پر اصرار کیا گیا تو نتیجہ وہی نکلے گا، جو بے جا اصرار کا نکلا کرتا ہے۔ کہ قوم فکری بغاوت کی دوسری انتہا تک پہنچ جاتی ہے اور اس کا علاج گھرال صاحب نے بھی وہی سمجھا ہے جو علامہ اقبال نے سوچا تھا کہ معاشرے کے بہت سے مسائل ایسے ہوتے ہیں۔ جن کے بارے میں وقت کے ساتھ ساتھ تبدیلی فکر ضروری ہوتی ہے۔"

پروفیسر شریف کنجاہی۔ روزنامہ امروز، لاہور

..............................................

☆......اس کتاب کو تاریخ میں حوالے کے طور پر پیش کرنا چاہئے۔ آنے والے دور کا مؤرخ جب گذشتہ گیارہ سو برسوں والے اسلام کی حالت زار کا نقشہ کھینچے گا تو وہ زیر تبصرہ کاوش۔ "اسلام یا مُلّا ازم" کو نظر انداز نہیں کر سکے گا۔"

ماہنامہ 'حکایت۔ لاہور

..............................................

☆......کتاب "اسلام یا مُلّا ازم" کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے مدرجات سے کلی اتفاق نہ کرنے والا بھی بہت کچھ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔"

ماہنامہ 'منادی'۔ لاہور

..............................................

☆......"اسلام یا مُلّا ازم" میں "مُلّا" حضرات کے اس طرزِ عمل کی تفصیلات پیش کی ہیں۔ جن کے نتیجے میں ہمارے ملک میں اسلامی نظام کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکا"۔

طلوع اسلام۔ لاہور

..............................................

Marfat.com

☆...... ''آپ کا انداز تحریر بڑا ہی مختصر، لیکن جامع اور دل نشین ہے۔ آپ کا طنز و مزاح سے بھرپور لیکن حقیقت پر مبنی استدلال زیادہ کتاب اللہ کی روح کے مطابق اور بصیرت افروز ہے!''۔

عبدالحکیم ارشد۔ نواب شاہ

..................................................

☆...... ''کتاب ایک جملے سے شروع ہوتی ہے کہ ''زیادہ احمق کون ہے۔ وہ بچہ جو اندھیرے سے ڈرتا ہے، یا وہ آدمی جو روشنی سے ڈرتا ہے؟ اور اسی جملے میں کتاب کی پوری روح سمٹ آئی ہے۔ کتاب ''اسلام یا مُلا ازم'' روشنی سے ڈرنے والے انسانوں کے لئے دعوتِ فکر ہے۔ اس کا اسلوب بیان عام فہم، دلچسپ اور دلنشین ہے۔ یہ کاوش اسی قومی تحریک کا حصہ ہے جس کا آغاز سر سید احمد خاںؒ نے کیا اور علامہ اقبالؒ نے جسے آگے بڑھایا۔''

اکبر علی ایم اے

Marfat.com

# سرٹیفکیٹ......انعام

جاوید چودھری کے کالموں کے پہلے مجموعے زیرو پوائنٹ ''ٹاپ ہنڈرڈ'' کی تقریب رونمائی سید محمد شعیب پرنسپل کے زیر اہتمام 2 / مارچ 2000ء کو گورنمنٹ انٹر کالج لالہ موسیٰ میں منعقد ہوئی۔

12:30 بجے ویلج ایڈ ریسٹ ہاؤس لالہ موسیٰ پہنچا۔ چودھری محمد خاں، سید شعیب شاہ اور جاوید چودھری موجود تھے۔ اتنے میں جناب عطاء الحق قاسمی، ان کے صاحبزادے علی اور جناب ہارون رشید تشریف لے آئے۔ تھوڑی دیر بعد جناب امجد اسلام امجد اور ماٹھا کالم والے خالد مسعود بھی آ گئے۔

گپ شپ ہوئی۔ لطیفے ہوئے۔ اچانک قاسمی صاحب مجھے مخاطب کر کے فرمانے لگے۔ آپ بہت مشکل کام کر رہے ہیں۔ جابر سلطان کے روبرو کلمۂ حق کہنا بھی بڑا مشکل ہے۔ مگر جابر ملاں اور جابر عوام کے معتقدات کے خلاف لکھ کر کلمہ حق ادا کرنا تو اور بھی بے حد دشوار کام ہے۔ جابر سلطان کے روبرو کلمہ حق کہنے والے کو ایک فائدہ ہوتا ہے۔ کہ اس کا نام آنے والے ''جابر سلطان'' کی ''گڈ بکس'' میں درج ہوتا ہے۔ چنانچہ جب Regime بدلتی ہے۔ تو ایسا کلمہ کہنے والے کو نوازا جانے کی امید ہوتی ہے۔

مگر جابر ملاں اور جابر عوام کو ناراض کرنے والے کو تو کوئی ایسی امید نہیں ہوتی۔ پبلک کا کوئی سیکشن اور نہ حکومت اس کی پذیرائی کرتی ہے! بڑا مشکل کام ہے!

............

شاید یہ سرٹیفکیٹ ہی اس کا انعام ہے۔

Marfat.com

# گذارش احوال واقعی!

کشمیر کی سرحد پر ضلع گجرات کی تاریخی بستی اعوان شریف سے 2 میل جنوب میں گاؤں کے نمبردار چوہدری نور داد کے بڑے بیٹے چوہدری فتح خاں کے ہاں 6/ستمبر 1927ء کو جنم لیا۔ گاؤں کا نام بستی کے بانی کے نام پر 'گھرال' ہے۔ جو 23 نسلیں اوپر اصغر علی گھرال کے جدامجد تھے۔ اب یہ نام اصغر علی کے نام کا حصہ ہے۔

.................

کوآنکھ برانچ سکول سے دو جماعت' اجنالہ سکول سے مڈل اور گورو گوبند سنگھ خالصہ لبانہ ہائی سکول ٹانڈہ سے کلاس میں اوّل رہ کر 1944ء میں میٹرک کیا۔

.................

1945ء میں ملازمت اور پرائیویٹ طور پر تعلیم کا سلسلہ جاری رکھنے کے ارادے سے لاہور چلا گیا۔ وہاں محکمہ نہر میں کلرکی کی۔ تعلیم کے لئے پرائیویٹ ادارے سے استفادہ کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ دیال سنگھ لائبریری سے اپنے ادبی اور صحافتی ذوق کی پیاس بجھائی۔

.................

1946ء میں میری پہلی تحریر روزنامہ نوائے وقت میں چھپی۔ یہ ایڈیٹر کے نام خط تھا۔ اپنے پسندیدہ جریدہ میں من وعن اپنی تحریر اور اس پر اپنا نام چھپا دیکھ کر ایک نوجوان کو جو خوشی ہوئی۔ اس کا اونچی چھلانگ سے اظہار ہوا۔ وہ لمحہ آج بھی یاد ہے۔!

اس کے بعد میں نے نوائے وقت کو جو کچھ اور جس موضوع پر لکھا۔ وہ ادارتی صفحہ پر مضمون کی شکل میں شائع ہوا۔

1947ء کے ہنگامی دور میں لکھنے لکھانے میں توقف ہوا۔ تو جناب حمید نظامی کی طرف سے ایک دوسطری گرامی نامہ موصول ہوا۔

"اصغر صاحب! آپ کے مضامین دلچسپی سے پڑھے جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ جاری

Marfat.com

رکھیں۔''حمید نظامی''
آپ اندازہ نہیں کر سکتے۔ کہ اپنے صحافتی ہیرو کی طرف سے ان دوسطروں سے میری جذباتی کیفیت کیا ہوئی۔ اور یہ تحسین کے پھول ''اصغر صاحب'' کو کتنی خود اعتمادی دے گئے۔

انہی دنوں نوائے وقت میں ایک اشتہار سب ایڈیٹر کی ضرورت کے حوالے سے چھپا جس میں امیدوار کی کم سے کم تعلیمی استعداد گریجویشن تھی۔ میں نے ایڈیٹر کے نام خط لکھا۔ کہ میں بی۔اے نہیں ہوں (ایف۔اے تھا) لیکن جرنلزم کے بارے میں آپ میرے شوق سے واقف ہیں۔ مجھے جناب حمید نظامی نے بلا لیا۔ خلاف معمول اپرنٹس شپ کے دوران بھی معقول اعزازیہ سے نوازا۔ تین ماہ بعد ہی سب ایڈیٹر بن گیا۔ اور چند سال تک نوائے وقت اور قندیل میں مختلف شعبوں میں کام کرتا رہا۔

اس دوران پنجاب یونیورسٹی سے نہ صرف بی۔اے بلکہ ڈپلومہ ان جرنلزم بھی کر لیا (ابھی جرنلزم کی ایم۔اے کلاسز شروع نہیں ہوئی تھیں) پھر لاء کالج میں داخلہ لیا اور قانون کی ڈگری لے کر گجرات ڈیرہ لگا لیا۔ وکالت کے ساتھ سیاسی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیا۔ مسلم لیگی ذہن کے باعث حلقہ کے فیوڈل وڈیروں سے ہمیشہ مخالفت رہی۔ یہ الگ موضوع ہے۔ تاہم ان سب کے ساتھ صحافت اور ادب سے بھی رشتہ قائم رہا۔

جنگ ستمبر کے ہیرو عزیز بھٹی شہید کی شخصیت اور کارنامے سے متاثر ہو کر باقاعدہ ریسرچ سے دو سال میں ان کی بایا گرافی مرتب کی۔ ملک میں چوٹی کے ادیبوں اور دانشوروں نے نہ صرف اس کی دل کھول کر داد دی۔ اسے عالمی ادب کی چند بلند پایہ سوانح عمریوں میں شمار کیا۔ پاکستان رائٹرز گلڈز نے جنگ ستمبر کے حوالے سے ادبی شاہکاروں کے لئے اپنے ذاتی سرمایہ سے آدم جی پرائز کے برابر جنگ ستمبر ادبی انعام جاری کیا۔ اس کتاب کو یہ اوّل انعام حاصل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

قومی اخبارات میں مختلف موضوعات پر اظہار خیال کا سلسلہ جاری رہا۔ جنرل ضیاء الحق کی نام نہاد اسلامائزیشن اور شریعت بل پر میرے تنقیدی مضامین روزنامہ جنگ میں

Marfat.com

اشاعت پذیر ہوتے رہے۔ جناب وارث میر اور بعض اور دوست بھی یہ جہاد جاری رکھے ہوئے تھے۔

1988ء میں میری دوسری کتاب ''اسلام یا ملاّ ازم'' شائع ہوئی تو دوسرے مواد کے ساتھ یہ تمام آرٹیکل اس میں شامل تھے۔ کتاب روشن خیال طبقات میں تو مقبول ہوئی۔ مگر حسب توقع ''ملائیت'' نے اس کے خلاف زہر اگلا۔

ایک دفعہ محترم ارشاد احمد حقانی کے ہمراہ جناب شکیل الرحمان سے ملاقات کر کے جنگ میں باقاعدہ 'کالم نگاری' کے حوالے سے مشورہ کیا۔ تو موصوف نے خوشی سے اس کی اجازت دے دی۔ مگر میں خود ہی اس کی جسارت نہ کر سکا۔ تاہم اسی دوران اپنے بے تکلف دوست اور مہربان جناب حمید جہلمی کی ترغیب اور مشورہ سے روزنامہ 'پاکستان' میں۔

''گپ شپ'' کے عنوان سے ہلکا پھلکا کالم گھسیٹنا شروع کر دیا۔ جسے پسند کیا گیا۔ 1992ء سے کئی سال تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ اتفاق سے ایک دو کالم ایسے آئے جو اکبر علی بھٹی کا اخبار چھاپنے کا متحمل نہ ہو سکا۔ ظاہر ہے سرکار کے خلاف ذرا سخت تنقید تھی۔ میں نے انہیں ''ہلکے پھلکے انداز میں'' کے نام سے نوائے وقت میں بھجوا دیا۔ چھپ گئے۔ یوں یہ سلسلہ دونوں اخباروں میں جاری ہو گیا۔ یہ صورت حال دیکھ کر خبریں کے جناب ضیاء شاہد نے ٹیلی فون کیا کہ گھرال صاحب! اگر آپ صرف ایک اخبار میں کالم لکھ رہے ہوتے تو ہم آپ کو تکلیف دینے کا سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ لیکن اگر آپ دو اخباروں میں لکھ سکتے ہیں۔ تو تین میں کیوں نہیں؟''

اس محبت بھری دلیل کا میرے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ میں نے جناب ضیاء شاہد کو اسی دن ایک طویل مکتوب لکھا۔ جس میں من جملہ دیگر باتوں کے اخبار کی بعض پالیسیوں پر (جنہیں میں ناپسند کرتا تھا) بڑی شدت سے تنقید کی۔ اور دل کی خوب بھڑاس نکالی۔

مجھے حیرت ہوئی۔ کہ میرا خط جناب ضیاء شاہد نے اخبار میں من وعن چھاپ دیا۔ اسے تصویر کے ساتھ خوبصورت کالم کی شکل دی۔ اور اپنی طرف سے بھی پیارا سا نوٹ لکھا۔

یوں میں تین قومی اخبارات میں بیک وقت کالم نگاری کرنے لگا۔ اور تینوں جریدے

Marfat.com

مجھے معقول معاوضہ دے رہے تھے۔

اس مرحلہ پر بیک وقت تین اخباروں کے حوالے سے ایک واقعہ یاد آ رہا ہے۔ جناب ضیاء شاہد گجرات دورے پر آئے ہوئے تھے۔

دوستوں کی ایک محفل میں راحت ملک نے کہا۔ ضیاء صاحب! گھرال صاحب کا کمال دیکھیں۔ کہ تین بالکل مختلف مزاج اور مختلف پالیسیوں کے حامل قومی اخبارات میں بیک وقت کالم نگاری کرر ہے ہیں۔

میری طرف سے کوئی جواب دینے سے پہلے جناب ضیاء شاہد ہی بول پڑے۔ کہنے لگے۔ گھرال صاحب' کو اخبارات کے مزاج اور پالیسیوں سے کوئی سروکار نہیں۔ وہ کالم اپنے مزاج اور اپنی پالیسی کے مطابق لکھتے ہیں۔

ضیاء شاہد صاحب نے میری گوناگوں مصروفیات' جن میں سیاسی' سماجی' وکالتی' عدالتی' صحافتی اور ادبی شامل ہیں کے حوالے سے بھی وہیں ایک لطیفہ سنایا۔ کہنے لگے۔

بس بھر چکی۔ تو ایک نوجوان داخل ہوا۔ اس نے تھیلے سے کھٹی مٹھی ٹکیاں نکال کر بیچنا شروع کر دیں۔ دوسرے چکر میں وہ سرمہ بیچ رہا تھا۔ پھر اس نے نماز اور دوسری چھوٹی چھوٹی اسلامی کتابیں فروخت کیں۔ نئے سال کی جنتری بھی بیچی۔ ڈرائیور سیٹ پر بیٹھا۔ تو اس نے تھیلا ایک طرف رکھا۔ کیش بک نکالی۔ اور مسافروں سے گذارش کی۔ کہ بہن بھائیو' اپنی اپنی ٹکٹیں لے لو۔

جناب ضیاء شاہد کا مطلب یہ تھا کہ کنڈکٹر اصغر علی گھرال تھا۔

سارے ہی موضوعات پر قلم فرسائی کرتا ہوں۔ مگر اپنے ہاں بنیادی انسانی حقوق کی پامالی پر دل بہت دکھتا ہے۔ کڑھتا ہے اور اظہار کی راہیں بنالیتا ہے۔ مذہبی جہالت پسندی اور کٹھ ملائیت کے خلاف جہاد بھی میرا پسندیدہ موضوع ہے۔ اردو پریس میں یوں بھی ملائیت کا غلبہ ہے بہت محتاط لکھنا پڑتا ہے۔ کتاب اسلام یا ملاّ ازم کے خلاف فتوؤں کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ روزنامہ 'دن' جاری ہوا۔ تو یہ اخبار مذہب کے حوالے سے دوسروں کی نسبت ذرا لبرل محسوس ہوا۔ چنانچہ بعض ایسے کالم جو شاید کہیں اور جگہ نہ پا سکتے تھے۔ اس کو ارسال کر دیئے۔

Marfat.com

جو اخبار نے شکریہ کے ساتھ چھاپ دیئے۔ اور مزید کا اصرار کیا۔ بنیادی انسانی حقوق کے حوالے سے پاکستان میں کسی اقلیت کے ساتھ زیادتی ہو۔ تو میرا قلم اسے برداشت نہیں کرتا اور ہر رسک لینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

کالا باغ ڈیم پر بھی سال ہا سال سے متواتر لکھتا آ رہا ہوں۔ کچھ مضامین اس مجموعہ میں شامل ہیں۔ مجھے حیرت ہوتی ہے کہ یہ بڑے بڑے کالم نگار دنیا جہاں کے موضوعات پر قلم زنی کرتے رہتے ہیں۔ مگر اس انتہائی اہم موضوع پر ان کی نظر کیوں نہیں جاتی؟ یہ 18 کروڑ عوام کے لئے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے!

**سیاست میں** 1965ء کے جنرل الیکشن بی ڈی نظام کے تحت ہوئے۔ ضلع گجرات سے تھانہ سرائے عالمگیر کو جہلم سے لگا کر باقی ضلع کی قومی اسمبلی میں صرف 2 نشستیں تھیں۔ جن پر قومی سطح کے دو بڑے سیاسی لیڈر چوہدری ظہور الٰہی شہید اور چوہدری فضل الٰہی مرحوم الیکشن لڑ رہے تھے۔ صدر ایوب خان اور گورنر امیر محمد خاں چوہدری ظہور الٰہی کے سخت خلاف تھے اور ہر قیمت پر انہیں شکست دلانا چاہتے تھے۔ ان کا مقابلہ چوہدری غلام رسول تارڑ سے تھا۔

دوسری نشست پر چوہدری فضل الٰہی نے ایک آئینی ترمیم پر حکومت کو ممنون کر رکھا تھا اور حکومت ہر قیمت پر انہیں جتوانا چاہتی تھی۔ ان کا مقابلہ اصغر علی گھرال سے تھا۔

چوہدری ظہور الٰہی کو شکست دلانے کے لئے حکومت کو زبردست دھاندلی کرنا پڑی۔ تاہم چوہدری فضل الٰہی کو منصفانہ الیکشن جیتنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئی۔

..................

پاکستان پیپلز پارٹی کے آغاز سے ہی اس میں شمولیت اختیار کی شیخ محمد رشید صاحب کے ہمراہ آزاد پاکستان پارٹی میں رہ چکا تھا۔ وہ بطور ایک نظریاتی فعال کارکن عزت کرتے تھے۔ پارٹی میں اصغر علی گھرال کا شمار شیخ رشید گروپ میں تھا۔ دو سال تک پیپلز پارٹی ضلع گجرات کا جنرل سیکرٹری رہا۔

بھٹو صاحب مرحوم کے دور میں جاگیرداروں اور نوابوں کے خلاف ان کے بے زمین

Marfat.com

مزارعین نے ایجی ٹیشن کی۔ اسلام آباد میں جا کر مظاہرے کئے، گھرال صاحب نے ان کی حمایت کی اور اخبارات میں ان کے کاز کو آگے بڑھایا۔ چنانچہ 16 رفروری 1974ء کو کچہری سے گھر آتے ہوئے ان پر قاتلانہ حملہ کرایا گیا۔ جس میں بال بال بچ گئے صرف ایک ٹانگ ذرا ٹوٹ گئی!

.................

1977ء میں مارشل لاء کے نفاذ کے بعد آئین معطل رہا اور سیاسی سرگرمیوں پر پابندیاں عائد کر دی گئیں۔ اس تاریک دور میں وکلاء نے ملک گیر کنونشن منعقد کئے۔ بھوک ہڑتالیں کیں۔ جلوس نکالے سیاہ جھنڈے لہرائے اور ان کے خلاف مارشل لاء ضوابط کے تحت مقدمے قائم کئے گئے اور سزائیں دی گئیں۔ اصغر علی گھرال نے ان اجتماعات میں گجرات بار کی نمائندگی کی۔ ایجی ٹیشن میں بھرپور حصہ لیا اور اگست 1983ء میں اسے گرفتار کر کے 3 ماہ کے لئے نظر بند کر دیا۔

1988ء میں انہوں نے گوجرانوالہ ڈویژن سے پنجاب بار کونسل کا انتخاب لڑا اور نمایاں کامیابی حاصل کی بطور ایک کامیاب مصنف ان کا تعارف پڑھے لکھے طبقے میں ہو چکا تھا جو ان کی کامیابی پر ممد ثابت ہوا۔

1991ء کے بلدیاتی الیکشن میں نہ صرف فیوڈل نواب صاحب کو جو سابق ایم این اے رہ چکے تھے۔ ضلع کونسل کے الیکشن میں ڈیڑھ ہزار ووٹوں سے شکست دی۔ بلکہ دونوں خاندانوں کی ''کامن'' یونین کونسل کی چیئرمین شپ پر گھرال خاندان بلا مقابلہ فتح یاب ہو گیا۔ یہ معرکہ بیٹے اسجد جاوید نے سر کیا۔ جس نے اگلے بلدیاتی الیکشن میں نہ صرف نواب خاندان کے نمائندے کو ضلع کونسل کے الیکشن میں شکست فاش دی۔ وہ ضلع کونسل کا وائس چیئرمین منتخب ہو گیا۔

2002ء کے عام انتخابات میں ان کے بیٹے خالد نے صوبائی حلقہ سے الیکشن لڑا اور حریف فیوڈل لارڈ کو 7 ر ہزار ووٹوں سے شکست دی۔ اور وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الٰہی کی حکومت میں پارلیمانی سیکرٹری سپورٹس رہا۔

Marfat.com

حلقہ میں خدمات اور بہتر کارکردگی کی بنا پر 2008ء کے الیکشن میں انہی حریفوں سے مقابلہ ہوا۔تو پیپلز پارٹی کے امیدوار کو 23 ہزار اور مسلم لیگ 'ن' کے امیدوار کو 38 ہزار ووٹوں سے شکست دے کر پنجاب میں مسلم لیگ 'ق' کے کامیاب امیدواروں میں ٹاپ کیا۔

خالد اصغر گھرال پنجاب اسمبلی میں کالاباغ ڈیم کے حوالے سے مسلسل آواز بلند کرتا رہتا ہے

..........................................

اصغر علی گھرال (مصنف) اپنے بیٹے خالد اصغر گھرال (ایم پی اے) کے ساتھ

Marfat.com

## ہم کالا باغ ڈیم نہیں بنائیں گے تو کون بنائے گا؟ گورنر سلمان تاثیر

## پیپلز پارٹی واحد وفاقی جماعت ہے، جو اس کیلئے سارے صوبوں کو اکٹھا کر سکتی ہے

### روزنامہ ایکسپریس لاہور۔ مورخہ یکم جنوری 2011ء

لاہور (ایکسپریس رپورٹ) ایکسپریس نیوز کے پروگرام ''فرنٹ لائن'' میں کامران شاہد سے گفتگو کرتے ہوئے کالا باغ ڈیم کے بارے سوال پر گورنر سلمان تاثیر نے کہا۔ میں پہلا شخص ہوں جس نے کھلے عام کہا ہے کہ صوبے اور پاکستان کے مفاد میں کالا باغ ڈیم بننا چاہئے۔ جب سیلاب آیا تو میں نے اس وقت بھی کہا کہ ہمارا جو واٹر ڈسٹری بیوشن سسٹم ہے اس کے لئے ہمیں کالا باغ ڈیم بنانا پڑے گا۔ کئی حکومتیں آئی ہیں۔ اور گئی ہیں۔ کالا باغ ڈیم کی بات کرتے ہیں۔ پھر بھاگ جاتے ہیں۔ پاکستان سنگاپور یا بنگلہ دیش نہیں ہے جہاں روز بارشیں ہوتی ہیں۔ یہاں صرف جب گلیشیئرز سے برف پگھلتی ہے۔ تو پانی آتا ہے۔ یا مون، سون میں آتا ہے۔ ہمارے پاس 2,3 مہینے ہوتے ہیں جس میں ہمیں 75 فیصد پانی ملتا ہے۔ اگر ہم ڈیم نہیں بنائیں گے۔ تو کون بنائے گا؟ اس سیلاب میں پچاس ملین ایکڑ فٹ پانی سمندر میں ضائع ہوا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ کالا باغ ڈیم بنائیں کیونکہ اس وقت ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ بھاشا ڈیم جو ہے وہ تو دس، بارہ سال نہیں بنے گا۔ اور وہ اس علاقے میں ہے۔ جہاں زلزلے آتے ہیں۔ ایک سوال پر انہوں نے کہا کہ کالا باغ ڈیم پر کئی صوبے طویل عرصے سے سیاسی گیم کھیلتے رہے ہیں۔ ان مسائل پر لوگوں کو اکٹھا کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے لیکن پیپلز پارٹی واحد وفاقی پارٹی ہے جو کالا باغ ڈیم کے لئے باقی صوبوں کو اکٹھا کر سکتی ہے۔

..................

Marfat.com

☆☆☆

اصغر علی گھرال کے کالم اور موجودہ کتاب ''کالا باغ ڈیم بنائیں، پاکستان بچائیں (جلد اوّل) کو بذریعہ انٹرنیٹ پڑھنے کے لئے وزٹ کیجیے

www.apnaorg.com

www.apnarozan.com

Marfat.com

## اصغر علی گھرال کی دیگر کتب

☆ عزیز بھٹی شہید...... بایاگرافی

☆ اسلام یا ملّا ازم

(دونوں کتابیں سرِ دست سٹاک میں موجود نہیں)

## زیرِ طبع کتب

☆ کالموں کا انتخاب

☆ پروفیسر چودھری فضل حسین (خطوط کے آئینہ میں)

☆ کالاباغ ڈیم بنائیں، پاکستان بچائیں (جلد دوم)

معروف کالم نگار عبداللہ خالد خان (مرحوم) کے کالموں کا مجموعہ

**سائیڈ واک**

روزن پبلشرز، گجرات پر دستیاب ہے

Marfat.com

اصغر علی گھرال کی تصنیف

# کالاباغ ڈیم بنائیں،
# پاکستان بچائیں

(جلد دوم)

کتاب میں مزید نئے کالم، مضامین، مباحثے، تحقیقی رپورٹس اور عوامی آرا سے
بھرپور تجزیے شامل ہوں گے
سطر سطر چونکا دینے والے انکشافات، اپنی کاپی آج ہی بک کرائیں

(جلد آرہی ہے)

روزن پبلشرز
روزن بلڈنگ ریلوے روڈ گجرات
Ph:+92-53-2118711,3536018
Fax:+92-53-3523334

Marfat.com

Marfat.com

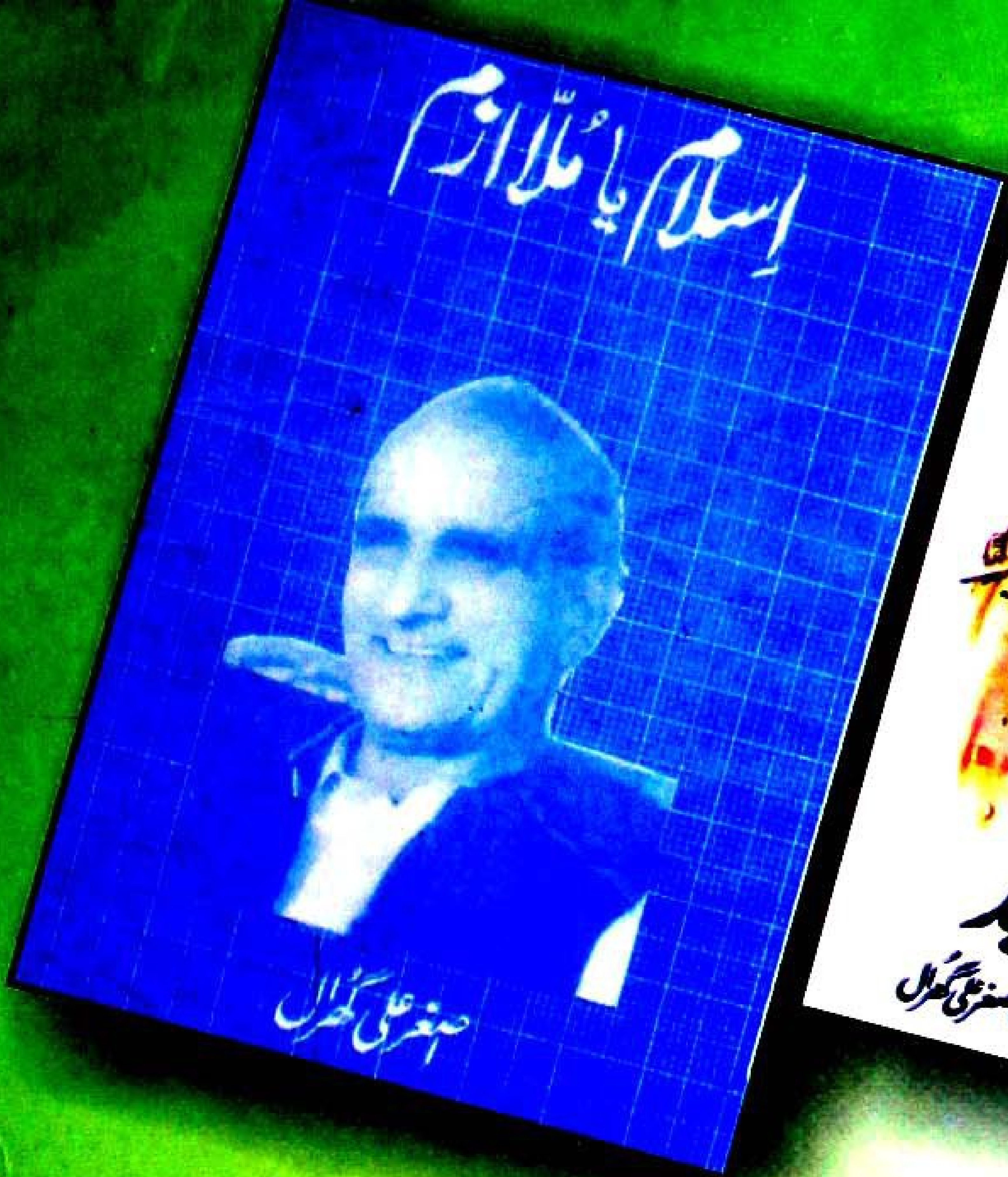

**کالا باغ ڈیم کی تعمیر کا فیصلہ قائداعظم نے کیا**

ڈان 15 مارچ 1948ء

**کالا باغ ڈیم کا مخالف پاکستان کا مخالف ہو گا**

محترمہ بینظیر بھٹو

اصغر علی گھرال کی لازوال کتاب
جلد دوم..... جلد آ رہی ہے

**کالا باغ ڈیم بنائیں**
**پاکستان بچائیں**

ISBN 969-9311-08-8
9 789699 311086
Rs. 500
Rozan Publishers

Marfat.com